حضرت حکیم الامت کے

سفر نامے

مکمل

پاکستان، ایران، عراق، کویت، نجد، حجاز، مکہ مکرمہ
مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہ کے چشم دید حالات

حکیم الامت مولانا الحاج
مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

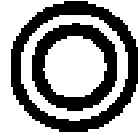
نعیمی کتب خانہ
5۔ الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور

حضرت حکیم الامت کے

سفرنامے

مکمل

پاکستان، ایران، عراق، کویت، نجد، حجاز، مکہ مکرمہ
مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہ کے چشم دید حالات



حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور

نام کتاب سفرنامے (مکمل)
مصنف الحاج حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر نعیمی کتب خانہ اُردو بازار لاہور
تعداد ایک ہزار
سال اشاعت جون 2006
قیمت

تقسیم کار

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
داتا گنج بخش روڈ لاہور
فون 042-7221953
۹ الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور
فون 042-7225085-7247350

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

دیباچہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری بہت روز کی دلی تمنائیں پوری فرمائیں۔ ۱۳۵۰ھ میں میں نے اپنا فریضہ حج ادا کیا۔ یہ حج وہورا جی کاٹھیاواڑ سے ہوا۔ پھر ۱۳۶۵ھ میں گجرات سے دوسرا حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ادا کیا والدہ مرحومہ نے اپنا حج کیا اور میں نے اپنے والد مرحوم مولانا محمد یار خان صاحب کی طرف سے حج بدل ادا کیا۔ پھر تمنا تھی کہ کاش یہ عاجز گنہگار اپنے پیارے نبی۔ نبیوں کے سرتاج۔ صاحب معراج سید المرسلین شفیع المذنبین حضور محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حج بدل کرے بار بار امنگ اٹھتی دل میں جوش آتا۔ مگر بات نہ بنتی تھی۔ موقعہ نہ ہوتا تھا۔ یہ بھی تمنا تھی کہ بھی بغداد مقدس میں حاضری حضور غوث الثقلین نجیب الطرفین۔ قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ مقدس پر حاضری نصیب ہو اور یہ غلام بینوا اپنی آنکھوں سے آستانہ شریف کی زیارت کرے۔ کربلا شریف۔ نجف اشرف۔ مشہد شریف۔ جیسے بزرگ ترین آستانوں کی جاروب کشی اپنی پلکوں سے نصیب ہو۔ اور میں سید الشہداء بیکس ودشت کربلا نور دیدہ علی مرتضیٰ لخت جگر جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ دیکھوں۔ ولیوں کے سرتاج۔ اولیاء کے دولہا۔ طریقت کے سرچشمہ بادشاہ ابرار علی مرتضےٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی نصیب ہو۔ مگر تدبیر پیش نہ آتی تھی دل کی تمنا دل میں رہ جاتی تھی۔ قربان اُس مسبب الاسباب کی قدرت کے کہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہوئے کہ ہمارا قافلہ ۳۰۰ حجاج کو لے کر بغداد شریف۔ کربلا

معلّیٰ۔ نجف مقدس۔ ایران۔ عراق۔ نجد کویت ہوتا ہوا حرمین طیبین کو جا رہا ہے۔ میں نے اپنے محترم دوست الحاج صوفی محمد جمیل صاحب سے ملاقات کی اور عرض مدعیٰ کیا۔ آں موصوف نے فرمایا کہ پارسال صرف اس کمپنی کے حصہ داران ہی جا سکتے تھے۔ شاید اس سال بھی حکومت پاکستان کی طرف سے یہی قید لگے لہٰذا مناسب ہے کہ آپ پہلے کمپنی کا شیئر چالیس روپیہ میں خرید لیں۔ تاکہ کوئی روکاوٹ نہ پیدا ہو۔ فوراً میں نے اور میرے رفقاء صوبہ دار حاجی اللہ دتا صاحب۔ سیٹھ حاجی محمد دین صاحب۔ ماسٹر الحاج اللہ دتا صاحب وکاندار نے حصص خرید لیے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ٹیکے لگوا لیے۔ اور پاسپورٹ اور ویزے کی درخواستیں کمپنی کی معرفت بھیج دیں۔ اور ہم لوگ خدا کے فضل و کرم سے ۲۷ جون ۱۹۵۴ء اتوار کے دن روانہ ہو گئے۔ اَلحمدُللہ اس مبارک سفر میں رب تعالیٰ نے ہم حجاج کو اُن خصوصی نعمتوں سے نوازا جو عام بحری یا ہوائی سفروں میں میسر نہیں ہوتیں۔ جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ بزرگانِ ملت کی صحبت و رفاقت۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سجادہ نشین کلیام شریف ضلع راولپنڈی حسنِ اتفاق سے آپ ہماری ہی بس ع۲ میں تھے۔ جناب الحاج اللہ دتا صاحب نقشبندی جماعتی ساکن کنجاہ۔ بڑے رقیق القلب۔ عاشق رسول نہایت متقی پرہیزگار بزرگ تھے۔ وہ اگرچہ ہماری بس میں تو نہ تھے بلکہ بس ع۱ میں تھے۔ مگر قریباً ہر منزل پر ہمارا اُن کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ناظرین اس سفرنامے میں اکثر جگہ اُن کے والہانہ عاشقانہ اشعار ملاحظہ کریں گے۔ جو انہوں نے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کے وقت فِی البدیہہ کہے۔ حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر رسالہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ جن کی متبرک تقریروں سے ہم لوگ راستے میں بھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی مستفید ہوتے رہے جن کے مضامین اس دوران میں ہی ماہِ طیبہ میں چھپ کر مسلمانوں تک پہنچتے رہے۔

حضرت سید قاسم شاہ صاحب ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ آپ بہت منکسر المزاج متواضع بہت خوبیوں کے مالک تھے وغیرہم

ع۲ پاکستان۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ نجد۔ حجاز کے مشہور مقامات کی دلچسپ سیر

ع۳ بزرگانِ دین خصوصاً حضور غوث ثقلین سرکار بغداد۔ سید الشہدا امام حسین سید الاولیاء علی مرتضےٰ۔ حضرت خواجہ حسن بصری۔ محمد ابن سیرین۔ حضرت طلحہ۔ عبداللہ بن زبیر۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی۔ خواجہ فرید الدین عطار وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ کے آستانوں پر حاضری۔

ع۴ ان حجاج کا عاشقانہ رنگ میں کوہ و بیاباں طے کرنا۔ ریگستانوں سے عبور کرنا گویا دیار حبیب کے شوق میں چھانتا اور سیر بلیتیا

ع۵ ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں سے ملاقاتیں۔ اپنی کہنا۔ ان کی سننا

ع۶ طائف شریف کی حاضری۔ سید عبداللہ ابن عباس کے روضے شریف کی زیارت۔ جبلِ غزالہ کے نظارے۔

ع۷ شیریں فرہاد کا شہر۔ دشت مجنون بستیٔ لیلےٰ کے مناظر۔ یہ وہ چیزیں ہیں۔ جو عام حجاج کو کم نصیب ہوتی ہیں۔

الحمدللہ کہ گجرات سے لے کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ہم کسی کافر سلطنت کی ایک اینچ زمین سے نہیں گزرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی اسلامی سلطنتیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں اللہ تعالےٰ انہیں دائم و قائم رکھے۔

میں نے عراق ایران۔ کویت حجاز والوں کے دلوں میں پاکستان اور یہاں کے مسلمانوں کی بے پناہ محبت محسوس کی۔ بعض حضرات ہمارے پاکستانی سکوں کو لے کر چومتے تھے۔ اور پاکستان کے نام پر روپڑتے تھے اور بطور یادگار اپنے سکوں کا ہمارے سکوں سے تبادلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری یادگار ہمارے پاس اور ہماری تمہارے پاس۔

فقیر نے کوشش کی ہے۔ کہ بزرگانِ دین کے آستانوں اور تاریخی یادگاروں کے صحیح پتے اور مشہور مقامات سے سمت اور فاصلے بتا دیئے جائیں۔ تاکہ زائرین کے لیے یہ کتاب رہبر ثابت۔ اور ناظرین کے لیئے دلچسپ اور باعثِ برکت ہو۔ اگرچہ یہ راستہ تکلیف دہ بھی ہے اور بعض جگہ خطرناک بھی۔ اور یہ سفر تھکا دینے والا بھی ہے۔ مگر نعمت مشقت سے ہی ملتی ہے۔ آخر میں فقیر نے حج و عمرے کا مختصر طریقہ عرض کر دیا ہے۔ تاکہ حجاج کے لیئے یہ کتاب معلم کا کام دے۔ اور زائرین کے لیئے رہبر کا

جو زائر یا حاجی یا ناظر اِس کتاب سے فائدہ اُٹھائے وہ مجھ سیاہ کار گنہگار کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ اللہ اس پاک سفر کی برکت سے سفرِ آخرت بھی آسان کرے اور ان سخت کڑی منزلوں کے وسیلے سے منزلِ قبر کو سہل بنائے۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

احمد یار خاں ناظم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ
گجرات پاکستان



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

۲۷ جون ۱۹۵۴ء یکشنبہ۔ ۲۵ شوال ۱۳۷۳ھ ہجری۔

۱۰ ۳/۴ بجے دن راولپنڈی سے لاریاں روانہ ہوئیں۔ اہل راولپنڈی نے نہایت حوصلہ سے حجاج کی خاطر تواضع شربت سے کی۔ دروازے لگائے۔ خوشیاں منائیں۔ ۶ میل فاصلہ پر ایک سائیں صاحب نے بہت پر تکلف دعوت کی۔ شیلطانیہ کے پل پر پنجاب بس کے ڈرائیوروں نے حجاج کی شربت سے تواضع کی ۱ ۱/۲ بجے دوپہر قافلہ گجرات پہنچا۔ جہاں زمیندارہ سکول میں حجاج کے کھانے کا انتظام ہوا۔ مرغ پلاؤ۔ قورمہ۔ زردہ وہی دیا گیا۔ قریباً آٹھ سو آدمیوں نے کھانا کھایا۔ حسب ذیل حضرات کی طرف سے یہ دعوت تھی۔ صوفی محمد جمیل صاحب۔ میراں بخش صاحب نواب مہدی حسن صاحب۔ حاجی میراں بخش صاحب۔ امیر حسین صاحب صراف۔ مرزا ابن بیگ صاحب۔ کلے خاں صاحب۔ سارے انتظام کا سہرا خاں صاحب کلے خاں کے سر ہے۔

سوا پانچ بجے گجرات میں قافلہ کا گشت ہوا۔ مجھے بس میں جگہ نہ مل سکی۔ کیونکہ غیر حجاج سے لاریاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لیئے میں صوفی جمیل صاحب کے ہمراہ پی کیپ میں روانہ ہوا۔ بابو اللہ دتا اور ماسٹر اللہ دتا ہمراہ ہیں۔

اور گوجرانوالہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں سے شیخوپورہ گیا جہاں صوفی صاحب نے گھی جمع کیا ہوا تھا۔ ضلع سرگودہا سے چپیس من گھی جمع کیا گیا وہاں ملک محمد شفیع صاحب نے شربت لسی سے تواضع کی۔ تین بسیں لائلپور حجاج کو لانے کے لیئے روانہ کی گئیں۔ بعد مغرب ہماری پی کیپ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ صوفی جمیل صاحب نے دو گیلن پٹرول خریدا تو دوکاندار سے رسید حاصل کی۔

کمپنی کی طرف سے منٹو پارک میں قافلہ کا قیام تھا۔ نہایت وسیع اور پر فضا میدان ہے اور کمپنی کی طرف سے بجلی کے پاور کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ سارا میدان بجلی کے قمقموں سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز کھانا کھایا۔ کھانے کا بہت اعلےٰ انتظام تھا۔ بکری کا قورمہ میدہ کی روٹیاں بہترین انتظام سے تقسیم کیا گیا۔

۲۸ جون ۱۹۵۵ء دوشنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۴ھ ہجری

صبح سویرے ہی اذانیں شروع ہوگئیں۔ میدان گونج گیا۔ مختلف جگہ نماز فجر با جماعت ادا کی گئی۔ خشک بسکٹ اور چائے کا ناشتہ کمپنی کی طرف سے کرایا گیا۔ بعدازاں حضرت عزیزالدین صاحب پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری نصیب ہوئی۔ پھر حضور داتا گنج بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی۔ جہاں حضرت مولانا الحاج مفتی سردار احمد صاحب لائلپوری سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ حضرت محمد سید معصوم شاہ صاحب نے ناشتہ کرایا پھر حزب الاحناف میں حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات دام ظلہم سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ دوپہر کی دعوت اہل لاہور کی طرف سے تھی۔ جس میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً تین بجے کھانا ملا۔ جس سے حجاج نے بہت تکلیف محسوس کی۔ آج بعض احباب گجرات سے ملنے آئے۔ کیونکہ انہیں خبر تھی کہ آج قافلہ کا قیام لاہور میں ہے۔ جن میں خان صاحب کلے خاں نیازی۔ نواب زادہ مہدی حسن خاں صاحب۔ برخوردار محمد میاں سلمہٗ قاضی افضل صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

بوقت غروب حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ کیمپ میں تشریف لائے۔ نماز مغرب انہوں نے ہی پڑھائی۔ بعد نماز مغرب بعض اہالیان لاہور کی طرف سے بہت پُرتکلف دعوت دی گئی۔ جس میں نفیس بریانی اور قورمہ پیش کیا گیا۔ پھر صوفی جمیل صاحب کی طرف سے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ نماز پنجگانہ مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھایا کریں۔ اور سب مسلمان ایک جگہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں۔

۲۹ جون سہ شنبہ ۱۹۵۵ء ۲۷ شوال ۱۳۷۴ھ ہجری

آج صبح اندھیرے ہی فجر کی نماز کے بعد اعلان ہوگیا۔ کہ تمام حجاج طیار رہیں ۷ بجے روانگی ہے۔ اس اعلان سے عام چہل پہل ہوگئی۔ ہر حاجی ذوق میں ڈوبا ہوا ہے۔ سامان رکھے جا رہے ہیں۔ لاہور کے احباب کا ناشتہ بنا ہوا ہے۔ کیمپ میں میلا لگ گیا ہے۔ نہ معلوم اتنے پھول وہار کہاں سے آگئے ہیں کہ ہر ایک حاجی کا گلا بھرا ہوا ہے۔ لاہور کے احباب کے شوق کا یہ عالم ہے کہ حاجیوں سے گلے مل مل کر رو رہے ہیں۔ کوئی

بس سے لپٹ کر روتا ہے کوئی زائروں کو چومتا ہے کہ یہ درِ محبوب کو جا رہے ہیں کوئی آنکھ نہیں جو آنسوؤں سے بھیگی نہ ہو۔ دِلوں کی عجیب حالت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم محبوبِ حقیقی ہیں۔ شعر

در ہر دلے سودائے تو　　عالم ہمہ شیدائے تو

ہر شخص رو رو کر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا۔ اعلان ہو گیا ہے کہ ۷ بجے قافلہ کی روانگی ہے ۱۸ لاریاں اور ایک کار پر قافلہ مشتمل ہے۔ جن میں ۱۳ لاریاں حجاج کی ہیں اور ایک بس ڈاکٹر کی۔ جس کے انچارج ڈاکٹر انوار الحق اور میر عبدالرشید صاحب ہیں ۲ دو ڈسپنسر ایک نرسنگ اردلی ہے۔ اِس بس میں چار بیماروں کے سونے کی جگہ ہے۔ اور ہر قسم کی دوائیں جو پروگرام کے مطابق ہیں سب موجود ہیں۔ دو بسیں راشن کی ہیں۔ اور ایک پانی کا ٹینک۔ جس میں آٹھ سو گیلن پانی حاجیوں کی وقتی ضرورت کے لیئے موجود ہے۔ ۷ کی لاری میں لاؤڈ سپیکر فِٹ کیا ہوا ہے۔ اُسی ہی فرنٹ سیٹ کی ۵ ہماری سیٹ ہے۔ اِس لاؤڈ سپیکر سے حجاج کو ہدایات جاری کی جارہی ہیں۔ اِس وقت برخوردار مفتی محمد میاں سلمہ نے یہ نظم بہت ذوق سے پڑھی۔

زائروں کی بھیڑ ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو میں نہ ہوں
دِل کی دِل ہی میں مری جاتی ہیں گھٹ گھٹ کر تمنا
قافلہ ملکِ عرب کو جا رہا ہو۔ میں نہ ہوں
صدقہ اس روضہ کے دِل سے جسم سے اور جان سے
اک جہاں اک خلق اک عالم فدا ہو میں نہ ہوں
میں وہ رو ٹھا ہوا ٹھہرا ہوں کہ بزم شاہ میں
انس ہو جن ہو فرشتہ ہوں ہوا ہو میں نہ ہوں
کس طرح روضہ پہ جا کر یا خدا ہوں بار یاب
جب میری تقدیر میں یہ ہی لکھا ہو میں نہ ہوں

دفترِ ذکرِ نبی حافظ ہے تیری یادگار ۔

تا قیامت خلق میں شہرہ ترا ہو۔ یہی رہے ہوں

سارے پچھ بج گئے۔ ہم نے لاؤڈ اسپیکر پر حجاج کو ہدایت کی کہ آپ لوگ یہ دعا پڑھ کر لاریوں پر قدم رکھیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۔ اہل لاہور نے یہ پڑھ کر حجاج کو وداع کیا۔ نَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَحُسْنَ خَاتِمَتِكُمْ ۔

لاریوں کو ترتیب دے لی گئی اور فلک شگاف نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لاریاں چل پڑیں۔ لاہوری احباب کی دو طرفہ قطاریں تا حدِ نظر کھڑی ہیں۔ بیچ میں لاریاں چل رہی ہیں ۔

شعر

طیبہ کے جانے والے میرا اسلام لے جا

سلطانِ دو جہاں تک میرا اسلام لے جا

راستہ میں جو بستی پڑتی ہے ۔ وہاں کے باشندے دو رویہ قطاروں سے استقبال کرتے ہیں ۔ کوٹ رادھا کرشن پر بہت پرزور مظاہرہ کیا گیا۔ پتوکی پر برف کا شربت تیار کیا گیا ۔ بے شمار مجمع حجاج کی خدمت کے لیے حاضر رہے ۔ مگر قافلہ وہاں نہ رک سکا۔ معذرت کر دی گئی کہ آپ کے ہاں قیام کا ہمارا پروگرام نہیں ہے۔

اوکاڑا میں داخلہ ہوا۔ وہاں ستلج کاٹن مل کے بڑے حال کمرے میں حجاج کو شربت پلایا گیا۔ مولانا غلام علی صاحب سکنہ بیانیہ ضلع گجرات استقبال کے لیے تشریف فرما تھے جنہوں نے حجاج کی بہت خدمت کی۔ وہاں پاؤ گھنٹہ قیام کے بعد قافلہ منٹگمری روانہ ہو گیا۔ بارہ بجے دوپہر منٹگمری پہنچا۔ یہاں حجاج نے ٹیوب ویل پر غسل کیا کپڑے دھوئے۔ عبدالمجید صاحب بنگلہ والے کی طرف سے حجاج کی دعوت تھی۔ پونے چھ بجے قافلہ منٹگمری سے روانہ ہوا۔ راستہ میں عجیب پُر کیف منظر تھا۔ بسوں میں سے صلوٰۃ وسلام

کی آوازیں آتی تھیں صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد کی آوازوں سے میدان گونجتے تھے۔ راستہ میں پہنچے کھو کے نزدیک ایک نالے پر میدان میں نماز مغرب پڑھی۔ خود سالار قافلہ شیخ کرم الٰہی صاحب مینجنگ ڈائرکٹر نے نماز پڑھائی۔ قریباً دس بجے شب کو قافلہ ملتان شریف میں پہنچا۔ بیرون دولت گیٹ باغ عام خاص میں قافلہ کا قیام ہوا۔ حاجی خدا بخش کی طرف سے حجاج کی مہمانی کی گئی

۳۰ جون ۱۹۵۳ء ۱۸ شوال ۱۳۷۲ھ چہارشنبہ

صبح صادق کا سہانا وقت ہے کہ قافلہ میں اذان ہوئی۔ تمام حجاج جماعت کے لئے جمع ہو گئے۔ خود میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز کچھ مسائل حج کے بیان کئے۔ لوگوں نے وعدہ لیا کہ روزانہ مسائل بیان کئے جاویں۔ کیونکہ حجاج کو اُن کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ اب ملتان کے مزارات پر حاضری دینے جا رہے ہیں۔ حسب ذیل مزارات طاہرات پر حاضری نصیب ہوئی

ع۱۔ حضرت جمال اللہ صاحب حافظ گر حضرت کا مزار پُر انوار خاص عام باغ سے شرقی جانب قریب ہی ہے۔ آپ کو حافظ گر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نمازِ فجر پڑھائی۔ پہلے سلام میں تمام وہ مقتدی فوراً حافظ ہو گئے جو داہنے جانب تھے اور بائیں سلام پر تمام وہ لوگ حافظ ہو گئے جو بائیں طرف تھے اس لئے آپ کا لقب حافظ گر ہوا۔

ع۲۔ حضرت شمس صاحب قدس سرہ۔ حضرت کا مزار پُر انوار حافظ گر صاحب کے مزار سے قریب ہی ہے۔ بڑا بافیض مزار ہے۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ لیکن یہ حضرت شمس تبریزی نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

ع۳۔ حضرت غوث بہاؤالحق صاحب ملتانی۔ آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ بہت فیض جاری ہے۔ پائینتی کی طرف ایک قبر کا نشان ہے۔ مگر قبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کا مزار تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا کہ ہم اپنی قبر میں اُن کے ادب کی وجہ سے پاؤں سیکڑتے ہیں۔ ہم کو فلاں جگہ دفن کر دو۔ چنانچہ یہاں

دفن کیا گیا۔

ع۴ شاہ رکن عالم آپ کا مزار غوث بہاء الحق کے پائنتی قریباً ایک ہزار گز کے فاصلہ پر ہے۔

ع۵ سائیں چپ شاہ۔ یہ بزرگ اسم بامسمیٰ ہیں۔ زندگی میں بھی خاموش رہے اب بھی وہاں سناٹا ہے۔

ع۶ شاہ وڈیرے صاحب۔ اُن کا وصال قریباً ۶۰ھ ہجری میں ہوا لوگ انہیں شاہ گرڈ بڑے کہتے ہیں۔ مگر نام شاہ وڈیرا ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس نام کی وجہ کیا ہے۔ آپ کا مزار سائیں چپ شاہ کے متصل ہے۔

ع۷ حضرت موسےٰ پاک شہید یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔ پاک دروازہ میں مزار پر انور ہے۔ حضرت مخدوم شوکت حسین صاحب مدظلہ زیب سجادہ ہیں۔ مخدوم صاحب بہت ہی اخلاق سے پیش آئے۔ وہاں فاتحہ کے بعد اُس مصلے کی زیارت کی جسے شیخ نے طور فرمایا اور وہ املی کا درخت بھی دیکھا جسے حضرت شیخ نے وادی سینا فرمایا ہے۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

ع۸ مدرسہ انوار العلوم میں حاضری دی جو کہ کچہری روڈ پر پبلک چوکی کے پاس اہل سنت کا بڑا مدرسہ ہے وہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت ممدوح بہت اخلاق سے پیش آئے پھر حضرت خود بھی ہمارے کیمپ میں عین دوپہر میں تشریف لائے حضرت کاظمی اہل سنت کے مایۂ ناز بلند پایہ عالم ہیں۔

ع۹ آج دوپہر کو کمپنی نے حجاج کو کھانا دیا۔ آموں کی دعوت کی۔ صوفی الحاج محمد جمیل صاحب کا انتظام نہایت معقول تھا۔ ساڑھے چار بجے قافلہ ملتان سے سکھر روانہ ہوا۔ اہل ملتان نے بہت پُرجوش نعروں اور دعاؤں سے حجاج کو الوداع کیا۔ دور و یہ انسانوں کی قطاریں تھیں۔ عجیب منظر تھا راستہ میں مظفر گڑھ پہنچے

یہاں پانچ بجکر چالیس منٹ پر سورج گرہن لگا۔ اور قریباً سارا سورج گھر گیا۔ ایک کنارہ باقی رہ گیا تھا۔ چونکہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس لیے نماز کسوف نہ پڑھی گئی۔ صرف دعاؤں پر قناعت کی گئی۔

رات کے ۹ بجے مقام پنج ند پہنچے۔ یہ جگہ ملتان سے قریباً ۷۰ میل ہے۔ یہاں پانچ ہیڈ واقع ہیں۔ عجیب پرکیف منظر ہے۔ تاحد نظر پانی ہی پانی ہے۔ شب میں بجلیوں کا پانی میں عکس اور پانی گرنے کا شور عجیب کیف پیدا کر رہا ہے۔ وہاں نماز عشاء پڑھی، کھانا کھایا اور کوچ کی تیاری ہو گئی۔

آج رات کو سفر ہو رہا ہے۔ میں اپنی بس چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کی بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس بس میں چار مریضوں کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔ راستہ بہت خراب ہے۔ اچھل اچھل پڑتا ہوں۔ رات کے ڈیڑھ بجے شب خان بیلہ سے بسیں گذریں۔ وہاں جناب ڈی ایس پی عبدالرشید صاحب نے گیارہ ٹوکرے آم بمعہ شکر و شربت کی بوتلیں حجاج کے لیے پیش کیں۔ جو بصد شکریہ قبول کی گئیں۔ یہ بیچارے چار بجے شام سے سڑک پر حاجیوں کے قافلہ کے منتظر رہے پھر شب میں اپنے ملازم کو سڑک پر چھوڑ گئے اور اطلاع پاتے ہی اپنی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ اور حاجیوں سے بار بار کہتے تھے کہ مدینہ پاک پہنچ کر میری بخشش کی دعائیں کرنا۔ میں بہت گنہگار ہوں۔ حضور کی بارگاہ میں میرا سلام اس طرح پیش کرنا کہ اس کا سلام قبول ہو۔ جو آپ کو سلام کرنے کے لائق نہیں ہے۔

یکم جولائی ۱۹۵۸ء ۔ ۲۹ شوال ۱۳۷۷ھ یوم پنج شنبہ

تمام رات سفر کر کے صادق آباد ریاست بہاولپور میں نماز فجر ادا کی مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے نماز پڑھائی ۸ بجے سکھر پہنچے۔ یہاں غضب کی گرمی ہے۔ گویا سکھ سقر بنا ہوا ہے۔ مگر کمیٹی کا انتظام لب دریائے سندھ ایک آم کے باغ میں ہے حجاج ٹھنڈے سایہ میں آرام کر رہے ہیں شب بیداری کی وجہ سے سب مضمحل ہیں۔ بعض کے سر میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بعض کی چھت سے ٹکر ہوئی۔ کیونکہ راستہ میں ۷ میل سڑک خراب

تھی۔ مگر دل پر مدینہ پاک کی ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں۔ جس نے تمام مشکلات کو آسان کردیا ہے۔ مشکلات ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔

مصرع۔ سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا۔

سکھر کے لوگوں نے اس قافلہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یا تو ان کو خبر ہی نہ ہوئی۔ یا انہیں ان امور کی طرف رغبت نہیں۔ چار بجے سکھر شہر میں قافلہ داخل ہوا۔ موٹروں نے پٹرول خریدا اور سوا پانچ بجے کوئٹہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

شکار پور سے قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ مگر جیکب آباد اور جھٹ پٹ میں پولیس نے قافلہ کو روک لیا۔ تفتیش کی لاریوں کے نمبر ڈرائیوروں کے نام نوٹ کیے پھر روانہ کیا۔ جھٹ پٹ سے سبی تک قریباً سو میل تک پانی کا نام نہیں۔ نہ کوئی آبادی ہے نہ جنگل میں سبزہ۔ عرب کا سا علاقہ ہے۔ رات کو ۱۱ بجے ہمارا قافلہ ڈھاڈر ریاست قلات میں داخل ہوا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ قافلہ یہاں ٹھہرا یہاں ہی کھانا کھایا۔ اور رات گذاری یہ جگہ بستی سے دس میل دور ہے۔ یہاں سے کوئٹہ نوے میل ہے اس حساب سے بستی سے کوئٹہ ۱۰۰ میل دور ہے۔ آج ذیقعد کا چاند نہیں ہوا۔ کل ہوگا

دو جولائی ۱۹۵۴ء۔ ۳ شوال ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج صبح سویرے قافلہ میں بہت چہل پہل ہے۔ اور گویا آج سے ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ سکھر تک کی جگہ دیکھی بھالی تھی۔ اب نیا سفر شروع ہے۔ ساڑھے چھ بجے قافلہ ڈھاڈر سے روانہ ہوا۔ کوئٹہ کا راستہ زلف محبوب کی طرح خمدار پیچیدہ ہے۔ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا گیا ہے۔ پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ ڈھاڈر سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درے کے بیچ میں ایک جگہ آئی جسے مچھ کہتے ہیں یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ حکومت نے چشمہ پر سنگ کی سی عمارت بنا دی ہے۔ جس پر لوہے کا دروازہ ہے۔ جو کھلا ہوا ہے۔ حجاج اس چشمہ میں داخل ہوگئے اور خوب غسل کیا۔ جو لطف یہاں آیا وہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ چشمہ دیکھ کر بے

اختیار زبان سے نکلا کہ مولا جنت کی نہریں کیسی ہوں گی۔ایک گھنٹہ یہ لطف رہا۔ اور وہاں سے قافلہ کوئٹہ کی طرف چل پڑا۔ساڑھے گیارہ بجے دن کو کوئٹہ پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی۔حضرت سید سلیم شاہ صاحب میرٹھی امام جامع مسجد چھاؤنی سے ملاقات کرنے چھاؤنی گئے۔بڑے مقدس بزرگ ہیں۔ پھر بازار کا رخ کیا۔کوئٹہ کا بازار پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔اسٹیشن کے قریب مدرسہ مطلع العلوم کے وسیع میدان میں قافلہ کا قیام ہے۔ ہم ایک گوشہ میں ٹھہرے ہیں۔جہاں انگور کی بیل کا سایہ ہے۔جس میں کچے انگوروں کے بڑے بڑے خوشے لٹک رہے ہیں پنج وقتہ نمازوں کی جماعت فقیر کے ذمہ ہے۔ بابو اللہ دتا صاحب صوبیدار اذان پر مامور ہیں۔آج شام ذیقعد کا چاند ہو گیا ہے۔ جسے دیکھ کر یہ دعاء مسنونہ پڑھی ۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا اٰخِرَهٗ بِالْخَيْرِ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ بِالْخَيْرِ۔

۳ جولائی ۱۹۵۴ء یکم ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔کہ آج ہم تمام حجاج کے تمام ممالک کے ویزے کراچی سے کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ ایران عراق کویت۔ حجاج کی حکومتوں نے ہم کو اپنے ممالک میں داخل ہونے اور وہاں ٹھہرنے گذرنے کی اجازت دے دی۔شیخ کرم الٰہی صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اپنا کچھ پاکستانی سکہ ایرانی سکہ میں تبدیل کر لیں تاکہ وہاں خرچ میں آسانی رہے۔

آج کوئٹے میں پاکستانی روپیہ کا بھاؤ کچھ گرا ہوا ہے۔یعنی پہلے پاکستانی سو روپیہ کے ایک سو ستر۔ ۱ تمان ملتے تھے۔ آج ایک سو چالیس تمان مل رہے ہیں۔ایرانی روپیہ کو تمان کہتے ہیں۔جو۔ ادس ریال ایرانی کا ہوتا ہے۔ آج کوئٹہ کا فروٹ مارکیٹ دیکھا۔بہت خوبصورت ہے مگر پھل گراں ہیں۔سبزی بھی نہایت گراں ہے۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نور محمد صاحب امن آبادی نے جو کوئٹے تک حجاج کے ساتھ آئے ہیں۔نہایت پُر درد وداعیہ نظم پڑھی۔جس کا ایک

شعر یہ تھا۔ شعر

حاجیاں نے حج دلوں کیتیاں تیاریاں

مولا لاوے خیر نال منزلاں نے بھاریاں

اور حاجیوں سے کہا کہ بھائیو پانی کا خیال رکھنا۔ میں پارسال اس راستے سفر کر چکا ہوں۔

۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج چونکہ اتوار ہے بنک بند ہے حجاج کو زر تبادلہ وصول نہ ہو سکا۔ اب کل دوشنبہ کو وصول ہوگا۔ تب انشاءاللہ قافلہ کی روانگی ہوگی۔ سید عبدالمجید خطیب سفیر مملکت سعودیہ برائے پاکستان بسلسلہ علاج کوئٹہ آئے ہوئے ہیں۔ آج گیارہ بجے دوپہر حجاج کیمپ میں آرہے ہیں۔ ان کے معائنہ کے انتظامات بڑے زور شور سے ہو رہے ہیں۔ تمام حجاج نے لباس تبدیل کئے اپنے اپنے ٹھکانے صاف کئے۔ کمپنی نے تمام بسوں کی صفائی کرا کر انہیں قطار وار کھڑا کر دیا ہے۔ چھڑکاؤ وغیرہ کر دیا گیا۔ اچانک ان کی کار آئی۔ وہ اترے۔ ساتھ میں ایک ترجمان ہے جو ہماری اردو انہیں عربی کر کے سمجھاتا ہے۔ اور ان کی عربی ہمیں اردو کر کے بتاتا ہے۔ سفیر صاحب کے اترتے ہی۔ تمام کیمپ نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت۔ یارسول اللہ۔ سید عبدالمجید خطیب زندہ باد کے نعروں سے گونج گیا۔ آپ کے ہمراہ شیخ کرم الٰہی صاحب جنرل ڈائرکٹر اور صوفی جمیل صاحب ڈائرکٹر ہیں۔ جو سفیر صاحب کو ہر چیز کا معائنہ کرا رہے ہیں۔ سفیر صاحب نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ کمر پر سنہری منقش پیٹی بندھی ہے۔ جس میں خنجر ہے۔ جس کا کیس خالص سونے کا ہے۔ نیز دستہ بھی سونے کا ہے۔ خوبصورت جوان ہیں۔ مدرسہ مطلع العلوم والوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ انہیں مدرسہ کا معائنہ کرایا۔ سفیر صاحب موصوف نے مبلغ پانچ صد روپیہ سکہ پاکستانی کا گرانقدر عطیہ مدرسہ کو عطا فرمایا۔ اور دو تحریریں معائنہ بک پر ثبت فرمائیں۔ ایک میں حجاج کی حوصلہ

حوصلہ افزائی فرمائی۔ دوسری میں کمپنی حج ٹرانسپورٹ کی بہت توصیف و تعریف فرماتے ہوئے اپنی انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ کہ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اپنی ہمت و جرأت سے جنگل کو شہر اور ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ بجلی کا انجن۔ پانی کی ٹنکی۔ راشن گاڑی۔ ڈاکٹر اور دوائیں غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کی ضروریات پوری نہ کردی گئی ہوں۔ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اس مدرسہ کو ۲۰۰ روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پانچ ۵۰۰ سو روپیہ حج ٹرانسپورٹ کی طرف سے عطا فرمائے۔

آج بعد نماز عصر ہم تفریح کے لیئے جنگل کی طرف نکل گئے۔ ہمارے پڑاؤ یعنی مدرسہ مطلع العلوم سے غربی و جنوبی طرف قریب ہی ریلوے عیدگاہ ہے جس میں بادام کے درخت بھی ہیں۔ اس کے قریب دو بزرگوں کے مزار شریف ہیں۔ ایک بزرگ کا اسم شریف بابا سائیں دوسرے بزرگ کا نام سمندر شاہ صاحب ہے۔ وہاں حاضری دی۔ مخلوق کا اس طرف رجوع ہے۔ ان خانقاہوں سے ملا ہوا ایک وسیع باغ ہے جس میں سیب بادام۔ انار۔ انگور کے بہت درخت ہیں بہت پُر فضا باغ ہے۔ کچھ کچے بادام کھائے۔ سیب بالکل خام ہیں انگور کا موسم ابھی نہیں ہے غرضیکہ بہت پُر لطف جگہ ہے۔ اس سے متصل ایک قدرتی چشمہ ہے۔ جس کا پانی نہایت ٹھنڈا میٹھا ہے اس سے کچھ فاصلہ پر تپ دق کا ہسپتال ہے جہاں تپ دق کے بیمار کثرت سے آتے ہیں۔

۵ جولائی ۱۹۵۲ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ دو شنبہ

آج کا دن بہت کشمکش میں گذرا کیونکہ آج زرِ تبادلہ وصول کرنے کی تاریخ ہے تمام حجاج اسٹیٹ بنک پاکستان کوئٹہ میں جمع ہو گئے اگرچہ بہت انتظام سے روپیہ تقسیم کیا گیا۔ تین قطاریں حجاج کی بنائی گئیں۔ جنہیں تین کلرکوں نے تین کھڑکیوں سے روپیہ دیا۔ مگر پھر بھی قریباً ۸۰۰ سو حاجیوں کو روپیہ دینا معمولی کام نہ تھا۔ کافی دیر لگی۔ بعض حجاج کے رزرویشن کارڈ گم ہو گئے جن کو بہت دشواری پیش

آئی ۔ انہیں کی وجہ سے تمام قافلہ رُکا رہا۔ اور بہت دیر لگی۔

کوئٹہ میں جہالت بہت ہے اور موجودہ جدید انجمنیں بہت زور سے اپنا کام کر رہی ہیں ۔ ہر ایک کی کوشش ہے کہ کوئٹہ ہمارا اڈہ بنے ۔ اس علاقہ پر مرزا بشیر الدین محمود کی بھی نگاہ تھی۔ وہ یہاں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر اپنے قادیانیت کا اڈہ بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت الیاس پارٹی کا یہاں بہت زور ہے ۔ جو کلمہ اور قرآنی تعلیم اور تبلیغ کے جال میں عوام کا شکار خوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے کیمپ میں ان کا نزولِ اجلال خوب رہا۔ لوگوں کو اپنے پاس بُلا بُلا کر تبلیغ کرتے اور اگر کوئی ان کے پاس نہ جاتا تو خود اس کے پاس آکر اولاً تبلیغ زبانی کرتے ہیں۔ پھر اُسے اپنا لٹریچر قیمتاً دیتے ہیں ۔ حافظ نے خوب کہا۔

شعر

حافظا مے خور و رندی کن و خوش زی

دامِ تزویر مکن چوں دِگراں قرآن را

علمائے اہل سنت کو چاہیئے کہ بلوچستان کی طرف توجہ کریں۔ یہاں تبلیغ تعلیم جاری کریں۔ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ یہ علاقہ۔ گمراہی وہابیت کے سیلاب میں بہ جائے گا۔

نماز عصر کے بعد چلنے کی تیاری ہو رہی ہے ۔ چند حجاج کوئٹہ سے سوار ہوئے جن کے گلے میں خشک پھولوں کا ایک ایک مرجھایا ہوا ہار ہے ۔ نہ کوئی ہجوم نہ نعت خوانی۔ نہ کسی کے دل میں ولولہ۔ نہ جوش ایمانی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندوں میں جوشِ ایمانی اور ولولۂ عرفانی بہت ہی کم ہے۔

اچانک ابھی ابھی آغا غضنفر علی شاہ رضی سفیر ایران مقیم پاکستان اپنی کار میں تشریف لے آئے۔ تمام حجاج نے پُر جوش استقبال کیا سارا میدان نعرۂ تکبیر ۔ اللہ اکبر ۔ شاہ ایران زندہ باد ۔ سلطنت ایرانی پائندہ باد ۔

سفیرِ ایران زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بہت خوبصورت ادھیڑ عمر کے قد آور جوان ہیں۔ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے فرمایا کہ براہِ کرم تحریر دے دیں کہ اہلِ ایران ہمارے قافلہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آویں۔ تو سفیر صاحب نے ہنس کر فرمایا ایں را بسوائے پیدا نہ می شود۔ شما ایشاں را برادران ابند و ایشاں شمارا برادر انند۔ سب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

ساڑھے سات بجے شام قبل مغرب قافلہ کوئٹہ سے نوشکی کی طرف روانہ ہوا۔ چند میل فاصلہ پر جا کر نمازِ مغرب ادا کی۔ پھر سفر شروع ہوا۔ نوشکی کی سڑک کا حال اور قافلہ کا لطف تحریر میں نہیں آ سکتا۔ اس قدر پیچیدہ اور خم دار راستہ ہے کہ کوہ مری کی سڑک بھی اس کے مقابل ہیچ ہے۔ کبھی پہاڑ کی چڑھائی ہے کبھی غار کا اُوتار۔ بسوں کی سرخ روشنیوں کی قطار وہ نظارہ پیدا کر رہی ہے جو بیان میں نہیں آ سکتی۔ بارہ بجے شب کو نوشکی پہنچے۔ ایک میدان میں آ ترے نماز ادا کی اور سو رہے۔

۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

نوشکی کا میدان ہے صبح صادق کا وقت ہے۔ سویرے کا جھٹپٹا ہے۔ تمام حجاج نمازِ فجر کے لیے اُٹھ چکے ہیں۔ اذانیں ہوئیں۔ جماعت سے نماز ہوئی اور فوراً چائے آ گئی۔ چائے پی اور قافلہ صبح ۶ بجے روانہ ہو گیا۔ نوشکی کوئٹہ سے ۸۷ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے۔ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بالکل خشک علاقہ ہے نہ پانی نہ سبزہ ہماری کمپنی نے ٹنکی میں کافی پانی بھر لیا ہے۔ ہر بس کے نیچے بھی پانی ہے۔ سب نے اپنی اپنی چھاگلیں ٹنکی سے بھر لیں اور دالبندین کی طرف قافلہ روانہ ہو گیا۔

دالبندین نوشکی سے ۱۲۲ میل جانب جنوب ہے۔ راستہ عموماً ریتلا ہے۔ زمین بنجر ہے۔ جانب مشرق خشک پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں ایک

آدھر گھر کچا نظر آتا ہے۔ کہیں کنواں بھی دیکھا جاتا ہے۔ بڑے مزے کا سفر طے ہو رہا ہے۔ پونے دس بجے دوپہر کو والبندین پہنچ گئے۔ یہ بہت چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں چند مکانات خام ہیں۔ جن کی چھت بانس کی پھیچ اور چٹائی کی ہے۔ ایک وسیع احاطہ میں کچھ کھجور کے درخت کچھ اور درخت ہیں۔ درمیان میں حوض ہے۔ اس میں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں کے دُنبہ بکرے مشہور ہیں۔ بہت فربہ طیار ہوتے ہیں۔

والبندین چھوٹی سی بستی ہے قریباً دو سو مکانات ہیں۔ ہندو بڑے مزے سے آباد ہیں۔ دکانیں بہت سی ان کی ہیں۔ یہاں کے تربوز بہت شیریں ہوتے ہیں۔ ہم نے خریدے۔ دو آنہ سیر تھے۔ سوا پانچ بجے قافلہ والبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ریلوے اسٹیشن یک مچھ ملا۔ وہاں نماز عصر پڑھی۔ عجیب قسم کا اسٹیشن ہے۔ رہنے کا مکان ہے۔ جس کے برآمدہ میں اسٹیشن ہے۔ کمروں میں ٹکٹ گھر وغیرہ ہے۔ دالان کوٹھے میں ریلوے والوں کا مکان ہے۔ آبادی کوئی نہیں ہے وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔

قافلہ کی ترتیب یہ ہے کہ آگے سالار قافلہ رہنما حجاج حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار ہوتی ہے۔ سب سے آخر میں ساقی حجاج مقسم رزق الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پی کپ۔ بیچ میں ۱۸ بسیں جن میں سے ۱۳ بسیں حجاج کی باقی اسٹاف کی۔ اور سامان رسد۔ بجلی کی مشین۔ پانی کی ٹنکی کی بسیں ہیں۔ اول اور آخر بس پر وائرلیس فٹ ہے۔ جس سے قافلہ کے حالات اول و آخر والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نیز راولپنڈی کو ہر وقت اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہم کس جگہ اور کس حال میں ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب اور الحاج صوفی جمیل صاحب نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ میرے سامنے ایک حاجی نے دوسرے حاجی سے کہا۔ جلد بیٹھو ورنہ قافلہ روانہ ہو جائے گا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب گذر رہے تھے۔ ہنس کر فرمانے لگے۔ کہ قافلہ کسی حاجی کا جوتا چھوڑ کر بھی نہیں روانہ ہو

سکتا۔ حاجی کی تو بڑی شان ہے۔ واقعی اب تک اگر کسی کی کوئی چیز رہی تو لکڑی لاری اٹھالائی۔

۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۵ ذیقعد ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ بخیریت تمام نوکنڈی پہنچا۔ یہاں آتے ہی کمپنی کی طرف سے حجاج کی پلاؤ سے دعوت کی گئی۔ نوکنڈی دالبندین سے ۱۰۵ میل مغرب کی طرف ہے۔ عجیب جگہ ہے یہاں ریلوے اسٹیشن، ڈاکخانہ۔ پولیس۔ کسٹم ڈیوٹی کا دفتر۔ پاسپورٹ آفس۔ تار ٹیلی فون وغیرہ موجود ہیں۔ کل دو اڑھائی سو مکانات کی آبادی ہے۔ دو دکانیں اچھی حیثیت کی ہیں۔ کیونکہ یہ پاکستان کا سرحدی مقام ہے۔ ایران کی سرحد بالکل قریب ہے۔ قلعہ سفید جو میر جاوا سے ملا ہوا ہے پاکستان کی حد آخر ہے۔ اور ایران کی حد اوّل۔ یہاں پانی بہت قریب ہے۔ دو چار ہاتھ کھودنے پر پانی نکل آتا ہے۔ مگر پانی سخت کھاری بلکہ کڑوا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار یعنی بدھ کے دن تین بجے زاہدان سے گاڑی آتی ہے۔ جو جمعرات کو چار بجے شام کوئٹہ پہنچتی ہے۔ اور سوموار کے دن کوئٹہ سے آتی ہے۔ جو زاہدان منگل کو پہنچتی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی کی گاڑی آتی ہے جو کوئٹہ یا دالبندین سے میٹھا پانی لاتی ہے۔ اسی پانی پر یہاں کے باشندوں کا گذارہ ہے۔ گھرے گاروں میں یہ پانی جمع کر لیا جاتا ہے۔ جو سرکاری ملازموں کو مفت دیا جاتا ہے اور پبلک کو قیمتاً ملتا ہے۔ یعنی ایک روپیہ ماہوار پر ایک پیپا روزانہ۔ غرضیکہ بہت دشوار جگہ ہے پانی راشن سے ملتا ہے۔

یہاں نوکنڈی میں ہمارے سامان کی تلاشی ہو رہی ہے کسٹم والے نہایت جانفشانی سے حجاج کے تمام سامان کی تلاشی لے رہے ہیں ہم نے گذشتہ حج کے موقع پر تلاشیاں دیں۔ لیکن اتنی سخت تلاشی نہ دیکھی

نہ منشی کلرک لاریوں کے نیچے لیٹ کر ٹائروں کے نمبر نوٹ کر رہے ہیں تاکہ کہیں کمپنی غیر ممالک سے نئے ٹائر نہ خرید لاویں۔ حجاج کے سامان کھول کر تلاشی لے کر فہرستیں بنائی جا رہی ہیں تاکہ واپسی کے وقت دیکھا جاوے کہ کیا کیا خرید کر لائے ہیں۔

نوکنڈی ایسا مقام ہے۔ جہاں نہ پانی ہے نہ سبزی نہ کسی قسم کی پیداوار۔ کوئی چرندہ پرندہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ نہ یہاں سبزہ ہے نہ درخت۔ کیا کھائیں۔ کہاں بسیرہ کریں۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ تربوز۔ سردہ کے چھلکے جو حجاج کھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ یہاں کے غریب کھا جاتے ہیں بے حد مساکین ہیں۔ کوئی ذریعہ آمدنی نہیں۔

نوکنڈی تین چار ملکوں کی سرحد ہے۔ پاکستان کابل۔ ایران۔ مکران۔ ان وجوہ سے یہاں کے تجار اور ملازم سرکار بہت خوش ہیں۔ ملازمین یہاں سے تبدیلی پسند نہیں کرتے۔ یہاں چائے کی تجارت کا مستقل بازار ہے۔ ساڑھے پانچ بجے نوکنڈی سے روانہ ہوئے۔ ۷۶ میل فاصلہ پر مقام جوزک پر قیام کیا۔ رات گذاری۔ یہاں کوئی آبادی نہیں ہے صرف ایک عمارت ہے جو انگریزوں کے زمانہ میں۔ غالباً سرکاری حفاظتی چوکی تھی یہاں سے میر جاوا صرف چند میل فاصلہ پر ہے۔

۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۶ ذیقعد ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج جوزک میں نماز فجر ادا کی مجھے کچھ زکام و بخار ہے۔ بعد فجر احکام حج بیان کئے۔ صبح ہی ناشتہ کیا۔ یہاں سے سرحد ایران کل ۱۲ میل مغربی جانب ہے صبح سات بجے قافلہ روانہ ہو گیا۔ یہاں روانگی سے پہلے جناب شیخ حسام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مختصر سی اخلاقی تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کو آئندہ ممالک میں اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس میں پاکستان

کی عزت ہے۔ تاکہ وہ لوگ ہمارے اخلاق سے پاکستان کے حق میں اچھی رائے قائم کریں۔ نو میل طے کر کے ساڑھے سات بجے قافلہ قلعہ سفید پہنچا۔

قلعہ سفید میں کوئی آبادی نہیں۔ صرف ایک کچی دیوار ہے۔ جو گول قلعہ کی شکل میں ہے۔ یہ بہت پرانی یادگار ہے۔ یہاں بسیں کچھ ٹھہریں یہ جگہ آزاد علاقہ ہے۔ ایرانیوں نے خالی کر دیا ہے۔ پاکستان نے بھی قبضہ نہیں کیا۔ پونے آٹھ بجے ہم سرحدِ ایران میرجاوا میں داخل ہو گئے۔

میرجاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سڑک پختہ نہیں۔ کچی اور ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں ایسی جھومتی ہوئی چل رہی ہیں جیسے چشتی صوفیوں کو قوالی میں حال آ رہا ہے۔ لاریاں ریتہ میں پھنس رہی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔

سب سے پہلے ایرانی پوسٹ آفس سکول مدرسہ جو نہایت پر فضا باغ میں واقع ہے ملا۔ پھر پولیس اسٹیشن میں ہم لوگ داخل ہوئے۔ یہاں پولیس اور پبلک نے ہمارا پرجوش استقبال کیا۔ پاکستان ایران کے نعرے لگے۔ پانی ٹھنڈا میٹھا بکثرت موجود ہے۔ پاکستانی ریلوے یہاں آتی ہے۔

یہاں ہمارا قافلہ کسٹم آفیسر کی عالیشان کوٹھی کے میدان میں ٹھہرا ہے۔ یہاں مختصر سا باغ ہے پانی کی فراوانی ہے دلکش جگہ ہے۔ زبان سب کی فارسی ہے۔ یہاں کے لوگ بہت محبت سے پیش آتے ہیں۔

۲½ بجے قافلہ میرجاوا سے زہدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں سنگِ مرمر کے پہاڑ ہیں جن سے مرمر پتھر بکثرت نکلتا ہے۔ سوا پانچ بجے زہدان میں داخل ہو گیا۔ زہدان میرجاوا سے تقریباً ۵۲ میل فاصلہ پر مغرب کی جانب

ہے۔ ہمارا یہ قافلہ قونصل خانہ پاکستان واقع زہدان میں مقیم ہوا۔ آج قونصل خانہ کی کوٹھی نہ کھل سکی۔ تمام حجاج اِس کوٹھی کے میدان میں رہے۔ میدان ہی میں رات گذاری۔

بَعد نمازِ عصر ہم لوگ شہر کی سَیر کرتے گئے۔ شہر خوبصورت بازار بارونق ہیں۔ تجارت خوب چمک رہی ہے۔ جگہ جگہ باغات ہیں۔ قہوہ خانے کثرت سے ہیں۔ لوگ خلیق اور مِلنسار ہیں زاہدان کے خصوصی حالات حسبِ ذیل ہیں۔

ع۱ پانی نہایت ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ جسے پی کر گجرات یاد آ گیا۔

ع۲ ایرانی عورتیں بالکل امریکی لباس میں ملبوس ہیں۔ بالکل لیڈی معلوم ہوتی ہیں۔ قدیم تہذیب کی عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ سر سے پاؤں تک بڑی چادر اوڑھے رہتی ہیں۔ قمیص بہت نیچی مگر اب یہ لباس بھی زیبائش کے لیئے رہ گیا ہے۔ پردہ کے لیئے نہیں منہ کھلے ہیں۔

ع۳ زاہدان میں سکھ کافی ہیں۔ تجارتی کاروبار و بیگر ممالک سے تجارتی تعلقات سب انہیں کے قبضہ میں ہیں۔ اونچی دکانیں انہیں کی ہیں۔

ع۴ یہاں سفید زیرہ اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے ہم نے ایک منڈی میں جا کر بہت بڑے ڈھیر دیکھے پچاس روپیہ پاکستانی کا ایک من بکتا ہے۔

ع۵ یہاں روٹی گرم بجری پر پکائی جاتی ہے۔ جن کی بھٹیاں پورے کمرہ کے برابر ہوتی ہیں۔ جو بجری سے بھرپور رہتی ہیں۔ روٹی بہت لمبی مصلی کی طرح ہوتی ہے۔ مَیں نے روٹی ناپی تو ایک ہاتھ ایک بالشت لمبی تھی۔ روٹی کیا تھی۔ گویا پوری جائے نماز تھی۔

ع۶۔ یہاں لوگ یا تو انتہائی امیر ہیں یا انتہائی غریب۔ متوسط حال بہت کم ہیں۔ بھیکاری بہت ہیں۔

ع۷۔ شیعہ زیادہ ہیں۔ پورے شہر میں غالباً دو مسجدیں ہیں۔ وہ بھی سُنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام باڑے ہیں۔ اُن کی مسجدیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔

ع۸۔ یہاں پاکستانی سکہ کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ آج ڈیوڑھے کا بھاؤ ہے یعنی سو ۱۰۰ روپیہ پاکستانی کے ڈیڑھ سو روپیہ ایرانی ملتے ہیں۔

ع۹۔ یہاں روپیہ کو تمن اور اکنی کو ریال کہتے ہیں۔ دس ریال کا ایک تمن ہوتا ہے۔ ریال کو قِران بھی کہتے ہیں۔ پیسہ کو پول۔ سیر کو کیلہ بولتے ہیں یہاں کا سیر جسے کیلہ کہتے ہیں غالباً سو تولے کا ہے۔ پنجاب کے سوا سیر کے برابر

ع۱۰۔ زاہدان میں شراب بھی بکتی ہے۔ بعض لوگ بے تکلف پیتے ہیں آزادی بہت ہے۔ نماز کا بہت ہی کم رواج ہے۔ اسلامی تہذیب سے یہاں کے لوگ دور ہیں۔ سُنی لوگ نماز کے کچھ پابند ہیں۔ شیعہ حضرات نماز سے غافل ہیں۔

ع۱۱۔ یہاں کی پولیس کی وردی کالی ہے۔ اور ٹوپی ایسی ہے جیسی پاکستان میں ریلوے گارڈوں کے سر پر ہوتی ہے۔ بازار میں اجتماع کر کے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

ع۱۲۔ زاہدان کے مکانات عام طور پر کچے اور چھتیں بھی زیادہ مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ چھتیں یا تو گنبد نما ہیں یا قبر نما۔ جیسی کہ پاکستان میں ریلوے کوارٹروں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ سڑکیں بہت چوڑی ہیں بازار فراخ۔

۹ جولائی ۱۹۵۷ء ۱۱ ذیقعد ۱۳۷۶ھ یوم جمعہ

آج زہدان میں ہمارا قافلہ ہے۔ جمعہ کا دن ہے۔ بعض حاجیوں نے شہر کی مسجدوں میں جاکر کپڑے دھو لئے۔ یہاں کمپنی کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج جمعہ کی نماز یہاں ہی ہوگی۔ تقریر شیخ حسام دین صاحب فرمائیں گے اور جمعہ کی نماز مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھائیں گے۔ آج حجاج کے لئے قونصل خانہ کی عمارت کھول دی گئی۔ جہاں ایرانی پاکستانی اتحاد کے متعلق بہت تصاویر آویزاں ہیں۔ چنانچہ پونے دو بجے قونصل خانہ میں اذان ہوئی۔ چونکہ اس میں تصاویر و فوٹو بہت تھے اس لئے ان پر پردے ڈلے گئے۔ شیخ حسام الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ ایسا کر لیا۔ کہ ان کا نام تو مسلمان رہ گیا۔ مگر صورت شکل لباس اخلاق سب عیسائیوں کا سا ہوگیا۔ ایران بے پردگی میں کسی سے پیچھے نہیں بلکہ صف اوّل میں نظر آیا۔ حاجیو! تمہارے امتحان کا وقت ہے۔ حج کو جارہے ہو منہ کالا کرکے نبی کی بارگاہ میں نہ جانا۔ آنکھیں نیچی رکھنا۔ دل کو بُرے خیالات سے بچانا یہ حسن کے جال میں تمہیں شکار نہ کرلیں۔ پھر نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ اور سوا چار بجے قافلہ روانہ ہو کر ۷ بجے یہ قافلہ برمق پہنچا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ نماز عصر یہاں ادا کی۔

برمق سے میر جند تک قریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔ جہاں پانی آبادی سبزہ کا نام نہیں اسے دشت لوط کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لفظ دشت لو ہے یعنی گرم ہواؤں اور لو کا جنگل۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کو اس جنگل سے کیا تعلق۔ یہ جنگل سخت دشوار گذار ہے۔ اس جنگل میں نماز مغرب اور نماز عشا تیمم سے ادا کی گئی۔ اور بارہ بجے بالکل میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر ان ہی پتھروں پر حجاج لیٹ گئے یہ پتھریلا فرش مخملی فرش سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ راستۂ محبوب کا فرش ہے۔

اوّل وقت فجر اُٹھا دیا گیا۔ فوراً چائے طیار ہوئی اور نماز ادا کی گئی۔

۱۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۸ ذیقعد ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج سورج نکلنے سے پہلے اس نامعلوم میدان سے چل پڑے اور قریباً ۱۱ بجے ایک نہایت سرسبز بستی میں پہنچے۔ جس کا نام شوکت آباد ہے یہ بستی نواب اسد اللہ خاں وزیر دولت ایران کے والد شوکت نے آباد کی اس لیے اس کا نام شوکت آباد ہوا۔ یہاں شوکت باغ جو بہت خوبصورت ہے۔ انہیں کا لگایا ہوا اب تک موجود ہے۔ جس میں انار انگور وغیرہ کے بہت درخت ہیں۔ یہ جگہ زہدان سے قریباً تین سو میل فاصلہ پر جانب شمال و مغرب واقع ہے درمیان میں اور بھی چھوٹی چھوٹی بستیاں پڑیں مگر اُن کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ سُنا ہے کہ دو حاجی نوکنڈی سے۔ اور ایک زہدان سے قافلہ میں شامل ہوئے۔ مگر کسی کو معلوم بھی نہ ہوا۔ حُبِّ نبی کا جذبہ تو پنجاب کا حصّہ ہے۔ زندہ باد زندہ دلانِ پنجاب۔

شوکت آباد ہی میں دو بجے دوپہر کا کھانا کھایا۔ ۴ بجکر ۲ منٹ پر شوکت آباد سے ۵ میل جانب شمال ہے۔ بڑا شہر ہے۔ حکومت کے دفاتر و محکمے قائم ہیں موٹر سروس بھی ہے۔ لیکن شہر بالکل خشک ہے سبزہ نہیں۔ چو طرفہ کالے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیرجند علاقہ خراسان میں واقع ہے۔ یہاں قافلہ نے قیام نہیں کیا۔ صرف بسوں کی ترتیب دی اور چل دیئے۔

راستہ پہاڑی ہے اور نہایت پیچیدہ ہے۔ کہیں بیسیوں میل کی چڑھائی ہے اور کہیں بیسیوں میل کی اُترائی۔ کوہ مری کا راستہ بھی اس سے کم پیچیدہ ہو گا۔ جگہ جگہ چشمے بہ رہے ہیں۔ نہایت سرد۔ جن کا پانی پینا مشکل ہے

گویا گلا ہوا برف ہے۔ تعجب کہ یہاں گندم اب جولائی کے مہینے میں کٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہیں۔ گندم اچھی ہے۔

بیرجند میں لوگ ہم کو دیکھ کر کثرت سے جمع ہو گئے۔ اسلامی اخوت کی بنا پر نہیں بلکہ ہم کو عجائب المخلوقات سمجھ کر ہمیں دیکھنے آئے۔ یہاں کے لوگ صورت سیرت اخلاق۔ لباس۔ تہذیب تمدن میں بالکل مجوسی ہیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اکثر لوگ کلمہ نہیں جانتے۔ نماز تو جانتے ہی نہیں۔ کسی بستی میں مسجد کوئی نہیں۔ البتہ امام باڑے جگہ جگہ ہیں۔ کسی فقیر بھکاری کے منہ پر بھی خدا کا نام نہیں آتا۔ صرف یہ کہتے ہیں بابا مسکین لم چیزے بدہ۔

شام کے قریب ایک بستی میں پہنچے جسے قائین کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر خوبصورت ہے۔ بازار چوک میں حوض ہے۔ بجلی کا مکمل انتظام ہے۔

رات کو ایک بستی میں سے گذرے۔ جسے رگناہ آباد کہتے ہیں وہاں قیام کیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یکشنبہ

آج تمام رات سفر جاری رہنے کی وجہ سے حجاج بہت مضمحل ہیں فجر کے وقت رگناہ آباد میں آ اترے۔ اور پھر فجر جماعت سے پڑھ کر چائے پی کر چل دیئے۔ قریباً گیارہ بجے دوپہر ہمارا قافلہ تربت حیدری پہنچا۔

تربت حیدری بڑا خوبصورت شہر ہے۔ زاہدان سے پانچ سو چالیس میل فاصلہ پر جانب شمالی مغرب واقع ہے۔ ہر طرف بادام توت شیریں خرمائی کے درخت کثرت سے ہیں۔ سڑک کے کنارے کنارے نہایت ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ بازار نہایت خوبصورت بارونق ہے۔ وسط شہر میں جامع مسجد شیعوں کی ہے۔ جس کے صحن میں لوگ بے تکلف جوتے پہنے پھرتے

ہیں۔ اور اندرون مسجد میں قالین کا فرش ہے۔ جہاں لوگ حقہ پیتے رہتے ہیں۔ مسجد میں بہت سی سجدہ گاہیاں رکھی ہیں۔ جن پر شیعہ نمازی بوقت نماز سجدے کرتے ہیں۔

یہاں چھٹا ملک کو سیر کہتے۔ اور سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ سب انگریزی طرز کی زندگی گذارتے ہیں کوئی کسی کو سلام بھی نہیں کرتا۔ ہم کو تمام مرد و زن عجیب مخلوق سمجھ کر غور سے دیکھنے آتے ہیں۔ شہر کے شمالی کنارے پر ایک بارونق باغ ہے۔ جس میں قطب الدین حیدری کی قبر ہے۔ انہیں کے نام سے یہ شہر تربت حیدری کہلاتا ہے۔ اور اسی باغ کو باغ حیدری کہتے ہیں۔

اس تمام علاقہ کے بکرے دنبے بہت موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے قافلہ کے ساتھ ایک انگریز اپنی بیوی بچہ کے ساتھ اپنی کار میں سفر کر رہا ہے۔ جو براستہ ٹرکی ناروے جائے گا زاہدان سے شریک قافلہ ہوا ہے۔ مشہد تک ہمراہ رہے گا۔ راستہ میں اخبار مہروطن کے مدیر صاحب امتیاز پرویز احمد قادری سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے اُن کو انہوں نے ہم کو اپنے حالات سے مطلع کیا۔

راستہ میں دو چیزیں بہت عجیب دیکھیں۔ ایک تو سڑک جو دو پہاڑوں کے درمیان سے نکلی ہے آس پاس پہاڑ سر بفلک ہیں بیچ میں صرف یہ سڑک ہے۔ اور سڑک کے کنارہ پر آب رواں کا چشمہ۔ ایسا عجیب منظر کبھی نہ بھولے گا۔ دوسرے آٹے کی ہوائی مشین ایک مکان کے اندر آٹے کی چکی لگی ہے۔ چھت پر ایک چرخ۔ جس کے آٹھ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں ٹین کے پنکھے لگے ہیں۔ جو ہوا سے گھومتے ہیں اور نیچے چکی چل رہی ہے جس سے آٹا پیس رہا ہے۔

۱۲ جولائی ۱۹۵۴ء - ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ قریباً آٹھ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔ اتفاق سے آج حضرت علی ابن موسےٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روشنی ہے۔ اور سارا شہر دولہن بنا ہوا ہے۔ ایسا منظاہرہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

مشہد مقدس کی خصوصیات

یہ شہر نہایت عظیم الشان لاہور کے مقابلہ کا ہے۔ بلکہ حسن و زیبائش میں لاہور سے زیادہ اور آبادی اور پھیلاؤ لاہور سے کم ہے۔ بہت خوبصورت شہر ہے۔

ع ۲ مشہد مقدس تربت حیدری سے ۵۲ کیلومیٹر یعنی ایک سو ڈیڑھ میل ہے ڈیڑھ کیلومیٹر کا ایک میل ہوتا ہے

ع ۳ یہ شہر مقدس اور نازنین ہے۔ یہاں بیچ بازار میں حضرت علی ابنِ موسےٰ عرف امام رضا رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار ہے۔ بہت وسیع خوبصورت ہے۔ سونے سے مزین ہے۔ اس سے پہلے کوئی درگاہ ایسی عالیشان نہ دیکھی گئی۔

ع ۴ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ علی ابنِ موسےٰ ابنِ جعفر صادق ابنِ امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ و فاطمہ الزاہرا بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

ع ۵ آج چونکہ یوم ولادت ہے اس لئے ہجومِ خلق بہت زیادہ ہے۔ اور تمام دفاتر بند ہیں۔ باہر سے بہت مخلوق آئی ہوئی ہے۔ درگاہ شریف کی

بہت بڑی عمارت ہے۔ باہر سونے کا کام ہے۔ گنبد سونے کا ہے۔ اندرونی عمارت میں تمام شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس سے ساری عمارت جگمگا رہی ہے۔ خاص قبر شریف پر گلٹ کی جالی ہے۔ تمام زائرین فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور آس پاس گھومتے ہیں۔ اپنے کپڑے وغیرہ جالی سے ملتے ہیں۔ عورتیں اور مرد روتے ہیں۔ عجیب ہیبت و رعب طاری ہے تمام شیعہ ہیں۔ ہم لوگوں سے بہت اخلاق سے پیش آئے۔ ہم لوگوں کو ایک ایک کتاب عربی زبان کی مفت دی۔ جس میں زیارات کے آداب اور سلام کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

۶۔ درگاہ شریف کے برابر ایک جامع مسجد بہت عالیشان ہے دوسری جانب بہت وسیع عمارت ہے۔ جس کے بیچ میں تعزیہ ہے۔ اور آس پاس حضرت علی اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کی مصنوعی تصاویر ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں تلوار دی ہوئی ہے۔ غرضیکہ عجیب سماں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام واہل بیت اطہار کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں۔ جن کی زیارت کرائی جاتی ہے۔

یہ لوگ حضرت امام رضا کے مزار کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ آستانہ بوسی کرتے ہیں۔ بلکہ مزار شریف کی طرف نماز اس طرح پڑھتے ہیں۔ کہ کعبہ کو چہرہ ہو اور قبر بھی سامنے رہے۔ مزار کا طواف کرتے وقت یہ پڑھتے جاتے ہیں۔ بر ہارون رشید لعنت و بر محمد و آل محمد صلوات

۷۔ یہاں فردوسی شاعر کے نام پر بہت عمارتیں اور سڑکیں ہیں۔ چنانچہ جس جگہ ہمارے قافلہ کا قیام ہے۔ اِس سڑک کا نام فردوسی روڈ ہے اور اس میدان کا خیابان فردوسی بھی ہے۔ اور باربرداری ہند و پاکستان بھی ہے۔ یہاں موٹروں کی مرمت کا کام ہوتا ہے اس کے سامنے ایک اسکول ہے۔ جس کا نام مدرسۃ الفردوسی ہے۔ جہاں نویں کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے۔

ع ۸۔ اس جگہ یعنی خیابانِ فردوسی سے نصف میل کے فاصلہ پر ایک نہایت خوبصورت باغ ہے۔ جس کا نام باغ قل ہے۔ اس کے بالمقابل نہایت عالیشان عمارت ہے جسے بانک ملی یعنی قومی بنک کہتے ہیں۔ اس کے برابر بڑا پوسٹ آفس ہے۔ اس کے قریب زندان یعنی جیل ہے۔ تحصیل بھی اسی احاطہ میں ہے۔

ع ۹ مشہد مقدس کے ہوٹل نہایت عالیشان۔ خوبصورت اور صفائی والے ہیں۔ بعض ہوٹلوں کے دروازوں پر خوبصورت لڑکیاں مقرر کی ہوئی ہیں۔ جو گذرنے والوں کو ہوٹل میں آنے کی دعوت اپنے خاص انداز سے دیتی ہیں۔ چنانچہ جنرل پوسٹ آفس کے پاس سے ہم گذر رہے تھے کہ ایک خوبصورت ہوٹل دیکھا۔ جس کا نام تھا مہمان خانہ باختر۔ وہاں یہ ہی سمان دیکھا۔ وہاں ہمارے تمام ساتھیوں نے آئیس کریم کھائی۔ جسے یہاں بستنی کہتے ہیں۔

ع ۹ مشہد شریف سے قریباً بیس میل فاصلہ پر فردوسی شاعر کی قبر ہے۔ بعض حضرات وہاں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ع ۱۰ یہاں بھی سکھ آباد ہیں۔ اور خوب مزے سے کاروبار کرتے ہیں۔ اکثر موٹر لاریوں کے ڈرائیور ہیں۔

آج شب کو ہم پھر حضرت علی ابن موسےٰ یعنی امام رضا کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ خیال تھا کہ اس وقت ہجوم کم ہو گا۔ کیونکہ رات زیادہ گذر چکی ہے۔ مگر اللہ اکبر زائرین کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ روشنی ایسی خوشنما تھی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی نہ بیان کی جا سکتی ہے مگر ان میں نمازی کوئی نہ تھا۔ سب لوگ مسجد دیکھنے جاتے تھے۔ وہاں جوتا پہنے پھرتے تھے۔ کسی کو نماز کا خیال بھی نہ تھا۔ عام شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ایک عورت نے بنوائی ہے۔ جس کا نام گوہر النساء ہے لیکن اہل علم شیعہ

کہتے ہیں کہ اس کا بانی تیمور لنگ بادشاہ ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج بعد نماز صبح ناشتہ کر کے ہم تینوں آدمی فردوسی شاعر ایران کے مقبرہ کی سیر کو گئے۔ جو مشہد شریف سے تیس کیلومیٹر یعنی بیس میل جانب شمال واقع ہے۔

مقبرہ فردوسی کی تفصیل

۱۔ راستہ میں مشہد شریف کا سول ہسپتال ملا۔ جو تمام ایران میں بڑا ہے۔ جس میں اڑھائی ہزار مریض بیک وقت رہ سکتے ہیں دس میل فاصلہ پر سلطان ہارون رشید کا محل ملا۔ جس کے کچھ کھنڈر شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ سلطان جب حضرت علی رضا سے ملاقات کرنے بغداد سے یہاں آتا تھا تو اس محل میں ٹھہرتا تھا۔ تعجب ہے مشہد کے شیعہ سلطان ہارون رشید پر لعنت کرتے ہیں۔ اور سلطان حضرت کا ایسا عاشق تھا۔

۲۔ فردوسی کی قبر کے پاس قریہ طوس ہے۔ فردوسی اسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور اسی بستی کا باشندہ محقق نصیرالدین طوسی تھا۔ اب یہ جگہ اُجڑ گئی ہے۔ کچھ کھنڈر باقی ہیں اور ایک شکستہ پل ہے۔

۳۔ فردوسی کا نام حکیم ابوالقاسم فردوسی طوسی ہے اس کی پیدائش ۳۲۳ھ اور وفات ۴۱۱ھ میں ہے۔ اس کی قبر پر سلطان رضا شاہ پہلوی نے سنگ مرمر کا قریباً تیس فٹ اونچا مینار بنایا ہے۔ ۱۳۵۲ھ میں بنوایا۔

۴۔ فردوسی کی اصل قبر زمین کے نیچے ایک تہ خانے میں خوبصورت چکدار سنگ مرمر کی ہے وہاں وزائرین کا ٹکٹ لے کر جانا ہوتا ہے۔ سنگ

سفید کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں۔ اور دو طرفہ دیواروں پر رستم۔ سہراب شیخ سعدی حافظ شیرازی۔ عمر خیام کے مرمری مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ رستم نے سہراب کو مارا ہے۔ سہراب سینہ پر برچھا کھا کر گرا پڑا ہے اور رستم کو جب پتہ لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو سر پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ عجیب رقت آمیز نظارہ دکھایا گیا ہے۔

۵۔ فردوسی کی قبر کے ارد گرد نہایت خوبصورت باغ لگایا گیا ہے جس میں آب سرد کا چشمہ جاری ہے اور مقبرہ کے سامنے برف خانہ ہے جہاں سردی کے موسم میں برف دبا کر گرمی میں نکالتے ہیں۔ بہت لمبا تہہ خانہ ہے۔ جس پر شیشے کی چھت ہے۔ ایرانی لوگ مع بال بچوں کے یہاں آتے ہیں۔ اور یہاں ہی کھانا پکاتے کھاتے اور تفریح کرتے ہیں۔

۶۔ فردوسی کے مقبرہ کے سامنے ایک خوبصورت کیاری ہے جس پر کنکروں کے حروف سے یہ شعر لکھے ہیں۔

نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام — کہ تخم سخن را پراگندہ ام
ہر آں کس کہ دارد و ہش رای و دیں — پس از مرگ بر من کند آفریں

اور خاص قبر کی دیوار پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

ہر آنکس کہ از مردگاں دل نبست — نباشد ہماں دوستی را ز رست
مده کار کردیدگی سن بباد — میادا کہ پند من آید بیاد
چو نیکی کند کس تو یارش کنی — ہماں تا شود رنج نیکاں کنی

تعجب یہ ہوا کہ ہمارے ہمراہ صوفی جمیل صاحب بھی کرایہ کی لاری میں ورلڈ تمان دے کر سوار ہوئے اور اپنی کمپنی کی بس پر نہ گئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ کمپنی کا پٹرول اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہتے یہ اُن کی انتہائی دیانتداری کی دلیل ہے۔

۶½ بجے شام کو قافلہ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سفیر پاکستان

مقیم مشہد مع اپنے ہمراہیوں کے قافلہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہماری لبسوں نے تمام درگاہ شریف کا پورہ چکر لگایا اور مشہد سے روانہ ہوگیا۔ ۱۰ کیلومیٹر ۔ ۴ میل واپس اُس سڑک پر گیا۔ جس پر پرسوں آیا تھا۔ پھر نیشاپور کی سڑک پر ہوگیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء / ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کے ایک بجے ہمارا قافلہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہ جگہ مشہد سے ۱۴۰ کیلومیٹر یعنی قریباً ۹۷ میل جانب شمال و مغرب ہے۔ رات ہم لوگ شہر کی بجائے عمر خیام کے مقبرہ پر رہے۔ جو شہر سے قریباً ۳ ½ میل مشرق کی طرف واقع ہے وہاں نماز عشاء ادا کی کھانا کھایا۔ اور سو گئے صبح کو نماز فجر ادا کرکے اولاً مسائل حج بیان کئے پھر مقبرے میں گئے۔

مقبرہ عمر خیام بہت خوبصورت اور وسیع ہے۔ بہترین باغ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس میں گنبد والی عمارتیں ہیں ایک میں تو حضرت محمد محروق ابن زید ابن امام زین العابدین کی قبر شریف ہے۔ اس قبہ میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا قدم ایک پتھر میں ہے۔ جس کی عام زیارت کی جاتی ہے۔ ہم نے اس پر بوسہ دیا۔

دوسرے قبہ میں حضرت ابراہیم ابن موسےٰ یعنی علی رضا رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کی قبر شریف ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارات ہیں۔ باہر کی جانب عمر خیام شاعر مشرق کی قبر ہے۔ مگر قبر بھی عجیب سی ہے چھوٹا سا چبوترہ ہے اور بیچ میں چبوترے پر قریباً دس بارہ فٹ کا مینارہ بنا ہوا ہے۔ کوئی فاتحہ نہیں پڑھتا۔ صرف عمارت دیکھ کر چلے آتے ہیں۔ عمر خیام کی وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی اور عمارت کی تعمیر ۱۳۱۳ھ میں ہوئی ہے۔

عمر خیام کے قریب ایک کیلو میٹر پر غربی جانب حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ ہم سب لوگ وہاں پیدل حاضر ہوئے۔ عجیب دلکش منظر ہے۔ سادہ سا قبہ ہے کوئی باغ وغیرہ نہیں ہے۔ اندر قبہ میں غالیچہ قیمتی بچھا ہوا ہے۔ تمام حجاج نے قبر شریف کو گھیر لیا اور سب نے فاتحہ پڑھی۔ سب پر عجیب رقت طاری تھی۔ پند نامہ عطار اور منطق الطیر کے اشعار میری زبان پر جاری تھے ہمارے رفیق سفر جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی نے فی البدیہہ اشعار روتے ہوئے پڑھے اور سب لوگوں نے آمین کہی۔

حضرت ما خواجہ فرید الدین ☆ آمدہ ایم بردر تو زائرین
بہر ما از حق دعائے نیک کن ☆ نیک ما باشیم دردنیا و دین

وہاں سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا مگر وقت تھوڑا تھا۔ بادل ناخواستہ اٹھے اور مقبرہ عمر خیام پر آگئے۔ آٹھ بجے۔ صبح قافلہ مقبرہ عمر خیام سے روانہ ہوا شہر میں آیا۔ نیشاپور بھی ملا خوبصورت شہر ہے۔ بازار صرف ایک ہے ہر طرف سرسبز شاداب باغات ہیں۔ لمبی سڑک جامع مسجد وسیع اور خوبصورت ہے۔ تمام آبادی شیعہ ہے۔

نیشاپور بہت پرانی اور مردم خیز بستی ہے۔ بڑے بڑے علماء صوفیاء یہاں پیدا ہوئے۔ حضرت علامہ نیشاپوری جن کی تفسیر نیشاپوری ہے۔ جو مدرسہ نظامیہ بغداد کے صدر مدرس تھے۔ یہاں کے ہی ہیں۔ نیشاپور کی مخلوق نے ہم کو گھیر لیا۔ بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں انگور بکثرت ہوتے ہیں۔ ۴۵ منٹ نیشاپور میں قیام کیا۔ پھر ہم سبزوار کی طرف روانہ ہو گئے۔

سبزوار نیشاپور سے ۱۱۳ کیلو میٹر قریباً اتنی میل جانب شمال و مغرب ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے سبزوار پہنچ گئے۔ یہ جگہ معمولی شہر ہے مگر بارونق

ہے۔ کنارہ شہر پر حضرت یحییٰ ابن موسےٰ یعنی حضرت علی رضاؑ کے چھوٹے بھائی کا مزار پُرانوار ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھا۔ یہاں کا خربوزہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ خوب کھائے۔ بازار کی سیر کی۔ یہاں مسجدیں بہت ہیں۔ عورتیں کچھ پردہ دار بھی ہیں۔ جہاں سے ہم گذرتے تھے۔ لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ اور پوچھتے تھے پاکستانی ؟ ہم کہتے تھے بلے پاکستانی تو نعرہ لگاتے پاکستان زندہ باد۔ غرضیکہ آن لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی بڑی رغبت ہے۔ ہم سے فارسی میں پوچھتے کہ پاکستان کیسا ملک ہے۔ ہم کہتے تھے کہ تمام اسلامی ممالک سے بڑا ہے تو بہت خوش ہو کر بولتے تھے۔ خدا قائم دارد ما ہم برادرانیم۔ ہم لوگوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو بہت حیرت سے دیکھتے رہے۔ اور کہنے لگے ایں چہ نماز است یہ کیسی نماز ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں۔ ایشاں سُنی اند۔ لیکن اس کے باوجود ہم سے نفرت نہیں کرتے۔

سبزوار کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ بجلی۔ پانی کے چشمے۔ باغات بکثرت ہیں بازار میں پھل خوب ہیں۔ ٹماٹر خربوزہ۔ تربوز عمرانی وغیرہ کثرت سے ہیں۔ انگور کی ابتدا ہے۔ ساڑھے چار بجے قافلہ شہرود کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں راستہ میں لب سڑک دیہات بستیاں بہت واقع ہیں۔ جگہ جگہ قہوہ خانے ہیں۔ بھیڑ بکریوں سے جنگل اور پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ ایک مقام صدر آباد پر نماز عصر ادا کی اور فوراً قافلہ روانہ ہو گیا۔

۱۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۳ ذیقعد ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات کو ساڑھے بارہ بجے ہمارا قافلہ شہرود پہنچا۔ شہرود سبزوار سے تقریباً ۱۵۸ میل جانب مغرب واقع ہے۔ ہماری بسیں سیدھی مغرب کی طرف آئیں۔ یہاں پہنچ کر ایک سرائے میں قیام کیا۔ وضو کر کے نماز عشاء پڑھی۔ تقریباً ڈھائی بج گئے اور سو رہے۔

ساڑھے چھ بجے ہم اکتیس آدمیوں نے ایک بس کرایہ پر لی اور بسطام

روانہ ہو گئے۔ بسطام شہر دو سے چار میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا وطن شریف ہے۔ بستی ابتر (پکی) ہے۔ کچھ کھنڈر موجود ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر عمارت نہیں دو مجاور رہتے ہیں۔ حضرت سلطان عارفین بایزید کی قبر شریف آسمان کے نیچے میدان میں بغیر کسی غلاف وغیرہ کے ہے۔ قبر پر حضرت کا نام شریف اور قرآنی آیات درود شریف لکھا ہوا ہے۔ برابر میں بڑا شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ جو سلطان اعظم خاں والی کابل نے آپ کے لیے بنوایا۔ مگر بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے خواب میں یہ کہہ کر منع فرمایا کہ ہماری قبر کے لیئے آسمان کا گنبد کافی ہے۔ یار کے درمیان آڑ کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ وہ قبہ ویسے ہی خالی پڑا ہے اور آپ اسی طرح میدان میں سو رہے ہیں۔ برابر میں سلطان اعظم خان بانی قبہ کی بھی قبر ہے۔ وہاں ہم لوگ قبر شریف کو گھیر کر بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ بہت رقت رہی۔ دعا کی اور عرض کیا کہ آپ ولی گریں بس گنہگار پر نگاہ ڈالی ولی بنا دیا۔ ہم گنہگار ہیں دروازہ پر حاضر ہیں۔ ہمارے سیاہ دلوں پر کرم کی نگاہ کرو کہ سیاہی دور ہو کر قلوب منور ہوں۔ **شعر**

لج پال پریت کو توڑت ناہیں ☆ جو بانہہ پکڑیں پھر چھوڑت ناہیں
گھر آئے کو خالی موڑت ناہیں۔

برابر میں حضرت سلطان العارفین کا عبادت خانہ ہے۔ جہاں آپ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس کے مقابل سلطانی مسجد ہے۔ جو غیر آباد ہے۔ مسجد کے برابر حضرت شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے۔ جو حضرت رضا کے چچا ہیں۔ اس جگہ بھی شیعہ حضرات نے حضرت علی۔ امام حسین بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فوٹو لگے ہوئے ہیں۔ کہ حضور حضرت علی کا دامن پکڑے ہوئے بیر خم پر لوگوں سے فرما رہے ہیں۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ محمد ابن جعفر رضی اللہ عنہ کی قبر ہمارے سینہ تک اونچی ہے۔ غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ مقام بھی باغ میں ہے۔ درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ جگہ میں دلکشی ہے۔

بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھ کر شہر دو واپس آئے۔ شہر خوبصورت ہے بیچ میں ایک گول دائرہ کی شکل میں چمن لگا ہوا ہے درمیان میں محمد رضا شاہ پہلوی موجودہ شاہِ ایران کا لوہے کا مجسمہ نصب ہے۔ قافلہ سوا آٹھ بجے شہر سمنان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر ہماری بس خراب ہو گئی۔ وہ درست ہو رہی ہے۔ ہم پچیس آدمی درستی کے انتظار میں یا بُدُّوح کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تمام قافلہ سمنان پہنچ چکا ہے مگر ہم یہاں شہر دو میں ہیں۔ یہاں بازار سے روٹی اور دہی منگائی۔ روٹی دو ہاتھ لمبی اور سوا بالشت چوڑی مچھلی کی شکل کی اڑھائی آنہ میں ملی۔ وہاں دس آنہ کیلو مگر دہی نہایت ترش تھا۔ خربوزہ ۸ آنہ کیلو ملا۔ ہماری بس اب ایک بج کر ۱۰ منٹ پر شہر دو سے سمنان جارہی ہے۔

ایران کی سڑکیں نہایت خراب ہیں۔ ہمارے قافلہ والوں نے اس کا نام ہاضمہ روڈ رکھا ہے۔ بیوقت ماری کے جھٹکوں سے کوٹ کوٹ کر کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔ شہر دو سے آٹھ میل نکل کر ہماری بس کو حادثہ یہ ہوا کہ بس سڑک کے ایک غار میں جا پڑی۔ جس سے سخت جھٹکا لگا۔ دو آدمی کچھ زخمی ہوئے۔ باقی کے کچھ ہلکی چوٹیں آئیں۔ شکر ہے کہ بس ٹوٹنے سے بچ گئی۔ یہ سڑک جرنیلی اور مین لائن ہے دارالخلافہ طہران کو جارہی ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔

ظہر کے وقت ایک قریہ قدرت آباد میں پہنچے۔ جہاں سرد پانی کا چشمہ تھا۔ وضو کیا ظہر پڑھی۔ کچھ آگے چل کر مقام اتری پہنچے۔ یہاں پانی کا تالاب اور بہت خوبصورت باغ ہے۔ تالاب میں چشمے کا پانی گرتا ہے۔ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں خوبصورت تالاب۔ تالاب کے آس پاس ہرا بھرا باغ اور باغ میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ۔ یہ وہ دل فریب منظر تھا۔ جو بیان میں نہیں آسکتا۔

یہاں عجیب پُرلطف واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ صوفی محمد جمیل صاحب نے یہاں کھانا پکوایا۔ ایرانی لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایرانی سے صوفی صاحب نے

فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو کھانا پکانے کا بھی تمیز نہیں۔ پاکستانی عورتیں ہر طرح کا کھانا پکا لیتی ہیں۔ اُس نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ کہا۔ اُس اللہ کی بندی نے فوراً کچھ پراٹھے۔ کچھ حلوہ بنا کر صوفی صاحب کو بھیجا اور کہا کہ اپنی ایرانی بہن کا تمیز آزما لو۔ صوفی صاحب نے اُس کے جواب میں کچھ مٹھائی بسکٹ وغیرہ بھیجے وہاں سے پھر جواب میں کچھ ایرانی مٹھائیاں آئیں۔ غرضیکہ بہت دیر تک ہدیوں کا ادل بدل ہوتا رہا۔ اور رکابیاں اِدھر اُدھر آتی جاتی رہیں۔

اُنزی میں نمازِ عصر ادا کر کے چل دیئے۔ تین میل طے کرنے پر شہر سمنان آیا۔ سمنان شہر دو سے ۷ میل فاصلہ پر چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ باغوں میں گھرا ہوا ہے۔ کنارہ شہر پر ایرانی تیل کا بڑا کارخانہ ہے۔ جس کے دروازہ پر لکھا ہے۔ شرکت ملی نفت ایران۔ یعنی ایرانی تیل کی قومی کمپنی۔ اس جگہ پولیس کا بڑا سخت پہرا ہے۔ سڑکیں اور بازار بہت بارونق ہیں۔ شہر کا دروازہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خربوزہ بہت ہوتا ہے۔ اور شیریں ہے ۶ آنہ کا ایک اچھا خربوزہ مل جاتا ہے سمنان میں ٹھہرنا نہیں ہوا۔ وقت کم تھا۔

سمنان بہت مقدس اور تاریخی شہر ہے ہمارے خاندان اشرفی قادری کے مورثِ اعلیٰ سلطان اوحدالدین سید اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کا یہی وطن ہے۔ جن کا مزار مقدس کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد میں ہے ہماری بس نے سمنان سے پٹرول خریدا۔ میں اس سرزمین پر اس نیت سے اترا کہ یہاں کے کچھ ذرّے مجھ گندے کو لگ کر میری مغفرت کا ذریعہ بن جاویں۔ سمنان میں سب شیعہ ہیں۔ سُنّی کوئی نہیں۔

سمنان سے چل کر ہم رات کے ۹ بجے قلعہ شاہ عباس پہنچے۔ یہاں ایک معمولی ویرانہ قلعہ ہے جو شکستہ حالت میں ہے۔ یہاں رات گذار کر صبح اوّل وقت نمازِ فجر پڑھ کر قافلہ چل پڑا۔ اب اس وقت شریعت آباد ٹھہرا ہوا ہے۔ جو طہران کے قریب ہے۔ نہایت دلکش باغ اور آبِ شیریں کا چشمہ

ہے۔ موٹریں ڈول رہی ہیں۔

۱۶ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ جمعہ | ہم دس بجے دن شریف آباد پہنچے۔
یہاں بہت سایہ دار درخت درمیان میں نشفاف۔ سرد پانی کا چشمہ تھا۔ جاتے ہی کمپنی کی طرف سے رات کا بچا ہوا پلاؤ کھلایا گیا۔ چائے پلائی گئی اور کہ دیا گیا کہ اس کو دوپہر کا کھانا تصور کرو۔ پھر گیارہ بجے شریف آباد سے چل کر قریباً دو بجے طہران میں داخل ہوئے۔ طہران ایران کا دارالخلافہ ہے۔ یہ جگہ شہر دسے قریباً ۲۴ میل جانب جنوب غربی واقع ہے۔ بہت بڑا شہر ہے۔ کراچی کے مقابلہ پر ہے۔ نہایت خوبصورت اور صاف ہے۔ امریکی طرز کی عمارات زیادہ ہیں۔ عام لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔

اولاً قافلہ کی لاریوں نے شہر کا گشت کیا۔ ایرانی لوگ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور خیر باشند سلامت کے آوازے لگاتے تھے۔ ایک جگہ چوک میں ایک گھوڑے سوار کا پورا مجسمہ لوہے کا سیاہ رنگ والا نصب ہے۔ آس پاس گول دائرے میں چمن ہے۔ جس میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے چوک میں فردوسی شاعر ایران کا لوہے کا مجسمہ ہے۔ جس کے پیچھے گاؤ تکیہ لگا۔ فردوسی کتاب ہاتھ میں لیے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ ہمارا قافلہ ایک وسیع میدان میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں پانی کی نہر ہے۔ نماز جمعہ کا وقت تھا۔ فوراً وضو کر کے نماز جمعہ ادا کی ہم نے نماز پڑھائی ایرانیوں کی شیعہ ٹکٹکی لگا کے ہماری نماز کو اور ہمیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے سب سامنے پھرتے تھے اور آپس میں دل لگی مذاق کرتے رہے۔ یہ لوگ نہ نماز سے واقف ہیں۔ نہ آداب نماز سے خبردار۔

بعد نماز کمپنی کی طرف سے سردے۔ تربوز۔ سیب سے قافلہ کی دعوت کی گئی۔ مگر تمام چیزیں پھیکی تھیں بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس جگہ سے منتقل ہو کر شہر سے ۳ میل دور سیمنٹ فیکٹری کے پاس اتار دیئے گئے۔ کیونکہ یہاں میدان اچھا ہے۔ جگہ میں گنجائش ہے۔ پانی کا آرام ہے۔

بعدِ نمازِ عصر ہم زیارات بزرگان کے لیئے گئے۔ جانب مغرب ۱½ میل کے فاصلہ پر حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا روضہ ہے۔ وہاں حاضری دی۔ یہاں راستہ میں زائرین کا ہجوم ہے۔ راستہ بھرا ہوا ہے کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اور یہاں جمعہ کو زیارتِ قبور کا عام رواج ہے خصوصاً بزرگانِ دین کی زیارات آج بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ راستہ میں ابن بابویہ کا مقبرہ ہے۔ جو شیعوں کا بڑا عالم گذرا ہے۔ وہاں فاتحہ خوانوں کی کثرت تھی۔ ہم امام زادہ شاہ عبدالعظیمؒ کے روضہ پر پہنچے یہاں بھی مشہد شریف کے نمونہ کی عظیم الشان عمارت ہے۔ بڑے دروازے میں بہت بڑا بازار ہے۔ دور دیہ دُکانیں ہیں۔ ہجوم کی وجہ سے چلنا مشکل ہے۔ اندر تین گنبد ہیں۔ بڑے گنبد میں حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا مزار ہے۔ وہاں عام زائرین سجدہ وطواف کرتے ہیں۔ خلقت کا بے پناہ ازدہام ہے بڑی مشکل سے فاتحہ پڑھی۔

برابر میں حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہے۔ مگر وہاں سے کچھ کم۔ اُس صحن میں بالمقابل ایک اور گنبد ہے۔ جس میں حضرت طاہر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خواں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہجوم بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ شیعوں کو امام حسن کی اولاد سے وہ محبت نہیں۔ جو امام حسین کی اولاد سے ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھی ایک طرف شاہ ناصر الدین کی قبر ہے۔ جو شیعوں کا پیشوا گذرا ہے۔ قبر کے اردگرد لکڑی کا کٹہرہ ہے۔ بیچ میں قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا پورا مجسمہ لاش کی شکل میں لیٹا ہوا ہے۔ شیعہ اسے سلام کہتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں ہم وہاں سے لاحول پڑھ کر نکل آئے۔

تہران میں ریلوے اسٹیشن ہے۔ چھوٹی لائن کی گاڑی شہر و نک جاتی ہے۔ مزدور شہر میں اپنے گھروں سے کارخانوں اور کارخانوں سے گھروں کو ریل گاڑی

کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اس ٹرین کا چھوٹا سا انجن ہے۔ اور کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ڈبے جن میں صرف بیٹھنے کی بنچ ہیں۔

تہران کے خصوصی حالات

عـ۱ طہران بہت بارونق۔ خوبصورت اور وسیع شہر ہے۔ ایران کا دارالخلافہ ہے۔

عـ۲ یہاں ہر چوک میں گول دائرہ میں چمن۔ بیچ میں پانی کے فوارے اور بالکل بیچ میں کسی نہ کسی کا مجسمہ ہے۔ ایک چوک میں سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی) کا مجسمہ ہے۔ دوسرے میں فردوسی شاعر کا مجسمہ۔

عـ۳ یہاں حسن بہت ہے۔ شاید دنیا میں یہ خطہ حسن میں دوسرے درجہ پر ہے پہلے درجہ پر بصرہ و عراق ہے۔ مصر کے حسن میں ملاحت نہیں

عـ۴ عورتیں بے پردہ ہیں۔ مرد عورت بے تکلف ساتھ پھرتے ہیں۔ عورتیں گھٹنے تک جرابیں اور اوپر نیکر پہنتی ہیں۔ سینہ اور گھٹنا کھلا رہتا ہے۔ لمبا کرتہ اور سر سے پاؤں تک کالے حجاب برقعہ جو پردہ کے لیئے نہیں حسن کے لیئے ہوتا ہے۔

عـ۵ بے پردگی بہت ہے۔ ہوٹلوں میں ہر طرح کا کھانا پکتا ہے۔ لوگ بے تکلف کھاتے ہیں۔ یہاں ہوٹلوں کے کھانے سے احتیاط کرنی چاہئے یہاں فروٹ بہت کثرت سے ہے۔ ہم لوگوں نے فروٹ بہت کھائے۔

عـ۶ یہاں کے باشندے روزے نماز کے پابند نہیں۔ رمضان کی کسی کو ہی خبر ہوتی ہوگی۔ عیدین کوئی خال خال آدمی ہی عید مناتے ہیں۔ سنا ہے کہ ایران میں نوروز بہت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ ۱۲ مارچ سے نوروز شروع ہوتا ہے جو ۱۲ دن تک رہتا ہے۔

عـ۷ عورتیں مردوں سے بے تکلف مذاق کرتی ہیں۔ ہمارے بعض

جوان حجاج سے جب وہ زیارت امام عبدالعظیم ہمارے ساتھ جا رہے تھے۔ نہایت بیہودہ با تھا پائی کا مذاق کیا۔ ہم نے حجاج کو بہت تاکید کر دی ہے کہ دیکھو حج کو جا رہے ہو۔ منہ کالا کر کے نہ جانا آنکھیں نیچی رکھو۔ اور بلا وجہ شہر نہ جاؤ۔

ع۸ تصاویر کا عام رواج ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر عام مجسمے اور تصاویر ہیں۔

ع۹ جمعرات کی شام اور جمعہ کو دن بھر قبرستان میں عام لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں۔ اور بزرگوں کے مزارات پر نماز بھی ادا کرتے ہیں

ع۱۰ تہران کے باشندے بہت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ حجاج سے بہت محبت سے پیش آئے۔ رات بھر آٹھ سپاہیوں نے ہمارا پہرہ دیا۔ دو گھوڑ سوار اور چھ پیدل تھے۔ بہت محبت سے راستہ بتاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود جا کر پہنچا آتے ہیں۔ پولیس کا انتظام بہت معقول ہے اور سپاہی بہت بلند اخلاق ہیں۔ بعض سپاہی حجاج کو ان کے جوتے اٹھا کر دیتے ہیں۔ ایسے خوش خلق لوگ کم دیکھے گئے۔

ع۱۱ شہر میں سڑکیں بہت کشادہ ہیں۔ ٹرام نہیں ہے بسیں چلتی ہیں جن کا کرایہ بہت معمولی ہے۔ ایک ثمن فی سواری میں پوری ٹیکسی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ جب تک نہ اترو اتارتی نہیں۔ تمام شہر کا چکر لگا دیتی ہے۔ لیکن اگر دس قدم پر بھی جا کر اتر گئے تو پھر دوبارہ ثمن لیں گے۔

ع۱۲ یہاں تیل صاف کرنے کے بہت کارخانے ہیں سینٹ کی فیکٹری ہے۔ گنجان آبادی ہے۔ جہاں ہم ٹھہرے ہوتے ہیں۔ اس میدان

کا نام خیابان سیماب ہے۔ یعنی سیمنٹ کا کارخانہ اِس میدان کے مغرب کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی دوسری جانب ایک چشمہ بہت ٹھنڈے اور صاف شفاف پانی کا ہے۔ جسے چشمہ علی کہتے ہیں۔ جہاں ایرانی لوگ کارخانوں کے نا پیچے وقایہ ، صبات کرتے ہیں۔

۱۷ جولائی ۱۹۵۲ء ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ شنبہ | آج صبح کی نماز کے بعد شیخ حسام الدین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ سفیر عراق کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ خرم شہر کا راستہ سیلاب کی وجہ سے خراب ہو چکا ہے۔ اِلہٰذا حاجیوں کو بغداد کے راستہ جانا چاہیئے۔ اب یہ ہی پروگرام ہوگا۔ بارہ سو میل کا سفر اور زیادہ ہوگیا۔ اور حج بجائے نو اگست کے سات اگست کو ہے اِلہٰذا چلنے میں جلدی کرنا چاہیئے۔ فجر کے فوراً بعد روٹی کھالی جایا کرے تمام دن سفر رہے رات کو آرام۔ یہ ہی طے ہوگیا۔

قریباً دس بجے ہم حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری دینے گئے۔ سرائے دارا میں ۷ ریال فی حاجی ٹیکسی کی۔ اس نے کوہ شہر بانو تک پہنچایا۔ جو سرائے سے قریباً ایک کوس ہے پھر پہاڑ کی چڑھائی ایک میل ہے۔ راستہ میں سیمنٹ کے پتھر کی کان دیکھی۔ جو اس پہاڑ میں واقع ہے۔ کان میں چھوٹی سی ریل چلتی ہے۔ جو پتھر نکالتی ہے۔ سخت اندھیرا ہے۔ ہر جگہ روشنی کا انتظام ہے۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ ہم کچھ دور سرنگ میں گئے۔ مگر آگے جانے کی ہمت نہ پڑی پھر اوپر چڑھے۔ ایک درخت کے نیچے پہنچے۔ جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ پانی پیا۔ پھر اوپر چڑھے اور منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک سبز گنبد ہے۔ جس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مردوں کے لیئے ہے۔ دوسرا عورتوں کے واسطے۔ زنانہ حصہ میں حضرت شہر بانو کی قبر شریف ہے۔ لیکن اس مقبرے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ

حضرت شہر بانو کربلا کے واقعہ کے بعد گھوڑے پر سوار آئیں۔ مگر ظالم ان کے تعاقب میں تھے۔ انہوں نے رب سے دعا کی کہ مجھے ان ظالموں سے بچائے۔ پھر مع گھوڑے کے اس پہاڑ میں غائب ہو گئیں۔ جہاں غائب ہوئیں وہاں قبر بنا دی گئی ہے۔ اس قبر پر مرد نہیں جا سکتے۔ صرف عورتیں جاتی ہیں۔ ہم لوگوں نے دور سے فاتحہ پڑھی

مقبرہ شہر بانو پر تصویر خانہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کربلا۔ حضرت علی امام حسین کے بڑے بڑے فوٹو نصب ہیں۔ ایک جگہ شہادت امام حسین کا بیبیوں کا پیٹنا اور امام حسین کی بے سر کی لاش دکھائی گئی ہے۔ جس سے رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس مقبرے میں جو تاریخی کتبہ ہے۔ اس میں بزبان فارسی لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

وہاں سے واپس ہوئے اور سرائے دارابین آئے۔ اس سرائے میں حضرت امام زادہ عبداللہ ابیض ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے روضہ پر گئے۔ سبحان اللہ! بڑی عظیم الشان عمارت ہے صحن میں پانی کے چشمے۔ حوض۔ باغ ہے بیچ میں عظیم الشان عمارت ہے۔ جس کے دروازے اور دیواروں پر ایسا عمدہ اور باریک سنہری کام کیا ہوا ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔ دیواروں پر بہت اوپر تک شفاف شیشہ چڑھا ہوا ہے تاکہ نقش ونگار کو ہاتھ نہ لگے۔ خاص کواڑوں میں بہت سے اشعار کھدے ہوئے ہیں۔ جن میں بعض یہ ہیں

زاں ملقب شد بعبداللہ ابیض در عرب
بسکہ رخسار منیرش بود پر نور و ضیا

گمرہانِ جہل را خلقِ کریمش دستگیر
سالکانِ راہ را لطفِ عمیمش رہنما

این درے را کہ ہست کہف اماں ✪ کرد تعمیر مہدی دربان

فاتحہ پڑھی بس یہ، واپس آگئے یہاں کھانا کھایا۔ آج کمپنی نے حجاج کے لیئے اعلیٰ درجہ کا زردہ پکایا۔ نماز ظہر کے بعد کچھ آرام کیا۔ پھر شمیران روانہ ہو گئے۔

شمیران ہمارے اس خیابان سیما سے ۱۲ میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب ہے۔ دو ریال فی نفر دے کر شہر پہنچے پھر ساڑھے تین ریال فی نفر دے کر ۱۰ میل فاصلہ پر شمیران پہنچے۔ شمیران ایک مقام ہے۔ جو پہاڑ پر واقع ہے۔ یہاں شاہی محل ہیں۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ جگہ جگہ پانی کی آبشاریں ہیں۔ اور عین پہاڑ پر حضرت نواسہ امام حسن رضی اللہ عنہما کا مزار شریف ہے۔ آپ کا سر تو یہاں دفن ہے۔ اور جسم شریف کربلا معلےٰ میں مدفون ہے شاید اس جگہ کا اصل نام شاہ میران ہے جو بگڑ کر شمیران بن گیا۔ نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ اس لیئے نماز کے لیئے روضہ شریف کے پاس جائے کا ایک غیر آباد سا ہوٹل ہے۔ وہاں چلے گئے۔ اندر پہنچے تو سبحان اللہ ہوٹل کیا تھا ایک دلکشا باغ تھا۔ ہر طرف سرسبز درخت اور ایک طرف پہاڑ سے پانی کی سفید چادر ڈیڑھ گز چوڑی بارہ فٹ بلندی سے گر رہی ہے۔ جس کی آواز نہایت دلکش ہے قریب کھڑے ہو تو باریک باریک چھینٹے اڑ اڑ کر [illegible] جسم پر [illegible] ایک کیفیت پیدا کرتی ہے۔ جو بیان نہیں ہو سکتی۔

یہ نظارہ عمر بھر یاد رہے گا۔ جہاں سے پانی گرتا ہے وہاں ہرے بھرے درختوں کی محراب نما سرنگ سی بنا دی گئی ہے۔ جس میں سے یہ پانی آتا ہے اور گر کر نالہ کی شکل میں آگے جاتا ہے۔ پھر نہر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر حضرت امام قاسم کے مزار پر حاضری دی عجیب رقت انگیز جگہ ہے۔ واپسی پر بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی جو نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ بلکہ ہم کو سڑک تک پہنچانے آئے۔ یہاں بہت بڑا بازار ہے۔ ٹیکسی کرنا چاہی مگر سودا نہ بنا۔ ہم پندرہ تمن دیتے تھے۔ وہ بیس مانگتے تھے۔ آخر کار ہم عام بس میں سوار ہوئے۔ سواریاں بہت تھیں جو قطاروں میں کھڑی تھیں باری باری سے لوگ بیٹھتے تھے۔ ہم بھی اسی طرح سوار ہوئے سارے شہر کا نظارہ کیا۔ واقعی تہران ایشیاء کا پیرس ہے۔ ایسی

روشنی بجلی کے قمقموں کی سیدھی قطار۔ کاروں کی لائٹیں۔ انسانوں کا ہجوم۔ دکانوں کی آرائشیں۔ اُن کی رنگ برنگی روشنی۔ ایک ایسا نظارہ تھا۔ جس کے بیان کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔

بس ع ے سے اُتر کر بس ع ۸ میں بیٹھے۔ پھر اُس سے اُتر کر اپنے مقام خیابان کی بس میں بیٹھے اور قریباً نو بجے شب اپنے ڈیرے میں داخل ہو گئے۔ راہ میں شیخ رحمت اللہ صاحب نے ۷ ریال کیلو کے حساب سے سیب خریدے جو بہت شیریں تھے۔

خیال رہے کہ جہاں تہران واقع ہے۔ اُسے رے کا علاقہ کہتے ہیں اِسی رے کی لالچ میں عمرو ابن سعد بد نہاد نے اہل بیت اطہار پر ظلم ڈہائے۔

۱۸ جولائی ۱۹۵۷ء ۱۶ ذیقعد ۱۳۷۷ھ یک شنبہ

چونکہ مزارات مقدسہ کی حاضری اور شہر کی سیر سے کل ہی فراغت ہو چکی تھی اس لیے کہیں جانے کا ارادہ نہ تھا۔ صوفی محمد جمیل صاحب اصرار فرما کر سفارتخانہ پاکستان میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ جگہ ہمارے کیمپ سے قریباً سات میل دور ہے۔ فراخ عمارت ہے۔ برابر میں چیکو سلویکیا کا سفارت خانہ ہے۔ محمد انور صاحب غوری گجراتی نائب سفیر پاکستان مقیم تہران سے ملاقات ہوئی۔ نہایت خلیق نوجوان ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ شکایت فرمانے لگے کہ کل ہمارے ہاں چائے پر حجاج کے ہمراہ آپ نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ میں شمیران گیا ہوا تھا۔ وہاں کی حاضری بہت ضروری تھی۔

تخت طاؤس کی سیر

ہم سفارت خانہ سے پانچ بجے تخت طاؤس دیکھنے روانہ ہوئے۔ وہ محل سفارت خانہ سے قریباً ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے۔ اولاً تو وہ محل ایسا ہے کہ جس کا نقشہ نقلوں میں نہیں کھچ سکتا۔ بہترین باغ۔ پانی کے چشمے فوارے۔

بیچ میں مرمری محل ہے۔ ہر جگہ فوجی پہرہ ہے۔ قدم رکھتے ہی قیمتی قالین نظر آئے فرش پر قالین۔ سیڑھیوں پر قالین۔ دیواروں پر قالین آویزاں۔ مختلف کمروں میں ایرانی صنعت کی چیزیں قرینہ سے رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ لالٹینیں چھوٹی چیزوں کی ہیں۔ کچھ بڑی کی۔ جو غالیچے دیواروں پر آویزاں ہیں۔ اُن میں قیمتی لعل۔ یاقوت۔ زمرد جڑے ہوئے ہیں۔ جن کی چمک دمک سے حیرت ہوتی ہے۔ بیش قیمت لعل و جواہرات کی فراوانی ہے۔

ہم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے۔ خاص اس جگہ پہنچے۔ جہاں تخت طاؤس رکھا ہوا ہے۔ اس جگہ شیش محل ہے۔ درو دیوار۔ چھت میں شیشہ ہی شیشہ ہے۔ سامنے ایک ٹیبل پر ایک بڑا غالیچہ ہے جس کی قیمت امریکہ میں اٹھارہ ہزار ڈالر فی گز لگائی گئی ہے۔ قریباً ۴ گز لمبا ہے سوا گز چوڑا ہے۔ نہایت باریک کام ہے۔ بیچ محراب میں دو تخت ہیں۔ ایک تخت طاؤس جو شاہجہان نے ۹ برس میں نو دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے طیار کرایا۔ یہ تخت غالباً ساڑھے چار گز لمبا دو گز چوڑا ہے۔ چو طرفہ چو کھنڈی ہے۔ سونے کا تخت ہے۔ لعل یاقوت زمرد جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوں۔ جڑے ہیں۔ نچلے حصے سے جواہرات کچھ نکل گئے ہیں۔ بالائی حصہ میں تمام جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت کروڑوں روپیہ ہوگی۔ میں الفاظ میں اس تخت کی توضیح نہ کر سکا۔ اس کا نقشہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا تخت شاہ محمد بیگ کا ہے یہ بھی نہایت قیمتی لعل و جواہر سے مرصع ہے۔ عجیب چیز ہے۔ مگر تخت طاؤس چیزے دیگر است۔ تیسری چیز سونے کی کرسی ہے۔ جو خالص سونے کی ہے۔ شاہ پیرس کی ہے اب بھی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں بادشاہ اسی کرسی پر بیٹھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ تخت تخت طاؤس کا کچھ حصہ ہے۔ مکمل نہیں۔ اس کے کناروں پر سونے کے مور تھے۔ جن کی دم میں لعل یاقوت زمرد جڑے تھے

ہوئے تھے۔ یہ تخت دیکھ کر کچھ آگے بڑھے۔ تو سومنات کا سونے کا مندر دیکھا جو اسی ہال کمرے میں ایک ٹیبل پر رکھا ہے۔ خالص سونے کا ہے۔ سومنات کے مندر کا مجسمہ ہے۔ سامنے ایک مور کھڑا ہے جو چابی دینے پر ناچتا ہے۔ گردن ہلاتا ہے۔ کچھ آگے جا کر ایک طلسمی گھڑی ہے جس کا کمال یہ ہے کہ گھڑی کے نیچے پیتل کے دو گولے پیتل کی زنجیر میں لٹکے ہوئے ہیں۔ اور گھڑی کے دائیں بائیں پیتل کے دو سپاہی ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں۔ درمیان میں کھڑکی ہے۔ ایک طرف سے چابی دی جاتی ہے۔ چابی دیتے ہی باجا بجنا شروع ہو جاتا ہے اور پیتل کا گولہ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھسکنے لگتا ہے۔ جب یہ گولہ نیچے پہنچ جاتا ہے۔ تو یہ دو پیتل کے سپاہی جو بند کھڑکی کے آس پاس کھڑے ہیں اپنے ہاتھ اٹھا کر کھڑکی کھول لیتے ہیں۔ کھڑکی کے اندر ایک خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں ایک پیتل کی عورت ناچتی ہے۔ اس کے دائیں بائیں دو آدمی طبلہ سارنگی بجا رہے ہیں۔ ناچ ایرانی طرز کا ہے۔ باجہ کی آواز بہت سریلی اور دلکش ہے۔ یہ ناچ گانا اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ جب تک کہ چابی بند نہ کی جائے۔ چابی بند کی اور سارا کھیل ختم ہوا۔ اب نہ وہ ناچنے والی رہی نہ گانا نہ باجہ۔ غرضیکہ ایک طلسم ہے۔

یہاں سے آگے بڑھے تو گذشتہ شاہانِ ایران کے مجسمے اور ایرانی مصنوعات کے ذخیرہ دیکھے۔ جو نہایت قرینہ سے لگے ہوئے ہیں۔ اس تختِ طاؤس کے محل کے برابر میں دوسرا محل ہے۔ یہ امام بارہ ہے یہاں ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ درمیان میں نہایت قیمتی منبر رکھا ہے۔ جو چادر سے ڈھکا ہوا ہے۔ عاشورہ کے دن کھلتا ہے۔ یہ بھی قابلِ دید ہے۔

دربند کی سیر

تخت طاؤس کی سیر سے فارغ ہو کر ہمیں تہران میں ایک کار کرایہ

پرکی اور دربند پہنچے۔ یہ جگہ شمیران سے آگے ہے۔ شمیران کا ذکر ہم کل کر چکے ہیں۔ امام قاسمؓ کے روضہ سے قریباً سات میل پہاڑی پر واقع ہے۔ اس جگہ کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں۔ شعر

اگر فردوس بر روئے زمین است　　ہمین است و ہمین است و ہمین است

پہاڑ سے شفاف پانی کا آبشار مستی دکھاتا بہ رہا ہے۔ اوپر سے نیچے گر رہا ہے۔ دورویہ نہایت حسین درختوں کی محراب نما قطار ہے۔ درختوں کی ڈالیوں اور پتوں میں بجلی کے رنگ برنگے قمقمے جل رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں باغ ہے۔ باغ میں جگمگ ہو رہی ہے۔ بیچ پانی میں تخت پوش بچھے ہیں۔ جن پر قیمتی قالین ہیں۔ جن پر فرد بچھے ہوئے ہیں۔ پانی اتنا سرد ہے کہ اگر دودھ کا برتن کچھ دیر اس میں رکھا جائے تو جم کر آئیس کریم بن جاوے۔ پورا گھونٹ نہیں پیا جاتا۔

ہوا نہایت خوشگوار سرد ہے۔ نہ سخت سرد جو تکلیف دے نہ گرم۔ ایک جگہ جا کر سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں پر کاریں رک جاتی ہیں۔ اب آگے پیدل کی چڑھائی ہے۔ کچھ فاصلے پر چڑھنے کے بعد ایک تالاب ملتا ہے۔ جہاں برف پگھل کر جمع ہوتی ہے اور وہاں سے آبشار جاری ہوتا ہے۔ اس مقام کا نظارہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ وہ جگہ دیکھ کر یہ زبان سے نکلتا تھا کہ خداوندا جنت کیسی ہوگی۔ پھر واپس اترے اور امام قاسم رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی واپسی پر حلال گوشت کے کباب۔ بھنے ہوئے ٹماٹر۔ پیالوں میں جما ہوا دہی جسے فارسی میں ماست کہتے ہیں خرید کے دہی ۱/ پیالہ چھ ریال　　روٹی دو ہاتھ لمبی دو ریال کی۔ خاص قسم کا پودینہ جسے یہاں نعناع کہتے ہیں مفت میں ملا۔ کباب میں صرف نمک تھا۔ مگر نہایت لذیذ تھے۔ دہی بھی ایسا لذیذ تھا کہ ہمارے پنجاب میں ایسا نہیں ہوتا۔

عصر کا وضو خاص دربند کے آبشار میں ٹھنڈے پانی سے کیا۔ اور وہاں ہی نماز پڑھی۔ مغرب کا وضو اور نماز وہاں ہی ادا کی جہاں کل پڑھی تھی یعنی امام قاسم کے روضہ کے پاس۔ ایک ہوٹل میں جہاں پانی کی چادر بارہ فٹ اوپر سے گر رہی ہے۔ پھر وہاں سے کار میں بیٹھ کر شہر پہنچے جہاں کل کا سا نظارہ تھا۔ اور عشاء کے قریب، خیابان سیما اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ کھانا کھایا عشا کی جماعت پڑھائی پھر کچھ دیر بات چیت کر کے سو گئے۔ خیال رہے کہ دربند ہمارے ڈیرے سے قریباً ۲۰ میل دور ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء ۱۷ ذیقعد ۱۳۸۲ھ دوشنبہ آج پیر کا دن ہے تہران آئے ہوئے دو دن ہو چکے ہیں۔ اعلان ہو گیا ہے کہ آج کوچ ہے۔ حاجیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اول وقت فجر کے لئے اُٹھ بیٹھے۔ بعد نماز فوراً چائے پی اور سامان بسوں پر لادنا شروع کر دیا۔ سات بجے قافلہ کوچ ہو گیا۔ تمام شہر کا گشت کیا۔ سفیر پاکستان تہران کی جائے قیام پر گئے۔ الوداعی علیک سلیک کر کے قافلہ نے مارچ کر دیا۔

آج قافلہ تہران سے سیدھا مغرب کی طرف چل پڑا۔ سفیر عراق کے اعلان کی بنا پر سوچا ہوا راستہ بدل دیا۔ بجائے قم شریف کے قزوین کا رخ کیا ۲۶ میل تہران سے چل کر قافلہ کرج پہنچا۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ آراستہ پیراستہ۔ قافلہ نے یہاں قیام نہ کیا۔ سیدھا قزوین پہنچا۔

قزوین تہران سے ۹۵ میل جانب مغرب ہے۔ خوبصورت شہر ہے۔ ہر طرف بادام کے باغ ہیں۔ فوارے پانی کے چشمے بازار وغیرہ بہت بارونق ہیں۔ قافلہ یہاں سے ۶ میل آگے بڑھ کر سلطان آباد پہنچا۔ جہاں کھانا کھلایا گیا۔ کمپنی نے حجاج کو سیب کھلائے۔ نصف گھنٹہ قافلہ نے قیام کیا۔ اور ایک جگہ ۱۵ منٹ پر سلطان آباد سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں

حسین آباد پڑا۔ مگر وہاں قیام نہ کیا۔ ایک سر سبز باغ میں چشمے کے کنارے پر مقام کانتوریں نماز ظہر ادا کی۔ وہاں پانی جمع کیا ہوا۔ ایک تہ خانہ میں محفوظ تھا۔ ایسا ٹھنڈا اور میٹھا کہ سبحان اللہ۔ دل خوش ہو گیا۔ عصر کے وقت قافلہ ہمدان پہنچا۔

ہمدان نہایت سر سبز و شاداب جگہ ہے۔ بڑا شہر ہے۔ دُور ویہ دُکانیں بہت آراستہ ہیں۔ چوک میں گول دائرہ کی شکل میں چمن ہے۔ جس میں پانی کا فوارہ اور بیچ میں بشاہ ایران سابق کا مجسمہ گھوڑے کے مجسمہ پر نصب ہے۔ ہم کو گنبد نہایت خوبصورت نظر پڑا۔ ہم سمجھے کہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ مگر بعد میں پتہ لگا کہ بازار کے ہر کنارے پر ایسے ہی گنبد ہیں۔ یہاں گندم بہت کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ گندم ہی گندم ہے۔ گندم کے پودے باریک اور چھوٹے ہیں۔ خوشہ بڑا ہے خوشہ کل کر دیکھا۔ دانے بہت سفید۔ موٹے پنجاب کی طرح۔ مگر لمبائی میں پنجاب کے گندم سے زیادہ ہیں۔ آلو بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ ہمدان تہران سے اڑہائی سو میل اور قزوین سے ۱۵۵ میل جانب مغرب ہے ارادہ تھا۔ کہ قافلہ ہمدان میں ہی ٹھہرے۔ مگر چونکہ کوئی جگہ مناسب نہ ملی لہٰذا وہاں سے پانچ میل آگے میدان میں قیام کیا۔ چونکہ ہمدان میں قیام نہیں ہوا اس لیئے وہاں کے مفصل حالات معلوم نہ کر سکے۔

۲۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ آج شب ہمارے قافلہ نے ہمدان سے پانچ میل آگے قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اعلان ہو گیا۔ کہ جلد سو جاؤ۔ ۲ بجے شب کو مارچ ہے۔ ایسا ہی کیا گیا پاکستانی ۳ بجکر ۴ منٹ یعنی ایرانی ۲ بجے اُٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے اور بعض حجاج نے وضو کر کے تہجد ادا کرلی اور باوضو روانہ ہو گئے۔ لبیک اللّٰھم لبیک کے نعروں سے میدان گونج گیا۔ نہایت اونچا نیچا

پیچ در پیچ راستہ ہے کبھی ۱۸ فٹ ۲۰ فٹ اونچے چڑھ گئے اور کبھی اتنے ہی نیچے اتر گئے۔ اسی طرح چودہ میل طے کرکے ایک کھلے میدان میں فجر کی جماعت ادا کی۔ آج کی جماعت اور تلبیہ کی لذت ہمیشہ یاد رہے گی۔ رقت طاری تھی۔ دعائیں جاری تھیں تلبیہ کی آوازیں تھیں۔ صبح کا سہانہ وقت تھا۔ میدان سنسان یہ نظارہ اور دیار یار کے قریب آنے کی خوشی۔ یہ وہ چیزیں تھیں۔ جن کا اجتماع عجیب حالت پیدا کر رہا تھا۔

پھر فجر کی نماز پڑھ کر چل پڑے۔ ۱۲۲ میل راستہ طے کر کے قریباً ساڑھے نو بجے کرمان شاہ سے دو میل اس طرف پڑاؤ کیا۔ چائے وغیرہ پی۔ اس جگہ تان زن بستان ہے۔ ایک عظیم الشان پہاڑ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں بڑی محراب بنی ہے۔ جس میں شیریں فرہاد اور شیریں کے باپ خسرو کے مجسمے لگے ہیں۔ سامنے عمدہ باغیچہ ہے۔ پہاڑ سے نہر جاری ہے۔ جس کے دو حصے کر دیئے ہیں۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا شمال کی طرف۔ یہ ہی وہ پہاڑ ہے۔ جس کو فرہاد نے کاٹا تھا۔ اور یہ وہ ہی نہر ہے جو فرہاد نے نکالی یہاں سے ۶ فرسخ مشرق کی طرف ایک بستی ہے۔ بستون DISPON۔ فرہاد وہاں کا باشندہ تھا۔ اور بارہ فرسخ مغرب کی طرف ایک بستی ہے قصر شیریں شیریں یہاں کی رہنے والی تھی۔ اس پہاڑ کے کھودنے کی شرط خسرو نے لگائی جو فرہاد نے پوری کی۔ اس نہر کا پانی ہم نے پیا۔ اور اس سے غسل بھی کیا۔ بہت پُر فضا مقام ہے۔ اس سے دو میل فاصلہ پر شہر کرمان ہے۔

کرمان ہمدان سے ۱۲۴ میل جانب مغرب ہے۔ یہاں کنارہ پر تیل کا بہت بڑا کارخانہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ بہتر ۲۲ ہزار گیلن روزانہ پٹرول صاف ہوتا ہے۔ ۴ ½ بستر کا ایک گیلن ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں انگریز کوئی نہیں۔ دو پاکستانی مسلمان ہیں جن میں سے ایک

کا نام محمد شریف ہے۔ دوسرے کا محمد دین۔ باقی ملازمین ایرانی ہیں۔ دنیا کا پچاس فی صدی تارکول یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہاں سڑکوں کا حال خراب ہے۔ یہاں بھی گندم کافی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ نیچے نیچے کرتے۔ تہران کی طرح یہاں بے پردگی نہیں۔ ہماری تمام بسوں نے کرمان سے پٹرول اور موبل آئل خریدا۔

کرمان شریف کے بازار کی سیر کی۔ یہاں کرسیاں چارپائیاں بہت عمدہ بنتی ہیں۔ یہاں سے ایک پھل خریدا۔ جو نہ تو خربوزہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ نہ سردا۔ بہت شیریں تھا۔ یہاں ایک مسجد بھی دیکھی۔

خیال رہے کہ تہران وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں مسجد کوئی نہ دیکھی۔ بزرگان دین کے مزارات پر مسجدیں ہیں۔ مگر ویران۔ وہاں لوگ جوتے پہنے پھرتے ہیں۔ اور اندرونِ مسجد سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں۔ یہاں بھی مسجد کا یہی حال ہے۔

دو بجے دوپہر کو کرمان سے قصر شیریں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سات میل کے فاصلہ پر غربی جانب حسن آباد بستی ملی۔ وہاں نماز ظہر پڑھی۔ یہاں ایک کرشمہ دیکھا کہ ایک ہوٹل میں دکان کے اندر آبِ شیریں کا قدرتی چشمہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا نہایت صاف اور بہت میٹھا۔ ہلکا۔ بغیر پیاس بھی پیا۔ وہاں ہی وضو کیا۔ نماز ظہر پڑھی حسن آباد سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں قریباً چھ میل کے فاصلہ پر شاہ آباد بستی ملی۔ جو اچھا قصبہ ہے۔ وہاں قیام نہیں کیا۔ راستہ میں ایسا پہاڑی راستہ طے کیا کہ ایسا راستہ آج تک طے نہ کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر لاریوں کا چڑھنا پھر نیچے اترنا۔ کئی کئی میل کی بلندی پھر اتنی ہی پستی اور پہاڑ پر گھومتے ہوئے لاریوں کا گذرنا۔ ایسا نظارہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

مغرب کے قریب ہمارا قافلہ قصرِ شیریں کے جنگل میں پہنچا۔ یہاں ہی نمازِ مغرب ادا کی۔

۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ | آج ہمارا قافلہ شب میں قصرِ شیریں پہنچا۔ ایک جنگل میں قیام کیا۔ اس جنگل میں سانپ بہت ہیں۔ حاجیوں نے کئی سانپ نہایت زہریلے دیکھے۔ پانی کے چشمے بھی ہیں مگر پانی گرم ہے۔ اور سانپوں کی زیادتی کی وجہ سے سب میں کوئی پانی پر نہ گیا۔ قصرِ شیریں کرمان سے ۱۱۵ میل جانب مغرب ہے۔ اسی جگہ شیریں بنت خسرو رہتی تھی۔ جس پر فرہاد عاشق ہوا تھا۔ اس لیے اسے قصرِ شیریں کہتے ہیں۔

آج دوپہر کے قریب ہم قصرِ شیریں بستی میں گئے۔ قصرِ شیریں چھوٹا سا شہر ہے۔ آبادی گھنی ہوئی ہے۔ یہاں گرمی کافی ہے۔ تہران و مشہد کی سی سردی نہیں۔ چشموں میں بھی پانی گرم ہے مگر پنجاب کی سی گرمی نہیں۔ یہاں سے انگور۔ خربوزے وغیرہ خریدے۔ قافلہ کی کچھ لسیں خراب ہوگئی تھیں۔ قصرِ شیریں میں ٹھیک کرائیں اب ساڑھے چار بجے قافلہ کی روانگی ہو رہی ہے۔ انگریز سیاح مع اپنی میم اور بچے کے قافلہ کے ہمراہ ہے۔ چونکہ ہمارا راستہ بدل گیا ہے۔ قم شریف والا راستہ نہ رہا۔ اس لیے یہ انگریز بغداد شریف تک ہمارے ساتھ رہے گا۔ انگریز کا بچہ نہایت سعادت مند واقع ہوا ہے حجاج کو پانی پلاتا ہے۔ جب اس کے ماں باپ سوتے ہیں تو انہیں پنکھا جھلتا ہے۔ پتھر جمع کر کے آگ جلا کر چائے پکاتا ہے، خدا کرے ہم پاکستانیوں کی اولاد میں ایسی ہی ٹھیک ہوا کرے، بچے کا نام کرسٹوفر ہے، عمر غالباً آٹھ برس ہوگی۔ یہ ہی بچہ اپنے باپ کے ہمراہ ماں باپ کے کپڑے بھی دھوتا ہے۔ یہ لوگ کلکتہ سے آرہے ہیں۔

قصرِ شیریں سے ہمارا قافلہ ساڑھے چار بجے روانہ ہوکر سوا پانچ بجے

مقام خسروی میں پہنچا۔ خسروی قصرِ شیریں سے بارہ میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ جگہ ایران کی سرحد ہے۔ اس جگہ مضبوط چار دیواری بنی ہے۔ حکومت کا دفتر ہے۔ دفتر کے دروازے پر تانبہ کا شیر کا مجسمہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ باہر ایک مضبوط سلاخ والا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے نکلتے ہی ہم عراق کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میرجاوا پہلی سرحد تھی۔ ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ خسروی راولپنڈی سے تین ہزار ایک سو بارہ میل تقریباً ہے۔ مگر یہ مقدار تقریبی ہے۔ ہم ۹ جولائی پنج شنبہ کو ایران کی سرحد میرجاوا میں داخل ہوئے اور آج ۲۱ جولائی چہار شنبہ کو خارج ہو رہے ہیں۔ کل تیرہ دن ایران میں رہے۔

خسروی میں ہم لوگوں سے علیحدہ علیحدہ فارموں پر دستخط لیے گئے۔ مگر اس دستخط لینے کا انتظام نہایت خراب تھا۔ کسی نام کے ساتھ ولدیت نہ تھی۔ ایک نام کے بہت آدمی تھے۔ پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کا نام ہے۔ پھر حاجیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔ اور نام بنام پکارا گیا۔ جس سے بہت دشواری ہوئی۔ اگر بس نمبر کے حساب سے یہ کام ہو جاتا تو بہت آسانی رہتی۔ شور تھا غوغہ تھا۔ بہت دیر اور بہت مشکل سے یہ کام ہوا۔

اس کے بعد تمام بسیں دیکھی گئیں۔ گنتی کی گئی اور روانگی کی اجازت دی گئی۔ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدری لگاتے ہوئے سرحدِ ایران سے نکلے۔ اور بھی بہت سی لاریاں تہران سے آئی تھیں جو کربلا معلی جا رہی تھیں۔ انہیں بھی اس جگہ یہ ہی کام سرانجام دینے پڑے۔ ایک ٹرک اتنا لمبا وہاں آیا کہ آج تک اتنا لمبا ٹرک دیکھا نہ گیا۔ اٹھارہ پہیے

تھے موجود لڑکوں سے تگنا لمبا تھا۔ وہ بھی اِس چوکی پر اجازت خارجہ حاصل کرنے آیا تھا۔

عراق میں داخلہ

۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء۔ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ آج شب کو بوقت مغرب ہمارا قافلہ سرحد عراق خانقین میں داخل ہوا۔ خانقین سرحد ایران سے پانچ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے سرحد پر ایک عمارت بنی ہے۔ اور سڑک پر موٹی سی لوہے کی زنجیر لگی ہے۔ جس سے راستہ روکا گیا ہے۔ اجازت ملنے پر وہ زنجیر گرا دی جاتی ہے۔ یہاں کی پولیس کی وردی ایرانی وردی سے بالکل جداگانہ ہے۔

چوکی میں کاغذات مکمل ہوئے اور ہم لوگوں نے نماز مغرب ادا کی بعد نمازِ مغرب ہم لوگ بیٹھ گئے۔ چونکہ یہ جگہ حضرت قطب ربانی۔ محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مُلک ہے۔ اِس لیئے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہت لطف کی صحبت رہی۔ اچانک اعلان ہوا کہ چلو۔ بسوں میں بیٹھے اور خانقین میں داخل ہوئے۔

یہ بڑی بستی ہے۔ ہر جگہ بجلی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ عراقیوں نے پُرزور استقبال کیا۔ عراقی مسلمان بہت ہی خوش ہوئے۔ کمپنی نے کھانا حجاج کو کھلایا۔ اور عراقیوں نے پانی پلایا۔ ان کی خدمت میں ہم لوگوں نے کچھ نذرانہ پیش کیا۔ قبول سے انکار کر دیا۔ یہاں آکر برف کی ضرورت محسوس ہوئی اور اہلِ عراق برف لائے جو خریدی گئی۔ صبح کا سہانا وقت آیا۔

سرزمین عراق میں آج یہ پہلی صبح ہم نے دیکھی۔ لوگ فرطِ شوق میں فجر کے وقت سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے جاگ پڑے۔ بعض حجاج نے تہجد پڑھی۔ پھر بہت خوشی سے نماز فجر باجماعت ہوئی۔ بعد نماز ایک نعت خواں نے نعت پڑھی۔ جس کا پہلا مصرع یہ تھا۔

ع۔ میں بن کے بُلبل اُڑ جاواں اور باغ مدینہ جا دیکھاں

سہانا وقت۔ دیارِ عرب میں پہلا قدم غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا فیض۔ لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ عجیب پُر لطف نظارہ رہا پھر اعلان ہوا کہ چائے پیو اور چلو۔ سب کھڑے ہو گئے۔ رات کے بقیہ چاول اور چائے دی گئی۔ ناشتہ کر کے بغداد شریف کی طرف روانگی ہونے لگی۔ قریباً ۷ بج کر ۴ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہو گئی۔

خانقین میں ریلوے لائن بھی ہے۔ ریل کی آمد ورفت دیکھی گئی یہاں سے کویت تک گاڑی چلتی ہے۔ ایران میں شہر دو سے بصرہ گاڑی جاتی ہے۔ جو قزوین تک ہمارے ساتھ رہی۔ بعد میں علیحدہ ہو گئی۔

خانقین سے قریباً آٹھ میل فاصلہ پر ماقویہ پہنچے۔ یہاں ریلوے اسٹیشن اور فروٹ کی منڈی ہے۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بغداد الجدید ملا بہت بڑی اور خوبصورت بستی ہے۔ بڑی عمدہ عمدہ سڑکیں ہیں۔ مگر پانی کے سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے۔ سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں جھونپڑیوں کا انتظام ہو رہا ہے۔ بغداد الجدید دراصل بغداد شریف کا ہی ایک حصہ ہے۔ ہم کو معلوم ہوا تھا کہ اس دفعہ جاتے ہوئے بالکل قیام نہیں ہوگا بعد واپسی تین دن ٹھہرنا ہے۔ جناب غوث کی بارگاہ میں عرض کیا گیا۔ کہ حضور قسمت سے عمر میں ایک بار یہ حاضری نصیب ہوئی ہے۔ اگر بغیر حاضری چلے گئے تو بہت صدمہ ہوگا۔ اُدھر

کمپنی کی طرف سے اعلان ہو گیا۔ کہ ہرگز نہیں ٹھہرنا ہے۔ مگر خدا کی شان کہ جس راستہ سے بس کو جانا تھا۔ وہ راستہ بند تھا۔ سڑک ٹوٹی ہوئی تھی۔ پولیس نے بسوں کو روک دیا۔ دوسرے راستہ سے بسیں گذریں ادھر جناب غوث پاک کی بارگاہ آگئی۔ دروازے سے بسیں گذریں دل تڑپ گئے۔ بعض لوگوں نے چلتی بس میں سے کودنا چاہا۔ رب کی شان کہ کسی وجہ سے بسیں رکیں۔ پھر کیا تھا۔ عشاق کود پڑے۔ بسیں خالی ہو گئیں اور محبوب کے دربار میں پروانہ وار پہنچ گئے۔ اولاً وضو کیا۔ پھر مسجد شریف میں حاضری دی۔ پھر روضہ مطہرہ پر حاضری دی۔ دروازہ بند تھا برآمدہ میں خلقت جمع ہو گئی۔ فاتحہ پڑھتے رہے۔ عرض کیا کہ سرکار جب بلایا ہے۔ تو اندر آنے کی بھی اجازت دے دیں۔ اچانک کلید بردار تشریف لائے۔ اور دروازہ کھلا۔ لوگ دیوانہ وار یا غوث کے نعرے مار کر بے تحاشہ اندر داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا جی بھر کر زیارت کی۔ نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چیخ و پکار کا شور مچ گیا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے ہم بھی چور ہیں۔ آپ کے دروازے پر آئے ہیں۔ ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔ اگرچہ قافلے میں مختلف خیال کے لوگ تھے۔ مگر جناب غوث نے اس وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا۔ جو آج تک کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

اور لوگوں نے جالی شریف میں سیکڑوں روپئے ڈالے۔ قریباً بارہ تیرہ سو روپے کی رقم حجاج نے پیش کی۔ مگر وہاں اس کا کوئی لینے والا نہ تھا۔ ایسا استغنا کہیں نہیں دیکھا گیا۔ فیضان کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے جاڑو والے اور جوتے والے بھی ولی معلوم ہوتے ہیں۔ اردگرد چاندی کا کٹہرہ ہے۔ بجلی اور پنکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ روشنی کر دی گئی پنکھے چلا دیئے گئے۔ ایک گھنٹہ حاضر رہے۔

پھر حضور غوث الثقلین کے صاحب زادے شیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھا۔ چونکہ کمپنی والے جلدی کر رہے تھے۔ بادل نخواستہ باہر نکلے۔ مسجد شریف میں دو نفل ادا کئے اور چلے آئے۔ تین میل باہر آکر ایک موٹروں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ ابھی کھانا کھا کر بصرہ روانگی ہے۔ ابھی یہاں کے صرف یہی حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ انشاءاللہ واپسی میں تفصیل وار زیارات ہوں گی اور تفصیل وار بیان ہوگا۔ افسوس کے کمپنی نے ہم کو باہر لاکر ڈال دیا۔ ۴ گھنٹے یہاں لگا دیئے۔ اس وقت کو اگر ہم حضور غوث پاک کے دروازے پر گذارتے یا اس وقت میں ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کاظمین شریفین حاضری دے آتے۔ تو کیا اچھا ہوتا۔

بغداد شریف خانقین سے ۱۰۶ میل جانب جنوب ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ ہر جگہ دو سڑکیں ہیں۔ ایک جانے کو ایک آنے کو۔ درمیان میں مسلسل باغیچہ ہے۔ بعد دوپہر ہمارا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہوگیا۔ ۴۳ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شہر فلوج آباد پہنچے۔ یہ بہت آباد شہر ہے۔ اس کے کنارہ پر دریائے فرات ہے۔ اسی شہر میں لوگوں نے نماز ظہر پڑھی۔ فرات پر آئے۔ پانی کو بار بار ہاتھ میں لے کر سوچتے تھے۔ کہ یہ وہ ہی پانی ہے۔ جس کے لیئے علی اصغر علی اکبر۔ امام حسین رضی اللہ عنہم ترسائے گئے۔

شعر

خاک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہل بیت

فرات کا پانی نہایت گدلا ہے۔ مزہ پھیکا ہے کنارہ پر ایک ہوٹل اور قہوہ خانہ ہے۔ نہایت خوبصورت پل بنا ہوا ہے۔ پل کے اس کنارہ پر یہ ہوٹل ہے۔ یہاں ہوٹل والوں نے ہم کو برف کا پانی پلایا۔ پھر آگے چل کر دوراہا ملا ایک راستہ دمشق کو جاتا ہے دوسرا کربلا معلی کو۔ ہم لوگ کربلا کی طرف چل پڑے۔

۲۳ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ | کچھ فاصلہ پر اِس کربلا کے علاقہ

میں ایک میدان میں اترے اللہ اکبر۔ عجیب لق و دق میدان ہے۔ نیچے ریت اوپر آسمان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب ریت سے نکل رہا ہے۔ تیمم سے نماز عشا پڑھی۔ سو رہے۔ صبح تہجد ہی کے وقت لوگ اُٹھ بیٹھے۔ تہجد پڑھی۔ بعد میں فجر پڑھی۔ بعد فجر میں نے لوگوں سے خطاب کیا۔ کہ اے مسلمانو! یہ کربلا کا میدان ہے۔ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس میں شہیدوں کے امام۔ علی مرتضیٰ کے لختِ جگر۔ جناب مصطفیٰ کے نورِ نظر حسین رضی اللہ عنہ نے آخری امتحان دیا اور فسٹ نمبر کامیابی حاصل کی۔ دعا کرو کہ مولیٰ ان تشنہ لبانِ کربلا کے طفیل ہمارا امتحان نہ لے اور ہمیں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچا دے۔ لوگ تڑپ گئے۔ رو رو کر دل سے دعائیں کیں۔ بعد میں کھانا کھایا چائے پی اور روانگی کا انتظار کرنے لگے۔

کربلا معلیٰ کی حاضری

آج جمعہ کا دن ہے۔ ۲۲ جولائی ہے ۲۱ ذیقعدہ ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ دل بے چین ہے۔ آنکھوں سے اشک جاری ہو رہے ہیں اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسین رضی کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ہمارا قافلہ اپنی قیام گاہ سے چلا اور اس ریگستان کو طے کر کے قریباً ۱۲ بجے کربلا معلیٰ میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے زیارات مزارات کے لئے حاضری دی۔ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس بالکل بیچ شہر میں ہے۔ کربلا بہت بڑا شہر ہے۔ بغداد شریف سے ۱۱۴ میل

جانب جنوب ہے۔ کھجور کے باغات ہیں۔ بازار بہت خوبصورت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے گنبد پر سونے کا پترا چڑھا ہوا ہے۔ بڑی محراب کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے برابر ہی حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ عنہما کے مزارات اور برابر میں آپ کے جسم شریف کی قبر ہے۔ سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مدینہ پاک میں ہے۔ اور بعض کے نزدیک دمشق میں ہے۔

برابر میں حضرت حبیب ابن مظاہر علمدار کربلا کا مزار ہے۔ ایک کمرے میں خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ اس پر چاندی کا ایک کواڑ ڈھکا ہے۔ کواڑ کھولنے پر دیکھا کہ نیچے ایک گہرا تہ خانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین اتنی نیچی تھی۔ اب اتنی اونچی ہو گئی ہے۔ برابر میں عالیشان مسجد ہے۔ دروازہ سے باہر بازار ہے۔ کچھ دور جا کر حضرت عباس علمدار ابن علی مرتضیٰ کا روضہ مبارک ہے۔ وہاں ایک تو آپ کا مزار ہے۔ دوسرے آپ کی شہادت کی جگہ ہے۔ یہ روضے اتنے خوبصورت ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

اس مزار کا گنبد بڑا ہے۔ ایک بڑا مینارہ ہے۔ ہر روضے پر اندرونی حصے میں چمکدار شیشہ لگا ہے۔ جس کا حسن بیان میں نہیں آسکتا۔ کربلا کے کنارہ پر سمندر کا جھیل واقع ہے۔ جو ۵۰ میل لمبا ہے۔ بالکل سمندر کی طرح ہے۔ ان مزارات پر مجاور بڑے لالچی ہیں۔ کپڑے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ بھی فاتحہ وغیرہ کا لطف نہ آیا۔ کپڑے سلامت آ گئے غنیمت ہے۔

کربلا معلیٰ میں اہل سنت کے ڈیڑھ سو گھر ہیں۔ تین مسجدیں ہیں۔ ہم کو نماز جمعہ کے لیئے مسجد کی تلاش تھی۔ شیعوں نے اپنی مسجد کھول دی۔ خود پانی بھرا اور خود سنقا دے میں پانی ڈالا ہم شمع

کرتے رہے وہ کہتے تھے ہذا ثواب وانتم حجاج۔ یعنی تم لوگ حاجی ہو اور یہ کارِ ثواب ہے۔

مگر ہم نے وضو تو اسی مسجد میں کیا۔ نماز جمعہ یہاں نہیں پڑھی۔ بلکہ سنیوں کی مسجد میں گئے کہ وہاں جمعہ ہو چکا تھا۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔ کیونکہ جمعہ کے دن ظہر جماعت سے نہیں پڑھنی چاہیئے اس مسجد کے امام کا نام سید محمد عباس ہے۔ بڑے خوش خلق ہیں۔ مالکی مذہب کے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہاں سنی بڑے مزے سے اذان دیتے ہیں علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ کسی شیعہ کو اعتراض نہیں ہوتا۔ اس برتاوے سے خوشی ہوئی۔

یہاں کے تربوز بہت شیریں اور قدرے لمبے ہوتے ہیں خربوزے بھی اچھے ہیں۔ بعد نماز جب ہم جامع مسجد سے واپس ہوئے تو ہم کو بچے سلام کرتے تھے لوگ ہماری چھاگلیں بھرنے کے لیے اپنے گھروں سے پانی لاکر دیتے تھے۔ ہمارا قافلہ پورے ۴ بجے شام روانہ ہوا۔ لوگ قطار و قطار کھڑے ہوئے ہم کو الوداع کہتے تھے۔

اب یہاں سے نجف شریف روانگی ہے۔ یہاں ایک روضہ شریف ہیں۔ سے شہدائے کربلا ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ اسے گنج شہیداں کہا جاتا ہے۔ حضرت علی ابن موسیٰ کاظم بھی اسی روضہ میں آرام فرمائیں۔

جس گنج شہیداں میں ۷۱ شہدا سو رہے ہیں۔ ان ہی میں حضرت قاسم کا جسم شریف بھی مدفون ہے ان کا سر مبارک شیراں نہراں میں ہے۔ جس کا ذکر ہم نہران کی زیارات میں کرچکے ہیں۔

کربلا شریف میں بہت سے بازار ہیں۔ جن میں سے ایک بازار صرافوں کا ہے کربلا شریف میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ چھوٹی لائن چلتی ہے۔ خانقین سے آتی ہے بغداد شریف کربلا معلیٰ ہوتی ہوئی بصرے نکل جاتی ہے۔ جو لوگ سمندری راستہ سے براہ بصرا آئیں ان کو اس گاڑی سے سفر کرنا چاہیئے۔

ہم چار بجے کربلائے معلیٰ سے نجف شریف کی طرف روانہ ہوتے نجف شریف کربلا

معلی سے ۴۰ میل جانب جنوب ہے۔ کربلا سے نکلتے ہی ایسا لق و دق ریتلہ میدان ہے کہ اللہ اکبر۔ باریک ریتہ ہے۔ بحری شاہ ہے۔ اور کربلا و معلی سے نجف شریف تک کوئی بستی راستہ میں نہیں ہے۔ ۶ بجے شام نجف مقدس قافلہ پہنچا۔ یہاں کنارے پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں پتھروں کی قبریں۔ اور دو قبروں پر ہرے رنگ کے قبے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام و ہود علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اسی قبرستان میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا مزار بھی ہے۔ سب سے پہلے دور سے ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا سنہری گنبد اور دو مینارے نظر آتے ہیں۔ خوبصورت شہر ہے بجلی کا انتظام ہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ شہر آباد ہوا ہے۔ اور روضہ شریف کے پاس ہی رونق زیادہ ہے۔ دنیا بھر سے امیر شیعوں کی نعشیں یہاں دفن کرنے لائی جاتی ہیں۔ اسی لئے قبرستان بڑا ہے۔

نجف شریف میں اوڑا چھتا ہوا بازار ہے۔ جس میں ہر قسم کی چیزیں فروخت ہوتی ہے۔ پھر درگاہ شریف کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ روضہ شریف بہت خوبصورت ہے۔ سنہری گنبد ہے۔ گنبد کے اندر چاندی کا نہایت خوبصورت جالی کا کٹہرا ہے۔ جس پر عطر رہتا ہے اس کے اندر شیشے کی چار دیواری ہے۔ اس کے اندر لکڑی کی نہایت خوبصورت جالی ہے۔ اس چاندی کے کٹہرے پر بہت خوشنما سونے کی گٹھیاں ہیں۔ کئی من سونا لگا ہوا ہے۔ چاندی کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر طہارت اور وضو کیا۔ پھر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ سلام عرض کیا۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ زائرین کی آمد و رفت بے حساب تھی۔

اس روضہ مبارک میں آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے بھی مزارات مقدسہ بتائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مزور صاحب نے ہم سے ان پر سلام پڑھوایا۔ یوں سمجھو کہ اس قبہ میں تین مزار ہیں۔ ہمارے مزور نے درود شریف میں صحابہ

اظہار کا نام بھی لیا۔ غالباً سُنی تھا

ایک گھنٹہ وہاں قیام رہا۔ مزدوروں نے سلام نہایت رقت انگیز پڑھایا۔ السلام علیك یا ابن عم الرسول۔ السلام علیك یا زوج البتول۔ السلام علیك یا امام الاولیاء۔ السلام علیك یا سید الاصفیاء۔ السلام علیك یا اب اشہداء کربلا۔

بہت رقت طاری رہی۔ نجف شریف سے ۴ میل فاصلہ پر کوفہ ہے سامنے مکانات نظر آتے ہیں۔ کوفہ میں نوح علیہ السلام کا تنور جس سے پانی ابلا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ابراہیم علیہ السلام کا وہ غار ہے جس میں آپ نے پرورش پائی۔ مگر وہاں جانا نہ ہوا۔ واپسی پر ان شاء اللہ وہاں کی حاضری بھی ہوگی شیخ صاحب کا پختہ وعدہ ہے۔ نجف شریف میں ایک وہابی حاجی کی جیب کٹ گئی۔ آٹھ سو کے پلگرم نوٹ غائب ہو گئے۔ پولیس میں خبر کر دی گئی اور سوا چھ بجے شام قافلہ بصرے کی طرف روانہ ہو گیا

۲۴ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ آج شب کو بارہ بجے قافلہ نجف اشرف سے فرات کے کنارے کنارے آیا۔ راستے میں جگہ جگہ کشتیوں کے عارضی پل اور کچھ ویسے ہی پکے پل عبور کئے۔ قریباً نوے میل فاصلہ پر ایک بستی ملی۔ جس کا نام ہے دیوانیہ۔ بڑا شہر ہے۔ یہاں ہوائی اڈہ ہے۔ ہم نے یہاں ہی قیام کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے۔ کربلا کا منظر ہے

امام حسین کی کرامت

پرسوں ہم حضور غوث پاک کی کرامت بیان کر چکے ہیں۔ آج حضور امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامت یہ دیکھی کہ کمپنی کا ارادہ اس کربلا والے راستے سے جانے کا نہ تھا۔ سیدھا حلہ پہنچنے کا خیال تھا مگر نامعلوم عقل پہ کیسے پردے پڑے کہ بغداد سے پچاس میل تک کربلا کے راستے ہم غلطی سے چل گئے۔

پھر واپس نہ ہو سکے۔ پھر کربلا کی پولیس نے اعتراض کیا کہ تمہارا ویزا اس راستہ کا نہیں ہے بغداد واپس جاؤ۔ بڑی مصیبت ہو گی۔ پھر خود ہی پولیس نے اس راستہ پر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت حسینؓ کی زندہ کرامت دیکھی۔

آج دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ سماوا پہنچا۔ یہ جگہ دیوانیہ سے ۵۸ میل جانب جنوب ہے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ وہاں پتہ لگا کہ راشن کی بس الٹ گئی۔ تمام قافلہ اس خبر سے رک گیا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راشن کی بس زمین میں دھنس گئی ہے۔ کرین کے ذریعہ اسے اٹھایا گیا۔ الحمد للہ کہ کسی کو چوٹ بھی نہ آئی۔ صرف اچار کے ڈبے برباد ہوئے باقی سب مال محفوظ رہا۔

سماوا میں کھجور کے باغ ہیں۔ جن میں دور دور درخت ہیں۔ انہیں کے سائے میں ہم لوگوں نے دوپہر گذاری۔ بدو لوگ ہمارے پاس آتے اور نہایت فصیح عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ ٹھنڈا پانی معمولی قیمت میں مہیا کرتے رہے۔ وقت بڑے مزے سے گذرا۔

۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یک شنبہ آج رات قافلہ دو ۲ بجے رات تک بصرہ کی طرف چلتا رہا۔ دو ۲ بجے آرام کے لیے میدان میں اترا۔ دو ۲ گھنٹہ فرش خاک پر آرام کیا۔ فجر سے پہلے کمپنی نے اعلان کیا کہ چلئے جلد ہو اب قافلہ کی روانگی ہے۔ اس اعلان نے نفخ صور کا کام دیا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رفع حاجت کے بعد وضو کر کے نماز فجر باجماعت ادا کی۔ اور پھر فوراً ناشتہ کیا۔ آج ناشتہ بہت اچھا دیا گیا۔ فی حاجی آٹھ آٹھ بسکٹ اور چائے بقدر طلب ملی۔ حجاج کی طرف سے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو آئندہ حجاج کے کھانے کا انتظام خود کرے گی۔ گیارہ بجے دن کو قافلہ بصرہ شہر میں داخل ہوا۔

بصرہ بغداد شریف سے ۲۸۴ میل جانب جنوب مغربی واقع ہے دیوانیہ سے ۲۲۳ میل ہے۔ بصرہ کے تین حصے ہیں۔ بصرہ شہر۔ عشرہ۔ مارگل بصرہ پرانا شہر ہے۔ عشرہ نئی آبادی ہے۔ اور مارگل بندرگاہ ہے۔ ہمارا قیام نہر شط العرب کے کنارے پر ہے۔ برابر میں جہاز کھڑے ہیں شط العرب دجلہ اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔

دیگر ممالک کے سفارت خانے بھی یہاں ہی واقع ہیں۔ یہ ہی عشرہ ہے۔

بصرہ کے راستے میں خطرناک ریگستان ہے۔ جو قافلہ یا بس راستہ بھول جائے۔ یا تیل یا پانی ختم ہو جاوے۔ اُس کی موت یقینی ہے یہاں تیل کثرت سے نکلتا ہے۔ پائپ لائن کا جال پھیلا ہوا ہے۔ بصرہ میں سمندر نہیں ہے۔ بلکہ دجلہ فرات مل کر بہتے ہیں۔ اور آگے جاکر سمندر میں گر جاتے ہیں۔ یہاں جہاز ٹھہرتے ہیں۔ بصرہ بڑی اہم بندرگاہ ہے۔ یہاں سے ہر طرف مال آتا جاتا ہے۔ بصرہ میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جن پر ہم نے حاضری دی۔

عا۔ حضرت طلحہ صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کا مزار شریف بصرہ سے قریباً ۱ میل جانب جنوب ہے۔ بالکل میدان میں شکستہ گنبد ہے۔ گنبد میں آپ کی قبر شریف بغیر مرمت پڑی ہے۔ آس پاس زائرین کے لیے چٹائیاں پڑی ہیں۔ جہاں جھاڑو وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا قبر شریف ۱۲ ہاتھ لمبی اور خوب اُونچی ہے۔ اتنی لمبائی سمجھ میں نہیں آئی۔ قبر کا چونہ وغیرہ بھی بعض جگہ سے اکھڑا ہوا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دعا مانگی۔ واپسی موٹر کی ہوئی تھی۔ جس سے آگے بڑھ گئے۔

ع۲ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ۔ آپ حضور کے رشتہ میں بھائی اور صحابی اور ساڑھو ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں حضرت طلحہ و حضرت زبیر دونوں بزرگ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ جگہ حضرت طلحہ کے مزار شریف سے قریباً ایک میل آگے ہیں۔ یہاں اچھا خاصہ قصبہ آباد ہے۔ جس کا نام ہے شیبہ۔ یہاں ہوٹل۔ قہوہ خانہ بازار اور موٹروں کا اڈا ہے۔ مسجد کے مغرب جنوبی طرف اندر کو آپ کی قبر ہے۔ قبر پر غلاف۔ آس پاس لکڑی کی جالی اور زائرین کے لیے قالین بچھا ہوا ہے۔ عمدہ انتظام ہے۔ وہاں ہی وضو کیا۔ اور فاتحہ و دعا کی۔

ع۳ حضرت عتبہ ابن عزوان۔ ان کی قبر حضرت زبیر کے مزار شریف کے

پاس اسی مسجد میں اسی طرف ہے۔ ایک شیشہ کی کھڑکی لگی ہے۔ جس سے مزار شریف بخوبی دیکھنے میں آتا ہے یہاں بھی فاتحہ دعا کی اور آگے بڑھ گئے۔

۹۔ خواجہ خواجگاں خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ آپ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ کہ یہ تینوں سلسلے آپ سے ہی چلتے ہیں۔ صوفی صافی بھی ہیں۔ بے مثل عالم بھی۔ آپ کا مزار شریف حضرت زبیر کے قبر شریف کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ قبہ بنا ہوا ہے زائرین کے لیئے قبر کے ارد گرد قالین کا فرش ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے یہاں فی البدیہہ یہ رباعی فرمائی

سرِ سلسلہ خواجۂ خواجگان — امام حسن بصری قطب زماں
غلامانِ پاکستان آمدہ — دعائے کہ باشد ہمہ کامراں

بہت پرلطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا۔

۱۰۔ حضرت محمد ابن سیرینؒ محدث۔ یہ امام بخاری و مسلم وغیرہم محدثین کے استاذ ہیں۔ ان کا اسم شریف حدیث کی اسنادوں میں آتا ہے۔ آپ کی قبر شریف خواجہ حسن بصری کے قبہ میں ہے۔ ان کی قبر شریف پر پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہاں بھی فاتحہ اور دعا کی۔

۱۱۔ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں اولیاء کاملین میں سے ہیں۔ مگر ان کی قبر شریف بغداد میں ہے۔ بصرہ میں ہوٹل بہت شاندار اور آباد ہیں۔ رات کو ہر ہوٹل میں نہایت شاندار روشنی ہوتی ہے۔ گانا اور باجہ وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ کنارہ پر کشتیاں۔ موٹر لانچ بہت ہیں۔ لوگ ان میں بیٹھ کر دریا شط البحر کی سیر کرتے ہیں۔ آج نماز مغرب کنارہ دریا پر باجماعت ادا کی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ آج دن بھر سخت گرمی رہی۔ دریا کی سیر کرتے رہے۔ بعض حجاج نے موٹر لانچ کرایہ پر لے

کر دریا کی تفریح کی غسل کرتے رہے۔ دریا کا پانی میٹھا ہے مگر گرم ہے۔ بصرہ میں حجاج کے پہنچنے سے پاکستانی روپیہ سستا ہو گیا۔ جس سے حجاج کو کچھ نقصان رہا۔ یہاں عراقی سکہ رائج ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ فلس (پیسہ) اربع فلس (آنہ) عشرہ فلس (اڑھائی آنہ) درہم پچاس پیسہ۔ دینار بیس درہم۔ دینار کی سرکاری قیمت نو روپیہ چھ آنہ پاکستانی سکہ سے تھی۔ مگر بغداد شریف اور کربلا، نجف وغیرہ میں بیس روپیہ قیمت رہی۔ بصرہ میں سترہ روپیہ چھ آنہ قیمت رہی۔ آج بہت حجاج کرایہ کی ٹیکسی اور بسوں میں زیارات کرنے گئے۔ ہم کل ہی کر چکے ہیں۔

۲۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ رات کے دس بجے بصرہ سے روانگی ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صفوان کسٹم پوسٹ میں داخلہ ہو گیا۔ صفوان عراق کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت کا علاقہ شروع ہے۔ جب ہماری لاریاں بصرے سے چلیں تو ہم نے راہ میں سینما بہت آباد دیکھے۔ عورتوں مردوں کے بے پناہ ہجوم ہر سینما میں پائے۔ سینماؤں کی رونق اور رنگ برنگی روشنی بہت زیادہ تھی۔ ہمارے جاتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اہل بصرہ نے حجاج سلامت کے نعرے لگائے اور ہم کو وداع کیا۔ رات صفوان میں گذاری۔ یہ قیام پاسپورٹوں پر دستخط ہونے کے انتظار میں رہا۔

صفوان بصرہ سے ۳۹ میل جانب شمال ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے۔ اور کچھ سایہ دار درخت۔ آج رات بصرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب امیر قافلہ نے ایک بس کی چھت پر کھڑے ہو کر حاجیوں سے فرمایا کہ اب تک آپ لوگوں نے سبزہ زاروں اور پانی کے چشموں میں سفر کیا۔ اب ایک نئے سفر کا آغاز ہے۔ اب نرم ریگ کے سمندر میں قدم رکھ رہے ہو۔ جہاں پٹرول سستا ہو گا اور پانی مہنگا۔ لہٰذا تیمم سے نمازیں پڑھو۔ اگر غسل کی بھی حاجت ہو تو بھی تیمم ہی کرو۔ منزل پر ان شاء اللہ پانی ملا کرے گا مگر راستہ میں پانی احتیاط سے خرچ کرو۔

صفوان میں ایک بغدادی بزرگ عبدالمجید غزالی نے تمام حاجیوں کی شربت سے تواضع کی۔ سب کو کوکا کولا جو عرب کی بہترین بوتل ہے برف سے ٹھنڈی کر کے پلائی۔ آپ پہلے اخبار ہدف بغداد کے اڈیٹر تھے۔ رشید جیلانی کے مقدمہ کے ماتحت آپ بغداد سے آگئے۔ اب کسٹم پوسٹ کے وکیل ہیں۔

صفوان میں ایک گھر سے ایک بی بی صاحبہ نے اپنے بچے کے ہاتھ مجھے ایک بوتل سرد پانی کی بھیجی۔ جس میں نہایت ٹھنڈا اور خوشبودار پانی تھا۔ جس کے پینے سے پیاس کم ہو گئی۔ دن بھر اس کا اثر رہا۔

صفواں سے بارہ بجے چلے۔ ۲ بجے مطلاع پہنچے۔ اب ہم عراق سے نکل گئے۔ اور کویت میں داخل ہو گئے۔ مطلاع کویت کی سرحد ہے اور صفوان سے ۲۵ میل جانب شمال ہے۔ بصرہ سے ۴۹ میل شمالاً ہے۔ مطلاع میں کوئی بستی نہیں۔ کوئی درخت یا سائبان نہیں۔ دھوپ ہی دھوپ ہے۔ نیچے ریت اوپر آسمان ہے۔ صرف کسٹم چوکی بنی ہوئی۔ دھوپ میں ظہر ادا کی۔ دو گھنٹہ قیام کے بعد روانہ ہو گئے۔

۷½ بجے کویت میں داخل ہو گئے اور یہاں باب الشامی کے باہر بڑے وسیع میدان میں قیام کیا۔

۲۸ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ چہارشنبہ آج شب کو باب الشامی کے باہر آرام کیا۔ دن میں شہر کویت کی سیر کی۔ احرام خریدا۔ اگرچہ ایک احرام ہم گجرات سے بھی لائے تھے مگر احتیاطاً ایک احرام اور بھی خریدا۔ یہاں کپڑا ارزاں ہے ہر ۶ گز وہ لٹھا لاجس کا عرض سوا گز ہے کپڑا بھی اچھا ہے۔

کویت کے حالات

۱۔ کویت ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ جس کے امیر عبداللہ ابن سالم الصباح ہیں۔ انہیں یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں۔

۲۔ کویت بصرہ سے ۱۱۰ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے

علاقہ سارا ریگستانی ہے۔

ع۳ کویت میں تیل بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت بارونق ہے اور یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں تیل کے سوا اور کوئی پیداوار نہیں۔

ع۴ کویت خلیج فارس کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں سے حج کے لیے عام کاریں اور بسیں جاتی ہیں۔ کار کا کرایہ ۲۰۰ روپیہ ہے بس کا ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جس میں مدینہ منورہ کی زیارت اور آمدورفت کا کرایہ۔ کھانہ۔ وغیرہ سارا خرچہ داخل ہے۔

ع۵ کویت میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ ایک کمرہ کا کرایہ کم از کم ۲۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں ایک تربوز پانچ روپیہ کا ہے۔ گوشت پانچ روپیہ سیر۔ مٹر ۳ روپیہ سیر آلو دو روپیہ سیر ہے۔ حجامت کی اُجرت تین روپیہ ہے۔ شیو کا ع۱

ع۶ کویت میں میٹھا پانی مشکل سے ملتا ہے۔ پہلے بصرہ سے پانی آتا تھا اور دو روپیہ پیپا ملتا تھا۔ اب یہاں ہی طیار کیا جاتا ہے۔ اور ۴ یا آٹھ آنہ پیپا ملتا ہے۔

ع۷ کویت میں پٹرول بہت سستا ہے ۱۰ آنہ گیلن ہے

ع۸ کویت میں شرعی احکام جاری ہیں شہر میں سینما کوئی نہیں۔ چوری مطلقاً بند ہے۔ زنا۔ شراب خوری پر سخت سزا ہے۔ زانی کو دُرّے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ چوری کی سزا بھی دُرّے ہیں۔ مگر اندرونی بدمعاشیاں بہت زیادہ ہیں۔ فلسطینی مہاجر حُسن اور ساتھ میں بے غیرتی اپنے ہمراہ لائے۔ یہاں بدمعاشی پھیلادی۔

ع۹ کویت میں ولائتی اشیاء بہت ارزاں ہیں۔ کیونکہ چار روپیہ سینکڑہ سرکاری ٹیکس ہے۔ جو کپڑا پاکستان میں ع۱۰ روپیہ گز ہے وہ یہاں اڑہائی تین روپیہ گز ہے۔ بازار مال سے بھرے پڑے ہیں۔

ع۱۰ کویت میں پاکستانی مسلمان۔ گجرات۔ جہلم۔ سیالکوٹ راولپنڈی لاہور وغیرہ کے بہت لوگ ہیں جو بڑے مزے سے زندگی گذار رہے ہیں۔

۱۱؎ کویت کے شیخ کو اپنی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے۔ اُن کی وجہ سے یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں۔ قریباً ۹۰ فیصدی لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں

۱۲؎ کویت حکومت حجاز کے ماتحت ہے۔ مگر انگریزوں کا پورا تسلط ہے یہاں ہندوستانی سکہ اور تقسیم ہند سے پہلے جو انگریزی نوٹ تھے۔ اُن کا رواج ہے۔ پاکستانی سکہ کی بہت بے قدری ہے ہمارا پاکستانی سو کا نوٹ ۷۰ روپیہ میں بکتا ہے ۵۰ بھی بمشکل۔ اور باقی ممالک کے روپے قدرے چلتے ہیں۔

۱۳؎ کویت میں مسجدیں بہت ہیں اور آباد ہیں۔ مگر بعد نماز بند کر دی جاتی ہیں۔

۱۴؎ کویت کا رقبہ بہت چھوٹا اور ریتلا ہے۔ چنانچہ مطلاع منزل سے شروع ہو کر القریہ سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ کل طول قریباً ایک سو پچھتر میل ہو گا۔

۲۹ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۷ ذیقعد ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ ہماری کمپنی نے یہاں حجاج کیلئے بہت آسانیاں مہیا کیں چنانچہ دودفتہ برف کا پانی بہت فراخی سے دیا معلوم ہوا ہے کہ فی وقت ۱۲ روپے کا برف آتا ہے میٹھا پانی اتنا فرید اجاج کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی سکہ کی تبدیلی میں یہ آسانی دی کہ خود ہندوستانی روپیہ بنک سے حاصل کر کے ۵۰ فیصدی کے حساب سے حجاج کو مہیا کیا پانی کا ٹین تیرہ روپے کے حساب سے خریدا۔

آج حکومت کویت کی طرف سے دو بڑے بڑے ٹینک میٹھے پانی کے حجاج کو تقسیم کئے گئے جس سے حجاج نے اپنے سارے برتن بھر لیئے اور ضروریات ...

پوری ہو گئیں۔ آج شام کو حضرت حاجی غلام معصوم صاحب ساکن جہلم مقیم کویت نے حجاج کی پر تکلیف دعوت کی اوّلاً نہایت ٹھنڈا میٹھا خوشبودار شربت پیش کیا خوب سیر ہو کر حجاج نے پیا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر نہایت عمدہ زردہ اور گوشت روٹی پیش کی، بہت فراخ دلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ شربت اور کھانا بہت بچ رہا جو بعد میں کویت کے بچوں کو کھلایا پلایا۔ حاجی غلام معصوم صاحب جہلم کے باشندے ہیں کویت میں فرنیچر کا کاروبار کرتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد ہم کو محترم دوست نذیر محمد صاحب ساکن گجرات اپنی کار میں اپنے گھر لے گئے۔ شہر کے مشہور مقامات کی سیر شفا خانہ۔ بندرگاہ۔ اسکول وغیرہ سب دکھائے۔

عجیب مقدمہ ہمارے قافلہ کے محترم رفیق جناب عبدالرحمٰن صاحب پروفیسر راولپنڈی نے ایک لٹھے کا تھان ۔ ے روپیہ کا بازار سے خریدا۔ اور وہ ہی دوسرے صاحب ۴۵ روپیہ کا لائے ۔ انہیں پتہ چلا تو دکاندار کے پاس شکایت لے گئے۔ اور کہا کہ تو نے مجھ سے پچیس روپیہ زیادہ لے لیئے۔ وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ دیگر دکاندار اُس کے مددگار بن گئے پروفیسر صاحب شیخ کے پاس گئے اور فریاد کی۔ شیخ نے فرمایا کہ ثبوت کیا ہے کہ اُس تھان کا بھاؤ ۴۵ روپیہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا فلاں ساتھی فلاں دکاندار سے اِس نرخ میں اِسی نمبر کا تھان لایا ہے۔ فوراً شیخ نے دونوں دکانداروں کو طلب کیا۔ تحقیق کر کے اِس گراں فروش کو حکم دیا کہ فوراً پچیس روپیہ واپس کرو۔ اور آئندہ بازاری نرخ پر چیز فروخت کرو۔ وہ بولا کہ دکان پر جا کر روپیہ ادا کر دونگا پولیس ساتھ گئی اور پچیس روپیہ دلوا کر واپس ہوئی۔ نہ مقدمہ نہ تاریخیں نہ وکیل نہ کورٹ اور مصیبت۔ تمام کام ۵ منٹ میں ہو گیا۔ یہاں سارے مقدمے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

آج کمپنی نے تمام مشینیں ٹھیک کرائیں۔ بعض لاریوں کی مشینیں بیکار ہو گئی تھیں اُن کے انجن بالکل بدل دیئے گئے۔ تمام بسوں میں پٹرول موبل آئیل وغیرہ بھر لیا گیا۔ آئندہ اہم سفر کی پوری پوری طیاری کر لی گئی۔

کمپنی نے ایک واقف راہ محسن یٰسین رابغی کو ہمراہ لیا ہے تاکہ وہ یہاں سے مکہ معظمہ کی رہبری کرے۔ کیونکہ یہ دشت نشانات وعلامات سے خالی ہے۔ اُسے چار ہزار روپیہ معاوضہ حق الخدمت دینے کئے۔ ہر سال یہ ہی رہبری کرتے ہیں۔ پہلے سال انہیں چھ سو دیئے گئے دوسرے سال دو ہزار ۔ اس سال چار ہزار دیئے گئے۔

۳۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۸ ذیقعد ۱۳۷۳ء جمعہ

آج شب کو گیارہ بجے ہمارا قافلہ کویت سے جانب مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض لاریاں مرمت طلب تھیں اسی لیئے اُن کی مرمت میں دیر لگی۔ چار میل کویت سے نکل کر اُس صحرائے عرب میں داخل ہو گئے جس کا شہرہ بہت دور سے

سُن رہے تھے۔ یہاں کا ہیبت ناک منظر بیاں نہیں ہو سکتا۔ میدان کیا ہے ریت کا سمندر ہے۔ بعض جگہ خالص ریت ہے۔ بعض جگہ ریت میں حجر کی ملی ہوئی ہے۔ بعض جگہ ریت پر نرم اور باریک تنکوں کے جھنڈ ہیں۔ جن کی لمبائی قریباً ایک فٹ ہے تا حد نظر یہی نظر آتا ہے۔ سایہ کا نام و نشان نہیں۔ قریباً تمام رات چلتے رہے آخر رات میں ایک جگہ ریت پر لیٹ گئے۔ زباں پر یہ جاری تھا۔ شعر

دریں صحرائے بے پایاں دریگستان خوف افزا ۔
سر افگندیم بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا

آگے شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار ہے۔ پیچھے الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پِک اپ کار میں محسن یٰسین صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اور پک اپ کبھی قافلہ کے پیچھے چلتی ہے۔ کبھی آگے۔ بسوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سب بسیں بجا کر کے شمار کی جاتی ہے پھر مارچ ہوتا ہے۔ صبح سویرے نماز پڑھ کر روانہ ہو گئے اور سوا نو بجے دوپہر کو پہلی منزل پر پہنچ گئے جس کا نام القریہ ہے مکہ سے ۱۱۰ میل جانب جنوب ہے۔ چھوٹی سی بستی ہے پانی کا کنواں ہے۔ اس کے قریب گورنمنٹ کی کسٹم ڈیوٹی کا دفتر ہے جس کی عمارت قلعہ نما ہے یہاں کسٹم ڈیوٹی ہے اور یہاں سے سعودی حکومت شروع ہوتی ہے بسوں کا اور حاجیوں کا ٹیکس لیا جاتا ہے جو کہ کمپنی نے ادا کیا۔ آج ۲۸ ذیقعدہ تھی مگر مکہ مکرمہ کے حساب سے

۳۰ تھی۔ لہٰذا بہت کوشش سے چاند دیکھا گیا مطلع صاف تھا۔ مگر نظر نہ آیا۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو عید کا چاند نظر آگیا۔ لہٰذا ہمارے رویت سے انگریزی اور چاند کی تاریخیں برابر چل رہی ہیں۔ آج شب کے ڈیڑھ بجے تک کسٹم کا کام ہوتا رہا۔ دو بجے شب القریہ سے روانگی ہوئی اور قریباً ۱۲ بجے شب کو مقلہ پہنچ گئے۔ مقلہ القریہ سے ... میل فاصلہ پر جانب جنوب ہے۔ اور ریتلا میدان ہے۔ یہاں پانی کی ٹنکیاں جگہ جگہ نصب ہیں۔ جن سے پانی ملتا ہے۔ اہل بستی اور مسافروں کا کافی ہجوم رہتا ہے۔ پانی گرم ہے وہ بھی بمشکل میسر ہوتا ہے۔ ہمارا ایک حاجی فتح محمد جو ضلع جہلم کا رہنے والا ہے۔ یہاں فوت ہو گیا۔ اُسے سپرد خاک کیا گیا۔ باقی ...

نماز با جماعت ادا ہوئی۔ پروکرطاکشن کا کمپنی کے حاجی ساده کپھاس کا احرام خریدا ہوا تھا۔ ہم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سخت گرمی تھی گرمی میں چلنا پڑا۔ مجھے دست اور قے اور بخار ہو گیا ہسپتال سے دوائی لی سخت تکلیف رہی۔

۱۲ اگست ۱۹۵۴ء ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دو شنبہ

دو دن بیماری کی وجہ سے کچھ تحریر نہ ہو سکا۔ اس دوران میں اس سفر کا خصوصی واقعہ یہ در پیش آیا کہ معقلہ سے روانہ ہو کر قریباً بیس میل فاصلہ پر لاریاں ریت میں دھنس گئیں اور ایسی دھنسیں کہ نکلنے کی امید نہ رہی حجاج بسوں کو دھکے دیتے تھے۔ اور دُور تک پیدل چلے سخت گرمی اور دھوپ کی شدت تھی۔ سخت تکلیف ہوئی۔ بہت لوگ بیمار ہو گئے۔ آخر کار میدان میں تو لاریاں رک گئیں۔ رات وہاں گذاری اور صبح کو روانگی ہوئی دن چڑھے منزل پر پہنچ گئے جس کا نام رماح ہے۔ رماح معقلہ سے قریباً ۷۵ میل جانب جنوب ہے۔ معقلہ میں ہم کو قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ نجدی پولیس نے ڈنڈے دکھا کر حاجیوں کو ہٹا دیا۔ اور یہاں رماح میں بیس روپیہ کا ڈرم پانی خریدا۔ یہاں پانی کے دو کنویں دیکھے۔ جن میں ۳۰۰ فٹ گہرائی پر پانی ہے اونٹوں۔ گدھوں بلکہ لاریوں کے ذریعہ چرسے کھینچے جاتے ہیں۔ ایک ایک کنویں پر آٹھ آٹھ چرسے چلتے ہیں۔ گدھے اور اونٹوں کی لید رسّے کی رگڑ سے کنووں میں گرتی ہے جس سے پانی کا رنگ مزا بھی بدل گیا ہے مگر سب لوگ بخوشی اس کو پی رہے ہیں۔ ہماری کمپنی نے اتنا پانی خرید کر حجاج کو دیا کہ انہیں تکلیف پانی کی نہ ہوئی۔ بعض لاریاں تو رماح پہنچ گئی ہیں۔ مگر ۳۔۵۔ برک ڈون کھانے کی لاری یہ سب جنگل میں پھنسی پڑی ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے ۳۰۰ روپیہ میں ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ صرف اس لئے کہ وہ پھنسے ہوئے حاجیوں کو روٹی پانی پہنچا دے۔ اور ان کی خبر ہم تک پہنچا دے۔ رات کو قریباً ۸ بجے یہ ٹرک واپس آیا۔ اور خبر لایا کہ وہ لوگ خیریت سے ہیں۔ بسیں درست ہو رہی ہیں۔ رماح میں یہ رات حجاج نے بڑی ہی بے چینی سے گذاری۔ بھوک پیاس کا خیال نہ تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ حج کا وقت بالکل قریب ہے۔ یعنی آج دو شنبہ ہو گیا اور سعودی اعلان کے مطابق ہفتہ کو حج

ہے اور ابھی ہم قریباً سات سَو میل مکہ معظمہ سے دُور ہیں۔ آج کی بے چینی بیان نہیں ہو سکتی

۳۔ اگست ۱۹۵۴ء ۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ | آج رُماح میں قیام ہے

حجاج بہت پریشان ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب فجر سے پہلے کار لے کر اُدھر چلے گئے۔ جہاں لاریاں ٹوٹی پڑی ہیں۔ اُدھر حجاج حج سے مایوس ہوتے جا رہے ہیں کہ اچانک بس ع۵ آ گئی۔ نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر برک ڈاؤن آ گئی۔ پھر راشن کی لاری۔ پھر پِک اپ۔ غرض کہ سوائے ع۳ کے تمام بسیں بخیریت تمام پہنچ گئیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ بس ع۳ کو وہاں ہی اُس جگہ پر چھوڑ دو اور قافلہ روانہ کرو۔ تمام حجاج پانی بھر لیں کیونکہ اب ۵۷ میل اگلی منزل ہے اس درمیان میں پانی کہیں نہیں۔ کمپنی نے پانی خریدا اور تمام بسوں میں بسکٹ اور مربے کے ڈبے۔ دودھ کے ڈبے تقسیم کر دیئے اور کہہ دیا کہ اس پر گذارہ کرو۔ اب سفر مسلسل جاری رکھنا ہے۔ سب حجاج نے بخوشی منظور کیا۔ حجاج کو آج کھانے کی بالکل پرواہ نہ تھی۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح اُڑ کر مکہ معظمہ پہنچنے کے متمنی تھے۔ بہرحال یہ کہ ۹ بجکر پنتالیس منٹ پر رماح سے قافلہ روانہ ہو گیا۔ راستہ نہایت دشوار گذار اور ریتلہ ہے۔ حجاج گھبرا گئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔ بارہ میل تک راستہ خراب رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے میدانی پتھریلہ علاقہ آ گیا اور ہماری بسیں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ اور پونے پانچ بجے تک ۱۰۶ میل طے کر لیا۔ یہ سارا علاقہ نجد کا ہے۔ نجدی علاقہ سے ہم لوگ گذر رہے ہیں۔

یہ سفر یعنی رماح سے مرات تک ۱۰۷ میل اس قدر سخت دشوار گذار ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ پانی کا ٹینک کھانے کی گاڑی دواخانہ کی۔ بجلی کی گاڑی۔ رہبر غرض کہ کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں۔ شیخ صاحب مع تمام اسٹاف اور تمام سامان رماح میں رہ گئے اور صرف ہم حجاج مرات کی طرف چل پڑے۔ خود ہی مسافر ہیں۔ خود ہی راہبر۔ راستہ میں ایک سخت ریتلہ مقام آیا۔ جس میں سے لاریوں کا نکلنا صرف رب کے کرم سے ہے۔ اس میں بہت وقت صرف ہو گیا

ہماری لاریاں تو پھنسی ہوئی تھیں ہی۔ ایرانیوں کی ایک لاری اُلٹ ہی گئی۔ جس میں ایرانی مرد عورتیں سب ہی تھے۔ اُن کی چیخ پکار سُن کر ہم لوگ اپنی بسیں چھوڑ کر اُن کی طرف بھاگ پڑے۔ ہم دو اڑھائی سو حجاج اُن کی لاری سے لپٹ گئے۔ اور لاری اٹھا کر کھڑی کر دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حادثے میں اُن کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کچھ عورتوں کو یونہی خفیف سی چوٹیں آئیں۔ ان ایرانیوں پر ہمارے اس برتاوے کا بہت گہرا اثر ہوا۔ وہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا پاکستان را دائم قائم دارد۔ برادران پاکستان ہمیشہ شاد و آباد باشید۔

شما بر ما منت نہادید ہم لوگوں نے جواباً کہا کہ ایں فرض ما بود کہ ادا کردیم

خیر وہاں سے فارغ ہو کر اپنی بسوں کا رخ کیا۔ اور دھکے دے کر انہیں ریتے سے نکالا۔ قریب مغرب یہاں سے چلے۔ راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ العطش العطش کی دُہائی پڑ گئی۔ اور خشک زبانیں باہر آ گئیں۔ اس پر جگہ جگہ کاروں کا پھنسنا۔ انہیں نکالنا۔ آخر کار بسوں کی ٹنکیوں میں سے لوہے کی میل والا پانی نکالا۔ وہ پیا۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ہمارے ڈرائیوروں نے اطلاع دی کہ ٹنکی میں پٹرول ختم ہو رہا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس خبر نے ہمیں اپنی زندگی سے مایوس کر دیا ہم نے ڈرائیوروں سے کہا کہ جہاں تک پٹرول کام دے چلو۔ جہاں ختم ہو جائے وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ اور دن چڑھتے پر موت کی نیت سے ریتے پر لیٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ لق و دق ریگستان ہے اور ہم گم کردہ راہ مسافر۔ اس وقت ہم سب کو یقین ہو گیا کہ آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے۔

خیال یہ ہوتا تھا کہ مرتے وقت منہ میں پانی ٹپکانا سنت ہے مگر ہم اس طرح مریں گے کہ ہمارے پاس نہ پانی ہو گا۔ نہ ٹپکانے والا۔ غرضکہ ہمارے ذہنوں اور دلوں کی عجیب کیفیت تھی۔ ہماری موٹریں ریتے میں دوڑ رہی تھیں۔ اور ہم مختلف تخیلات کے میدان میں جولانیاں کر رہے تھے۔ کہ اچانک رحمت خداوندی نے دستگیری کی اور دور سے ایک گیس بتی کی روشنی نظر آئی۔ وہ روشنی کیا تھی۔ ہمارے لئے شمع حیات تھی۔ بے ساختہ سب حجاج کے منہ سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا خیال کیا کہ اس روشنی پر کوئی آبادی ضرور ہے۔ انشاءاللہ جانیں بچ گئیں۔ اس روشنی کی طرف اپنی بسیں دوڑا دیں۔ قریباً پون گھنٹہ سفر طے کرتے

کے بعد جب وہاں پہنچے تو پتہ لگا کہ مرات منزل یہی ہے۔ اور ہم صحیح رستے پر آ گئے۔ یہاں حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مدیر راہ طیبہ جو ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے ہمیں ملے اور انہوں نے بھی اپنی سرگزشت اسی کے قریب قریب سنائی۔ بسیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ مگر الحمد للہ آگے پیچھے سب مرات میں جمع ہو گئیں۔ غرضکہ ہم رات کو دو بجے خدا خدا کر کے مرات منزل پر پہنچے۔ سنا ہے کہ اسی مرات میں لیلیٰ مجنوں رہتے تھے۔ شاید اس دشت کا اثر یہ ہوا کہ ہم سب مجنوں بن گئے۔

۳ اگست ۱۹۵۹ء ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ چہار شنبہ

آج رات کو دو بجے ہم لوگ مرات پہنچے۔ یہ جگہ رماح سے ۱۷۰ میل جانب مغرب ہے۔ سرکاری عمارت بنی ہے۔ سرکاری پولیس رہتی ہے کچھ دکانات ہیں۔ پانی کا سرکاری انتظام ہے پائپ ۴۰۰ فٹ زمین میں گاڑی گئی ہے۔ مشین کے ذریعہ پانی نکلتا ہے۔ ایک حوض بھرا رہتا ہے۔ ہم جب مرات پہنچے تو مشین بند ہو چکی تھی حوض بھرا ہوا تھا۔ تمام حجاج اس صاف اور میٹھے پانی پر ایسے گرے جیسے تونس کے مارے اونٹ۔ ہم لوگوں کو یہ صاف شفاف میٹھا پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی۔ جیسے عید کا چاند دیکھ لیا۔ میں تو یہ پانی دیکھ کر رو پڑا۔ آج پتہ لگا کہ پانی رب کی کیسی نعمت ہے۔ اور شہدائے کربلاء واقعی سید الشہداء ہیں۔ پیاس نے ان کی شہادت کو ہزاروں چاند لگا دیئے قریباً تین بجے رات کو میں نے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے وضو کیا پانی سے استنجا کیا۔ نماز تو تیمم کے پہلے ہی پڑھ لی تھی۔ تمام دن ہاتھ منہ نہ دھلنے سے جسم کا خراب حال تھا۔ پھر ریت پر سو گئے۔

آج صبح وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کھانے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ کئی وقت سے روٹی نہ کھا سکے تھے کل بسکٹ اور مربہ سے دن نکال لیا تھا۔ بازار گئے۔ وہاں دو چار دکانیں تھیں۔ ہمارا پاکستانی سکہ کوئی نہ لیتا تھا۔ بمشکل ماسٹر اللہ دتا صاحب نے کچھ عراقی فلس سے عربی ریال حاصل کیا۔ اور چنے خریدے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کچھ مٹھائی لالہ موسیٰ سے ہمراہ لائے تھے۔ انہوں نے وہ نکالی اور خوب عمدہ طرح ناشتہ کر کے ٹھنڈا پانی پیا۔

جگر ٹھنڈا ہوا۔ پھر خوب اچھی طرح غسل کیا۔ کل احرام بندھنے کی امید ہے اس لیے آج کپڑے نہ بدلے انشاءاللہ کل احرام باندھیں گے۔ یہاں سے سہل قریب ہے۔ جو ہمارا میقات ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مرات ہی لیلے مجنوں کا مقام ہے یہاں ہی مجنوں کی قبر ہے۔ نہ گرا پتہ۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس میں مجنوں بحالت جنوں رہتا تھا۔ قریباً نو بجے صبح شیخ کرم الٰہی صاحب مع سارے اسٹاف اور مع بقیہ بسوں کے مرات پہنچے۔ ہم لوگوں سے ملے۔ وہ ہم سے مل کر ہم اُن سے مل کر بہت خوش ہوئے اور فوراً بسکٹ۔ ڈبہ کا دودھ۔ چائے کا ڈبہ کھانڈ وغیرہ ناشتہ کے لیے دیا۔ اور کھانا طیار ہونے لگا ہر مصیبت کے بعد راحت ہے۔ مرات راستوں کا جنکشن ہے۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ ریاض۔ رماح کو رستے یہاں سے نکلتے ہیں۔ قافلہ کی ع۳ اور پی کپ اس قدر ناکارہ ہو گئیں کہ پی کپ کو تو رماح میں اور بس ع۳ اس سے دس میل اسی جانب چھوڑنا پڑا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے ایک ٹرک ۲۰۰ روپیہ میں رماح سے مکہ شریف تک واپسی کرایہ پر لیا۔ اس میں ع۳ بس کی سواریوں کا سامان لادا دس روپیہ روز پر ایسا شخص مقرر کیا جو حج سے واپسی تک ان دونوں خراب شدہ موٹروں کی نگرانی کرے۔ غرضکہ معقلہ سے مرات تک کا سفر پورا امتحان ہے۔ آئندہ رب تعالیٰ خیر سے گذارے۔

۵ اگست ۱۹۵۴ء ۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

مرات سے کل عصر کے وقت نماز پڑھ کر قافلہ کی روانگی ہوئی تھی۔ کچھ دور جا کر نماز مغرب میدان میں ادا کی۔ کچھ دور تو راستہ اچھا رہا۔ پھر ٹائروں کی پھونک کم کر دی گئی اور ریت میں موٹریں داخل ہوئیں۔ اللہ اکبر ایسا ریگستان اپنی عمر میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ عصر کے وقت سے فجر تک موٹریں چلیں اور صرف اکیاون ۵۱ میل راستہ طے ہوا۔ تمام رات حجاج اتر کر موٹروں کو دھکے دیتے رہے اور کئی میل پیدل موٹروں کے نکالنے میں مشغول تھے اس میدان میں قافلہ کا بریک ڈاؤن بالکل بیکار ہو گیا۔ اور کئی موٹریں خستہ

ہو کر وہاں ہی رہ گئیں۔ خود شیخ کرم الٰہی صاحب مع اپنے سارے سامان کے اس مقام میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے خدا خدا کر کے نماز فجر کے بعد اس ریت سے نجات پائی۔ اور تین میل فاصلہ پر مقام خفت میں پہنچے۔ یہاں چند جھونپڑیاں ہیں۔ پانی بھی مل جاتا ہے۔ محمد حسین بٹ صاحب سکریٹری کمپنی اور حاجی صوفی محمد جمیل صاحب کی رائے یہ ہوئی کہ شیخ صاحب وغیرہم کا انتظار کر لیا جاوے مگر حجاج نہ مانے کیونکہ حجاج نے ارادہ کر لیا کہ کمپنی کی بسیں چھوڑ دی جاویں۔ اور مقامی ٹرک کرایہ پر کرنے لگے۔ ۵۰ ریال سعودی فی کس اس شرط پر کرایا کیا کہ حج مل جائے۔ پٹھان حجاج تو مرنے مارنے پر تل گئے۔ ان حالات کے ماتحت ان سب نے خفت سے کوچ کا ارادہ کر لیا اور قافلہ بغیر بریک ڈاون اور بغیر رہبر کے روانہ ہو گیا۔

آج ہمارا ہادی اللہ تعالیٰ۔ رہبر مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریباً دو بجے دوپہر مقام دیوانہ میں پہنچے۔ یہاں آبادی اچھی ہے۔ باغ کھیت بھی ہیں۔ پانی صاف اور میٹھا۔ یہاں کمپنی کی طرف سے جلدی میں میدہ کا حلوہ پکا کر حجاج کو دیا گیا۔ چونکہ چوبیس گھنٹہ کی بھوک تھی۔ سب کھا گئے۔ حالانکہ جلدی میں یہ حلوہ لیٹی کی طرح تھا۔ اس منزل دیوانہ سے پٹرول خرید کر بسوں میں بھر لیا۔ بعض حجاج نے دیوانہ میں پاکستانی نوٹ ریال میں تبدیل کرائے سو کے نوٹ کے اسی ریال ملے۔ ۲ گھنٹہ وہاں قیام کر کے قافلہ روانہ ہو گیا۔

۲۶ اگست ۱۹۵۵ء ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج تمام رات سفر جاری رہا۔ قیام یا آرام یا کھانہ پکانا بالکل نہ کیا گیا قریباً ۱۸۵ میل راستہ طے کر لیا۔ صبح قریباً دس بجے مقام دفینہ پہنچے یہاں کمپنی نے کھانہ پکانے کا انتظام کرنا چاہا۔ مگر حجاج نے انکار کر دیا اور سفر جاری رکھنے پر مصر ہو گئے۔ کیونکہ کل حج ہے آج شام تک مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مقام سیل پر احرام باندھیں گے اور وہاں ہی کھانہ پکایا جاوے گا۔ آخرکار ڈرائیوروں کو صرف چائے پلائی گئی اور مارچ کرنے لگے۔

ڈرائیور اور حجاج عجیب عشق میں مخمور ہیں۔ کسی کو نہ کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ نہ کوئی تکلیف۔ ہر ایک کو جلد سفر کرنے کی دھن ہے۔ ع۔ بول بالا ہے مری سرکار کے۔

دس بجے کے قریب المعائد پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی بغیر کچھ کھائے بارہ بجے دوپہر کو روانہ ہوکر عصر کے قریب ایک جگہ پہنچے۔ چند بسکٹ کھائے۔ پٹرول ڈالا اور وہاں سے بھی چل دیئے۔ آج بس ع۲ عین جنگل میں خراب ہو گئی۔ اس سے حجاج رونے لگے کہ اب ہم کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے بیس ریال فی کس کے حساب سے ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ اور ہم سے آملے۔

۷ اگست ۱۹۵۴ء ۷ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج تمام رات بھر بغیر کھائے پیئے سفر کرتے رہے۔ ہماری کمپنی نے ایک اور ٹرک کرایہ پر لیا۔ تاکہ اگر کوئی اور بس خراب ہو جائے تو اس کے حجاج تو اس کے حجاج اس ٹرک میں سوار کر لئے جاویں۔ ع۱۲ بھی خراب ہے۔ اس کے حجاج اسی ٹرک میں سوار ہو گئے۔ نیز اس ٹرک نے ہماری رہبری کی۔ اور ہم رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج علی الصبح صادق کے وقت سیل پہنچ گئے۔ یہ ایک پہاڑی جگہ ہے۔ اس کو کتب فقہ میں ذات عرق کہا گیا ہے۔ اب اس کا نام سیل ہے۔ یہی اہل عراق کا میقات ہے۔ ہم نے نماز صبح پڑھ کر وعظ کیا۔ احرام کی ترکیب بتائی۔ پھر غسل کیا۔ غسل کا اچھا انتظام تھا۔ میٹھا اور صاف پانی ہے غسل کے بعد احرام پہنا۔ جو کہ ہمارے ساتھ موجود تھا۔ ہم نے قران کی نیت کی ہے۔ یہ قران نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یہ حج و عمرہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں نے حج بدل کیا ہے۔ یہاں سے مکہ معظمہ جانب مغرب پچاس میل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پاس کے بعد آس ہو گئی۔

خیال رہے کہ اس جگہ جنگ حنین واقع ہوئی تھی۔ سیل کے میدان کا نام حنین ہے یہاں ہی حضور نے ایک عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اب بھی بڑا عمرہ کرنے والے یہاں آکر احرام باندھتے ہیں۔ آج ہم کو دو مسئلے عجیب معلوم ہوئے ایک یہ کہ سیل سے ۲۰ میل پہلے ایک منزل آئی تھی۔ جس کا نام عشیرہ تھا۔ شیعہ حجاج وہاں ہی اتر گئے۔ اور کہا کہ ہمارا میقات یہی ہے یعنی ہم یہاں سے ہی احرام باندھیں گے یعنی ہم سے ۲۰ میل آگے ہی انہوں نے احرام باندھا۔ چنانچہ کمپنی نے ایک بس ان کے لئے چھوڑ دی۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ بعض حجاج کو ہم نے دیکھا۔ کہ وہ احرام باندھے ہوئے سخت دھوپ میں بسوں کی چھتوں پر ننگے سر بیٹھے ہیں۔ اور بس میں سامان رکھا ہے۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حجاج شیعہ ہیں ان کے عقیدے میں بحالت احرام اپنے سر کو کسی سائبان وغیرہ کے نیچے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ ہمارے ہاں تو سر پر کپڑا رکھنا جرم ہے بخلاف کہ ہاں کسی چیز کا سایہ لینا بھی منع ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ بعد عصر شیخ کرم الٰہی اور شیخ حسام الدین صاحبان اور تمام بقیہ حجاج جو ریگستان میں پھنس گئے تھے۔ بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اور انہیں بھی حج کی نعمت مل گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو دوبارہ زندگی ملی۔ ہم ریگ کی خونی آندھی میں پھنس گئے تھے جو منٹوں میں ہر چیز کو دفن کر دیتی ہے۔ قدرتی طور پر ایک ٹرک ہم کو مل گیا۔ جس نے ہمیں موت کے منہ سے نکالا۔

الحمدللہ نماز عصر بیت اللہ شریف میں پڑھی۔ ہم حجاج باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوئے۔ کعبہ شریف کو دیکھ کر ہم سب کے آنسو نکل گئے۔ بعض لوگ رو رو کر کہتے تھے۔ کہ اے محبوب کعبہ تو کہاں تھا۔ ہم نے تیری طلب میں بہت خاک چھانی اور بیس مہینے ہیں۔ آج یہاں آٹھویں بقر عید ہے۔ حجاج منیٰ کو روانہ ہو چکے۔ تمام حجاج منیٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام حجاج منیٰ میں مقیم ہیں۔ کل حج ہے۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ آج حرم شریف بالکل خالی ہوگا۔ کیونکہ حجاج منیٰ میں ہیں۔ مگر اللہ اکبر۔ جب ہم مع سارے قافلے کے باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوئے تو قریباً بارہ چودہ ہزار حجاج کا مجمع طواف کر رہا تھا۔ انسانوں کا دریا کعبے شریف کے آس پاس گھوم رہا تھا۔ اور کعبہ معظمہ بیچ میں سیاہ غلاف پہنے ہوئے نئی دلہن کی طرح موجود تھا۔ ایسا منظر تھا کہ سُبحَانَ اللّٰہ بیان میں نہیں آسکتا ہم لوگوں نے پہلے نماز عصر اپنی جماعت سے پڑھی کیونکہ یہاں عصر ہو چکی تھی۔ ہمارے عرض کرنے پر جناب حاجی اللہ دتا صاحب کنجاہی نے نماز پڑھائی۔ میں نے بعد نماز اپنے ساتھیوں کو عمرے کا طریقہ بتایا۔ کہ پہلے اپنے احرام کا اضطباع کر لو۔ یعنی دایاں کندھا کھول لو۔ پھر مطاف میں داخل ہو۔ سنگ اسود کو بوسہ دو۔ پھر چار چکروں میں رمل کرو۔ اور تین چکر معمولی رفتار سے ادا کرو۔ پھر صفا مروہ دوڑ د

حجاج نے ہم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں اور ہمیں یہ ارکان ادا کرائیں۔ ہم نے کہا یہ غلط ہے۔ مطاف پہنچتے ہی تم سب بکھر جاؤ گے۔ یہاں ہی خوب سمجھ لو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم سب مل کر مطاف میں داخل ہوئے۔ مگر داخل ہوتے ہی طواف کے ریلے میں ایسے تتر بتر ہوئے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صرف حاجی اللہ دتا ماسٹر ڈھکی دروازہ اور بابو اللہ دتا غریب پوری صاحبان میرے ساتھ رہ گئے۔ باقی کا پتہ نہ لگا کہ کون کہاں گیا۔ پھر عمرہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ کیا ہے۔ خوب سیر ہو کر زمزم کا پانی پیا۔ پھر طواف قدوم اور سعی قدوم کی۔ کیونکہ قرآن میں اولاً دو طواف اور دو سعی ہوتے ہیں

۸ اگست ۱۹۵۶ء ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ یک شنبہ

آج سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ ہے۔ یہاں ہندو پاکستان سے ایک دو دن کا فرق رہتا ہے۔ کل ۸ ذی الحجہ کو حجاج منیٰ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں چاہیئے تو تھا کہ ہم لوگ کل ۸ ذی الحجہ کو بعد نماز فجر منیٰ کو روانہ ہو جاتے۔ مگر ہم کل ۸ تاریخ بوقت عصر پہنچے اور نویں شب کو گیارہ بجے منیٰ کی طرف چلے۔ بجائے منیٰ کے مزدلفہ قیام کیا۔ وہاں مسجد کے قریب جگہ ملی۔ وہاں ہی سو گئے۔ سویرے چائے پی کر ہمارا قافلہ اپنی بسوں سے عرفات شریف روانہ ہوا اور قریباً ۷ بجے صبح عرفات شریف پہنچے۔ ہمارے معلم سالم علی بہویٰں۔ جن کے پاس بہت حجاج ہیں۔ ہمارے معلم نے ہم سب حجاج کی دعوت کی۔ گھی میں تلے ہوئے بڑے میٹھے قوام کے ساتھ پیش کئے۔ جو بہت لذیز تھے۔ پھر ایک بجے دوپہر چاول و گوشت کھلایا۔ نماز ظہر کے بعد ہم نے آج اور کل کا پروگرام حجاج کو سنایا۔ آج ہی ہم کو مفتی محمد میاں اور حکیم سید بہار شاہ کے خطوط عرفات میں ملے۔ جن سے گھر کی خیریت معلوم ہوئی۔ اطمینان ہوا۔ حکیم صاحب نے جن ساتھیوں کے واسطے دعا کو لکھا ہے۔ ان کے لیئے اور تمام مسلمانوں کے لیئے دعائیں کی گئیں۔ رب تعالےٰ قبول فرمائے قاضی محمد حیات کے فرزند جو کہ بیمار ہیں۔ قاضی محمد افضل صاحب۔ میاں نور حسین صاحب۔ محمد شفیع صاحب حلوائی۔ محمد شریف صاحب ٹوپی والا۔ مرزا فرزند علی صاحب نور پوری اور خود حکیم صاحب موصوف جلد

مسلمانوں کے لیئے دعائیں کیں۔ محمد میاں سلمہ نے بھی دعا کے لیئے لکھا ہے۔ ان کے اور تمام بچوں اور خود حکیم صاحب و جملہ مسلمانوں کے لیئے دعائیں کیں۔ رب تعالےٰ انہیں بھی حج نصیب فرمائے۔ اور نیک و صالح بنائے۔ کسی کا محتاج نہ کرے۔ غرضکہ آج عرفات میں دعاؤں کا خوب سلسلہ رہا۔

عصر کے قریب سالم علی بہورے کسی عزیز نے ہم سب حجاج کو نہایت رقت آمیز دعائیں اور بہت خشوع و خضوع سے عرفات میں سلام پڑھوایا۔ تمام کے آنسو جاری ہو گئے۔ بعد میں ہم حجاج نے کافی نذرانے دے کر انہیں خوب خوش کیا۔ اور پھر تمام نے اپنی اپنی بس کے ڈرائیوروں کو بطور انعام نقد پیش کی۔ کہ تم لوگوں نے بڑی محنت کی۔ تمہاری ہی محنت کی برکت سے ہم لوگ آج یہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور رو رو کر حجاج کو دعائیں دینے لگے۔ غرض کہ عجیب رقت انگیز منظر رہا۔ آج کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔

۹ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ دوشنبہ

آج عرب میں ۱۰ ذی الحجہ ہے۔ عرفات سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مزدلفہ جانا ہے۔ مگر جانے والوں کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ وہاں تک موٹریں ہی ہیں۔ ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کچھ دیر سے چلیں گے۔ کیونکہ راستہ میں جگہ نہیں ہے۔ اس لیئے آفتاب ڈوبنے کے بعد حجاج کو کمپنی نے کھانا کھلایا۔ یہاں نماز مغرب نہیں پڑھی۔ کیونکہ آج ہم لوگوں کے لیئے مغرب کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے پر ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد روانگی ہوئی اور ہماری موٹریں بھی بسوں کی لائن میں داخل ہو گئیں۔ قریباً تین گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے اپنی جماعت سے پڑھی۔ کنکر جمع کیئے۔ اور سو گئے۔ صبح سویرے ہی اٹھے۔ نماز فجر ادا کی۔ پھر دعائیں کرتے رہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ پہلے ہماری بسیں منیٰ کی طرف روانہ ہو گئیں کچھ دور تو چلتی رہیں مگر پھر دو دو میل تک موٹروں کی زبن لائنیں۔ دیواروں کی طرح قائم ہو گئیں۔ نہ آگے بڑھنے کی جگہ نہ پیچھے ہٹنے کی۔ ہم بہت بیزار ہوئے۔ آخر کار موٹریں چھوڑ کر پیدل جمرہ

عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ معلم صاحب کی طرف سے ہمارا کوئی انتظام کسی قسم کا نہیں۔ معلم صاحب کے ایک ملازم جنہیں سید مدنی کہتے ہیں۔ کو ہمراہ لیا۔ اور ہم حجاج جمرۂ عقبہ تک پہنچے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ یہاں لاکھوں کا ہجوم ہے۔ جمرۂ عقبہ پر کنکر پڑ رہے ہیں۔ بڑا عجیب و غریب نظارہ ہے۔ ازدہام کا یہ عالم ہے کہ اس مجمع میں پہنچ کر سب ساتھی بچھڑ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ گر جاتے اور پاؤں میں روندے جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ عورتوں کا برا حال تھا۔ چیخ چیخ کر رو رہی تھیں۔ اور ہجوم میں پھنسی ہوئی تھیں۔ خدا خدا کر کے جمرہ کی طرف سات کنکر پھینک تو دیئے۔ خبر نہیں کہ کتنے لگے کتنے نہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

بہت ہی مصیبت سے ہجوم کو چیرتے ہوئے نکلے۔ اب کوئی ساتھی ہمراہی ساتھ نہیں۔ بمشکل تمام سالم علی بھو کے ڈیرے پر پہنچے۔ بہت بے انتظامی تھی۔ پہاڑ پر ڈیرہ تھا۔ قربانی کرائی۔ سر منڈوایا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی۔ پھر ایک بس کرایہ پر کر کے طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ پہنچے۔ آج یہاں طواف اور آب زم زم پر ہجوم بے پناہ ہے۔ بہت مشکل سے زم زم پیا۔ مگر خوب سیر ہو کر۔ بقصد تعالےٰ زمزم سے وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ سخت بھوک تھی۔ کھجوریں روٹیاں کچھ حلوہ بازار سے منگا کر حرم شریف ہی میں کھجور سے روٹی کھائی۔ آب زم زم خوب پیتے رہے۔ نماز مغرب کا وقت یہاں ہی ہو گیا۔ مغرب پڑھ کر دیکھا۔ کہ پولیس کا ہر جگہ پہرہ مقرر ہو گیا۔ طواف سے حجاج کو روک دیا گیا۔ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ادھر صفا مروہ کی سعی بھی بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد مع اپنے ہمراہیوں کے طواف کے لئے آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ کچھ عورتیں ہیں کچھ مرد۔ آخر وہ سب تشریف لائے۔ خانہ کعبہ کے اندر گئے جب اندر سے نکلے تب تمام حجاج کو طواف کرنے کی اس طرح اجازت دی گئی کہ کعبہ سے متصل وہ سب رہے اور کعبہ سے دور دیگر حجاج اس طرح طواف کر کے یہ لوگ باہر نکلے اور بجائے پیدل چلنے کے جیپ کار پر بیٹھ کر صفا مروہ کی سعی کی پھر واپس چلے گئے۔

۱۰ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج منیٰ میں ۱۰ ذوالحجہ مانی گئی ہے۔ ہم لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہے بازار گئے۔ کھانا کھایا پھر مسجد خیف کی زیارت کرنے حاضر ہوئے یہ مسجد منیٰ کے کنارے پر واقع ہے۔ خوب وسیع ہے۔ بڑا صحن ہے۔ درمیان صحن میں ایک بڑا قبہ ہے۔ حجاج نے اس مسجد کی بڑی بے حرمتی کر رکھی ہے تمام صحن میں خیمے لگے ہیں۔ جن میں کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اندرون مسجد حجاج سے بھری پڑی ہے۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بستر لگائے ہوئے ہیں۔ گندگی کی حد ہو گئی۔ وسط صحن میں جو قبہ بنا ہے بعض کا خیال ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کیا۔ مگر یہ غلط ہے یہ مذبح تو ایک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ بلکہ یہاں کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے عبادات کیں۔ اور توبہ کی تھی۔ جو عرفات میں جبل رحمت پر پہنچ کر قبول ہوئی۔ پھر یہاں کی زیارات کر کے بازار ہوتے ہوئے اپنے ڈیرہ پر واپس ہو گئے قریبا سب دوپہر کمپنی نے حجاج کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر جمروں کی رمی کے لیے روانہ ہو گئے۔ پہلے جمرہ اولی پھر جمرہ ثانیہ۔ پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔ آج اگرچہ ہجوم کل سے کچھ کم تھا۔ مگر پھر بھی بہت تھا۔ جمرۂ عقبہ پر بڑا ہی مجمع تھا۔ ان تینوں جمروں کی رمی سے فارغ ہو کر قبل مغرب ہم وہاں آ گئے جہاں کمپنی کی بسیں لائن سے کھڑی ہیں۔ یہ جگہ جمرہ عقبہ سے قریباً دو فرلانگ جانب مغرب واقع ہے اس کے قریب ایک بڑا کنواں ہے۔ جس میں باؤلی ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک ٹرک برف کا بھرا ہوا ملا۔ سیٹھ محمد دین صاحب نے ایک ریال کا برف خرید کر اپنے ہمراہیوں کو ٹھنڈا پانی پلایا:۔

منیٰ کے انتظامات

موجودہ حکومت نے حجاج کی آسائش کے لیے بہت اعلیٰ انتظامات کیے ہیں۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

ع۱۔ تمام منیٰ میں بجلی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ خصوصاً مسجد خیف میں بڑی عمدہ برقی روشنی ہے۔ اور ہر جگہ اس کی روشنی ہے۔

ع۲۔ منیٰ شریف میں برف کا کارخانہ عارضی طور پر جاری ہے۔ جس کی وجہ سے برف عام مل رہا ہے تین ریال فی آنہ قیمت ہے۔

ع۳۔ منیٰ شریف میں ہسپتال کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سفید رنگ کی موٹر بسیں جن کی سیٹی خاص قسم کی ہے۔ ہر جگہ پھر رہی ہیں۔ جن کا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی حاجی بیمار ملے وہاں سے فوراً اٹھائیں اور ہسپتال پہنچادیں۔

ع۴۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی اپنا ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کیلئے مکہ شریف بھیجے ہیں۔ وہ منیٰ میں بھی کام کر رہے ہیں۔

ع۵ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لیئے مکہ معظمہ آتے ہوتے ہیں۔ جو اپنے کام میں مشغول ہیں۔

ع۶۔ منیٰ شریف میں پانی کا اعلےٰ انتظام ہے۔ جگہ بجگہ سبیلیں۔ نہریں کنویں اور نلکے قائم ہیں۔ مگر اس کے باوجود پانی کی قلت ہے۔ کیونکہ کنوؤں اور نلوں پر اتنا ہجوم ہے کہ پانی تک پہنچنا ناممکن ہے۔ یہاں کے بہشتیوں نے نلوں کو گھیر رکھا ہے۔ یہ بہشتی پانی فروخت کر رہے ہیں۔ فی کنستر ایک ریال حجاج کو ملتا ہے۔ ایک ریال سوا روپیہ کا ہے۔

ع۷ منیٰ شریف میں آمدورفت کے لیئے سواریوں کا بڑا انتظام ہے بسیں کاریں بہت ہیں۔ بسیں ایک ریال میں اور کاریں دو ریال میں ایک شخص کو مکہ معظمہ پہنچا دیتی ہیں۔ وہاں سے واپسی بھی اسی کرایہ پر ہوتی ہے۔

ع۸ حجاز میں بھارت حکومت کا زبردست پروپیگنڈا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے منیٰ میں خود ایک ضخیم کتاب دیکھی۔ جو انڈیا کی طرف سے عربی میں چھپی ہے۔ اور مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ جس میں حکومت ہند کی بہت تعریف ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کا مسلمانان ہند سے بہت ہی اچھا سلوک ہے۔ اسلامی ممالک سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ وہاں کے ارباب حکومت کے

فوٹو۔ ہندو مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات بذریعہ فوٹو دکھائے گئے ہیں۔ جواہر لعل نہرو کو سید جواہر لعل لکھا گیا ہے۔ اور بے حد تعریفیں کی گئی ہیں۔

۹۔ عرب میں بمقابلہ پاکستانی نوٹ کے انڈیا کے نوٹ کی زیادہ قیمت ہے چنانچہ پاکستانی سو کا نوٹ پچاس یا پچپن ریال ہیں اور انڈیا کا سو کا نوٹ پچاسی بانوے ریال میں فروخت ہو رہا ہے۔ البتہ پاکستانی حج گرام نوٹ کی قیمت مکہ معظمہ اور منیٰ میں ۱۰۶ اور کبھی ایک سو سات یا آٹھ ریال تک ہے۔

ہندوستانی حجاج سے معلوم ہوا کہ انڈیا نے حجاج کے لیے حج گرام نوٹ جاری نہیں کیے عام مروجہ نوٹ پر کوئی پابندی نہ رکھی۔ حجاج جتنا روپیہ چاہیں ساتھ لائیں۔ نیز وہاں حجاج کے لیے کوئی کوٹہ مقرر نہیں۔ جتنے حجاج ہوں انہیں حج کی اجازت ہے۔ جہاز کا ٹکٹ بآسانی مل جاتا ہے۔

۱۱ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

ہم رات کو عشاء پڑھ کر سو رہے۔ صبح سویرے ہی جاگے۔ جماعت سے فجر پڑھی۔ اور آج کے ارکان حج کا پروگرام اپنے حجاج کو بتایا۔ اور کہا کہ آج بہت سے حجاج صبح ہی رمی کر کے مکہ معظمہ چل دیں گے۔ آپ لوگ ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں بلکہ بعد زوال رمی کرو۔ پھر مکہ معظمہ جاؤ اور اگر آج رات کو یہاں ٹھہر گئے۔ تو پھر کل تینوں جمروں کی رمی کر کے جانا۔ کمپنی کی طرف سے چائے بسکٹ کا ناشتہ حجاج کو دیا گیا۔ آج عرب میں ۱۲ ذی الحجہ ہے۔ اور منیٰ شریف کا آخری دن ہے لوگ صبح سے ہی رمی کر کے مکہ شریف چل دیئے۔ مگر یہ غلط ہے۔

لطیفہ عجیبہ نجف شریف میں دو وہابیوں کے ۸ سو روپیہ چوری ہو گئے تھے۔ کمپنی کی طرف سے انہیں دو سو روپیہ بطور امداد دیا گیا۔ پھر ہم لوگوں سے کہا گیا کہ آپ لوگ بھی کچھ ان کی مدد کریں۔ ہم کو تعجب ہوا کہ جو لوگ غیر خدا کی امداد کو شرک کہتے ہیں۔ وہ آج کمپنی سے اور ہم سے امداد کے کیوں خواہاں ہیں۔ خیر ہم لوگوں نے ان کے لیے چندہ کیا۔ ہماری بس کے حجاج نے یہ کہہ کر چندہ دیا کہ یہ روپیہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا صدقہ ہے۔ جو آپ کو دیا جا رہا ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ ان بزرگوں کے پاس کافی روپیہ ہے۔ انہیں صدقہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے یہ جمع کیا ہوا روپیہ دینے والوں کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر یہ روپیہ ان صاحبوں کو دے دیا جاتا تو وہ بے تکلف لے لیتے کیوں ان بزرگوں کے قول و عمل میں فرق دیکھا گیا ہے۔

منیٰ شریف کی زیارات

منیٰ شریف میں حسب ذیل مقامات کی زیارتیں کرنا چاہیں۔ ۱۔ مسجد البیعتہ جہاں بیعتہ عقبہ واقع ہوئی۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب ہی ہے مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔ ۲۔ مسجد الکبش۔ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح واقع ہوا مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔ صرف پہاڑ کے دامن میں یہاں ایک نشان سا ہے جس کی زیارت منجانب حکومت ممنوع ہے۔ ۳۔ مسجد خیف۔ منیٰ کی مشہور مسجد ہے یہاں پیغمبروں نے نماز پڑھی۔ اور ستر ۷۰ نبیوں کی قبور بھی اس جگہ ہیں۔ ۴۔ غار مرسلات۔ جہاں سورہ مرسلات اتری۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب پہاڑ میں واقع ہے۔ ۵۔ مزدلفہ میں مشعر حرام۔ عرفہ میں مسجد نمرہ مشہور جگہ ہے یہ مقامات ضروری ہیں۔

۱۲ اگست ۱۹۵۴ء ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

رات کو قریباً ۱۱ بجے ایک مقام پر پہنچے۔ جس کا نام کھوہ خنکار ہے یہ ہمارا قیام گاہ ہے۔ یہاں ایک وسیع کھلا میدان ہے۔ نیم کے درختوں کی لائن لگی ہے۔ بیت اللہ شریف سے قریباً ایک میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہاں صرف تکلیف یہ رہی کہ نماز کے لئے بیت اللہ شریف دور سے جانا پڑتا ہے۔ باقی امور کا بہت آرام رہا۔ یہ جگہ ٹھنڈی ہے۔ رات کو بعض اہل مکہ یہاں آ کر سوتے ہیں۔ برف کا کارخانہ بھی یہاں سے قریب ہے۔

۱۳ اگست ۱۹۵۴ء ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ مبارکہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ ہم لوگوں نے غسل کا انتظام کیا۔ اس جگہ نہر زبیدہ بھی قریب ہے اور کنویں بھی بہت ہیں۔ بعض کنووں کا پانی اتنا قریب ہے کہ ہاتھ سے ڈول بھر لیا جاتا ہے۔ قریباً ۱۰ بجے دن کے ہم لوگ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف کیا۔ آب زمزم پیا اور قریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی باب ابراہیم کے پاس بیٹھ گئے۔ حجاج کا ہجوم بے اندازہ تھا سارا حرم شریف بھرا ہوا تھا ٹھیک سوا دو بجے خطبہ ہوا۔ امام حرم نے خطبہ نہایت فصیح و بلیغ پڑھا۔ جس میں اخلاق محمدی بیان کیا اور حجاج کو نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرو۔ قیامت قریب ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اس مقام پر آنے کا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر کے جاؤ۔ غرضیکہ عجیب وغریب نصیحت آمیز خطبہ تھا۔ پھر نماز پڑھی اور اپنے اپنے ٹھکانہ پر واپس ہو گئے۔ آج صرف ایک بار ہی طواف کا موقعہ ملا۔

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء ۱۴ ذالحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ہم لوگ مولانا عبدالودود صاحب جبلپوری اور بھائی احمد صاحب بیرسٹر کاٹھیاواڑی کے ہمراہ مکہ معظمہ کی زیارات کے لئے گئے۔ اور حسب ذیل زیارتیں کیں۔

۱۔ بیت ام ہانی۔ یہ حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے۔ اب یہ حرم شریف میں داخل کر دیا گیا۔ اس جگہ کا نام باب ام ہانی ہے۔ ۲۔ دار الشوریٰ۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اہم موقعوں پر مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ جگہ باب الصفا کے قریب ہے۔

۳۔ بیت ارقم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے شر سے بچنے کے لئے محفوظ رہے۔ اس ہی جگہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے یہ جگہ صفا سے چند قدم جانب مروہ ہے۔ ایک گلی سی ہے۔ جس کے کنارہ پر یہ واقع ہے۔ اب یہاں مدرسہ ہے ہم نے وہاں جا کر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور وہاں

کے خداکو نداسانے دیگر پیش کیئے۔ ع۴ مولد حضرت فاطمہ۔ یہ حضرت خدیجہ کا مکان ہے۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہرہ پیدا ہوئیں یہ جگہ محلہ کشاشیہ میں سبزی منڈی کے داہنی طرف ہے اب یہاں مدرسہ بنا دیا گیا ہے۔
ع۵ مولد حضرت علی۔ اس جگہ حضرت علی مرتضٰے پیدا ہوئے۔ یہ ابو طالب کا مکان تھا۔ یہ جگہ محلہ علی میں واقع ہے۔ اب اس جگہ کوئی عمارت نہیں۔ جو تھی وہ وہ دہابیوں نے گرادی۔ بلکہ یہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضٰے کو بیت اللہ میں درد زہ شروع ہوا۔ اور یہاں آکر علی مرتضٰے کی ولادت ہوئی۔ اس وجہ سے مشہور ہے۔ کہ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ ورنہ حقیقۃً پیدائش کعبہ شریف میں ناممکن ہے۔ ع۶ مسجد النبی علیہ السلام۔ اس جگہ کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضور کی جائے ولادت ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہاں چھوٹی سی مسجد ہے۔ محلہ سوق العیال میں واقع ہے۔ جو مولد علی کے قریب ہے۔
ع۷ مولد النبی۔ حقیقۃً یہ ہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔ یہاں پہلے قبہ بنا ہوا تھا۔ جو نجدی حکومت نے گرادیا تھا۔ پہلے یہاں میدان تھا۔ اب یہاں لائبریری بنادی گئی ہے۔ جاننے والے زیارت کرتے ہیں۔ یہ جگہ محلہ سوق الفیل میں واقع ہے۔ ع۸ بیت ابی بکر۔ یہ گھر محلہ کہاسیہ میں واقع ہے۔ اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ کی ولادت ہوئی۔ اسی گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ اب اس جگہ نیچے دکانیں اور اوپر مسجد ہے وہاں ایک بنگالی امام ہیں۔
ع۹ جنت معلٰی شریف۔ یہ مکہ معظمہ کا بڑا پرانا قبرستان ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ جن کے درمیان میں سڑک چلتی ہے۔ آخری حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبرٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ پاک کی قبر شریف ہے۔ جن سے حضور اقدس کی ساری اولاد ہے۔ سواء حضرت ابراہیم کے۔ یہاں نجدیوں کا سخت پہرہ ہے۔ کسی کو قبر شریف کے پاس جانے نہیں دیتے۔ بلکہ دروازہ بند رکھتے ہیں۔ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک نجدی اندر سے نکلا۔ اس کے لیئے دروازہ کھلا۔ ہم میں سے ایک نوجوان حاجی یہ کہتا ہوا زور سے قبر

شریف کی طرف بھاگا۔ اے میری ماں میں تجھ پر صدقے۔ اور قبر شریف کے پتھروں سے لپٹ گیا۔ اُس کے اخلاص کا ایسا اثر ہوا کہ نجدی سپاہی بھی رو پڑے اور ہم لوگوں کو بھی زیارت کی اجازت دے دی۔ عجیب رقت انگیز نظارہ تھا۔ کچھ فاصلہ پر بجانب مشرق حضرت ہاشم جد رسول صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم کے مزارات ہیں مگر سب ٹوٹے پڑے ہیں۔ ع۱۰ مزار حضرت عثمان ہارون جو خواجہ اجمیری کے مرشد ہیں یہ جگہ شریف محل کے قریب واقع ہے۔

ع۱۱ مسجد جن۔ یہ مسجد عثمان ہارونی کے مزار اور جنت معلیٰ کے درمیان ہے۔ یہاں ہی جنات نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سنا جس کا واقعہ سورہ جن میں مذکور ہے۔ مگر یہ مسجد مقفل تھی ہے۔ ع۱۲ مسجد بلال۔ یہ مسجد کوہ صفا کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ مسجد بند پڑی ہے۔

ع۱۳ شق القمر۔ یہ جگہ صفا پہاڑ پر مسجد بلال سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر چاند چیر کر دو ٹکڑے کئے۔ اس جگہ مسجد تھی جواب گرا دی گئی ہے۔ بلکہ اب اس جگہ کی زیارات بھی قانوناً ممنوع ہے۔ واقفین کسی نہ کسی ترکیب سے زیارات کر ہی لیتے ہیں۔

مکہ معظمہ کے موجودہ حالات

ع۱ موجودہ وقت میں مکہ معظمہ کے عام لوگ مالدار ہیں۔ سونے کی کان اور مٹی کا تیل نکلنے کی وجہ سے حالات میں بڑا فرق ہو چکا ہے۔ ع۲ مکہ معظمہ کے بازار پر ہندوستانی مال کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہر جگہ ہندوستانی کپڑا اور ہندوستانی مصنوعات ہی نظر آتی ہیں۔ ع۳ ہندوستانی کپڑا اور ولایتی مال نہایت سستا ہے مسطلہ ہزار کا لٹھا ہم گز کا تھان۔ ہم روپیہ کا ہے۔ ع۴ مکہ شریف میں ہندوستانی سکہ کی بہت قدر ہے۔ چنانچہ وہاں کا سو کا نوٹ ۔ ۸۰ ریال تک بک جاتا ہے۔ لیکن پاکستانی۔ سو کا نوٹ ۵۶ ریال کا ہے۔ ع۵ مکہ شریف میں ہندوستانی پروپیگنڈہ بہت زیادہ ہے۔

ع۔ مکہ معظمہ بلکہ سارے عرب کے دلوں میں پاکستان اور پاکستانیوں سے بہت محبت ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج رات کاٹھیاواڑی میمن حضرات نے میلاد شریف کی مجلس منعقد کی۔ مجھ کو اور مولانا محمد بشیر صاحب کو شب کے وقت حاجی ابوبکر ریشم والے اور حاجی احمد کراچی والے کار میں اپنے ڈیرہ پر لے گئے۔ جہاں بجلی کا خاص انتظام تھا۔ مجمع بہت کافی تھا نہایت نفیس شربت جس میں پستہ بادام الائچی فالودا وغیرہ تھا۔ سب کو پلایا گیا۔ درمیانِ مجلس میں پڑوسی کے مکان سے پتھر آئے معلوم ہوا کہ وہ وہابی ہیں۔ جو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں سن سکتے کہتے سنتے پرسکون ہوا۔

۱۵ اگست ۱۹۵۴ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یک شنبہ

آج سوا طواف اور نوافل کے کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ ہماری بھاوج نورجہاں بیگم کا خط نواب شاہ سندھ سے آیا۔ جو نہایت سوز و گداز سے پُر تھا۔ کاغذ آنسوؤں سے تر تھا۔ حضور کی بارگاہ میں عرض و معروض تھی۔ اس سے دل پر خاص اثر ہوا۔ جو سنتا تھا روتا تھا۔ اس کا تسلی بخش جواب آج دیا گیا۔ جس میں ایک شعر تھا۔

سایہ رحمان سن تو والی قرآن سن لو
صدقہ تم پر جان سن لو اے میرے سلطان سن لو

مولانا حکیم محمد مختار صاحب اور حاجی فضل حسین صاحب گجراتی سے ملاقات ہوئی۔ یہ حضرات احمد رمضانی معلم کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

۱۵ اگست ۱۹۵۴ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

ہم آج طواف سے فارغ ہو کر اپنے ڈیرہ پر آرہے تھے کہ حضرت مولانا مختار اشرف صاحب عرف محمد میاں زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ و حضرت

شاہ مصطفیٰ میاں صاحب کچھوچھہ شریف ۔ و مولانا قدیر میاں مولانا محسن میاں صاحبان کچھوچھوی سلمہم ربہم سے ملاقات ہوئی ۔ بہت خوشی ہوئی ۔ دل کی کلی کھل گئی ۔ یہ حضرات بہت محبت اور تواضع سے پیش آئے ۔ رب تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حجاج پر کوئی پابندی نہیں ۔ نہ حجاج کا کوٹہ ہے نہ وہاں حج نوٹ جاری ہیں ۔ تیسرے درجہ کا مسافر چوبیس سو ۲۴۰۰ روپیہ لاسکتا ہے ۔ وہاں حج کے لیئے کوئی خاص نوٹ نہیں دیئے جاتے ۔ وہ ہی عام نوٹ دیئے جاتے ہیں ۔ جو وہاں مروج ہیں ۔ ان حضرات کا پورا قافلہ کچھوچھہ شریف سے آیا ہے ۔

۱۷ اگست ۱۹۵۴ء ، ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج صبح ولولہ پیدا ہوا کہ طائف شریف حاضری دی جاوے ۔ ہم سات حجاج فجر کے اول وقت کیمپ سے نکلے ۔ فجر کی نماز حرم شریف میں ادا کر کے جنت المعلیٰ پہنچے ۔ جو مکہ شریف کا قبرستان ہے ۔ وہاں سے ہی طائف طائف شریف کی بسیں ملتی ہیں ۔ چھ ریال فی سواری کے حساب سے بس کرایہ پر لی اور روانہ ہو گئے ۔ پانچ گھنٹے میں طائف پہنچ کر وہاں نماز ظہر ادا کی ۔

طائف شریف کے حالات

ع۱ ۔ طائف شریف مکہ معظمہ سے ۷۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے ۔ سیل کے راستہ سے جانا ہوتا ہے ۔ جو اہل عراق کا میقات ہے ۔ یہاں سے ہم نے احرام باندھا تھا ع۲ طائف شریف بلندی پر واقع ہے ۔ یہاں گرمی بالکل نہیں ۔ اس گرم موسم میں بھی رات کو کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے ۔

ع۳ طائف شریف میں سبزیاں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں ۔ یہاں سبزی بہت ارزاں ہے ۔ انگور ۔ انار ۔ بہی ۔ انجیر ۔ تصور کا پھل جسے یہاں فروش کہتے ہیں ۔ بہت ہیں ۔ اور سستے بھی ہیں ۔ انگور ڈھائی ریال اگہ ۔ انار فی ریال چھ

عدد تک مل جاتے ہیں۔ زردآلو بھی بازار میں دیکھے گئے ہیں۔ طائف شریف میں پانی کے چشمے بہت ہیں۔ پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا ہے۔ برف کی ضرورت نہیں غرضکہ طائف حجاز کا گویا کوہ مری یا شملہ ہے ع۵ طائف شریف میں ہر جگہ تا حد نظر سبزہ دکھائی دیتا ہے چھوٹا سا شہر ہے۔ مگر بہت خوبصورت ع۶ طائف شریف میں چیزیں ارزاں اور لوگ بہت خوش اخلاق ہیں۔

طائف شریف کے زیارات

ع۱ روضہ عبداللہ ابن عباس۔ یہ روضہ مسجد ابن عباس کے دائیں ہاتھ دروازہ سے متصل واقع ہے۔ یہاں حضرت حبر الامت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس اور حضور کے فرزند ارجمند حضرت طیب وطاہر آرام فرمائیں۔ اس مسجد کو وہاں کے لوگ حرم شریف کہتے ہیں۔ اس قبر شریف کی زیارت کرنا۔ بلکہ ادھر منہ کر کے بیٹھنا فاتحہ پڑھنا نجدیوں نے بند کیا ہوا ہے۔ ہر وقت پولیس سر پر سوار رہتی ہے۔ بعد نماز مسجد بند کر دی جاتی ہے اس کے باوجود یہ جگہ خاص و عام کا مرجع بنی ہوئی ہے۔ یہاں حاضر ہو کر بہت سکون حاصل ہوا بمشکل تمام فاتحہ اور دعا پڑھی۔ نماز ظہر و مغرب آج اسی مسجد شریف میں پڑھی ع۲ مسجد علی۔ یہ جگہ طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب مقام متنزط واقع ہے پیلا رنگ ہے ایک مینارہ اذان کے لیئے ہے۔ برابر میں آب جاری کا چشمہ ہے۔

ع۳ بیر نبی۔ یہ کنواں مسجد علی سے شرقی جانب واقع ہے یہ وہ کنواں ہے جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف کے موقعہ پر لعاب دہن شریف ڈالا۔ جس سے اس خشک کنویں میں پانی کی فراوانی ہو گئی آج تک اس کنویں میں بہت پانی ہے۔

ع۴ مسجد نبی۔ یہ مسجد چھوٹی سی مسجد۔ مسجد علی سے دو سو قدم پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ طائف کے وقت نماز پڑھی۔ اس کے کنارہ پر میٹھے پانی کا جاری چشمہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں ایک بلو پ ام ہیں۔ ع۵ حجر النبی۔ یہ پتھر اسی مسجد کی دیوار میں نصب ہے۔

اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس پتھر میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پنجہ اور کہنی شریف کا اثر نشان موجود ہے۔ حکومت نجدیہ نے اسے دیوار مسجد میں بند کر دیا ہے۔

ع۶ روضہ حضرت عکرمہ۔ یہ جگہ مسجد النبی سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کا مزار ہے۔ جو شکستہ حالت میں ہے۔ وہاں جانا ممنوع ہے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی بستی آباد تھی جو اب ویران سی ہے۔ یہ تمام مقامات تمنہ بستی میں ہیں۔ تمنہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو طائف شریف سے ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس کے اور طائف کے درمیان ایک خشک نالہ ہے جسے میل کہتے ہیں۔ اس میل کے کنارے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ کبھی میل میں اتنا پانی آتا ہے کہ آس پاس کی بستیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ نالہ مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے۔

ع۷ جبل غزالہ۔ یہ طائف شریف سے ایک میل دور جانب مغرب ایک پہاڑ ہے۔

اسی پہاڑ پر ہرنی کی پناہ کا واقعہ ہوا کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی جال میں پھانس لی لڑکی نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی کہ میرے آج ہی بچے پیدا ہوئے ہیں۔ میں ادھر چلی آئی تھی کہ گرفتار ہو گئی۔ حضور نے اس یہودی کو ضمانت دی کہ اسے چھوڑ دے یہ بچوں کو دودھ پلا کر ابھی واپس آ جاوے گی اگر نہ آئی تو ہم قیمت دے دیں گے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی جا کر دودھ پلا کر مع بچوں واپس آ گئی۔ اس یہودی نے عرض کیا کہ جسے آپ نے آزاد کر دیا۔ اب میں نہ پکڑوں گا اور اسلام لے آیا۔ وہ واقعہ اسی پر ہوا۔

عجیب معجزہ۔ مشہور یہ ہے کہ اس ہرنی کا دودھ اس پہاڑ پر ٹپکتا گیا۔ ایک قدرتی بوٹی پیدا ہوئی اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے یہ بوٹی ممیرہ کا کام دیتی ہے۔ آنکھوں کو بہت مفید ہے لمبی ڈنڈی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی۔ بعد میں حاجی عبدالعزیز صاحب کاٹھیاواری کے ذریعے نصیب ہوئی۔

ع۸ بستان علی۔ یہ ایک چھوٹا سا باغ ہے۔ جو مسجد کے قریب واقع ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باغ تھا۔ جو آپ نے مسلمانوں کے لیئے وقف فرما دیا۔ اس میں انار انگور انجیر کے بہت درخت ہیں۔

ع۹ وادی النمل۔ یہ وہ جنگل ہے۔ جس میں لشکر سلیمانی پہنچا تھا اور چیونٹیوں

کی سردار نے اپنی تمام چیونٹیوں کو سوراخوں میں گھس جانے کا حکم دیا تھا۔ جس کا پورا پورا واقعہ قرآن سورہ نمل میں مذکور ہے۔ یہ جگہ طائف شریف سے قریباً ۲ میل جانب مغرب ہے۔

۱۰۔ وادی سلیمان۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اترا تھا۔ یہ جگہ وادی لنھنں سے قریب کی ہے یہ تو طائف شریف کے خصوصی مقامات کا ذکر تھا۔ ورنہ طائف شریف کا ہر ذرہ زیارت گاہ ہے کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا قیام فرمایا۔ اور یہاں اسلام کی بہت تبلیغ فرمائی۔

۱۸ اگست ۱۹۵۴ء ۱۸ ذی الحجہ چہارشنبہ

آج رات طائف شریف میں الحاج عبدالغفور صاحب ساکن راولپنڈی کے دولت خانہ پر قیام رہا۔ آپ کے فرزند عبدالرحیم صاحب ساعاتی بڑے دولت مند ہیں۔ گھڑیوں کی دکانیں۔ طائف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ میں اعلےٰ پیمانہ پر ہیں۔ آپ نے بہت شاندار مہمانی کی اور آپ ہی کی رہنمائی سے ہم کو یہ متبرک مقامات معلوم ہوئے آج صبح چائے پی کر ہم لوگ پھر مسجد ابن عباس پر حاضری دینے گئے حرم شریف بند ہو چکا تھا۔ مگر فضلِ خداوندی سے پولیس کے سپاہی نے ہمارے لیئے دروازہ کھول دیا۔ اور دو نفل پڑھنے کی اجازت دے دی قبلہ ہی کو منہ کئے ہوئے ہم نے فاتحہ پڑھا۔ دعا مانگی اور حاجی عبدالغفور صاحب کے مکان پر آ گئے۔ کھانا کھا کر لاریوں کے اڈے پر آئے اور دو ریال دے کر مکہ معظمہ چل دیئے۔ اس بس کا ڈرائیور بہت تیز رفتار تھا۔ ایسے پہاڑی علاقہ میں چالیس پچاس میل کی رفتار سے بس لایا بجائے پانچ گھنٹہ کے پونے چار گھنٹہ میں مکہ معظمہ پہنچا دیا ہم نے نماز ظہر حرم شریف میں ادا کی۔ چونکہ تھکے ہوئے تھے۔ اس لیئے آج رات بھر کیمپ میں قیام کیا۔

۱۹ اگست ۱۹۵۴ء ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم ۵ شنبہ

آج رات کے قریباً ڈھائی بجے ہم سب کو اٹھایا گیا کہ چلو سفیر صاحب کی طرف سے تحقیقات کے لیئے ایک پاکستانی افسر آیا ہے اپنے بیان دو۔ ہم لوگ اٹھے۔ حجاج نے انہیں گھیر لیا۔ اور اپنی اپنی شکایات لکھوائیں شکایات کی تفصیل درج کرائیں۔

آج صبح حجاج نے آفسر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو بذریعہ جہاز واپس کیا جاوے۔ انہوں نے حکم دیا کہ کمزور اور بوڑھے حجاج کی فہرست طیار کرو۔ چنانچہ اُن کی فہرست طیار ہو رہی ہے۔ غالباً انہیں جہاز سے بھیجا جاوے گا۔ باقی حجاج سے کہا گیا کہ اپنی ذمہ داری پر اپنے خرچ پر جہاز سے جاویں۔ جہاز غالباً دو ماہ کے بعد ملے گا۔ اس پر حجاج خاموش ہو گئے۔ کیونکہ اب حجاج کے پاس پلگرم نوٹ بھی قریباً ختم ہو چکے ہیں۔

آج دوپہر میں حاجی احمد صاحب بیرسٹر اور حاجی عبدالشکور صاحب مقیم کراچی کے ہاں قیام رہا۔ انہیں کے ہمراہ نماز ظہر و عصر ادا کی آج خدا کے فضل سے سنگ اسود کے بوسے اور مقام ابراہیم پر نماز نہایت آسانی سے میسر ہوئی۔ کیونکہ حجاج کا ہجوم بہت کم ہو گیا ہے۔ معلم محمد رمضانی صاحب کے ہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوئی۔

۲۰ اگست ۱۹۵۴ء ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ چونکہ حرم شریف میں ہجوم زیادہ ہو گا اس لیے جلد جانے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم و سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی اور بابو اللہ دتا صاحب ماسٹر اللہ دتا صاحب اور دیگر ساتھی قریباً ۱۱ بجے دوپہر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ خیال تھا کہ اب چونکہ بہت حجاج جا چکے ہیں مجمع کچھ ہلکا ہو گا۔ مگر سبحان اللہ تمام حرم ایسا بھرا ہوا تھا کہ کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ کئی لاکھ کا مجمع تھا ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج کا خطبہ بالکل وہابیانہ تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف بالکل نہ کرو صرف عبداللہ و رسولہ کہ دیا کرو قبروں پر عمارات نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی شرک کر رہے جیسے پہلے یہود و نصاریٰ مشرک تھے۔ غرضکہ کوئی بات ٹھکانہ کی نہ تھی۔ شرک اور کفر ہی تقسیم کیا۔ خدا خدا کر کے یہ خطبہ ختم ہوا۔ اور نماز ہوئی۔ ہم لوگ اپنی کمپنی کی بس میں کیمپ میں واپس ہو گئے۔ آج مجھے کچھ دستوں کی شکایت ہے۔ اس لیے عصر کے وقت میں حرم شریف گیا اور بعد مغرب طواف کر کے حاجی احمد صاحب بیرسٹر کے ہاں کچھ قیام کر کے کیمپ واپس آ گئے۔ آج تین بار حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا۔ کیونکہ آج طواف میں ہجوم کچھ کم تھا۔

۲۱ اگست ۱۹۵۴ء ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج تقریباً ۱۰ بجے صبح حرم شریف میں طواف کے لیے حاضری دی طواف ہو رہا تھا ہجوم کم تھا سنگ اسود کے بوسے کئی بار نصیب ہوئے۔ دوپہر کو اعلان ہو گیا۔ کہ آج مدینہ منورہ کو روانگی ہے۔ اپنی اپنی طیاری کر لو۔ حجاج اپنے سامان بسوں پر لادنے میں مشغول ہو گئے ہیں۔

۲۲ اگست ۱۹۵۴ء ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم یک شنبہ

آج شب ہدایت کے مطابق ہم نے طواف وداع کیا۔ حرم شریف میں تو کل عصر سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ نفلی طواف کئے سنگ اسود کے بوسے نصیب ہوئے۔ بعد مغرب طواف وداع کیا۔ زمزم پیا۔ باب الوداع تک اُلٹے پاؤں پھرے۔ کعبہ شریف کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ دعا تھی کہ مولے پھر یہاں کی حاضری نصیب فرما۔ ہم لوگ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوں۔ پھر ڈیرے پر آ کے کچھ دیر سو گئے رات کے آخری حصہ میں مکہ معظمہ سے کوچ ہو گیا۔ صبح ۹ بجے جدہ پہنچ گئے۔

یہاں ڈاکٹری کے لیے قیام کیا۔ یہاں ایک ڈاکٹر کمپنی کا دوسرا حکومت پاکستان کا اس غرض سے تھا کہ بوڑھوں اور بیماروں کا معائنہ کرے جو لاریوں سے سفر کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں حکومت کے خرچ پر جہاز سے کراچی بھجوا دے۔ بستر بیمار اور بڈھے تھے جن میں سے اکیس ۲۱ چنے گئے۔ باقی لوگوں کے لیے اعلان ہوا کہ جو بھی جہاز سے جانا چاہے۔ وہ اپنے خرچ پر جہاز سے جا سکتا ہے۔ اس خبر پر حجاج میں سے بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے۔ ۳ کی پوری بس نے سامان اتار لیئے۔ کہ سامان یہاں منزل حجاج پر چھوڑ جائیں گے اور مدینہ شریف سے واپس ہو کر اپنا یہ سامان لے کر جہاز میں سوار ہو جائیں گے یہ حال دیکھ کر پھر سفارت خانہ پاکستان کی طرف سے کہا گیا کہ بائیس ۲۲ ہزار حجاج پاکستان سے بذریعہ جہاز جدہ پہنچے ہیں۔ اولاً وہ پہنچائے جائیں گے۔ پھر آپ لوگوں کو اگر موقع ہوا تب پہنچا دیا جاوے گا۔ کم از کم اڑھائی مہینہ آپ کو جدہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ اس پر تمام اُن حجاج میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی اور دوبارہ سامان با دل نخواستہ بسوں پر چڑھا لیا۔

ان بیماروں سے کہا گیا۔ کہ آپ لوگ اب مدینہ منورہ نہیں جا سکتے۔ یہاں جدہ میں قیام کریں اپنا خرچ کریں اپنے ٹکٹ پر جہاز سے جا دیں۔ پھر حکومت پاکستان سے مطالبہ کریں

جب موقعہ ہوگا۔ تب آپ لوگوں کو کرایہ دے دیا جائے گا۔ جتنا حکومت چاہے گی اتنا خرچ دے گی۔ یہ بیمار اور بڈھے اس اعلان سے گھبرا گئے۔
بے چارے ٹھیک دوپہر ہی دو میل چل کر سفارت خانہ پاکستان پہنچے اور معذرت کی کہ ہم کو بسوں سے ہی جانے کی اجازت دی جاوے جو حال بھی ہو۔
اس عرض پر سفیر صاحب نے فرمایا کہ اچھا فی الحال آپ لوگ مدینہ پاک جاویں اور اگر حکومت نے چار سو (۴۰۰) روپیہ فی کس کمپنی سے دلوانا منظور کیا۔ تو آپ کو مدینہ پاک میں اطلاع دی جاوے گی۔ ورنہ آپ لوگ بسوں سے پاکستان چلے جاویں۔ یہ لوگ غنیمت جان کر پھر اسی گرمی میں واپس آئے۔
شیخ کرم الٰہی سے عرض کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب ہم آپ لوگوں کو بسوں میں جب لے جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ تحریر کر دیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پر بس سے سفر کر رہے ہیں اگر راستہ میں مر جاویں تو کمپنی یا حکومت پر کچھ ذمہ نہیں۔
ان لوگوں نے یہ تحریر دے دی اور سب حجاج کمپنی کی بسوں سے مدینہ منورہ چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کاروائی میں تمام دن جدہ میں نکل گیا۔ آج جدہ میں غضب کی گرمی بھی ہے۔ پسینہ خشک نہیں ہونا۔ بڑی مصیبت سے یہ دن کٹا۔ بمشکل تمام قریب مغرب قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوا

جدّہ کے موجوہ حالات

آجکل جدہ بہت شاندار شہر ہے۔ امریکی طرز کی شاندار کوٹھیاں بیشمار بن چکی ہے۔ مکہ معظمہ سے جدہ تک کی پختہ سڑک ڈامر دلی تیار ہو چکی ہے جگہ جگہ دو رویہ درخت ہیں جدہ میں بجلی تار۔ ٹیلی فون کا اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے جدہ میں پانی کا بہت اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ ہر جگہ پانی کے نلکے لگے ہوئے ہیں پانی عام ہے جو مفت مل رہا ہے جدہ میں تمام ممالک کے سفراء کی کوٹھیاں ہیں جو بہت شاندار ہیں۔ جدہ مکہ شریف سے ۴۲ میل جانب مغرب ہے یہاں قبلہ بالکل مشرق کی طرف ہے۔ :

ع‌۶۔ جدہ میں اس موسم میں سخت گرمی ہوتی ہے کہ معظمہ اور جدہ کے درمیانی باغات لب سڑک موجود ہیں۔ جدہ میں حاجی کیمپ بہت وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا ہے ع‌۷ جدہ سے قریباً ۹۰ میل تک رابغ کی طرف سڑک پختہ تک کی تیار ہو چکی ہے۔

۲۳ اگست ۱۹۵۴ء ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ

آج شروع شب میں جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہو گئی راستہ میں دو منزلیں چھوڑتے ہوئے تیسری منزل رابغ پر قیام کیا۔ جدہ سے رابغ جانب شمال ۹۶ میل واقع ہے اکثر سڑک پختہ ہے۔ کچھ کچی۔ ہمارا قافلہ قریباً بارہ بجے شب کے رابغ پہنچ گیا۔ تھکے ہوئے تھے۔ آتے ہی فرش خاک پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد کمپنی کی طرف سے حجاج کو مچھلی اور روٹیاں دی گئیں۔ کچھ حاجی تو جاگے ہی نہیں۔ اکثر لوگوں نے اونگھتے ہوئے روٹی کھائی۔

صبح کو فجر کی نماز ادا کی۔ قریب ہی کنویں تھے۔ اکثر حجاج نے غسل کیا۔ مگر یہاں کے کنویں ایسے ہیں۔ کہ کچھ پانی نکلنے سے مٹی آنے لگتی ہے۔ آج کا دن سارا رابغ میں صرف ہوا کیونکہ شیخ کرم الٰہی صاحب کا انتظار تھا۔ وہ جدہ سے حج کے پاسپورٹ لے کر آجاویں تب ہم جاویں۔ مگر وہ قریباً شام تک نہ آئے۔

آج کا دن بڑی خوشی سے گذرا۔ اکثر اوقات سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور تذکرہ شریف رہا۔ بدوؤں کے بچے بچیاں آتے تھے۔ مل کر عربی میں نعت شریف پڑھتے جس کو سن کر عربی نہ سمجھنے والے بھی روتے تھے جن کے کچھ اشعار یہ ہیں:۔

یَا قَادِی کِتَابَ اللّٰہِ — عَلَیْکَ الْقُبَّۃُ الْخَضْرَاءُ
مِنْ مَکَّۃَ اِلٰی جَدَّۃٍ — مِنْ جَدَّۃٍ اِلٰی بَطْحٰی
مِنْ بَطْحٰی اِلٰی بَابُوْرَا — مِنْ بَابُوْرَا اِلٰی وَطَنِکَ

غرضکہ عجیب نظارہ رہا۔ بعد عصر شیخ صاحب کا بہت انتظار کر کے آخر کار ہمارا قافلہ مدینہ پاک چل پڑا۔

۲۴ اگست ۱۹۵۴ء ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج شب رابغ سے چل کر بیر شیخ منزل پر پہنچے۔ یہ جگہ رابغ سے ۸۱ میل جانب

شمال ہے۔ کچھ دکانیں اور پانی کا انتظام ہے وہاں ہماری لاریاں دس میں منٹ ٹھہریں مگر جی نہ اترے نہیں۔ وہاں تربوز بہت فروخت ہوتے ہیں۔ میٹھے بھی ہوتے ہیں۔ پھر وہاں سے بیر عنبری پہنچے۔ یہ منزل ۱۸ سے ۔ ۱ میل فاصلہ پر جانب شمال ہے یہاں رات کو قیام کیا۔ اس جگہ ایک کنواں ہے جسے بیرن کہتے ہیں۔ اس کنویں پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔ اونٹوں کو پانی پلاتے خود بھی پیتے تھے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ بیر کا پانی پیا۔ غسل کیا۔ اس کنویں کا پانی بالکل زمزم کی طرح ہے۔ ایک ہی مزہ ایک ہی رنگ ہے۔ یہ پانی پی کر بہت خوشی ہوئی مالک منزل بہت ہی خوش خلق ہے۔ سندھی ہے۔ مگر اس کے باپ دادا عرب شریف میں آگئے تھے۔ اس کا علی نام ہے۔ اس نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ بہت اچھے اخلاق کا مالک ہے۔ یہاں بیر عنبری میں رات گذاری اور آدھے ریال پر چارپائی کرایہ لی اور نہایت آرام سے رات گذاری۔ صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں منزل کیہ سے گذرے۔ منزل کیہ بیر عنبری سے ۳۲ میل جانب شمال ہے۔ کیہ میں بالکل قیام نہیں کیا۔ کیہ سے مسیب پہنچے۔ وقت دوپہر کا تھا۔ دوپہر میں وہاں ہی آرام کیا۔ مسیب کیہ سے ۴۲ میل جانب شمال ہے۔ یہاں دوپہر کو خرید کر کھانا کھایا۔ یہاں لطف یہ تھا کہ روٹی کے پیسے علحدہ۔ پانی کے علحدہ۔ جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا جاوے اس جگہ کے علحدہ۔ آدھا آدھا ریال جگہ کا لیا۔ جس نے نہ دیا اسے سایہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ تمام دوپہر یہاں رہے۔ عصر سے پہلے مسیب سے چل کر منزل قریشہ پہنچے۔ منزل قریشہ مسیب سے ۱۱ میل جانب شمال ہے۔ یہاں قیام نہ کیا۔ القریشہ سے چل کر بیر علی پہنچ گئے۔

۲۵ اگست ۱۹۵۳ء ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ چہار شنبہ

آج رات عشاء کے وقت ہم مدینہ منورہ کی آخری منزل پر بیر علی پر پہنچے۔ یہ جگہ قریشہ سے ۱۴ میل جانب شمال ہے۔ اس جگہ سے مدینہ منورہ صرف ۴ میل جانب شمال ہے۔ یہاں کی زمین سرسبز ہے۔ جگہ جگہ کنویں ہیں۔ جن میں انجن پائپ لگے ہیں۔ پانی نہایت میٹھا ہلکا ہے۔ کھجور کے باغات ہیں۔ یہاں مولیاں۔ کھجوریں۔ انگور ککڑیاں وغیرہ کثرت سے ہیں یہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی ہوئی ایک عالیشان مسجد ہے اس مسجد سے حضور

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفا راشدین حج کا احرام باندھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس بیر علی کا پرانا نام ذوالحلیفہ ہے۔ اس نام کا ذکر کتب میں ہے۔ مسجد کے سامنے ایک کنواں ہے۔ جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بنوایا۔ اس کا نام بیر علی ہے۔ اس میں پانی تک سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ آج عشاء کی نماز ہم نے جماعت سے اس مسجد میں ادا کی بعد میں خرید کر کھانا کھایا۔ انگور خریدے۔ نہایت میٹھے تھے۔ پھر سو رہے۔ آج خوشی کی وجہ سے نیند کسے آئی تھی۔ تمام رات دلوں میں نئی امنگیں پیدا ہوتی تھیں۔ کیونکہ آج ان کے دروازے پر پڑے ہوئے ہیں جن کی ذات کا دو جگ کو سہارا ہے۔ کوئی رو رہا ہے کوئی گا رہا ہے۔ کوئی نفلیں پڑھ رہا ہے۔ آخر کار صبح قریب آئی لوگ دو گھنٹے پہلے ہی نماز کی اذانیں دینے لگے۔ فجر کی نماز مسجد علی میں بڑی بھاری جماعت سے پڑھی بعد جماعت ہم نے مختصر سی تقریر کی۔ جس میں اس مقدس مقام کی اہمیت عرض کی۔ اور سب کو ہدایت کی کہ غسل کرو۔ کپڑے بدلو۔ عطر ملو۔ دوسری عید جو سال میں دو بار آتی ہیں۔ آج یار کی دید کی عید ہے۔ جو عمر میں ایک بار وہ بھی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ سب نے بیر علی سے غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ عطر ملے۔ مجھے شیخ عبدالکریم صاحب تھاپر گجراتی نے گجرات سے دو شیشیاں عطر دیا تھا۔ ایک روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر چھڑکنے کے لیئے اور دوسری شیشی آپس میں ایک دوسرے کو لگانے کے لیئے۔ ہم نے تمام ساتھیوں کے عطر ملا ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ غرض کہ انوکھی خوشی ہے جس کی مثال نہیں ہے۔

آٹھ بجے صبح کو بیر علی سے ہماری بسیں روانہ ہوئیں۔ قریباً ایک میل فاصلہ پر ایک کنواں اور اس کے برابر ایک مسجد ملی۔ کنویں کا نام بیر عروہ ہے۔ اور مسجد کا نام مسجد عروہ ہے۔ یہ کنواں وہ ہے جس کا پانی پہلے کھاری تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف سے پانی شیریں ہو گیا۔ اس کنویں کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم بھی حاضر ہوئے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ وہ بھی دائیں بائیں اسی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر عثمان غنی حاضر ہوئے تو انہیں بھی جنت کی بشارت دی مگر کچھ امتحان سے۔ دائیں بائیں جگہ نہ تھی۔ تو آپ سامنے اسی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ یہاں سب

قافلہ رکا۔ کنویں کا پانی پیا۔ اس مسجد میں شکر کے نفل پڑھے۔ پھر قافلہ آگے بڑھا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھا۔ چڑھتے ہی گنبدِ خضرا اور دو مینارے سامنے سے جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت کا حال نہ پوچھو۔ لوگ روتے تھے اور بلند آواز سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنے لگے۔ عجیب نظارہ تھا۔ آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی تھی اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ ایسے لطف کا درود شریف شاید ہی کبھی پڑھا گیا ہوگا۔ یہاں سے صرف ڈیڑھ دو میل چل کر مدینہ منورہ کے دروازہ باب عنبری میں داخل ہوا۔ یہاں شاندار مسجد اور بائیں طرف حکومت کا کسٹم آفس ہے۔ یہاں قریباً آدھا گھنٹہ قیام رہا۔ صرف ڈرائیوروں کے سرٹیفکیٹ دیکھے گئے۔ اور روانگی ہو گئی۔ ہمارا قافلہ بازار مدینہ منورہ سے ہوتا مقام زربانیہ میں جو باب شامی سے قریب اور جنت البقیع کے سامنے ہے۔ قیام پذیر ہوا۔ یہاں بالکل صاف میدان ہے۔ کوئی سایہ کی جگہ نہیں محمد ابن عبداللہ امرتسری کی زمین ہے۔ یہاں اترتے ہی ہمارے معلم غلام حیدر صاحب آ گئے۔ ان کے ہمراہ دوپہر میں روضہ انور پر حاضری کے لیے روانہ ہو گئے۔ اب دوپہر کے سوا گیارہ بجے تھے۔ یہاں سے قریباً نصف میل پر روضہ مطہرہ ہے۔ باب جبریل سے داخل ہوا۔ اور ہمارے معلم نے نہایت ہی مختصر سلام پڑھایا۔ پہلا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ دوسرا حضرت ابوبکر صدیق پر۔ تیسرا حضرت عمر فاروق پر۔ رضی اللہ عنہما۔ بڑا ہجوم تھا۔ لوگ ظہر کے لیے آ گئے تھے۔ صفیں بندھ چکی تھیں۔ بمشکل نفل تحیۃ المسجد اور سلام ادا کیے۔ پھر ڈیڑھ بجے نماز ظہر کی جماعت ہوئی۔ بعد نماز میں نے اپنے ہمراہیوں کو مسجد نبوی شریف کے تمام مشہور اور خاص مقامات دکھلائے۔ پھر میں نے انہیں سلام پڑھایا۔ پہلے عربی میں۔ پھر اردو میں۔ ایسا لطف آیا کہ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ انشاء اللہ یہ سلام آخر کتاب میں عرض کر دیا جائے گا۔ تاکہ تمام ناظرین لطف اٹھائیں:-

بعد نماز ہم اپنے ہمراہیوں کو سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر لے گئے۔ یہاں حضور کی اونٹنی آکر بیٹھ گئی تھی۔ اب وہاں مسجد ہے۔ چھوٹا سا کنواں بھی ہے۔ محراب ہے۔ نفل ادا کیے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان اور جائے شہادت کی زیارت کرائی۔ یہ دونوں مکان باب جبریل سے متصل یعنی مسجد نبوی شریف سے متصل شرقی جانب قریب واقع ہیں۔ پہلی گلی میں دارِ عثمان۔ دوسری گلی میں دار ابوایوب انصاری ہے۔ رضی اللہ

عنہا۔ پھر بعد مغرب و بعد عشا سلام عرض کئے۔

۲۶ اگست ۱۹۵۴ء ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ

آج رات بعد نماز عشاء اپنے کیمپ میں آئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ آخر شب میں تہجد کے وقت کمپنی نے ہارن بجا کر سب کو جگایا کہ جاؤ تہجد پڑھو۔ یہ ہارن کیا تھا گویا صور اسرافیل تھا۔ تمام سونے والے کود کر اُٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہوئے۔ وضو کیا۔ حرم شریف پہنچے۔ اللہ اکبر۔ اس وقت جا کر دیکھا تو حرم شریف بھرا ہوا تھا ریاض الجنہ میں بالکل جگہ نہ ملی۔ اولاً سلام عرض کیا۔ پھر بمشکل جگہ حاصل کی سُبْحَانَ اللہ کیا نظارہ تھا۔ برقی روشنی سے حرم شریف جگمگا رہا تھا ہزارہا سر بارگاہ رب العالمین میں جھکے ہوئے تھے۔ بیچ میں روضۂ انور معلوم ہوتا تھا کہ برات سے درمیان دولہا خواب نازنین میں مشغول ہے ایسی شاندار نماز تہجد کبھی نہ دیکھی نہ سُنی۔ یہاں تہجد کی بھی آذان ہوتی ہے۔ سوا چار بجے صبح حرم شریف میں پہنچے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے صبح اذان فجر اور سات منٹ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز منزل پڑھی۔ درود شریف پڑھا۔ نماز اشراق محراب النبی میں نصیب ہوئی محراب النبی ریاض الجنۃ میں منبر شریف کے بالکل قریب ہے پھر سلام عرض کیا۔ پھر کیمپ میں آ گئے۔ ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد کمپنی اور حجاج کی مشترکہ کمیٹی ہوئی۔ جس میں حجاج نے کچھ شکایات کمپنی کے کرتا دھرتا شیخ کرم الٰہی سے کیں۔ انہوں نے گذشتہ کوتاہیوں کی حجاج سے معذرت کی۔ اور آئندہ پوری اصلاح کا وعدہ کیا۔ بعد میں ہم نے کچھ فضائل انصار کے بیان کر کے حجاج کو بتایا۔ کہ مدینہ منورہ میں صرف ایک حمزہ ابوالجود کا مکان انصاری رہ گیا ہے اُن کی خدمت کرو چنانچہ حجاج نے خوب دل کھول کر مجھ کو ریال اور روپئے دیئے۔ ہم نے کہا اس میں انصاری صاحب کی خدمت بھی ہوگی۔ اور اغوات حرم اور دیگر صالحین اہل مدینہ کی خدمت بھی کرنی ہے۔ سب نے مجھ کو مکمل اختیار دیا۔ بعد نماز ظہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ ابوایوب انصاری کے مکان کی پھر زیارت کی۔ بعد نماز عصر حضرت حمزہ ابوالجود کے مکان پر گئے۔ وہ خود تو فوت ہو چکے ہیں۔ اُن کے چھوٹے بھائی علی ابوالجود ہیں۔ اُن کے گھر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کمان جو حضور نے سعد ابن ابی وقاص کو جنگ احد میں حوالہ کی تھی۔ موجود ہے۔ اور بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا

کے گھر کا قفل بھی ہے۔ ان دونوں چیزوں کی زیارت کی۔ اور ان کی خدمت میں بھاری نذرانہ۔ بہت سے کپڑے۔ ہم لوگوں نے پیش کیے۔ وہ بہت خلق سے پیش آئے۔ اور کھجوریں ہم لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور کہا کل بعد عصر ہمارے باغ میں چلو! اپنے ہاتھ سے کھجوریں توڑ داور کھاؤ۔ پانی کنویں کا پیو۔

۲۷ اگست ۱۹۵۲ء ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ غسل کی فکر تھی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولتخانہ پر جاکر غسل کیا۔ مولانا بہت تواضع خاطر سے پیش آئے مولانا ضیاء الدین صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی نے آج سے چار دن قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مولانا عبدالعلیم صاحب نے اسی امید میں گھر مدینہ منورہ میں بنایا تھا۔ رب تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کی۔ پھر مولانا علی حسین صاحب کے دولت خانہ پر حاضری دی۔ مولانا بڑے لائق فاضل اہل سنت کے عالم ہیں۔ بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ پھر حرم شریف میں حاضری دی۔ حرم شریف دو گھنٹہ پیشتر ہی کچھا کچھ بھر چکا تھا۔ بمشکل تمام باب جبریل کے پاس جگہ ملی۔ پورے ڈیڑھ بجے خطبہ شروع ہوا۔ امام مسجد نبوی نے بہت عمدہ خطبہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کر لیا اب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی زیارت کرنے آئے ہو تم نے دراز سفر طے کیا۔ مشقت سفر جھیلیں۔ صرف اللہ کی رضا کے لیے اب تم اپنے اور اپنے احباب کے لیے کچھ نہ کچھ سوغات ضرور لے جاؤ گے۔ مگر سب سے بہتر سوغات وہ ہے جو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج الوداع میں صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی۔ وہ ہدایت قیامت تک کے سارے مسلمانوں کے لیے دائمی تحفہ ہے۔ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ امیر کی اطاعت کرو اور رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور فرمایا کہ جیسے اس مہینہ میں اس تاریخ میں اس جگہ میں خون کرنا حرام ہے۔ اس طرح ہر مسلمان پر اپنے مسلمان کا مال جان۔ خون آبرو حرام ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو! تم حج تو کر چکے۔ اس حج کو سنبھالو۔ اور اپنی زندگی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ۔ یہ توشہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ بعد نماز عصر ہم لوگوں کو حضرت علی ابوالوجود صاحب انصاری اپنے

باغ بستان ابوالجود میں لے گئے۔ یہ کھجوروں کا باغ ہے۔ درمیان میں کنواں ہے۔ جس پر مشین پانی کھینچنے کی لگی ہوئی ہے قریبا سیر دو خوشہ توڑ کر لائے۔ جس میں بسر۔ رطب ثمر ہر قسم کی کھجوروں کے گچھے تھے۔ باغ میں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھائے۔ کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا۔ علی صاحب فرمانے لگے کہ عزیز و بھائیو! خوب کھاؤ۔ تمہارے نبی بھی اس باغ میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کی کھجوریں پانی کھاتے پیتے تھے۔

میں نے اس کا ترجمہ لوگوں کو سمجھایا۔ جس سے سب کے دلوں پر بہت اثر ہوا۔ اس دعوت سے وہ دعوتیں یاد آگئیں جو انصار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ روتے جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے علی صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرت نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوتیں کیں۔ آپ ان کی امت کی بھی دعوتیں کر رہے ہیں۔ بہت سی کھجوریں انہوں نے ہمارے ساتھ کیں۔

۲۸ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ارادہ تھا کہ مسجد قبا شریف جاویں مگر نہ جا سکے۔ اس لئے کہ ہمارے معلم غلام حیدر صاحب نے فرمایا کہ کل انوار کو تمہاری کمپنی کی بسیں جانے والی ہیں۔ اُن ہی پر زیارتیں کرنا۔ مگر یہ بات غلط نکلی۔ مگر آج کی زیارات رہ گئیں۔ حالانکہ ہفتہ کے دن مسجد قبا کی زیارت سنت ہے بعد نماز عصر جنت البقیع میں آج تیسری بار حاضری دی۔ یہاں کی زیارات کا ذکر تو بعد میں کیا جاوے گا۔ یہاں صرف اتنا بتانا مناسب ہے کہ ان تمام مزارات میں سے حضرت فاطمہ زہرا اور بی بی حلیمہ دائی کے مزار پر انوار پر یہ خاص کرامت دیکھی کہ اُن کی قبر شریف پر سبزہ ہے۔ اور کوئی ہے حالانکہ اُسے پانی دینے والا کوئی نہیں ہے۔ جنت البقیع سے باہر حضرت فاطمہ بنت اسد اور سعد خدری رضی اللہ عنہ کے مزارات پر حاضری دی۔ یہ دونوں قبریں بی بی حلیمہ دائی کے گوشہ کی طرف قبرستان سے باہر واقع ہیں کسی کی قبر پر کوئی قبہ یا سائبان نہیں ہے صرف نشان کنکریٹ بجری ڈال دی گئی ہے جس کے طور پر آس پاس پتھر لگا کر بیچ میں کنکریٹ بجری ڈال دی گئی ہے۔

پھر ان دو مزاروں سے آگے بڑھ کر ہم لوگ مسجد مباہلہ اور مسجد اجابت حاضر ہوئے۔ یہ مسجدیں یہاں سے قریباً نصف میل پر جانب جنوب واقع ہیں۔ دونوں مسجدوں کو حکومت نجد نے

گرادیا ہے۔ مگر لوگ گرے ہوئے ڈھیر پر ہی جاکر نمازیں نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجدیں وہ جگہ ہیں جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کی ہمت نہ کی۔ بلکہ جزیہ پر صلح کرلی۔ جس کا مفصل واقعہ تیسرے پارہ میں مذکور ہے :۔

مسجد اجابت وہ جگہ ہے۔ جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیئے دعائیں مانگیں۔ خداوندا میری امت کو دوسری قومیں بالکل ہلاک نہ کرسکیں۔ خدایا میری اُمت پر عذاب آسمانی نہ آوے گے۔ جیسے دوسری اُمتوں پر آیا۔ انکی پردہ پوشی رہے۔ خدایا میری اُمت میں آپس میں جنگ نہ ہو۔ اگلی دو دعائیں قبول فرمائی گئیں پھر حرم شریف میں آکر نماز مغرب ادا کی۔

(۲۹ اگست ۱۹۵۳ء ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ یوم یکشنبہ)

آج صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ بس کے ذریعے مسجد قبا شریف کی زیارت کے لیئے روانہ ہوگئے۔ فی کس ایک ایک ریال پر حسب ذیل زیارتیں کیں ۔ ۱۔ مسجد قبا۔ مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر پرانہ مدینہ میں واقع ہے اس مسجد کے بڑے فضائل ہیں۔ قرآن کریم نے اس کی بڑی تعریف کی۔ جو اپنے گھر سے وضو کرکے جائے اور مسجد میں دو نفل پڑھے۔ اُسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا میں حسب ذیل چیزیں ہیں مسجد قبا کے چاروں طرف ہرے بھرے باغات ہیں۔ جن میں کھجوروں۔ انار کے بہت درخت ہیں

مسجد قبا کی جنوبی دیوار قبلہ میں ایک گول سوراخ ہے جسے طاق کشف کہتے ہیں۔ اس طاق کو نجدیوں نے بند کردیا ہے اس طاق پر مہاجرین کو کھڑا کرکے حضور نے اُن کے مکہ کے گھر والوں سے ملاقات کرادی تھی اور باتیں تک کرادیں تھیں۔ مسجد قبا کے صحن میں ایک مقام ہے۔ جسے مبرک ناقہ کہتے ہیں۔ اس جگہ حضور انور کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔

مسجد قبا کے سامنے بیر اریس ہے جسے بیر خاتم بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضور کی انگوٹھی گر گئی تھی۔ پھر نہ ملی۔ اب یہ کنواں نجدیوں نے بند کردیا ہے۔ اور خشک پڑا ہے۔

مسجد قبا کے سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جہاں انصار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو استقبال کرکے جلوس کی شکل میں لائے تھے۔ اسے ثنیۃ الوداع

بھی کہتے ہیں یعنی خمسہ مساجد - اس جگہ پانچ مسجدیں ہیں - مسجد ابوبکر - مسجد علی - مسجد سلمان فارسی - مسجد عمر - مسجد نبی جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں - یہ وہ مقامات ہیں - جن پر غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو شب میں نگرانی کے لیے مقرر فرمایا - تاکہ کفار مدینہ میں شب خون نہ ماریں - اور آپ نے اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسلام کی فتح کی خوشخبری دی ! ایک چبوتری اور بھی ہے - جسے مصلی فاطمہ کہتے ہیں یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے -

۳ - مسجد قبلتین - یہ وہ مسجد ہے - جہاں تبدیلی قبلہ عین نماز کی حالت میں واقع ہوئی - اور دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف اور پچھلی دو کعبہ طرف ادا کی گئیں - یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کیں -

۴ - احد شریف - یہاں جنگ احد کا سنگین واقعہ ہوا تھا اس جگہ ایک احاطہ میں حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ - اور حضرت عقیل کے مزارات ہیں - دوسرے احاطہ میں شہدا احد کے مزارات ہیں - یہاں فاتحہ پڑھا - کچھ آگے پہاڑ کے دامن میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دامدان مبارک شہید ہونے کی جگہ ہے اور پہاڑ کے اوپر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا غار ہے - جہاں بعد جنگ سرکار نے آرام فرمایا - مگر ان جگہوں پر جانے کی سخت ممانعت ہے - چنانچہ ہم کو بھی روک دیا گیا - اس جگہ پر مسجد امیر حمزہ بھی ہے - جہاں نفل ادا کئے نہر زرقا کا چشمہ بھی ہے - جہاں پانی ایک حوض کی شکل میں ہے - اور بہ رہا ہے :-

۵ - بیر رومہ جسے اب بیر عثمان کہتے ہیں - یہ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمان غنی نے ایک یہودی سے تیس ہزار درہم میں خرید کر اس وقت وقف کیا - جب مدینہ منورہ میں پانی کی بہت ہی کمی تھی جس پر سرکار انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ عثمان نے حوض کوثر خرید لیا - اب اس کنوئیں پر پائپ لگا ہے - چہار طرف کھیتی ہے - برابر میں حوض ہے - بہت شیریں پانی ہے :-

دوپہر تک ان زیارات سے فارغ ہو کر واپس ہو گئے - آج شام کو بعد مغرب میاں رمزو صاحب مہاجر مدینہ منورہ کے مکان پر ختم دلائل کے جلسہ میں گئے - ان کا مکان باب السلام سے قریب ہی ہے - روزانہ بعد مغرب تلاوت دلائل الخیرات ہوتی ہے - اور شب جمعہ کو ختم دلائل ہوتا ہے - عجیب پرنور محفل تھی - سب لوگ یک آواز ہو کر دلائل شریف پڑھتے ہیں - ان میں اکثر لوگ دلائل الخیرات کے حافظ ہیں :-

وہاں سے فارغ ہو کر محلہ عبداللہ میں گئے۔ اس محلہ میں حضرت عبداللہ والد صاحب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے ایک بڑے مکان میں قبر شریف ہے۔ جس کا دروازہ قلعہ لگا کر بند کر دیا گیا ہے کسی کو زیارت کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف دیواروں کو چوم کر اور فاتحہ پڑھ کر واپس آ گئے۔ آج یہاں چاند نہیں ہوا۔

۳۰ اگست ۱۹۵۴ء ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم دو شنبہ

آج فجر کی نماز ادا کر کے حرم شریف کے صحن کی بجری پر سو گئے۔ مگر سوئے ایسے کہ گنبد خضرا سامنے تھا۔ جب آنکھ کھلتی تھی۔ سامنے اس کی تجلی تھی۔ خوب سوئے۔ پھر وضو کر کے محراب النبی میں نوافل پڑھے۔ روضۂ اقدس کی جالی کی برابر جو ریاض الجنۃ میں واقع ہے بیٹھ کر تلاوت کی۔ اور جالی شریف کی خاک شریف خوب منہ پر ملی۔ بازار میں کھانا کھایا۔ دہی بہت ہی لذیذ اور شیریں تھا۔ مدینہ شریف کا سا دہی کہیں نہیں کھایا۔

پھر حضرت مولانا علی حسین صاحب کے مکان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عرس میں گئے۔ جہاں مولانا نے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب اور واقعہ شہادت کا بہت پُر درد طریقہ پر ذکر کیا۔ مجمع اچھا تھا۔ نماز ظہر کے وقت جلسہ ختم ہوا۔ آج ہمارے بس کے ایک بڈھے حاجی فضل الٰہی ساکنہ راولپنڈی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انہیں عرصہ سے دست آرہے تھے۔ جدہ میں جب وہ سفیر سے ملنے دو میل پیدل چلے تب سے بیمار ہو گئے اور آخر کار جانبر نہ ہو سکے۔ بعد نماز ظہر مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ لوگوں نے میت کا فوٹو لینے کی کوشش کی مگر نہ لے سکے۔ رب تعالیٰ نے اُن کی میت کو اس حرام کام سے بچا لیا۔ آج بعد نماز عصر ہم چند لوگ مدینہ منورہ کے اندرونی متبرک مقامات کی زیارت کرنے گئے۔ حاجی احمد صاحب پیر سدھوراجی والے رہنمائی فرمانے تھے۔ حسب ذیل مقامات کی زیارت کی:۔

۱۔ قبر سیدنا عبداللہ والد ماجد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ باب السلام سے غربی جانب ایک محلہ عبداللہ میں واقع ہے۔ بڑی عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے۔ جس کے دروازے پر فارسی زبان میں قطعات اور آپ کا اسم شریف کندہ ہے۔

مگر نجدیوں نے اس دروازے کو ایسا بند کیا ہے۔ کہ کوئی قبر شریف دیکھ نہیں سکتا :۔

عــ۲ مسجد غمامہ۔ یہ مسجد زمانہ نبوی شریف میں عیدگاہ مدینہ تھی جب گرمیوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لیئے تشریف لائے تو بادل سایہ کرتا۔ اس لیئے اسے مسجد غمامہ کہتے ہیں۔ بازار مناخہ کے بالکل متصل واقع ہے عــ۳ مسجد ابوبکر الصدیق۔ یہ مسجد غمامہ سے قریب ہے غالباً حضرت صدیق اکبر نے وقف کیا ہے۔ اس لئے یہ نسبت ہے :۔

عــ۴ مسجد فاطمہ۔ یہ مسجد غمامہ کے قریب ہی ہے۔ وجہ تسمیہ معلوم نہ ہو سکی۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ اور فاطمہ زہرہ یہاں شادی ہو کر تشریف لائی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ عــ۵ مسجد عمر۔ یہ بھی مسجد فاطمہ کے قریب ہے۔ غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوقاف میں سے ہے عــ۶ مسجد علی۔ یہ مسجد عمر کے قریب ہی ہے۔

عــ۷ مسجد بلال۔ یہ مسجد علی کے قریب ہی ہے۔ ان تمام مسجدوں میں کھجور کا ایک پرانہ درخت ہے۔ اور بیری بھی ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ پر حکومت کا دفتر ہے۔ اور ارد گرد مسافروں کے لیئے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام مساجد مناخہ میں واقع ہیں۔ مناخہ مدینہ منورہ کا بازار ہے۔ پھر بازار میں آکر حلوہ کھجوریں تازہ کھائیں سبحان اللہ! کھجوریں تھیں یا شہد کی تھیلیاں تھیں۔ مغرب حرم شریف میں ادا کی آج محرم شریف کا چاند ہو گیا ۱۳۷۴ھ شروع ہوا :۔

۳۱ اگست ۱۹۵۴ء۔ یکم محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم سہ شنبہ

آج بعد نماز فجر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدظلہ کے دولت کدہ پر حاضری دی۔ وہاں حضرت نے بہت پُر تکلف ناشتہ کرایا۔ ناشتہ میں حلوہ۔ کھجور گندم اس قدر شیریں اور لذیذ تھی کہ یاد رہے گی۔ حریسہ گندم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مرغوب کھانا گوشت میں گندم اس طرح گلائی گئی تھی کہ گوشت گھٹ گیا تھا۔ شکر ملا کر کھایا۔ مربہ سیب۔ مدینہ پاک کی ہری سبزی۔ چائے غرضکہ عجیب عجیب نعمتوں سے دستر خوان سجا ہوا تھا۔ ناشتہ کے بعد مجلس نعت خوانی گرم ہوئی۔ ایک شامی نعت خوان نے جو ترک قوم سے تھے۔ عربی اشعار پڑھے۔ میں نے ترجمہ سنا یا۔ مجمع تڑپ گیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ میں آج رسول اللہ کا مہمان زمین مدینہ میں ہوں۔ اور کریم اپنے مہمانوں کو نوازتے ہیں۔ شاہوں کا طریقہ

ہے کہ اگر مجرم اُن کی پناہ میں آجاوے تو معافی دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہوئے
میرا تجربہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں خطا پر عطا فرماتے ہیں۔
پھر کھجوریں خرید نے بازار مناقہ میں گئے۔ وہاں سے برنی۔ عجوہ۔ شلبی معجزہ۔ کلمہ
وغیرہ کھجوریں خریدیں۔ بعد نماز عصر شیخ صاحب مہاجر مدنی کے ہم زیارات کرنے گئے حسب ذیل زیارتیں کیں۔

ع۱ روضہ حضرت مالک ابن سنان انصاری رضی اللہ عنہ۔ آپ کی مزار شریف
باب السلام سے غربی جانب واقع ہے۔ بہت عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے
مگر اس مکان کو بھی حکومت نے بند کر دیا ہے دروازہ پر سمنٹ اور پتھروں سے تیغہ
کیا ہوا ہے۔ حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ کہ جنگ
احد میں یا کسی اور جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ اُن کی والدہ نے حضرت صدیق اکبر رضی
سے پوچھا کہ میرا بچہ کہاں ہے۔ آپ کے منہ سے نکل گیا کہ پیچھے آرہے ہیں رب تعالےٰ
نے صدیق کی صداقت باقی رکھنے کے لیئے انہیں زندہ فرمایا اور یہ اپنی والدہ کے
پاس پہنچے۔ پھر گھر پہنچ کر وفات پائی۔ واللہ ورسولہ اعلم

ع۲ جبل سلع۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی غربی جانب شہر سے متصل ہے
شہر کے مذبح کے پاس ہے۔ ایک طرف غیر پہاڑ ہے۔ دوسری طرف احد
بیچ میں مدینہ شریف ہے غربی جانب سلع ہے۔

ع۳ مسجد بنی حرام۔ یہ مسجد جبل سلع پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے عبادتیں فرمائیں ہیں۔ اور بعض دفعہ امت کی شفاعت کے لیئے اتنا
روئے ہیں کہ جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ اکثر مواقع پر حضرت خاتون جنت حضور
کو اٹھا لاتی تھیں واللہ اعلم۔ اس کے نیچے تہ خانہ ہے اوپر مسجد ہے جو بطور یادگار ترکوں نے بنائی ہے

ع۴ بیر بضاعہ۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے اُن سات کنوؤں میں سے ہے۔ جن کا پانی نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم عموماً پانی پیتے تھے۔ بعض دفعہ یہاں غسل بھی فرمایا ہے۔ اسی کنوئیں کا ذکر
کتب فقہ وحدیث میں بہت ہے۔ اب اس کنوئیں پر چھ انچ دہانے کا پمپ لگا ہوا ہے جس
سے بہت پانی نکلتا ہے۔ آس پاس کھیت باغات بہت ہیں۔ کھجور۔ انار کے درخت

بہت بارونق ہیں۔ ہم لوگوں نے خوب غسل کیا۔ نارنگیاں ۲ دو عدد خرید کر کھائے۔ پھر نماز مغرب حرم شریف میں پڑھی۔
آج بعد نماز مغرب بعض کاٹھیاواڑ کی حجاج نے محفلِ میلاد صحن مسجد میں خوب پڑھا۔
نعت خوانی کی۔ سلام کھڑے ہوکر پڑھنے لگے۔ سارا صحن حاضری سے بھر گیا۔ پولیس نے آکر روکنا چاہا۔ جھگڑا ہوگیا۔ شیخ الحرم نجدی پہنچ گئے۔ حجاج سے مناظرہ ہوا۔
شیخ الحرم دلائل میں جاہل حجاج سے ہار گئے۔ اور نعت خوانی کو حرام ثابت نہ کر سکے۔ مگر پھر بزور حکومت میلاد شریف بند کردیا۔ حجاج کہتے تھے کہ جب مواجہ شریف میں سب لوگ مل کر بلند آواز سے سلام پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں حرام ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے نعت شریف سنی ہے۔ بچوں نے نعت سنائی ہے۔
غرضکہ عجیب مناظرہ رہا۔ شیخ الحرم کی مخبوط الحواسی قابل دید تھی۔ شیخ الحرم نے فرمایا کہ رب نے حضور کے سامنے بلند آواز کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس پر حجاج بولے کہ پھر اذان بند کرو۔ حضور کے روضہ میں اونچی آواز سے سلام بند کرو۔ دنیاوی باتوں میں اونچی آواز کرنا حرام ہے۔ یہ نعت شریف اذان کی طرح یہ بھی عبادت ہے۔ شیخ الحرم صاحب کوئی جواب نہ بنا اور کہا کہ حکومت منع کرتی ہے۔

یکم ستمبر ۱۹۵۴ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہار شنبہ

آج کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بعد نماز عصر جنت البقیع شریف حاضری دی۔ مگر چونکہ دیر سے پہنچے تھے۔ اس لیئے ہم کو پولیس نے قبرستان سے جلد نکل جانے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ یہاں جنت البقیع شریف عصر کے قریب کھلتی ہے۔ اور مغرب سے پہلے بند ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی میت ہی آوے تو اسے دفن کرنے کے لیئے کھول دی جاتی ہے۔ غرضکہ ہم لوگ بی بی حلیمہ دائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مزارات مقدسہ پر بہت مختصر فاتحہ پڑھ کر چل دیئے۔ باقی مزارات پر فاتحہ پہلے ہی پڑھ چکے تھے۔

۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے۔ یہ حضرت ضعیف العمر ہزارہ کے رہنے والے علماء مدینہ منورہ میں سے ہیں کئی علمی مسائل

پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے پودینہ کی چائے سے تواضع کی بہترین چائے تھی۔ ایسی چائے مدینہ منورہ کے علاوہ اور جگہ نہیں پی۔ محترم بزرگ شیخ احمد صاحب نے بعد عصر بہت پر تکلف دعوت کی۔ واقعی مدینہ پاک کی سی لذت نہ کہیں کھانے میں دیکھی نہ پانی میں آج شب کو ہم بعض حجاج نے حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کے دولت خانہ پر محفل میلاد شریف منعقد کی۔ جس میں پاکستان۔ ہندی۔ مصری۔ شامی۔ مدنی حجاج نے شرکت کی حضرت سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوتِ قرآن اس طرز سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے پھر اہل مدینہ نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام وقیام کیا۔ بہت ہی لطف آیا۔ پھر ہم لوگوں کی طرف سے گوشت روٹی۔ انگور۔ کھجور۔ چائے۔ برف کا پانی پیش کیا۔ ایسا لذیذ کھانا کاہے کو کھایا تھا۔ بعد طعام پھر مجلس گرم ہوئی۔ اولاً اردو میں نعت شریف حافظ ولی محمد صاحب نے پڑھی۔ پھر سید عبدالسلام صاحب مصری نے عربی زبان میں جو نعت پڑھی۔ لوگ ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے۔ تعجب تھا۔ کہ جو عربی نہ جانتے تھے۔ وہ بھی تڑپ رہے تھے۔ بعد میں حضرت مولانا محمد بشیر و حضرت مولانا صاحبزادہ محمود شاہ صاحب نے فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں فرمائیں۔ اور یہ مبارک مجلس بخیر و خوبی تقریباً دو بجے رات کو ختم ہوئی یہ میلادِ شریف عمر بھر یاد رہے گا۔

جنت البقیع شریف کے مزارات

جنت البقیع شریف میں بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں سے حسب ذیل حضرات کرام کے مزارات طیبہ کی زیارت نصیب ہوتی ہیں۔ باقی بزرگوں کا پتہ نہیں۔ ۱ حضرت فاطمہ زہرہ۔ عباسؓ۔ امام حسنؓ۔ امام زین العابدینؓ۔ امام جعفر صادق صاحب اور امام باقر ۲ زینبؓ۔ رقیہؓ۔ کلثومؓ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳ تو ازواج مطہرات امہات المومنین۔ عائشہؓ۔ ام سلمہ۔ زینب۔ حفصہ جویریہ وغیرہ ھن ۴ عقیل ابن ابی طالب۔ سفیان ابن حارث۔ ۵ امام مالک۔ نافع مولی ابن عمر ۶ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ ۸ بی بی حلیمہ دائی ۹ چار شہداء احد۔

تک بیرون بقیع حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ۔ ابو سعید خدری
۱۱ عاتکہ۔ صفیہ۔ ام بنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں بقیع کے دوسرے حصہ میں
ہیں۔ ۱۲ حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق صاحب۔ بیرون بقیع جانب
شہر۔ ترتیب زیارات یہ ہے کہ بقیع شریف میں داخل ہو کر دائیں حصہ کی طرف چلو۔

سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا کے مزار مبارک پر حاضری دو۔ پھر اس ترتیب سے زیارتیں کرو۔ جو ہم نے عرض کی۔

مدینہ منورہ کے خصوصی حالات

۱ مدینہ منورہ کی سڑک سے حکومت کو کروڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے۔ مگر اب تک حکومت کی بے توجہی سے سڑک نہایت خراب حالت میں ہے اس سڑک پر حجاج کو بہت تکلیف ہوتی ہے

۲ مسجد نبوی شریف کی غربی دیوار باب رحمت سے لے کر آخر کونہ تک مع دو میناروں کے شہید کر دی گئی ہے کچھ اور زمین ملا کر نہایت مضبوط اور خوبصورت دیواریں چھت وغیرہ بنائی جا رہی ہیں اور یہ باب مجیدی کی جانب بھی توسیع ہو رہی ہے ۳ گنبد خضراء شریف کا سبز رنگ بالکل اڑ چکا ہے جگہ جگہ سفید داغ نظر آتے ہیں۔ مگر حکومت نے رنگ نہیں کرایا اسی طرح روضہ مبارک کے پردے بالکل پھٹ چکے ہیں بگڑ بدرنگ ہو گئے۔

۴ مسجد نبوی شریف میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بہت اعلیٰ انتظام ہے سو پنکھے ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ صرف اس وقت بند ہوتے ہیں۔ جب حرم شریف بند ہوتا ہے۔ (حرم شریف میں پہرا کا سخت انتظام ہے اور پولیس کا صرف یہ کام ہے کہ لوگوں کو جالی شریف چومنے نیز متبرک جگہ ہاتھ لگانے سے روکے۔ ورنہ لوگ نمازیوں کے آگے سے گذرتے ہیں۔ جوتوں سے حرم شریف بھر دیتے ہیں۔ کعبہ شریف بلکہ روضہ پاک کی طرف پاؤں پھیلا دیتے ہیں۔ اور ہر وقت لوگ سوتے رہتے ہیں۔ انہیں پولیس منع نہیں کرتی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے

دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کم ہو :-

ع۷ ریڈیو کی وجہ سے اب مدینہ پاک میں بھی کہیں کہیں گانے کی آوازیں سننے میں آتی ہیں۔ اس سے پہلے اس کا نام نہ تھا :-

ع۸ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مدینہ منورہ میں گوشت بیچنے والے، باغبانی کرنے والے عام طور پر شیعہ ہیں ان کو نخولی کہتے ہیں :-

ع۹ یہاں شاہ نجد و حجاز نے گورنر پاکستان غلام محمد کے لیے باب مجیدی کے سامنے ایئر کنڈیشن محل تیار کرایا ہے۔ تیس لاکھ روپیہ خرچ کیے ہیں۔ اس سال غلام محمد صاحب نے اسی محل میں قیام کیا :-

۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعۃ الوداع

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے
تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

روضہ اچھا زائر اچھے اچھی راتیں اچھے دن
سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

آج ہم پردیسی حجاج کی الوداع کا دن ہے۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی حضرت عکاشہ ابن محصن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری نصیب ہوئی۔ آپ کا مزار شریف باب السلام کے قریب ایک تاریک گلی کے تاریک مکان میں ہے۔ کسی کو پتہ نہیں چلتا، ورنہ نجدی اسے بھی منہدم کر ڈالتے۔ مزار شریف صحیح حالت میں ہے۔ سبز چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ایک کتبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا قبر شریف پر رکھا ہے۔ ہذا قبر عکاشہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہاں حاضری سے فارغ ہو کر کیمپ میں آئے۔ ایک قریب کے سرسبز باغ میں جا کر غسل کیا۔ کپڑے دھوئے۔ جمعہ کی تیاری کی۔ ادھر کمپنی کی طرف سے حجاج کا سامان وزن ہونے لگا۔ سوا من وزن تک لے جانے کی اجازت تھی کچھ بسوں کا

وزن ہوڑا ، پھر بند کر دیا گیا ، کہ باقی وزن کویت میں کیا جائے گا ، سب نے سامان بسوں پر لادا ۔ بعد نماز جمعہ روانگی ہے ۔ سلام الوداع بھی بعد نماز ہی ادا ہوگا ۔

آج طبیعت میں بے چینی ہے ۔ گنبد خضرا کیمپ سے نظر آرہا ہے ، دیکھ دیکھ کر بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں ۔ یہ دس دن ہوا کے جھونکے کی طرح نکل گئے ۔ شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

بارہ بجے دوپہر کو حرم شریف میں پہنچ گئے ۔ ابھی نماز جمعہ میں دو گھنٹے باقی ہیں ۔ پونے دو بجے خطبہ جمعہ ہوا ۔ خطیب صاحب نے بہت نصیحت آمیز خطبہ دیا ۔ آج ماہ محرم کا پہلا جمعہ ہے ۔ اس لیئے سال کے آنے جانے سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیا کہ انسان دنیا کا مسافر ہے یہ سال اس کی منزلیں ہیں ۔ دن رات اس کی سواریاں ۔ خوش نصیب ہے وہ جو ماضی میں مستقبل کا انتظام کرے ۔ نماز جمعہ ہوئی ۔ پھر بعد نماز ہم نے الوداعی سلام عرض کیا ۔ آج نہایت حسرت بھری نگاہوں سے روضہ پاک کا آخری دیدار کر رہے ہیں آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی ہے اور زبان پر یہ شعر بار بار آتا ہے ۔

نج پال پریت کو توڑت ناہیں = جو ہاتھ پکڑیں پھر چھوڑت ناہیں

گھر آئے تو خالی موڑت ناہیں

شعر دیگر ۔ میں کیا کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو ۔

وہ چیز دو جس سے مرے گھر بھر کا بھلا ہو

یا رسول اللہ میں سفر کو جا رہا ہوں ۔ توشہ دو ۔ داتا بھیک دو ۔ تم داتا ہو ہم بھیکاری ہیں ۔ نواسوں کا صدقہ دے ڈالو ۔ دعائیں دو نگا ۔ غرضکہ نہ معلوم کیا کیا مانگا اور نہ معلوم داتا نے کیا کیا دیا ۔ پھر رخصت ہو گئے ۔ رخصت کے وقت جو سلام عرض کیا وہ آخر کتاب میں قصیدہ کے طور پر درج ہے باب جبریل سے نکل کر کیمپ میں آ گئے ۔ تمام سامان بسوں میں رکھ دیا گیا تھا ۔ قافلہ چلنے والا تھا کہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ۔ وہ یہ کہ کمپنی والوں نے حجاج سے مطالبہ کیا کہ فی کس تین ریال یا پانچ روپیہ پاکستانی فیس مسٹی ادا کرو ۔ بعض نے فوراً دے دیئے ۔ بعض نے کہا کہ یہ فیس

تمہاری کمپنی کے ذمہ ہے۔ ہم سب کچھ تم کو دے چکے ہیں نیز تم نے ہم کو پہلے اطلاع دی ہوتی۔ اب ہم سب ریال خرچ کر چکے۔ غلام حیدر صاحب معلم مدینہ اور بعض حجاج کے درمیان میں پڑ جانے کی وجہ سے معاملہ رفع ہو گیا۔ اس کے بعد معلم غلام حیدر صاحب نے تمام حجاج کو اس جگہ جمع کیا۔ چونکہ وہاں سے گنبدِ خضرا صاف نظر آرہا تھا۔ سب کو دست بستہ کھڑا کیا اور پھر سلام پڑھایا۔ سلام میں یہ الفاظ کہلوائے۔ الوداع یا رسول اللہ الفراق یا رسول اللہ الامان یا حبیب اللہ۔ اس وقت آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ صوفی محمد جمیل صاحب بیہوش ہو کر گر گئے۔ بدن ٹھنڈا پڑ گیا۔ انجکشن کئے گئے۔ منہ میں پانی ڈالا گیا۔ مگر ہوش نہ آیا۔ قافلے کے ہسپتال میں پہنچایا۔ وہاں جاکر ان کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ اور چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ اب مجھے پھر بلاؤ گے یا نہیں۔ پھر گنبد کے سامنے کھڑے ہو کر صوفی صاحب نے فاتحہ پڑھی۔ اس واقعہ سے سب لوگوں میں ولولہ پیدا ہو گیا۔ اور عجیب حالت ہو گئی۔ ان وجوہ سے روانگی میں دیر ہو گئی۔ اس دیر سے حجاج نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ کہ کوئی مصلے پر۔ کوئی ایستادہ۔ روضہ پاک کی طرف منہ کر کے درود شریف میں مشغول ہو گئے۔ اور حسرت بھری نگاہوں سے گنبد خضرا اور میناروں کو ٹکٹکی باندھ کر تکنے لگے۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے فی البدیہ یہ رباعی کہی اور پڑھی **شعر**

بہ بیں بہ بیں کہ جہاں از نگاہ می گردد	۔	بہ بیں بہ بیں کہ کنوں در راہ می گردد
اہلی حسرت دیدار بردن نہ شد از دل	۔	فراق و فرقت اکنوں زشاہ می گردد

اے آنکھو! خوب دل بھر کر سبز گنبد کو دیکھ لو۔ اب عنقریب یہ نگاہ سے چھپا جا رہا ہے۔ دیکھ لو۔ اب اس میں بہت فاصلہ ہوا جا رہا ہے اے مولا دیدار کی حسرت نہ نکلی تھی کہ شاہ سے فراق کا وقت آپہنچا ہم نے عرض کیا۔ **شعر**

دوکر سے دربار میں آئے ہیں ہم	۔	رکھیو سایہ میں کہ بے سایہ ہیں ہم

یا رسول اللہ منزلیں سخت ہیں۔ راستہ خطرناک ہے۔ اگر اس سفر میں ہماری موت ہے تو اپنے سایہ میں ہمیں رکھ لو۔ **شعر**

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک	۔	یاں کی تاب پاک سے مل جائے خاک

اور اگر ابھی وقت نہیں آیا ہے تو خیریت سے وطن پہنچیں۔ غرضکہ مغرب کا وقت آ پہنچا اور قافلہ نے کوچ کر دیا۔ اولاً مدینہ منورہ کے پولیس اسٹیشن پر پہنچے۔ جو شہر میں ہے۔ وہاں سے اجازت حاصل کر کے براستہ ریاض چل پڑے۔

(۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ)

آج شب کو مدینہ منورہ سے ۵۴ میل طے کر کے ایک کنوئیں پر رات کے دس بجے کے قریب پہنچے۔ یہاں پڑاؤ کیا۔ کمپنی والے کھانا مدینہ پاک سے پکا کر لائے تھے۔ جو یہاں آ کر کھایا۔ نماز عشا جماعت سے پڑھی اور سو رہے۔ اب واپسی میں دوسرا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جدہ کا راستہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ ریاض کی راہ جا رہے ہیں۔ مگر ریاض چھوڑ دیں گے سیدھے آج رات پہنچنے کا ارادہ ہے۔ صبح ہی نماز فجر پڑھی چائے پی اور روانہ ہو گئے ہیں۔ ہمارا راستہ آج مشرق و جنوب کے درمیان ہے۔ کچھ دور جا کر ہمارا قافلہ راستہ بھول کر دوسری راہ چل پڑا دو میل چل کر ہمارے کوچے رہبر محمد لیسین کو پتہ چلا کہ ہم غلط جا رہے ہیں۔ واپس ہوئے۔ سب کو سخت فکر ہو گئی۔ دعائیں ہونے لگیں کہ یا اللہ خیر کیجیو۔ کیونکہ اس ریگستان میں گم ہونا ہلاکت ہے خیر خدا کے کرم سے راستہ صحیح مل گیا۔ پانی کی کچھ تنگی رہی مگر رب کے فضل سے کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔ صبح بارہ بجے دوپہر اسی میل طے کر کے منزل بُرجابار پہنچے۔ یہاں پانی کا ایک کنواں ملا سب نے چھاگلیں بھریں رب کا شکر کیا پانی میٹھا ملا حمام ہو جانا عصر کی نماز ادا کی اعلان ہوا کہ پانی بھر لو کل دوپہر تک پانی کہیں نہیں ملے گا۔ غرضکہ پانی کی چھاگلیں بھر لیں اور روانہ ہو گئے۔ رات میں ایک بیابان جنگل میں کھانا کھایا۔ اور فرش خاک پر سو گئے۔

۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۶ محرم ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج صبح ۳ بجے حجاج کو جگا دیا گیا۔ کہ چائے پیو۔ اور مارچ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قریباً بیس میل نکل کر نماز فجر ادا کی گئی۔ آج یہ حادثہ ہوا کہ ہمارے رہبر کی بس علاوہ ۲ تو آگے نکل گئیں اور ہماری چار بسیں راستہ بھول گئیں۔ پانی ختم ہو گیا۔ اور راستہ کا پتہ نہیں۔ سخت حیرانی ہوئی مدینہ طیبہ میں خبر ملی تھی کہ لبنان سے تین سو حجاج کا قافلہ چلا۔ راستہ میں تین سو میں سے ڈیڑھ سو راستہ بھول کر ہلاک ہو گئے۔ اور ڈیڑھ سو حج کے چار دن بعد مکہ معظمہ پہنچے۔ ہم سب کے منہ اتر گئے اور سخت فکر ہو گئی۔ اونٹوں کا ایک ریوڑ ملا۔ چرواہوں سے پوچھا کہ ہماری پاکستانی بسیں کدھا کے گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر نہیں۔ پوچھا کہ عنیزہ منزل کا راستہ یہی ہے

بوسے ہاں اللہ کے نام پر بغیر رہبر چل پڑے۔ خطرناک صحرا ہو خوفناک ریگ رواں کا حال خدا کو ہی معلوم۔ بحر شکر ہے اس رب دوالجلال کا تین بجے دوپہر کے وقت منزل عنیزہ پر پہنچے جان میں جان آئی۔ معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اِحْسَانِہٖ ؕ یہاں کنواں موجود ہے۔ جس کا پانی خوب میٹھا اور ٹھنڈا ہے۔ پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا۔ غسل کیا۔ مگر کھانے کی گاڑی۔ پانی کا ٹینک اور سات اور گاڑیاں ابھی شام تک نہ پہنچیں۔ حجاج بھوکے بیٹھے ہیں۔ عنیزہ منزل عرعر منزل سے دو سو میل جانب شمال مشرق ہے۔ اس درمیان میں نہ منزل ہے نہ پانی مغرب کے قریب گم شدہ بسیں اور پانی غذا کی بسیں۔ شیخ کرم الٰہی کی کار پہنچیں۔ یہ بسیں صحرا میں گم تھیں۔ شیخ صاحب تلاش میں تھے۔ جان میں جان آئی۔ شام کے قریب دال روٹی ملی کھا کر نماز مغرب پڑھی۔ آج ایک اور حاجی مسمی عطاء محمد ساکن موضع باگڑیاں ضلع گجرات سفر کی ہسپتال میں انتقال کر گیا۔ جس پر قریب عشاء میں نے نماز پڑھائی۔ تمام حجاج نے نماز پڑھی اور نعش کو سپرد خاک کیا گیا۔ یہ ہمارے قافلہ میں تیسری موت ہوئی۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے بقیہ حجاج کو بخیریت وطن پہنچا دے۔ آمین۔

بعد نماز عشاء حجاج مل کر شیخ کرم الٰہی صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ آج ہم لوگ تو مر گئے تھے۔ ۱ تا ۲ کے ڈرائیور جن میں راہبر تھا وہ تیز رفتار سے چل کر جلد عنیزہ منزل پر پہنچ گئے۔ اور ہم بے یار و مددگار جنگل میں پھنس گئے۔ اس کا انتظام کرو۔ شیخ صاحب نے وعدہ کیا کہ آج سے ان ڈرائیوں کو پیچھے کر دیا جاوے گا۔ ہم لوگ مطمئن ہو گئے۔

۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۷ محرم ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

آج شب کو اعلان کیا گیا کہ حجاج پانی کا کافی انتظام کریں۔ آج ایک ہولناک ریگستان آوے گا۔ جس کو عبور کرنا ہے۔ رات کو ایک بجے بیدار کر دیا گیا۔ چائے پی کر قافلہ روانہ ہو گیا۔ آج قافلہ کے تین حصے کر دیے گئے۔ چھ گاڑیوں کا ایک حصہ۔ اور ہر حصے کے اول میں راہبر موجود ہے چنانچہ ہماری سمت میں خود صوفی جمیل صاحب رونق افروز ہیں فجر سے قریباً دو گھنٹہ پہلے قافلہ عنیزہ منزل سے روانہ ہوا۔ قریباً ۵۰ میل فاصلہ طے کر کے نماز فجر ادا کی۔ وضو تیمم کا باقی تھا۔ بعد نماز پھر چل پڑے پانچ میل طے کرنے کے بعد ریتے کے پہاڑ نمودار ہو گئے۔ ان پر سے عبور کرنا ہے۔ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ تمام بسیں ان میں کھڑی کر دی گئیں۔ اور ایک ایک کر

سفر آسانی سے کٹ گیا ایک جگہ بدوؤں کے کچھ خیمے ملے جن سے پانی خرید کر نماز ظہر ادا کی۔ میں نے پوچھا کہ ایسی بے آب و دانہ جنگل میں ان لوگوں کا گذارہ کیسے ہوتا ہے۔ جہاں پچاس پچاس میل تک کوئی بستی نہیں مگر ان کی بھیڑ بکریاں بھی موٹی ہیں۔ خود بھی موٹے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بھیڑ بکریاں فروخت کر کے گذارہ کرتے ہیں۔ سوکھی ٹڈیاں بجائے سالن کے کھاتے ہیں۔ کھجور کی گٹھلیوں کا آٹا بنا کر روٹی پکاتے ہیں۔ جو کچھ ملے کھا پیتے ہیں۔ غرضیکہ عجیب وغریب زندگی کے مالک ہیں۔

قبل مغرب ہمارا قافلہ منزل رُوماح جسے رُماح بھی کہتے ہیں۔ پہنچ گیا۔ آج تمام دن سفر میں کھانا سوائے چائے کے اور کچھ کھانے پینے کا موقعہ نہ ملا نہ روٹی پک سکی۔

۹ ستمبر ۱۹۵۴ء، ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو بعد نماز عشاء روٹی دال کمپنی کی طرف سے حجاج کو دی گئی۔ چونکہ ۲۴ گھنٹہ کے بعد کھانا نصیب ہوا تھا۔ اس لیے بہت رغبت سے کھایا گیا۔ اور یہ دال بڑی نعمت معلوم ہوئی گیا۔ گرسنہ را نان تہی کوفتہ است۔ آج چونکہ عاشورہ کا دن ہے۔ اس لیے رات کو ہی اعلان ہو گیا تھا کہ فجر کی نماز کے بعد ذکر شہادت امام حسین کی مجلس ہوگی فجر کی نماز کے بعد سب لوگ جمع ہو گئے میں نے آج کی تاریخ کے فضائل عاشورہ کے دن کرنے کے خاص اعمال اور مختصر سا ذکر شہادت بیان کیا۔ چونکہ رُوماح عرب کا علاقہ ہے۔ کربلا معلیٰ بھی یہاں سے قریب ہے۔ کچھ امام حسینؓ کا فیضان بھی یہاں زیادہ ہے۔ لوگ تڑپ گئے بہت پُر تکلف محفل رہی۔ بعد ذکر شہادتین ختم قرآن شریف کیا گیا۔ عرض کیا گیا۔ کہ شربت پر سید الشہداء کی فاتحہ کرو۔ چنانچہ فوراً بہت کافی روپیہ چندہ ہو گئے اور کھانڈ کی تلاش جاری ہو گئی۔ منزل روماح مدینہ منورہ سے ۵۶۲ میل بجانب جنوب واقع ہے۔ اور مرات ۱۶۶ میل اسی جانب ہے۔ جاتے وقت یہاں کا پانی پیشاب کی طرح تھا۔ جس میں اونٹ کی لید اور بکریوں کی مینگیاں شامل تھیں۔ اب آتے وقت دیکھا کہ کنوئیں کے ارد گرد گول بن بنا دی گئی ہے۔ جس سے پیشاب مینگیاں لید پانی میں نہیں گرتی اور پانی بھی غالباً صاف کر دیا گیا ہے۔ اس لیے پانی ٹھنڈا میٹھا اور صاف ہے۔ صرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے۔ اور کوئی بستی نہیں ہے۔ کچھ دکانیں معمولی سی ہیں۔ ان دکانوں سے بہت سی کھانڈ سوا ریال اگا حاصل کی گئی اور جگہ جگہ قریباً ہر بس میں

کا دودھ کا شربت بنا کر سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کر کے سب کو پلایا گیا۔ عجیب ہے کہ یہاں کے بدوؤں نے شربت نہ پیا۔ بہت کہا گیا مگر قبول نہ کیا گیا۔ صرف حجاج نے پیا۔ ہمارے جاتے وقت بیس روپیہ ڈرام پانی ملا تھا۔ لیکن چونکہ اب حج ہو چکا ہے۔ قافلوں کی آمد و رفت کم ہو گئی۔ آج چار روپیہ ڈرام پانی ملا۔ روماح وہ منزل ہے۔ جہاں جاتے وقت کئی بسیں فیل ہو گئی تھیں۔ جن میں سے بعض تو یہاں سے درست کر کے مکہ شریف پہنچ گئی تھیں۔ مگر پی کپ اور بس عسے یہاں ہی رہ گئی تھیں۔ آج تمام رات یہ دونوں گاڑیاں کمپنی کے مستریوں نے درست کر لیں اور شام تک بالکل ٹھیک کر لی گئیں۔ تعجب ہے کہ روماح میں تا حد نظر صرف ریتہ ہی ریتہ ہے سبزہ یا گھاس وغیرہ کا نام و نشان نہیں۔ اس کے باوجود بھیڑ بکریاں اونٹ آدمی سب بہت تندرست اور موٹے تازہ ہیں۔ نامعلوم ریت کھاتے ہیں یا کیا۔ ایسی چیزوں کو دیکھ کر رب تعالیٰ کی شانِ ربوبیت نظر آتی ہے۔ آج بعد عصر روانگی ہے تمام حجاج کے دلوں میں ہیبت طاری ہے۔ کیونکہ اگلی منزل ہی بہت سخت منزل ہے جاتے وقت اسی منزل پر گاڑیاں پھنسی تھیں دعائیں جاری ہیں کہ مولا اس کٹھن منزل کو آسان فرما۔

۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۲ھ یوم جمعہ

آج ہمارا قافلہ ریگستان میں پھنسا ہوا ہے چند قدم لاریاں چلتی ہیں پھر رک لی جاتی ہیں۔ تمام رات میں صرف چودہ میل روما سے آگے آئے ہیں۔ گویا ریت کے سمندر میں ہم لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ تمام رات جاگ کر گذاری ہے۔ گاڑیوں کے نیچے بلیاں پھٹے رکھ رکھ کر دھکے لگاتے ہیں اور چند قدم لاریوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ آج رات سردی بہت رہی۔ موسم بدل چکا ہے۔ قافلہ میں پانی کی کمی ہے۔ اعلان کر دیا گیا ہے کہ کوئی حاجی سوائے پینے کے پانی استعمال نہ کرے اور بقدر ضرورت ہی پیئے۔ اگر ایک گھونٹ میں پیاس بجھ سکتی ہے تو دوسرا گھونٹ نہ پیئے۔ نماز فجر جماعت سے ادا کی۔ بعد نماز کل کے بچے ہوئے چاول کھائے۔ پانی پی کر خدا کا شکر کیا۔ اس کی عطا ہمارے خیال سے بالاتر ہے۔ یہاں ریگ کے سمندر میں ایسی نعمتیں ملنا خلافِ مذاق ہے۔ چونکہ پی کپ کل مکمل طور پر درست نہیں ہوئی اور چلتی نہیں اس کی وجہ سے تمام قافلہ کا دانہ یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ کمپنی والوں کو سخت فکر ہے کہ کس طرح پی کپ کو چلایا جائے۔ الحکم للہ جس

سے اُبھر جا جاوے تو بس کو خود چلنا مشکل ہے۔ اِسے کیونکر کھینچیں اچانک رحمتِ خداوندی کا ظہور ہوا
کہ ہمارے رہبر شیخ محسن کا چھوٹا کویت کو جاتا ہوا نکلا۔ اُسے روکا گیا۔ اس میں پلاسٹک کو بادہ کر کویت
بھیج دیا گیا۔ یہ بڑی نیک فال ہوئی۔ پھر قافلہ روانہ ہوا ۔ ۲۰ میل طے کر کے قافلہ اس ریتہ کی پہاڑی پر پہنچا
جو زیادہ خطرناک ہے۔ دوپہر ہو چکا ہے۔ اس ریتہ کو دیکھ کر دل میں ہول پیدا ہوتا ہے۔ ریتہ کا رنگ سرخ
اس میں جوار کے برابر کی سرخ و سفید بجری شامل ہے۔ دوپہر میں یہاں تیز ہوا چلتی ہے جس سے ریتہ
اڑ کر جگہ جگہ پہاڑی بن جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی یا کوئی چیز یہاں پھنس جاوے تو اس ریگ
میں دفن ہو جاتی ہے۔ یہ بجری گرم ہو کر چھرے کی طرح لگتی ہے۔ قہرِ الٰہی کا نمونہ ہے۔

اکثر بسیں کنارہ پر کھڑی ہو گئیں اور ٹھنڈے وقت کا انتظار کرنے لگیں۔ کچھ اسی
حالت میں ریگستان میں داخل ہو گئیں۔ پانی ختم ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے زبانیں
باہر آ گئیں۔ موت سامنے نظر آنے لگی۔ آج تک ایسی تکلیف نہیں دیکھی تھی۔ ہماری بس ٹھنڈ
پڑے چلی۔ مگر ریتہ کا یہ حال ہے کہ چلنے نہیں دیتا۔ سواریاں پیدل ہو کر بس کو دھکیلتی
تھیں۔ پانی خدا کے فضل سے ہماری چھاگلوں میں تھا۔ پیدل چلنا پڑا۔ جوتا پہن کر چلنا
مشکل۔ جوتا اتار کر چلے تو گرم ریتہ پاؤں کو بھوننے دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری
موت اس میدان میں لے آئی ہے۔ غرض عجیب کشمکش تھی۔ خدا خدا کر کے یہ علاقہ
بعد مغرب طے ہوا۔ اور پختہ زمین پر آ گئے۔ آتے ہی مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں
والے ملے۔ فرمانے لگے۔ مفتی صاحب ایک قطرہ پانی ہے تو دو پیاس سے جان نکل
رہی ہے۔ اپنی بسوں کی چھاگلیں نچوڑی گئیں اور قریباً پاؤ گلاس نکلا جو انہوں نے پیا
خدا کا شکر کیا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب اگلی منزل مفعلہ پر بذریعہ کار پہنچے۔ وہاں سے تیس ڈرام پانی خرید کر
چھکڑے میں لدوا کر قافلہ میں لائے۔ قافلہ میں شور مچ گیا کہ پانی آ گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آبِ حیات
آ گیا۔ آج پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی کہ اس سے پہلے عید کا چاند دیکھ کر بھی ایسی خوشی نہ ہوئی۔ جو بسیں یہاں آ
تھیں انہیں فی بس ایک ڈرام پانی تقسیم کیا گیا۔ باقی جو بسیں جہاں پھنسیں تھیں انہیں وہاں پہنچایا۔ چھ
ڈرام پانی باورچیوں کو دیا گیا کہ کھانا پکائیں۔ شیخ [illegible] کی اس عقلمندی اور بہادری نے پونے
سو حاجی کی جان بچائی۔ بعد عشاء حاجی تو سو گئے۔ باورچی کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے

ٹھیک گیارہ بجے اشار کھانا کھلوایا گیا۔ آج ۲ گھنٹے کے بعد کھانا دیا جا سکا۔ کیونکہ درمیان میں کھانا پکانے کا موقعہ ہی نہ ملا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم شنبہ

آج اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ وضو کر کے فجر پڑھی۔ بعد فجر چائے پی حجاج اس کٹھن راستہ سے اس قدر گھبرائے ہوئے تھے کہ ایک چھکڑا کرایہ پر کرنے لگے جو انہیں اگلی منزل معقد تک پہنچائے۔ سامان کو شش کرنے والے حضرات میں مولانا محمد بشیر صاحب بھی ہیں۔ مگر چھکڑے والوں نے ایک ہزار روپیہ مانگا اس لیئے یہ حضرات خاموش ہو گئے۔ بہرحال قافلہ چلا۔ صرف دو ۲ ایک جگہ پھنسا اور بخیریت تمام معقد منزل پر پہنچ گیا۔ سارے ساڑھے گیارہ بجے دوپہر یہاں پہنچے۔ یہ معقد وہی جگہ ہے جہاں جاتے وقت حاجی فتح محمد جیلی مرحوم کا انتقال ہو گیا تھا اور اسی معقد میں اس مرحوم کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے شکرانے کے نفل مانے ہوئے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ خیریت سے معقد پہنچائے تو ہم نفل پڑھیں گے۔ معقد پہنچ کر نفل شکریہ پڑھے کہ رب نے یہاں خیریت سے پہنچایا۔ اور ریت ختم ہوا معقد رواح سے ۵۰ میل جانب شمال ہے۔ ہم گھنٹوں میں طے ہوا اور معقد مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور ہے۔ یہاں پانی کا کنواں ہے پائپ لگا ہوا ہے۔ پانی بہت افراط سے ہے الحمدللہ کہ سب نے غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے۔ کل پانی پینے کے لیئے بھی پورا نہ تھا۔ آج غسل کر رہے ہیں۔ یہاں چھوٹی سی آبادی ہے۔ اونٹ بکریاں بھیڑیں خوب موٹی تازی ہیں۔ ایک پرانی وضع کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ سوا چار بجے قریب عصر کھانا۔ چونکہ چائے پی تھی تھوڑے بسکٹ سے تھے ہمراہ۔ اس لیئے بھوک خوب لگی ہے۔ عصر کی نماز پڑھ کر تمام چھاگلیں اور موٹی مشکیں بھر لی۔ کیونکہ اب المقرت تک پانی نہیں ہے۔ اور مغرب سے کچھ پہلے قافلہ روانہ ہو گیا:۔

۱۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم یک شنبہ

آج شب المقرت کے راستہ میں کچھ بسیں پیچھے رہ گئیں۔ ان کے انتظار کے لیئے قافلہ رکا۔ نماز عشاء پڑھی اعلان ہوا کہ آدھ گھنٹہ تک گم شدہ بسوں کا انتظار ہو گا۔ اگر آگئیں تو فبہا ورنہ پھر یہاں سے

قیام کرتا ہے۔ وہ لوگ یہ سُن کر سونے لگے۔ کہ اچانک دونوں گم شدہ بسیں پہنچ گئیں اور قافلہ روانہ ہوگیا۔ ۷۰ میل سفر کرکے آرام کے لیے راستہ میں رُک گئے۔ ریت پر بستر لگا دیئے۔ مگر سردی بہت تھی۔ رات میں اکڑ گئے۔ فجر سے پہلے ہی سردی نے اُٹھا دیا۔ وضو کر کے وقت نماز کا انتظار کیا۔ وقت ہونے پر نماز پڑھی۔ کمپنی کی طرف چائے اور بسکٹ ملے۔ چونکہ تمام حجاج کو رات کا فاقہ تھا اس لیے یہ ناشتہ بہت غنیمت معلوم ہوا۔ چائے پیتے ہی قافلہ ۶ بجکر ۲/۱ بجے روانہ ہوگیا۔ اور ۹ بجے صبح القریہ میں داخل ہوگیا۔ القریہ نجدی حکومت کی آخری سرحد ہے۔ اس کے بعد کویت ہے۔ القریہ معقلہ سے ۹۶ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ تقریباً سو میل جب ہم جاتے ہوئے یہاں سے گذرے تھے تو یہاں صرف پانی کا پائپ تھا۔ لیکن آج آکر دیکھا تو بجلی بھی لگ گئی ہے۔ اور غسل کی جگہ عمدہ سیمنٹ سے بنا دی گئی ہے۔ جس سے بڑا آرام ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حکومت کام کر رہی ہے۔ القریہ مدینہ منورہ سے ۲۵۰ میل ہے اچھا خاصہ قصبہ ہے۔ بازار، چوک، کنویں، معمولی دکانیں ہیں۔ تقریباً ۲ بیگہ میں سبزہ بھی دیکھا۔ جس میں مکئی اور ترکاریاں بکریوں کا چارہ اُگا ہوا ہے۔ لوگ بڑے مالدار ہیں۔ ڈلیاں ہاتھوں میں سونے کے موٹے موٹے کنگن پہنے ہوئے دیکھی گئیں۔ چونکہ یہ جگہ کسٹم پوسٹ سعودی ہے اس لیے یہاں رونق اچھی ہے۔

کمپنی کی نیت اب یہ ہے۔ کہ اپنا وعدہ خلاف کرتے ہوئے راستہ کی زیارات خصوصاً بغداد شریف کو چھوڑ کر چھوٹا راستہ خرم شہر سے ہوتا ہوا اختیار کرے۔ کربلا معلیٰ نجف اشرف بغداد وغیرہ سب چھوڑ دے۔ اس لیے اس نے کچھ حجاج کو اپنا ایجنٹ کر کے بقیہ حجاج کو بہکانا شروع کیا۔ کہ واپس چلو۔ بہت دن ہو چکے۔ بعض حجاج نوکری پیشہ بھی ہیں جن کی چھٹی ختم ہو رہی ہے۔ اگر بغداد وغیرہ گئے تو ان کی غیر حاضری ہوگی۔ کمپنی کے ڈاکٹر کہتے پھرتے ہیں۔ کہ اگر حجاج بغداد شریف گئے تو سخت بیمار ہو جاویں گے۔ اکثر حجاج سے دستخط کرا لیئے گئے ہیں۔ کہ ہم زیارات کو چھوڑ کر جلد وطن پہنچنا چاہتے ہیں۔ ادھر کمپنی اعلان کر رہی ہے۔ کہ جو اکثریت چاہے گی ہم وہی راستہ اختیار کریں گے۔ مصرع۔

تیرا دل نہ ہو تو بہانے بڑے ہیں ع خوئے بد را بہانہ بسیار

اگر خدا نہ کرے ایسا ہوا تو ہمارا اس طرف آنا اور مصائب جھیلنے کا مقصد قریب قریب فوت ہو جاوے گا۔ کمپنی نے مجھ کو خط لکھا تھا کہ جیسے حج کرانا ہمارا فرض ہے۔ ایسے ہی زیارات کرانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور آتے وقت نجف اشرف میں خود مجھ سے شیخ کرم الٰہی

صاحب سالار نے مصمم وعدہ کیا تھا کہ کوفہ بغداد شریف وغیرہ کی زیارات آتے وقت کمپنی کرائے گی :۔

۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

کل شام غروب آفتاب سے پہلے ہم کو حدود القریہ سے باہر دیا۔ کیونکہ یہاں قانون ہے کہ اگر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے حدود القریہ سے باہر ہو جائے تو پھر صبح تک باہر نہیں جا سکتا۔ یہاں آکر نماز مغرب با جماعت پڑھی۔ کھانا کھایا۔ پھر نماز عشا پڑھی اور چل دیئے۔

قریباً ۶ میل جا کر راستہ میں قیام کیا اور سو گئے۔ ڈیڑھ بجے شب کو ہمیں اٹھا دیا گیا اور روانہ ہو گئے۔ مگر قریباً ۱۰ میل پورے ہونے پر قافلہ رک گیا۔ کیونکہ دو بسیں خراب ہو گئی ہیں۔ ان کا انتظار رہا۔ فجر یہاں ہی ادا ہوئی اور چائے یہاں ہی دی گئی۔ جب بہت دیر تک وہ گاڑیاں نہ آئیں اور ٹھیک نہ ہوئیں۔ تو ہم باقی حجاج کو روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں کچھ ریتہ بھی آیا۔ مگر کہیں بس پھنسی نہیں۔ دوپہر کو ایک بجے ہمارا قافلہ کویت پہنچ گیا۔ کویت۔ القریہ سے ۲۴۰ میل ہے اس راستہ سے جس سے ہم آرہے ہیں۔ اور کویت مدینہ منورہ سے ۹۷۸ میل ہے۔ اس راستہ سے جو براہ عنیزہ ہے :۔

آج جب کویت پہنچنا ہوا تو حجاج بہت بھوکے تھے اور قافلہ لیسے چٹیل میدان میں ڈالا گیا۔ جہاں سایہ کا دور دور نام نہ تھا۔ بھوک اور دھوپ سے گھبرا کر ایک قریب کے ہوٹل میں پناہ لی۔ روٹی کھائی۔ دوپہر کی تیزی گذاری پھر مکانات کی دیواروں کے سایہ میں لیٹے رہے خدا خدا کر کے وقت عصر قریب آیا :۔

۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم سہ شنبہ

آج شب کو جب ہم بازار کویت سے واپس ہوئے تو محترم دوست فضل حسین صاحب فاروقی صاحب اور دوسرے احباب جو لاہور کھاریاں وغیرہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے کیمپ میں تشریف فرما ہوئے کار لائے تھے۔ مجھے بلانے آئے تھے۔ اپنے ہمراہ احمدی لے گئے۔ جہاں کویت آئل کمپنی ہے۔ وہاں خوب غسل کیا۔ پر تکلف دعوت کی۔ خوب آرام سے سوئے ڈھائی ماہ کے بعد آج گھر میں چارپائی پر سوئے :۔

احمدی میں کویت آئل کمپنی ہے۔ یہ جگہ کویت سے ۲۷ میل دور ہے۔
پورا شہر آباد ہے۔ کویت میں پانی مہنگا ہے۔ پٹرول سستا ہے۔ پٹرول آٹھ آنہ
چھ آنہ گیلن ہے۔ پانی ایک ٹینک تین روپیہ میں کمپنی نے خریدا۔ مگر احمدی میں میٹھا پانی بہت
افراط سے مفت دیا جاتا ہے۔ ملازمین کو بجلی۔ عمدہ کوارٹر وغیرہ مفت مہیا کئے جاتے
ہیں۔ مسجد کا اعلےٰ انتظام ہے۔ وہاں ہی عشاء اور فجر کی نماز پڑھی۔ احمدی کے قریب
جگہ جگہ روشن ہے۔ جن کنوؤں سے تیل نکلتا ہے۔ وہاں قدرتی طور پر گیس نکلتا
ہے۔ جس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ یہ آگ رات دن جلتی رہتی ہے۔ نیز
بارش سے بھی نہیں بجھتی۔ جمعرات کے نصف دن اور جمعہ کو سارا دن ہر جگہ اور کمپنی میں بھی چھٹی رہتی ہے۔ اور
چھٹی کے دن ایک ایک گھنٹہ کے بعد اور روزانہ دن میں دو ۲ بار کمپنی کی طرف سے
بس کویت آتی اور جاتی ہے۔ جس میں ملازمین کمپنی کو کویت لایا لے جاتا ہے۔ بہت لمبی
گاڑی ہوتی ہے جسے ٹریلر یا ڈمرہ کہتے ہیں۔ اسی ڈمرہ میں ہم کویت واپس آئے۔ یہ کمپنی امریکن اور
انگریزوں کی مشترکہ ہے۔ ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہے۔ معمولی ملازم بھی ماہوار پانچ سو روپیہ
پاتا ہے مگر اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں۔ پانچ روپیہ اگر بینگن۔ دس روپیہ سیر گوشت ہے
دودھ کسی بھاؤ نہیں ملتا۔ دودھ کے ڈبہ پر گذارہ ہے۔ کویت میں موٹریں بہت ہیں۔ کیونکہ آئل کمپنی
ہر دو سال کے بعد نئی کاریں منگاتی ہے۔ اور پچھلی کاروں کو پرانی کر کے نیلام کر دیتی ہے۔ یہ لوگ خرید
لیتے ہیں۔ نیز پٹرول ارزاں ہے۔ کویت میں چوری۔ زنا۔ شراب خوری۔ سینما۔ بے پردگی وغیرہ کوئی بے حیائی نہیں ہے۔
کویت میں لوگ رات کو گھروں کے دروازے بند نہیں کرتے۔ لاکھوں کی دکانوں میں ۲ آنہ کا قفل
پڑتا ہے۔ شب کو قفل بند کرنے کے بعد خود مالک بھی دکان کھول نہیں سکتا۔ جب تک
کہ پولیس کا آدمی ساتھ نہ ہو۔ کویت میں جرائم کی سزائیں بہت سخت ہیں۔ بعض سزائیں بطور نمونہ ہیں۔ ایک عورت
نے اپنے خاوند کو زہر دلایا۔ اس کو بوری میں بند کر کے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی۔ :
ع ۲۔ ایک شخص نے اغلام کیا۔ اس کو چھ گولیوں سے مار کر تین دن نعش بازار میں ٹانگی گئی۔ ع ۳
ایک نے زنا کیا تو اسے زندہ کو ایک چھکڑے کے پیچھے باندھ کر تمام شہر میں چھکڑا موٹر
نیز دوڑائی گئی۔ جس سے اس کے گوشت کا قیمہ ہو گیا۔ اور ہڈیاں بکھر گئیں۔

۴۔ جو کوئی شراب پہلی بار پیئے اُسے کویت سے نکال دیا جاتا ہے اور جو بار بار پیئے۔ اُسے سارے ملک سے بدر کر دیا جاتا ہے۔ گویا کالا پانی ہے۔ ۵۔ جو پہلی بار چوری کرے اُسے الٹا ڈال کر دس آدمی پندرہ منٹ تک بید مارتے ہیں۔ جو بار بار چوری کرے اُسے گولی مار دیتے ہیں۔ ۶۔ جو عورت بے پردہ نکلے۔ اس کی سزا بید ہے بشرطیکہ مسلمان ہو اور کویت کی ہو۔ ۷۔ کویت میں مقدمات میں دیر نہیں لگتی۔ ایک دن یا دو دن میں فیصلہ اٹل ہو جاتا ہے۔ جس کی اپیل نہیں ہوتی۔ محکمہ وکالت بیرسٹری بالکل نہیں۔ قتل کے مقدمے چند دنوں میں فیصل ہو جاتے ہیں۔ ۸۔ کویت میں جیل خانے وغیرہ کی سزا بالکل نہیں۔ صرف حوالات ہے جس میں ملزم کو تا تحقیق مقدمہ بند رکھا جاتا ہے۔ ۹۔ کویت کے باشندے جھگڑے فساد سے بہت بچتے ہیں۔ اور مقدمے سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

۱۰۔ کویت میں امن وامان کا دَور دورہ ہے۔ کوئی غریب نہیں معلوم ہوتا ہر شخص کاروباری ہے۔ مزدوریاں بہت زیادہ ہیں۔ قمیض کی سلائی پانچ روپیہ۔ پاجامہ کی چار روپیہ۔ حجامت دو روپیہ میں۔ گرم کوٹ کی سلائی ۸۰ روپیہ ہے۔ یہ سب باتیں ہم کو محترم دوست عبدالمجید صاحب ٹیلر ماسٹر گجراتی سے معلوم ہوئیں جو یہاں کئی سال سے مقیم ہیں۔

۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہار شنبہ

آج صبح قافلہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ کیونکہ واٹر ٹینک کا پانی رات کو ختم ہو چکا تھا۔ اور صبح آٹھ بجے سے پہلے میٹھا پانی کویت میں نہیں ملتا اس لیئے نماز فجر میں بہت دشواری ہوئی۔ چائے نہ پکی۔ گیارہ بجے ہماری بس ۲ کے حاجیوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیل لگائی جس میں برف کا شربت حاج کو پلایا لوگ بہت خوش ہوگئے۔

آج ہمارے قافلہ میں ایک پستہ قد لنگڑا حاجی ہے محمد اقبال۔ شیخ کویت کے پاس کسی صورت سے پہنچ گیا۔ شیخ نے اسے ایک عمدہ کمبل اور پچاس روپیہ دیئے۔ شیخ کے ایک صاحب نے اُسے سو روپیہ دیئے اس حساب سے لنگڑا اقبال کو ڈیڑھ سو روپیہ نقد اور اعلٰے کمبل رب نے عطا فرمایا۔ شیخ کویت بہت سخی آدمی ہے۔ کویت کی مسجدوں میں نماز جماعت

ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں مسجدیں نہایت شاندار ہیں اس سے پہلے کچی تھیں شیخ نے تمام پختہ کرا دیں اور کر رہے ہیں۔ ہر مسجد میں بیس پچیس برقی پنکھے اور تیس چالیس بلب ہیں۔ عمدہ مصلے بچھے ہوئے ہیں۔ ہر مسجد نماز کے بعد فوراً بند کر دی جاتی ہے کوئی مسجد میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تمام لوگ حنبلی مذہب کے ہیں۔ مسواک کان پر لگی ہوتی ہے۔ جب نیت باندھتے ہیں۔ اس وقت مسواک دانتوں پر پھیر لیتے ہیں۔ پھر نیت باندھتے ہیں۔ فرش مسجد پر جوتا پہنے پھرتے ہیں۔ صرف مصلوں پر جوتا اتار کر بیٹھتے ہیں۔

پاکستانی حجاج نے اس قدر سامان خریدا ہے کہ بازار میں بعض چیزیں بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ درجہ کی ململ تلاش کیے نہیں ملتی۔ ہمارے پاکستانی سو کے نوٹ کا بھاؤ بہت گر گیا ہے۔ ۶۵ روپیہ ہندوستانی مل رہا ہے۔ اور اشیاء کا نرخ بہت چڑھ گیا ہے۔ کپڑے پر فی تھان روپیہ دو روپیہ بلکہ بعض پر پانچ سات روپیہ تک بڑھ گئے ہیں۔

۱۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو صوفی محمد جمیل صاحب نے ہماری دعوت ہوٹل میں کی۔ اس ملک کے عجیب کھانے کھلائے۔ سیخ کے کباب بغیر نمک مرچ۔ مگر نہایت لذیذ۔ جن پر نمک چھڑک کر کھائے۔ کلیجی گردے دنبے کے گھی میں تلے ہوئے۔ وہ بھی بغیر مصالحہ اور بے نمک مرچ نمک مل کر کھائے۔ مگر بہت مزیدار۔ دہی کے گلاس نمکین۔ ٹماٹر کھیرے کی چٹنی۔ اور بالکل نیا کھانا جسے یہاں کبّہ کہتے ہیں۔ وہ نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ چند والوں کو لاکر پیس لیتے ہیں۔ پھر بڑے سموسہ کی طرح بنا کر اس میں قیمہ بھر دیتے ہیں۔ پھر گھی میں تل لیا جاتا ہے۔ اور دہی میں ملا کر کھایا جاتا ہے۔ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ گھی میں تلے ہوئے بالکل خشک آلو۔ جو انگریزی کھانوں میں شمار ہوتا ہے۔ آخر میں سنگترہ کا رس پیا۔ جو ولایت سے ڈبوں میں پیک ہو کر آتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی ہوٹل کی عمارت جو برقی قمقموں سے جگمگا رہی تھی۔ برقی پنکھے چل رہے تھے۔ ٹیبل پر پورے شیشے لگے ہوئے ہیں جس میں ایک پروفیسر کا عربی اشتہار چسپاں تھا۔ اس پر کھانا کھایا گیا۔ دو آدمیوں کا بل ۱۰ روپیہ یعنی تقریباً اکیس روپیہ چار آنہ پاکستانی ہوا۔ پتہ لگا کہ صوفی جمیل صاحب شوقین مزاج اور مخیر ہیں۔ جو حاجی اس راستہ سے جاویں یہاں کے کھانے ضرور کھائیں۔

آج ہمارے قافلے کی روانگی ہے۔ قافلہ بصرہ جارہا ہے۔ ہمارے کئی قافلہ والے قافلہ کو چھوڑ کر بحری جہاز سے کراچی جارہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد صاحب کوٹلوی بھی آج ہم سے مل کر روانہ ہوگئے۔ کہتے تھے۔ کہ ان لاریوں سے دل گھبرا گیا۔ اور رماح کا ریتہ جب یاد آتا ہے تو اختلاج قلب کا دورہ سا پڑ جاتا ہے۔ جہاز کے لیے ٹکٹ کی بہت سے حجاج نے کوشش کی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہر جمعرات کو جہاز کویت سے کراچی روانہ ہوتا ہے۔ اور اول سے ہی تمام سیٹیں ریزرو ہو جاتی ہیں۔ مولانا بشیر صاحب دھیرم بھی آٹھ دن کویت میں ٹھہریں گے۔ ان کے ہم وطن بہت سے یہاں موجود تھیں جنہوں نے اپنے خاص اثر سے ٹکٹ حاصل کیا۔ جو اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ بادل ناخواستہ بسوں میں جا رہے ہیں کویت سے کراچی کا بحری جہاز کا کرایہ ۳۰۰ روپیہ ہے۔ اور کویت سے چل کر ساتویں دن کراچی پہنچتا ہے۔ یعنی جمعرات کو چل کر بدھ کو پہنچ جاتا ہے۔ ہمارا قافلہ پونے دس بجے کویت سے روانہ ہوا۔ اور ½ ۱۱ بجے دوپہر کو مطلع پہنچ گیا۔ جو کہ ملک کویت کی آخری سرحد ہے ایک گھنٹہ قیام کیا۔ اجازت حاصل کرکے ½ ۱۲ بجے دوپہر کو صفوان روانہ ہو گیا۔ اور ¼ ۲ بجے دوپہر کو صفوان پہنچ گیا۔ صفوان مطلع سے پچاس میل جانب مغرب ہے۔ حکومت عراق کی پہلی سرحد ہے۔ یہاں لکڑی کسی بھاؤ نہیں ملتی۔ اونٹ کی خشک مینگنیاں کی چھوٹی سی پیٹی ہم نے چار روپیہ کی ہے۔ روٹیاں دکان سے لگوائی گئیں۔ اور دال انہی مینگنیوں سے پکانے کا انتظام کیا گیا۔ مگر بندوبست نہ ہو سکا۔

صفوان پوسٹ کے اراکین کو کچھ شبہ ہو گیا۔ اور انہوں نے حجاج سے کہا کہ بس ۲ اور ۱۱ بسوں کی ہم تلاشی لیں گے۔ ان کا سامان زیادہ ہے۔ چنانچہ تلاشی لی گئی مگر کوئی چیز قابل اعتراض برآمد نہ ہوئی اس وجہ سے صفوان کسٹم پر بہت دیر لگ گئی۔

آج پر لطف واقعہ یہ ہوا کہ روزنامہ کوہستان جو راولپنڈی کا مشہور اخبار ہے۔ اس کے کچھ کالم کاٹ کر پاکستان سے یہاں پہنچے جس میں اس قافلہ کی تکالیف اور ان کی فاقہ مستی بے کسی کی بابت تفصیل چھپی ہے جس کی سرخی ہے تین سو پاکستانی حجاج کی فریاد۔ اس کالم کی ہمارے قافلہ میں زیارات شروع ہوئیں۔ دوسرا پرچہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کا بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء کا تھا۔ اس میں قافلہ ہمارے طہران تک کے سفر کے حالات حجاج کی تکالیف۔ بسوں کے جھٹکوں

سے حجاج کا چوٹ کھانا۔ حجاج کی فاقہ مستی۔ اُس انگریز اور اس کی میم کی ہمراہی۔ جو جاتے وقت ہمارے قافلہ کے ہمراہ ہوگیا تھا۔ اس کے ہمراہ بعض بزرگان کمپنی کا فوٹو کھچوانا اور ہر وقت میم کے پیچھے پیچھے پھرنا۔ اُس میم کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ لیٹنا جاگنا۔ وہ سب تفصیل سے درج ہے۔ اس پرچہ کی قافلہ میں اشاعت ہوئی۔ یہ دو پرچے بعض کے بیئے سوہان رُوح بن گئے ہیں۔

آج حجاج کے گھروں سے خطوط آئے۔ جن میں بعض میں درج ہے کہ یہاں اخباروں سے معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہو۔ برائے خدا اس قافلہ کو چھوڑ دو۔ اور بحری یا ہوائی جہاز سے واپس آؤ۔ پیسہ کا خیال نہ کرو۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہماری مصائب والا مضمون پاکستان میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج رات چونکہ صفوان منزل کی کسٹم چوکی پر دیر لگی۔ لہٰذا حجاج صفوان ہی میں زمین پر سو گئے۔ رات کو بارہ بجنے کے قریب کمپنی نے چائے پلائی صبح نماز فجر سے پہلے ہی سب کو جگا دیا گیا۔ بصرہ اِس راستہ سے صفوان سے ۴۰ میل فاصلہ پر ہے۔ بصرہ پہنچ کر اُسی میدان میں ڈیرہ ڈال دیا جس میں پہلے ٹھہرے تھے۔ یعنی پاکستانی کونسلیٹ کوٹھی کے پاس اُس کے سامنے شط العرب ہے۔ یعنی فرات اور دجلہ کا مجموعہ اُس پاس تمام ہوٹل ہیں۔ جن میں چہل پہل ہے۔ بصرہ بہت پرانا شہر ہے۔ ایک زمانہ میں اولیاء اللہ و علماء دین کا مرکز رہ چکا ہے۔ خواجہ حسن بصری۔ محمد ابن سیرین جیسے بزرگ اس جگہ جلوہ افروز رہے۔ اسی بصرہ کے علاقہ میں جنگ جمل واقع ہوئی۔ جس میں حضرت طلحہ و زبیر جیسے بزرگ شہید ہوئے۔ اور اب تک وہ یہاں ہی سو رہے ہیں۔ جن کا فیض اب تک جاری ہے۔ مگر اب یہ بصرہ انگریزیت کا گہوارہ ہے۔ بے پردگی۔ شراب جوا۔ زنا بکثرت ہے۔ بصرہ مدینہ منورہ سے ہمارے اس راستہ سے ایک ہزار ۹۴۔ ایک ہزار چورانوے میل جانب مشرق ہے۔

آج ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا۔ کہ ہم چھوٹے راستہ سے براستہ خرم جائیں گے۔ بغداد شریف چھوڑ دیں گے۔ اس فیصلہ سے حجاج میں بہت مایوسی پھیل گئی۔ ہم لوگوں نے کوشش کی کہ اگر قافلہ چار دن بھی بصرہ میں ٹھہرے تو ہم لوگ اپنے خرچ پر بغداد شریف ریل سے جائیں۔ اور شہر کی زیارتیں کرائیں۔ مگر شیخ کرم الٰہی صاحب نے جواب دیا کہ آپ پاس پورٹ اپنا ہم سے

لیے ہیں اور ہم کو لکھ دیں کہ اگر ہماری واپسی تک قافلہ چلا جاوے تو کمپنی ذمہ دار نہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے اس قافلہ کا قیام بصرہ میں کتنا ہے تو جواب دیا دو دن۔ غرضکہ یہ تدبیر بھی کام نہ آئی۔ قافلہ سے ۴ حجاج اپنا پاسپورٹ لے کر قافلہ سے نکل گئے۔ اور آج کی ریل سے بغداد شریف چلے گئے۔ حضرات بغداد شریف سے کربلا معلیٰ نجف اشرف جائیں گے۔

ہم نے کوشش کی کہ ہم اس قافلہ سے جدا ہو کر بغداد شریف کی زیارات کے لئے چلے جاویں اور پھر بصرے سے کراچی جاویں۔ جناب صوفی محمد جمیل صاحب بصرہ کی بندرگاہ مارگیل تشریف لے گئے۔ جو یہاں سے پانچ میل ہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہزارہا کربلا کے زائرین جہاز کے انتظار میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو محرم گذارنے سندھ وغیرہ سے کربلا معلی آئے ہوئے تھے۔ جہاز صرف بدھ کو کراچی جاتا ہے۔ کئی کئی مہینہ مسافروں کو ٹکٹ کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ غرضکہ تمام اسباب منقطع ہیں۔ بصرہ میں یہودی بہت کثرت سے ہیں۔ اور نہایت ہی خوبصورت ہیں۔ عورت بے پردہ اور بے حیا ہیں۔ اکثر ہوٹلوں میں [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] نے اپنے قافلہ میں دوپہر [illegible]

۱۸ ستمبر ۱۹۵۴ء محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج شب نماز مغرب ہم نے پل کے برابر والی مسجد میں ادا کی۔ یہ مسجد بصرہ کی جامع مسجد ہے۔ معمولی سی مسجد ہے۔ اس کے سوا بصرہ میں ایک اور مسجد دیکھی۔ اور کوئی مسجد نظر نہ آئی۔ نمازیں شہر کے نمازی بہت ہی کم تھے اکثر حجاج ہی جماعت میں تھے۔ یہاں کے لوگ اکثر حنبلی ہیں۔ امام صاحب حنفی معلوم ہوتے تھے۔ اذان لاؤڈ سپیکر پر ہوتی ہے۔ فجر کی اذان ہم نے کیمپ میں سنی۔ مؤذن نے نہایت اچھی اذان دی۔ اذان کے بعد لاؤڈ سپیکر پر یہ کلمات بہت خوش الحانی سے ادا کئے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم یا ازواج رسول اللہ یہ کلمات ایسی خوبی سے ادا کئے کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ پھر نماز باجماعت ادا کی بعض وہ حجاج جو پہلے زیارات کو نہیں گئے تھے

آج حضرت حسن بصری ۔ محمد ابن سیرین ۔ طلحہ ۔ زبیر ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارات پر حاضر ہوئے ۔ صوفی محمد جمیل صاحب بھی آج ہی اِن مقدس مقامات پر گئے خواجہ حسن بصری کے مزار پر جا کر بیٹھے بیٹھے سو گئے ۔ خواب میں ایک بزرگ کی زیارت کی ۔ جنہوں نے فرمایا کہ بیدار ہو اور اپنا کام کرو یہ بیدار ہوئے اور کیمپ میں واپس آ گئے ۔

۱۹ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یک شنبہ

آج کے متعلق خبر تھی کہ قافلہ بصرہ سے روانہ ہو جاوے گا ۔ اور معلوم ہوا تھا کہ فجر کے وقت روانگی ہو جاوے گی ۔ مگر ابھی تک بعض بسیں درست نہ ہو سکیں ۔ نیز حکومت ایران کا ویزا اب تک نہ مل سکا ۔ اس لیئے ابھی دوپہر تک قافلہ بصرہ ہی میں ہے ۔ ہمارے قافلہ کی حفاظت کے لیے عراقی پولیس کا زبردست پہرہ ہے ۔ کسی شہری آدمی کو ہمارے کیمپ میں بغیر اجازت آنے کی اجازت نہیں ۔ بصرہ میں عام طور پر دہی بکتا ہے اور بہت عمدہ ہوتا ہے ۔ مدینہ منورہ کی طرح پیالوں میں جما ہوتا ہے ۔ ہمارے کیمپ میں بھی عراقی عورتیں (گوجر عورتیں) سینیوں میں دہی کے پیالے فروخت کرنے آتی ہیں ۔ چھوٹا پیالہ بیس فلس کا اور بڑا پیالہ تیس چالیس فلس کا ملتا ہے ۔ آج چار آدمی لاہور کے رہنے والے ہمارے کیمپ میں ہم سے ملنے آئے ۔ جو عراق میں زیارت کے لیئے آئے تھے بچے اُن کے ہمراہ ہیں ۔ کراچی بذریعہ بحری جہاز کے جانا چاہتے ہیں ۔ مگر بصرہ میں حجاج اور کربلاء کے زائرین کا اتنا ہجوم ہے کہ ایک ماہ تک اُن کی باری نہیں آ سکتی اس لیئے اب وہ بذریعہ موٹر ایران جانا چاہتے ہیں ۔ اور ایران سے براستہ میرجاوا کوئٹہ جائیں گے ۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ بغداد شریف سے ۶ بجے بصرہ کو میل چلتا ہے ۔ جو ۱۰ بجے دوپہر بصرہ پہنچتا ہے جس کا تھرڈ کلاس کا کرایہ چودہ درہم دس فلس ہے ۔ یعنی پاکستانی قریباً بارہ روپیہ ۔ اور بغداد شریف سے کربلا معلےٰ کو بھی گاڑی جاتی ہے ۔ جس کا کرایہ چار درہم ہے ۔

خیال رہے کہ ایک درہم پچاس پیسہ کا ہوتا ہے ۔ پیسہ کو یہاں فلس کہتے ہیں ۔ اسی طرح بصرہ سے ۸ بجے شام کو بغداد کی طرف میل چلتا ہے ۔ جو ۲ بجے دوپہر بغداد پہنچ جاتا ہے ۔

غرضکہ بصرہ سے بغداد شریف جانا آنا بہت آسان ہے۔ آج بصرہ کی کھجوریں کھائیں۔ لذیذ کھجوریں بہت ہی لذیذ ہوتی ہیں۔ جو ایک درہم کا کیدل جاتی ہیں۔ کیدل قریباً ایک سیر ہوتا ہے۔ بعض کارخانوں میں کھجوریں کی گٹھلی نکال کر بجائے گٹھلی کے اس میں بادام بھر دیتے ہیں۔ اور باریک کاغذ میں پیک کر کے فرخت فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی بمبئی ہوٹل میں خرید کر کھائیں نہ کھائیں تو بہت ہوتا ہے بگ لذت میں زیادہ اچھی نہیں ہوتیں۔ زیادہ لذیذ وہ قدرتی کھجوریں ہیں جو باغ سے لوٹ کر آتی ہیں۔ بصرہ کی کھجور امریکہ اور انگلستان بہت کثرت سے جاتی ہے۔ نیز یہاں کھجور کے علاوہ جو اور گیہوں سے انگریزی ادویات بنتی ہیں۔ مالٹا سنگترا اور دیگر فروٹ بھی بہت پیدا ہوتے ہیں۔ آج ہمارا قافلہ بصرہ سے روانہ نہ ہو سکا کیونکہ ایران کے ویزے مکمل نہ ہو سکے۔ دن بھر میں صرف سو ویزے بن سکے۔ ۱۴۷ ویزے باقی ہیں جن کے متعلق پاسپورٹ آفیسر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم کل اپنا دفتر بند کر کے کل مکمل تمہارا ہی کام کریں گے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج صبح ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو گوجرانوالے کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۲ سال سے بصرہ میں مقیم ہیں۔ ٹیلر ماسٹر ہیں اچھا کاروبار ہے۔ بہت خلیق ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے ان کا پتہ یہ ہے۔ غلام حسین پاکستانی خیاط سعودیہ روڈ عشار بصرہ۔ ان سے بصرہ کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔

بعض حجاج نے حجاز و کویت سے کپڑا خریدا اور کسٹم سے بچنے کے لئے کسی نے سلوا لیا۔ کسی نے رضائی کے طور پر اس میں روئی بھروالی۔ کسی نے بوسکی کی پگڑی باندھ لی۔ ہمارے پاس یہ مسئلہ آیا کہ یہ کام جائز ہے یا حرام کیونکہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ جھوٹ بول کر کسٹم سے بچنا حرام ہے۔ حکومت کو دھوکہ دینا حرام ہے۔ اسی طرح قانون شکنی جرم ہے۔ لیکن سخت قانون سے بچ کر نرم قانون اختیار کرنا جائز ہے۔ دیکھو خضر علیہ السلام نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلمی قانون سے بچنے کے لئے کشتی کا تختہ نکال کر اسے عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اس کشتی کو اپنے قانون کے مطابق غصب نہ کر سکے۔ اس میں دھوکہ نہیں بلکہ قانونی زد

سے حلال طریقہ سے بچنا ہے۔ آج بصرہ سے روانگی کی امید ہے۔

آج ۳ بجے دوپہر ہمارے کیمپ میں ایک حادثہ ہوا۔ وہ یہ کہ بس ع۱۳ کے پاس پٹرول پڑا ہوا تھا۔ کسی نے سگریٹ سلگا کر تیلی ادھر پھینک دی۔ پٹرول میں آگ لگ گئی۔ اور بس ع۱۴ کے انجن میں ایک ہولناک دھماکا ہوا۔ گمان ہوا کہ انجن میں آگ لگ گئی لوگ دوڑ پڑے۔ رب نے خیر کردی کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

آج ۶½ بجے شام بصرہ سے قافلہ حرم شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ سب لوگ وطن جانے کی خوشی میں ہیں۔ میں بغداد شریف سے محرومی کی وجہ سے سخت غمگین ہوں۔ میرے رنج و غم کو دیکھ کر جناب صوفی محمد جمیل صاحب نے مجھ سے وعدہ حتمی کیا کہ میں عنقریب آپ کو بغداد کربلا۔ نجف اشرف کی مفت زیارتیں کراؤنگا۔ اسی بس میں لاؤنگا۔ میں نے عرض کیا کہ نجف میں شیخ کرم الٰہی صاحب نے بھی مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کو فہ بغداد واپسی میں ٹھہرائیں گے مگر وعدہ پورا نہ کیا۔ صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ امیہ کا وعدہ تھا اور یہ فقیر کا وعدہ ہے۔ رب تعالے ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ رب تعالیٰ درست کرے۔ بصرہ سے پانچ میل چلے تو بصرہ کا ریلوے اسٹیشن۔ بندرگاہ ہوائی اڈہ کسٹم چوکی آئی۔ یہ چاروں مقام ایک ہی جگہ ہیں۔ بندرگاہ پر ہزارہا حجاج و زائرین کا بڑا ہجوم دیکھا۔ جو جہاز ملنے کے انتظار میں پڑے ہیں۔ جن کی باری قریباً ایک ماہ میں آوے گی جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی تھے۔ ہماری بسوں کو دیکھ کر ان پریشان لوگوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ہماری بسیں ان تمام مقامات کو طے کررہی ہیں۔ سینکڑوں مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لائن ہے چھوٹے انجن ہیں۔ جن پر بخطِ عربی العراق یعنی العراق لکھا ہوا ہے۔ یہ عراق ریلوے ہے۔ اس سے آگے بڑھے تو کسٹم آفس پر پہنچے۔ وہاں ہماری بسیں دو گھنٹے کے لئے ٹھہریں۔ ہوائی اڈہ سامنے تھا۔ ہمارے سامنے دو ہوائی جہاز بڑے بڑے اترے اور آدھ گھنٹہ ٹھہر کر اڑ گئے۔ جن میں سے بہت سے آدمی اترے۔ سامنے بحر شط العرب (یعنی دجلہ اور فرات کا مجمع) دریا ہے۔ یہاں اس کا پاٹ بہت بڑا ہوگیا ہے۔ اس دریا کے یہاں دو حصے ہوگئے ہیں۔ بیچ میں

ٹاپو سا ہے اس لیئے اِس کے دو پل ہیں۔ ایک پل پختہ ہے جس پر ریلوے لائن بھی بچھی ہے اور بسیں چلنے کی بھی جگہ ہے، دوسرا پل ایسا ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے اٹھا کر جہاز کو پار نکال دیتے ہیں۔ پھر بچھا دیتے ہیں عجیب نظارہ ہے، دریا کے کنارے بہت سے شوقین لوگ بچھنی سے مچھلی کا شکار کرتے ہیں۔ نماز مغرب اس جگہ جماعت سے پڑھی اور ساڑھے آٹھ بجے شب کو یہاں سے روانہ ہو گئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج شب نماز عشاء سے پہلے ہم نے بصرہ کے حدود چھوڑ دیئے دریائے فرات و دجلہ عبور کرنے کے بعد بہت گھنے کھجور کے باغات ملے۔ جو میلوں میں تھے۔ بہت سبز زار زمین خوبصورت باغات تھے۔ شب میں بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ اس پرانے راستہ پر چل دیئے جسے سیلاب نے خراب کر کے دلدل میں تبدیل کر دیا ہے۔ عرب لوگوں نے جو ہم کو غلط راستے پر چلتے دیکھا تو بھاگ کر سالار قافلہ کو خبردار کیا۔ ادھر سے گھوڑا سوار پولیس دوڑی آئی اور کہا کہ آگے نہ جاؤ۔ ورنہ دلدل میں پھنس جاؤ گے دائیں ہاتھ پر حکومت نے راستہ بنا دیا ہے۔ اس پر چلو۔ ہم اُدھر چل پڑے۔ قریباً پندرہ میل آگے چلے ہوں گے کہ معلوم ہوا کہ ہم پھر راستہ بھول گئے۔ ہر طرف دوڑے دوڑے پھرے مگر راستہ معلوم نہ ہوا آخر اسی جگہ میدان میں قیام کر دیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ نماز عشاء پڑھی اور فرش خاک پر سو گئے۔ وطن جانے کے شوقین حجاج نے شب میں پانچ بجے ہی شور مچا دیا کہ بستر باندھو اور بسوں پر رکھو حالانکہ ابھی نماز فجر میں پونے دو گھنٹے باقی تھے۔ فجر پونے سات بجے ہوتی ہے۔ اور آفتاب سات چالیس پر نکلتا ہے۔ سب نے بستر لپیٹ کر چڑھا دیئے۔ اور خود سردی میں ٹھٹھرنے لگے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ نماز فجر کی جماعت ادا کی۔ چائے پی اور آفتاب نکلتے ہی چل پڑے۔ مگر کچھ چل کر پھر رک گئے کہ راستہ بھولے ہوئے تھے۔ کچھ عربی لوگ ملے۔ جن سے راستہ معلوم ہوا۔ اور چل پڑے۔ قریباً ۹ بجے صبح خرم شہر کی چوکی کسٹم پر پہنچے یہ جگہ یعنی خرم

شہر ایران کا پہلا شہر ہے ۔ ریلوے جنکشن ہے اور پرانی بندرگاہ ہے ۔ بصرہ سے ۹۴ میل فاصلہ پر ہے ۔ یہاں چوکی پر ہمارے قافلہ نے قیام کیا ۔ یہاں ایک خوبصورت نہر ہے ۔ کنارے پر بہت بڑا اور خوبصورت کھجور کا باغ ہے ۔ آج یہاں کھجوریں ٹوٹ رہی ہیں ۔ ہم لوگوں نے خرید کر خوب کھائیں ۔ گدر کھجوریں باغ والے پھینک دیتے ہیں ۔ ہم نے وُہ کھائیں بہت میٹھی اور لذیذ تھیں اس چوکی کا نام پل نو ہے ۔ یہاں اڑھائی بجے دوپہر کا کھانا کھایا ۔ ویزہ لینے میں بہت دیر ہو گئی ۔ عصر کی نماز پڑھ کر یہاں سے روانگی ہوئی ۔ اب ہمارا قافلہ اہواز کی طرف جا رہا ہے راستہ میں سڑک نہایت ہی خراب ہے ۔ سیلاب نے سڑک بالکل برباد کر دی ہے ۔ اب تک تاحد نظر پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے ۔ دو طرفہ پانی ہے بیچ میں مٹی ڈال کر کچی سڑک بنا دی گئی ہے ۔ جو ٹریفک کی وجہ سے بہت خراب ہو چکی ہے ۔ ہمارے قافلہ کی بس عت اس سڑک پر دلدل میں پھنس گئی ۔ قریب اُوٹ گئی تھی ۔ رب نے خیر کر دی باڈی بھی دلدل میں گھس گئی ۔ کوئی تدبیر نکالنے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی ۔ ایرانی مسافر جو اس سڑک پر گذر رہے تھے ۔ سب ٹھہر گئے اور آپس میں بولے کہ پہلے ان بھائیوں کو نکالو ۔ پھر چلو ۔ بہت سی ان کی کاریں اور چھکڑے جمع ہو گئے ۔ اتفاقاً ایک بڑا چھکڑا جسے میک کہتے ہیں وُہ آیا ۔ اس میں باندھ کر بس کو نہایت آسانی سے نکالا ۔ جیسے بچہ اُٹھا لیتے ہیں ۔ خدا کا شکر کیا اور قافلہ آگے چل پڑا ۔ ہماری کمپنی کے عقلمندوں نے بغداد شریف کی زیارتوں سے ہم حجاج کو محروم رکھا تاکہ جلد سفر طے ہو ۔ اور چھوٹا راستہ چلیں ۔ بگر نتیجہ یہ ہوا کہ ۴ دن بصرہ میں لگ گئے ۔ حالانکہ ان چار دنوں میں ہم لوگ خود بغداد جا کر زیارتیں بخوبی کر آتے ۔ اور راستہ ہی میں یہ مصائب جھیل رہے ہیں ۔ خرم شہر سے ایرانی ریلوے لائن طہران ہوتی ہوئی شاہرود تک جاتی یہ لائن ہمارے ساتھ ساتھ جا رہی ہے ایک مسافر گاڑی ہمارے سامنے سے گذری بہت لمبی تھی ۔ خوبصورت ڈبے تھے ۔ تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھی ۔

۲۲ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم چہار شنبہ

آج شب کو ۱۱ بجے کے قریب ہمارا قافلہ ایک بستی میں پہنچا ۔ جس کا نام شیینیہ ہے ۔

یہاں اچھی رونق ہے۔ پولیس اسٹیشن بھی ہے۔ پولیس نے اطلاع دی کہ آگے راستہ خراب ہے۔ ڈاکوؤں کا سخت خطرہ ہے چنانچہ ہماری کمپنی نے تین پولیس مسلح اپنے ہمراہ لی۔ ایک سپاہی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار میں آ گئے۔ ایک درمیان میں ہماری بس میں اور ایک پی کپ میں آخر میں جن کے پاس بندوقیں اور کارتوس کافی تعداد میں موجود تھے۔ ہماری بس میں جو سپاہی بیٹھا اس کا نام محمد باقر ہے بڑی عمدہ فارسی میں گفتگو کرتا ہے۔ ہم نے یہاں حسینیہ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لی۔ اور قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا۔ دو بجے رات کو قافلہ مقام اھواز پہنچا۔ اھواز خرم شہر سے ۷۰ میل فاصلہ پر ہے۔ راستہ چونکہ خراب تھا۔ اس لیے اتنی دیر میں طے ہوا۔ یہاں آتے ہی ہم لوگ لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی نیند آ گئی اڑھائی بجے رات کو بیدار کر کے کمپنی نے کھانا دیا۔ اھواز شہر بہت خوبصورت اور بڑا ہے اس کی لمبائی کئی میل ہے۔ بازار کچھ چھتے ہوئے ہیں کچھ کھلے ہوئے ہیں۔ لب دریا واقع ہے مگر یہ دریا فرات یا دجلہ نہیں ہے۔ وہ تو عراق میں رہ گئے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ اسکول کئی ہیں۔ لوگ خوش اخلاق ہیں۔ یہ شہر باغات سے گھرا ہوا ہے۔ ہم لوگ رات کو یہاں میدان میں سو گئے۔ مگر سردی سخت تھی۔ باوجود کمبل اور گرم چادر کے ہم اکڑ گئے۔ صبح کو سردی نے فجر سے پہلے ہی اٹھا دیا۔ نماز فجر پڑھ کر چائے پی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ اب سڑک نہایت عمدہ ہے جیسی ہماری گجرات میں جرنیلی (گرانڈ ٹرنک) والی سڑک ہے۔ ایسی ہی یہ ہے۔ البتہ بعض بعض جگہ خراب ہے۔ بارہ بجے دوپہر کو ہم ۹۴ میل طے کر کے ایک قصبہ میں پہنچے جس کا نام اندمش ہے یہاں فوجی چھاؤنی ہے۔ معمولی قصبہ ہے سبزی کثرت سے ہے۔ اھواز سے ۹۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقعہ ہے۔ لوگ بہت محبت سے ملنے لگے۔ کیونکہ ہم لوگ ان کی نظر میں کربلا اور نجف کے زائرین ہیں اندمش میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وہی خرم والی گاڑی یہاں سے گذرتی ہے۔ اندمش سے قریباً ۹ میل فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ نہایت صاف شفاف ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ہم لوگوں نے کئی کئی بار غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے بہت لطف آیا۔ بعض ناسمجھ حجاج ان چشموں کو دیکھ کر حجاز مقدس کی زمین پاک کو برائی سے یاد کرنے لگے۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ اپنا حج سنبھالو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے حج برباد ہو جاتا ہے۔ وہ جگہ بھی ہے۔ جہاں مومنوں کو گناہوں

کے صاف کیا جاتا ہے۔ اور بھٹی میں قدرے تکلیف ہی ہوتی ہے۔ اس سرزمین مقدس سے ہمیں ایمان ملا۔ قرآن ملا۔ رحمن ملا ۔

۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنجشنبہ

آج دس بجے بس کو راستہ میں سخت جھٹکا لگا۔ جس سے اس کے تمام حجاج کو سخت چوٹیں آئیں۔ ایک حاجی تونکنڈ کی کا رہنے والا جسے لوگ خلیفہ کہتے ہیں۔ سخت زخمی ہوا۔ سر پھٹ گیا۔ کمر میں کافی چوٹ آئی۔ اب وہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہے۔ آج سوا پانچ بجے شام کو حجاج کو دوپہر کا کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد عصر پڑھی۔ اور اصفہان کی طرف چل پڑے راستہ نہایت خطرناک سانپ کی طرح خم کھاتا ہوا پہاڑوں سے گذرتا ہوا جا رہا ہے۔ کہیں سو فٹ اوپر بس چڑھتی ہے۔ کہیں سو فٹ نیچے اترتی ہے۔ رات کے ۹ بجے ایک منزل پر پہنچے۔ جسے شتر خواب کہتے ہیں۔

۲۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ پنج شنبہ

آج رات کو ۹ بجے ہمارا قافلہ منزل شتر خواب پر پہنچا۔ اندمش میں رات کے لیے کھانا پکا کر رکھ لیا تھا۔ مگر کھانے کی گاڑی پیچھے رہ گئی تھی اس لیے کھانا تقسیم نہ ہو سکا۔ اور چونکہ شام کو ۵ ½ بجے دوپہر کا کھانا کھایا تھا۔ اس لیے بھوک کی کوئی خاص تکلیف نہ ہوئی۔

یہ جگہ شتر خواب اندمش سے ۴۴ میل جانب شمال واقع ہے۔ ہر چہار طرف پہاڑ ہیں۔ غربی پہاڑ کے نیچے ٹھنڈے میٹھے صاف پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ پانی کی بہت کثرت ہے۔ بہت پُر فضا جگہ ہے۔ ایران کی ان ہوٹلوں میں آزادی زیادہ ہے۔ چنانچہ آج رات ہم راستہ کے ہوٹل میں چائے پینے کے لیے گئے۔ تو وہاں شراب کی ایسی بو آ رہی تھی کہ دماغ خراب ہوا جاتا تھا۔ اور ایک نوجوان بہت خوبصورت عورت لوگوں کے سامنے چائے وغیرہ رکھتی تھی ہم بغیر چائے پیئے لاحول پڑھتے ہوئے واپس آ گئے۔ ایران سے روئی کی بے شمار گانٹھیں بڑے بڑے چھکڑوں میں لدی ہوئی خرم کی بندرگاہ کو جا رہی ہیں۔ جہاں سے بذریعہ جہاز امریکہ جائیں گی۔ یہاں ایرانی چھکڑے دو دو سو من وزن لاد کر پہاڑوں پر بے تکلف چڑھتے چلے جاتے ہیں آج صبح ناشتہ کر کے ہمارا قافلہ روانہ ہو گیا۔ آج کا راستہ بہت ہی خطرناک ہے۔ بعض

جگہ راستے سے قافلہ گذرا اگر ایک فٹ بھی دائیں بائیں ہو جاتا تو سینکڑوں فٹ گہرے کھڈ میں گر جاتا۔ آج تین سو فٹ کی بلندی تک پہاڑوں پر چڑھتا رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تھے تو وہاں ہوا بھی خوب سرد ہوتی تھی۔ صبح ناشتہ کر کے شتر خواب سے قافلہ نے کوچ کیا اور قریباً ۱۲ بجے ایک منزل پر پہنچا۔ جس کا نام لالاوی ہے۔ لالاوی شتر خواب سے صرف ۲۵ میل دور ہے۔ مگر چونکہ راستہ پہاڑی ہے۔ اس لیے قافلہ دیر میں پہنچا۔ لالاوی نہایت سر سبز درختوں کے سایہ میں آباد ہے جس کے برابر اونچے پہاڑ کے دامن میں میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے ہم لوگ اس چشمہ میں خوب نہائے۔ کچھ انگور بھی فروخت ہو رہے تھے جو منٹوں میں قافلہ نے خرید لیئے۔ کچھ ترش تھے۔ ۱۲ آنہ کے سوا سیر ملے ایران میں فروٹ سستا ہے۔ لالاوی سے روانہ ہو کر تین بجے چنار منزل پر پہنچے۔ جہاں نماز ظہر پڑھی۔ اس جگہ چھوٹی سی آبادی اور ہوٹل ہے۔ بعد نماز ہوٹل سے کھانا خرید کر کھایا۔ چاول اچھے تھے مگر گوشت بغیر مرچ کے تھا۔ ایسے ایسے خوشنما پہاڑ راستہ میں پڑے کہ سبحان اللہ ایک پہاڑ میں جگہ جگہ سوراخ اور سوراخوں سے پانی کی دھاریں جاری ہیں۔ قدرتی آبشاریں ہیں۔ اس میں سرنگ بنا کر سڑک بنائی ہے جس میں سے ہمارا قافلہ گذرا۔ عجیب قدرتی منظر ہے چنار سے چل کر ہمارا قافلہ ساڑھے پانچ بجے شام کو خرم آباد پہنچا۔ خرم آباد شتر خواب سے ۱۱۱ میل فاصلہ پر ہے۔ اب $5\frac{1}{2}$ بجے خرم آباد پہنچے ہیں۔ ہم لوگ شہر کی سیر کو گئے۔ بہت خوش نما چھوٹا سا شہر ہے۔ میوے بہت سستے ہیں۔ انگور ۱۲ آنہ کا سوا سیر بکتا ہے۔ اعلیٰ سیب دو تمن یعنی سوا روپیہ کیلو ایک کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک پھل دیکھا جسے گرما کہتے ہیں۔ سردے کی طرح ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت شیریں ٹھنڈا اور ہاضم ہے $\frac{1}{2}$ ۱۲ آنہ کیلو ملا۔ ایک گرما ۷ کیلو یعنی ساڑھے سات سیر وزن کا ہے۔ دو گرمے خریدے بہت لطف آیا۔ شہر کے کنارے چشمہ بہہ رہا ہے۔ لب چشمہ مختلف فروٹ کھائے۔ گرمے کا لطف یاد رہے گا۔ نماز عصر اسی چشمہ کے میدان میں پڑھی۔ نماز مغرب کے وقت ایرانی لوگوں نے ہم کو گھیر لیا۔ ہم لوگ ان کے لیئے تماشہ تھے۔ ہر قسم کے سوالات پاکستان اور پاکستانیوں کے بارے میں ہم سے کرنے لگے۔ ہم سے پاکستانی سکے مانگ کر دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ چونکہ ہم لوگ ان کی نظر میں کربلا اور نجف اشرف کے زائرین ہیں۔ اس لیئے ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہماری خدمت کو اپنے لیئے فخر سمجھتے ہیں۔ جب

ہم نے نماز مغرب کی اسی میدان میں جماعت کی تو سب لوگ ہیں ٹھہر کر تعجب سے تماشہ دیکھنے لگے۔ اُن کے لیئے نماز اور خاص کر سُنیوں کی نماز ایک عجوبہ تھی۔ بعد مغرب ہم کیمپ کی طرف چلنے لگے تو کیمپ سے حجاج آتے ہوئے ملے۔ پوچھا کیوں آرہے ہو۔ وہ بولے کہ کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ ہم یہ سُن کر ہوٹل میں چلے گئے۔ کباب دہی۔ نماز روٹیاں خرید کر کھائیں۔ بعد میں گرا کھایا۔ ہم نے ابھی تک نماز عشاء نہیں پڑھی تھی۔ کیمپ میں پانی نہ تھا۔ واٹر ٹینک کے پائپ کا واشل خراب ہو گیا ہے۔ جب سے پانی نہیں بھرا جا سکا۔ چشمہ کچھ دور اور دشوار راستہ پر ہے۔ بمشکل پانی ایک لوٹا ایک صاحب نے دیا۔ تب نماز پڑھی۔

(۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء / ۲۵ محرم ۱۳۷۲ھ جمعہ)

آج کی شب حجاج کے لیئے بہت تکلیف کی شب تھی۔ کیونکہ شیخ کرم الٰہی صاحب اور اُن کے رفقا شیخ حسام الدین صاحب اور محمد حسین صاحب بٹ میاں خدا بخش وغیرہ نے تو کمپنی کے خرچ پر کرایہ پر کمرے لے لیئے ہیں۔ اور حجاج کو کھلے میدان میں ڈال دیا ہے۔ اور ایران میں سخت سردی ہے حجاج اکڑ گئے۔ تہجد سے پہلے ہی سردی نے اٹھا کر بیٹھا دیا۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ حجاج کا ایک وفد شیخ صاحب کے پاس گیا۔ اور کہا کہ آپ نے راولپنڈی سے شائع کیا تھا۔ کہ حجاج کو موسم کے مطابق جگہ دی جایا کرے گی۔ اب سخت سردی ہے۔ اور حجاج کھلے میدان میں پڑے ہیں پڑے ہیں۔ دیکھئے اس پر کیا عمل ہو۔ آج بسوں نے پٹرول لینا ہے اس لیئے خرم آباد سے قافلہ ½ ۱۰ بجے دوپہر روانہ ہوا۔ راستہ میں حیرت ناک یہ بات دیکھی۔ کہ اب آخر ستمبر میں گندم کی فصل کاٹی جا رہی ہے۔ بھوسہ دانوں سے علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی مکئی بھی نکالی جا رہی ہے۔ یعنی مکئی اور گندم کی فصل ایک ہی وقت میں ہماری کمپنی نے اس راستہ میں بھی کانٹ چھانٹ کی یعنی قم شریف۔ ملائر۔ عراق۔ چمن۔ دلی جان والا راستہ چھوڑ کر دورود والا راستہ اختیار کیا یہ راستہ بالکل نیا ہے۔ ابھی جاری ہوا ہے۔ ہمارا قافلہ نے قریباً ایک بجے دوپہر ایک قہوہ خانہ پر قیام کیا۔ کھانا کھایا۔ نماز کا وقت آگیا۔

بعض حجاج نے کہا کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے۔ ہم نے عرض کیا کہ جمعہ کی نماز صرف شہر میں ہو سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات میں جمعہ پڑھا۔ حالانکہ اس سال

حج اکبر تھا۔ جمعہ کو حج تھا رب فرماتا ہے۔ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔ معلوم ہوا کہ جمعہ وہاں ہی ہوگا۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوگا۔ خیر لوگ ان کے لئے۔ نماز ظہر پڑھی اور روانہ ہوئے نصف میل پر دورود آیا۔ یہ جگہ اچھی آباد ہے۔ ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ یہاں کے لوگ دو رویہ قطار در قطار کھڑے ہوکر ہمارا تماشہ کرتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ اور بہت خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ بگہ خرم آباد سے ۷۰ میل ہے وہاں سے قافلہ آگے بڑھا۔ راستہ میں علی گودر پھر طاہر اساری۔ پھر نودشت وغیرہ آبادیاں آئیں۔ پرزور نعرہ پاکستان زندہ باد سے ہر جگہ استقبال ہوئے۔ اب رات کا وقت آیا۔ اسقدر سخت سردی تھی کہ دانت سے دانت بجتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ برف پڑ رہی ہے۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ آج کہیں آرام زکیا جاوے۔ کیونکہ سردی میں میدان میں آج نا نمونیہ کردے گا۔ سفر جاری رکھا جاوے۔ اسی پر عمل ہوا اور رات میں راستہ میں ہی مقام ہو۔ دشت میں کھانا کھایا۔ اور چل پڑے پہاڑوں پر برف بھی جمی ہوئی ہے۔ اور تمام راستہ باغات وسبزہ وپانی کے چشموں سے بھرا ہوا ہے۔ انگور کے کھیت تاحد نظر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ میلوں میں انگور رہے اس علاقہ میں سردا۔ انگور۔ انار بہی۔ آڑو وغیرہ میوہ جات کثرت سے ہیں۔

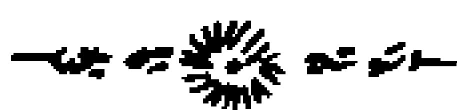
۲۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج تمام رات سفر کرتے رہے۔ سخت سردی تھی۔ بس کے اندر بیٹھے رہے صبح کو خدا خدا کرکے فجر کے وقت اصفہان پہنچے۔ اصفہان خرم آباد سے ۲۳۹ میل جانب مشرق جنوب ہے۔ یہاں میدان میں ٹھہر گئے۔ باورچی گوشت وغیرہ طیار کرنے میں مصروف ہوئے اور ہم شہر کی سیر کرنے چلے گئے۔ ہمارا قافلہ پل تھا جو جو سڑک کے کنارے ٹھہرا۔ لوگ ہم کو دیکھنے جوق در جوق آرہے ہیں۔ اصفہان پرانا اور بہت ہی خوبصورت شہر ہے۔ بازار چوک ایسا خوبصورت ہے کہ بغیر دیکھے مزے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہر چہار طرف بازار چھتا ہوا ہے۔ اندھیرے کا نام نہیں۔ انگور چار آنہ کیلو اور سردہ روانہ کیلو۔ کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ سردا اور انگور ایسے میٹھے کہ اس سے پہلے ایسے نہ کھائے تھے۔ یہاں کپڑے کے کارخانہ بہت ہیں۔ اسکول۔ کالج۔ امام باڑے مسجد یا کثرت سے ہیں۔ مگر مسجدیں صرف نماز کے وقت

کھلتی ہیں پھر کوئی نہیں دیکھ سکتا نہ جا سکتا ہے۔ بازار میں ایک مسجد شاہ عباس کی ہے۔ ہم ۱۱ بجے دوپہر دیکھنے گئے۔ ہم سے دو آنہ فی کس کا مطالبہ کیا گیا۔ اور چھپے ہوئے ٹکٹ دینے لگے۔ مگر ایک آنہ فی کس پر فیصلہ ہو گیا۔ اور مسجد کی زیارت کرادی۔ دوسری مسجد دیکھنے گئے۔ مگر وہاں پولیس کا پہرہ تھا۔ مسجد بند تھی۔ پولیس نے بہت اخلاق سے کہا کہ آپ لوگ ظہر کے وقت تشریف لائیں۔ ابھی مسجد کھولنا خلافِ قانون ہے۔ اصفہان میں پاکستانی روپیہ کی کوئی قیمت نہیں۔ ہندوستانی پیسہ کی بہت قدر و قیمت ہے۔ بازار میں بسیں کرایہ پر خوب چلتی ہیں ہم کو پل تا جو تک ۱۔ فی کس پہنچایا۔ جو کہ ایک میل سے زیادہ ہے۔

آج طبیعت مضمحل ہے۔ کیونکہ رات بیداری رہی۔ اصفہان کے بیچ بازار میں بہت بڑا سبزہ زار میدان ہے جس کے بیچ میں ۱۰ فٹ لمبا ستر فٹ چوڑا حوض ہے جس کے آس پاس پھولوں کے درخت کنارہ حوض پر بیٹھنے کے لئے پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ یہاں عام لوگوں کا لباس انگریزی ہے۔ علماء کا لباس بھی انگریزی ہے۔ مگر اُن کے منہ پر داڑھی ہے۔ نماز مغرب کی جماعت کے وقت ہمارے آس پاس سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ جو نماز کو حیرت کی نگاہوں دیکھتے ہیں۔ اصفہان کے کنارہ پر پل خواجو ہے جہاں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے یہ پل نہایت خوبصورت ہے۔ نیچے دریا اور سڑک ہے۔ سڑک کے کنارے دو رویہ برآمدہ کی شکل کی عمارت۔ اس عمارت میں جگہ جگہ نیچے اترنے کے لئے سیڑھیاں ہیں۔ اور پانی کی سطح سے کچھ اوپر چبوترہ محراب دار اور اندر محراب بہت عمدہ کمرے بغرضیکہ ایرانی صنعت کا بہترین نمونہ ہے۔ اصفہانی لوگ گرمیوں میں دوپہری ان ہی کمروں میں گذارتے ہیں۔ خود پانی کی سطح پر پہنچنے کے لئے ان محرابوں سے نیچے سیڑھیاں لگی ہیں۔ ایک بہترین پل ہے۔

آج بازار کے قریب ہمارے شیخ حاجی رحمت سے تین ٹھگوں نے مبلغ ایک سو ایک روپیہ یعنی ۴۲ روپیہ پاکستانی اور ۱۰ تمن نہایت چالاکی سے ٹھگ لیے۔ بہت افسوس ہوا۔ جاتے وقت ایران میں پاکستانی روپیہ کا ایک کا ایک سو پچاس تمن تھے مگر اب واپسی پر ایک سو بیس تمن قیمت ہے یعنی پاکستانی روپیہ کی قیمت اور بھی گر گئی۔



۲۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یکشنبہ

آج رات اصفہان میں ہی گذری۔ سخت سردی تھی۔ اور حجاج میدان میں سوئے۔ بعض حجاج نے بعض ایرانیوں کے برآمدوں میں پناہ لی۔ مگر اکثر کھلے میدان میں سوئے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ نمونیہ کا سخت اندیشہ ہے۔ فجر سے پہلے جگا دیا گیا۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھی اور آفتاب نکلنے سے پہلے قافلہ اصفہان سے روانہ ہو گیا۔ آج سڑک قدرے اچھی ہے تین گھنٹہ میں ۹۰ میل طے کر لیئے۔ ۹۰ میل فاصلہ پر ایک بستی آئی۔ جس کا نام قاین ہے یہاں ایک امام زادے صاحب کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ نام علی ابن جعفر ہے۔ ابھی یہ بستی آباد ہو رہی ہے۔ کچھ مکانات بن چکے ہیں۔ پانی کا بہترین گول حوض بستی کے وسط میں ہے بعض لاریوں نے یہاں پڑول لیا۔ گیارہ بجے دوپہر کے قریب یہاں پہنچے اور کچھ دیر ٹھہر کر روانہ ہوئے کچھ فاصلہ پر اردگان نیز وبستی ملی یہ جگہ بہت آباد ہے۔ سرسبز ہے۔ موٹر سروس بھی یہاں سے چلتی ہے دو بجے دوپہر تک ۱۹۰ میل فاصلہ طے ہو گیا۔ آج عجیب واقعہ ہوا کہ اصفہان میں دوپہر کے لیئے گوشت و پیاز پکایا گیا۔ مگر بس میں اُتارتے وقت دیگ ٹوٹ گئی۔ جس سے قریباً نصف سے زیادہ گوشت گر گیا۔ چنانچہ دوپہر کو مسور کی دال میں باقی گوشت ڈال کر حجاج کو تقسیم کیا گیا۔ اس جگہ کا نام حاجی آباد ہے۔

شام کو ۵ بجے ہمارا قافلہ شہر یزد میں پہنچا۔ یزد اصفہان سے ۲۰۰ میل جانب مشرق ہے۔ یہاں شہر میں اتنے بڑے قافلے کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیئے ۳ میل دور قافلہ کو پہنچایا گیا۔ مگر وہاں پانی نہ تھا اس لیئے رائے یہ ہوئی کہ پانچ میل قافلہ کو آگے بڑھایا جاوے لب نہر قیام ہو۔ پھر پڑول کے لیئے لاریوں نے قیام کیا۔ ہم نے اور صوفی محمد جمیل صاحب نے ارادہ کیا کہ یزد کی سیر کریں۔ ایک ٹیکسی کرایہ پر کر کے شہر پہنچے۔ یزد شہر نہایت عالیشان اور خوبصورت ہے۔ سڑک بہت چوڑی ہے دو طرفہ فٹ پاتھ ہے۔ سڑک کے آگے دو رویہ سرسبز درخت ہیں۔ سنا تھا کہ یزد کی تنگیاں اور رومال اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کہیں بازار میں یہاں دیکھا نہیں۔ البتہ قالین بہت اعلیٰ تھے۔ سردہ۔ انگور۔ آڑو بہت ارزاں ہیں۔ سردا بہت شیریں تھا۔

بازار میں وزن کرنے والا کانٹا لگا تھا جس میں نصف قران یعنی دو پیسہ ڈالنے سے وزن نکل آتا تھا۔ صوفی صاحب نے اپنا وزن کرایا تو ۴۰ کیلو ہوا۔ ہمارا وزن ۱۴ کیلو ہوا۔ کیلو ۲¼ اسیر کا ہے۔ بازار کے آخری کنارہ پر نہایت خوشنما گول باغ ہے جس کے اندر سبزیاں اور آس پاس باغیچہ ہے۔ اس باغ میں نماز مغرب پڑھی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں حضرت سید محمد ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ وہاں حاضری دی۔ کنارہ بازار پر ایک بڑی گلی سی ہے اس میں بہت شاندار روضہ بنا ہے۔ بہت ہی عالیشان عمارت ہے۔ روشنی بجلی کی ہے۔ قبر شریف کے آس پاس چاندی کی جال ہے۔ جال پر سیاہ غلاف ہے۔ مگر یہاں بھی قبر پرستی تصویر پرستی کا وہی عالم ہے جو طہران مشہد وغیرہ میں ہے۔ کہ شیعہ لوگ قبر کو سامنے لے کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی و اہل بیت کی بڑی بڑی تصاویر دیواروں پر لگا رکھی ہیں۔ جن کو چومتے ہیں۔ بہرحال وہاں فاتحہ پڑھی۔ بازار میں آئے ٹیکسی لے کر اس پٹرول پمپ پر آگئے۔ اگلی ہماری لاریاں وہاں ہی کھڑی تھیں۔ کچھ سردے بازار میں کھائے تھے۔ کچھ اپنے ہمراہ لائے۔

۲۷ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ دوشنبہ

آج شب یزد سے گیارہ میل دور ایک لق و دق میدان میں ہمارے قافلے نے قیام کیا۔ نہر کے کنارے اترے۔ سردی بہت تھی۔ بمشکل وضو کر کے نماز پڑھی۔ کھانا کھایا۔ سو رہے۔ آج ہماری بس والوں نے اوپر کچھ سائبان کا انتظام کر لیا تھا۔ اس سے کچھ امن رہی۔ مگر پھر بھی سخت سردی تھی۔ ۴½ بجے صبح اٹھا دیا گیا۔ یعنی فجر سے سوا دو گھنٹہ پہلے۔ چائے پی۔ تہجد والوں نے تہجد ادا کی۔ پھر طلوع فجر کا انتظار کیا۔ صبح ہونے پر نماز پڑھی۔ اور آفتاب کے طلوع سے پہلے چل دیئے۔ راستہ میں بہت سی بستیاں پڑیں۔ سردی سخت تھی۔ ۱۰۰ میل جانب مشرق راستہ طے کرنے پر ایک قصبہ ملا۔ جس کا نام سنجان ہے۔ یہ جگہ یزد سے ڈیڑھ سو میل جانب مشرق ہے۔ بارونق جگہ ہے۔ وسط شہر میں ایک گول باغ ہے۔ بیچ حوض ہے۔ حوض کے بیچ میں ایک اونچے چبوترہ پر سنہری انسانی مجسمہ کھڑا ہے۔ جس کے آس پاس چار سنہری شیروں کے مجسمے ہیں۔ جگہ کچھ بارونق نہیں ہے۔ بازار معمولی ہیں۔ مگر بہت

لمبی آبادی چلی گئی ہے ہمارا قافلہ یہاں ڈیڑھ ... پر پانی کے کنارہ میدان میں قیام کیا۔ تعجب ہے کہ اس راستہ میں پچاس پچاس میل تک ... پانی کے چشمے نہ تھے بلکہ شہر میں نکلے تھے حالانکہ اس ایران میں اس جانے والے راستہ پر تمام راستہ باغات اور پانی سے بھرا پڑا تھا۔ مگر یہ راستہ بالکل عرب کا معلوم ہوتا ہے۔ آج تمام دن سنجان کے کنارہ پر قیام رہا۔ کیونکہ بعض لاریاں خراب ہو گئی تھیں۔ اُن کی مرمت کرنا تھی۔ آج شب کمپنی نے کھانا پکانے میں دیر کی۔ رات کے بارہ بجے کھانا کھایا اور پھر سو گئے۔ آج رات بڑی کڑاکے کی سردی پڑی میدان میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ بعض لوگ بسوں میں سوئے اور بعض نے ترپال کا سایہ کر لیا۔ اور بس میں پڑے رہے اور بعض لوگ ویسے ہی میدان میں پڑے رہے۔ صبح کو سب کا حال قابل رحم تھا۔ بیچارے ٹھٹھر رہے تھے آج کا دن حجاج کو بہت بے چینی سے گذرا کیونکہ آج ریڈیو سے اطلاع ہے کہ لاہور میں پندرہ انچ بارش ہوئی۔ سیالکوٹ بالکل زیرِ آب ہے۔ جنہیں ہوائی جہاز سے خوراک پہنچائی جا رہی ہے چناب اور راوی میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے۔ حجاج نے آج تمام نمازوں کے بعد اس کے دفعیہ کی دعائیں رو رو کر مانگیں۔ رب تعالےٰ قبول کرے۔ یہ مسئلہ بھی زیرِ بحث رہا کہ اب کوئٹہ سے لاہور کس راستہ سے سفر کیا جاوے۔ بنوں ڈیرہ اسماعیل کی راہ سے یا ملتان کے راستہ سے۔ کیونکہ سُنا گیا ہے کہ ملتان کا راستہ کٹ گیا ہے غرض آج کا دن بہت فکر میں کٹا۔

۲۸ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج صبح ۴ ½ بجے حجاج کو بیدار کیا گیا۔ کر بعد چائے پی کر چلو تہجد کے عادی حجاج نے تہجد پڑھی۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھ کر روانگی ہو گئی ہماری بس میں کچھ خرابی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بس کچھ دیر سے چلی آج راستہ میں کچھ ریتہ ملا۔ حجاج ڈر گئے کہ خدایا ریتہ سے تیری پناہ اس ریتہ میں چکوڑا ایرانیوں کا الٹا پڑا تھا۔ جس کا سامان گر چکا تھا۔ پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ تاکہ اس کے پاس کوئی نہ جائے۔ خدا کے فضل سے یہ جگہ بہت جلدی طے ہو گئی اور

ہمارا قافلہ ساڑھے دس بجے دوپہر کو کرمان میں داخل ہوا۔ یہ کرمان اور ہے ادھر جاتے ہوئے جو کرمان آیا تھا۔ وہ دوسرا شہر تھا۔ اس کو کرمان شاہ کہتے تھے۔ کرمان سنجان سے ۷۷ میل جانب مشرق واقع ہے۔ بڑا شہر ہے۔ اصفہان کے مقابلہ کا تو نہیں ہے۔ مگر پھر بھی بڑا شہر ہے۔ یہاں سے ۴۸ فاصلہ پر ایک جگہ ماہان معمولی سی بستی ہے وہاں نعمت اللہ شاہ ولی کا مزار ہے۔ غالباً یہ وہی نعمت اللہ شاہ صاحب ہیں۔ جن کا قصیدہ پیش گوئی والا مشہور جو کشمیر میں رہتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کرمان کے لوگوں نے کہا کہ ان نعمت اللہ شاہ کو تمہارے ہند و پاکستان کے لوگ بہت مانتے ہیں۔ الحمد للہ کہ ڈیڑھ بجے دوپہر کو ہمیں ان کے مزار پرانوار پر حاضری نصیب ہوئی۔ ماہان شریف کرمان سے ۴۸ میل فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے۔ زاہدان جاتے ہوئے یہ جگہ راستہ میں پڑتی۔ مزار پرانوار پر لاکھوں روپیہ کی عمارت ہے۔ قریباً ۵ بیگہ میں یہ زیارت بنی ہے۔ ایران نے اپنا صنعتی کمال دکھایا ہے۔ دو دروازے جن پر عظیم الشان مینارے بنے ہیں۔ دروازے سے داخل ہونے کے بعد بہت نفیس باغیچہ بیچ میں بہت عمدہ حوض جس میں ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ گرتا ہے۔ پھر آگے عمدہ باغات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ جس میں کشمیر کے خاص درخت موجود ہیں۔ مازو کے درخت بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ پھر آگے مزار شریف کی عالیشان محراب پھر اندر عالیشان عمارت ہے۔ جس میں قبر شریف ہے۔ جو سیاہ غلاف سے ڈھکی ہے۔ مگر شیعوں کی تصویر پرستی یہاں بھی موجود ہے۔ کئی بڑی بڑی تصویریں آویزاں ہیں۔ برابر میں دوسری عمارت ہے۔ جس میں آپ کے پوتے شاہ خلیل اللہ ابن برہان الدین کی قبر شریف ہے۔ اور برہان الدین رحمۃ اللہ جو شاہ نعمت اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ ان کی قبر شریف کشمیر میں ہے۔ دونوں جگہ فاتحہ پڑھی۔ عجیب و غریب سرور آیا۔ بہت فیض ہے۔ ماہان شریف چھوٹی سی بستی ہے۔ اس مزار شریف کی وجہ سے بجلی بھی ہے۔ ورنہ یہ گاؤں بجلی کے لائق نہیں۔ کرمان میں بھنے پستے، سردے انگور بہت کثرت سے ہیں۔ سردے ایسے میٹھے کھائے کہ پہلے سردوں کو بھول گئے۔ برف کی طرح ٹھنڈے اور گڑ کی طرح میٹھے۔ انگور ڈھائی آنے کے تین پاؤ ملے بڑے انگور تھے۔ نہایت شیریں۔ یہاں ایک روپیہ کے

پھل ایک جماعت کو کافی ہیں۔ کرمان میں ایک روٹی ہوتی ہے۔ جو شیرمال کی طرح مگر نہایت نرم موٹی اور لذیذ ہوتی ہے۔ یہ روٹی دو آنہ میں ایک کے حساب سے ملتی ہے۔ اسے انگور سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بھی یہ روٹی انگور سے کھائی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کھجوریں سے شیرمال کھا رہے ہیں۔ ہماری بس میں صوفی محمد جمیل صاحب سفر کر رہے ہیں۔ وہ اکثر فروٹ سے بس والوں کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ یہ روٹی بھی انہیں کی طرف سے ناشتہ کے طور پر سب بس والوں کو دی گئی۔ ماہان کے کنارہ پر میٹھے ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ وہاں قیام کیا۔ نماز ظہر پڑھی۔ کھانا کھایا اور چل دیئے۔ عصر کی نماز راستہ میں ادا کی۔ مغرب کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جس کا نام بام ہے۔ یہ کرمان سے ۱۲۵ میل فاصلہ پر بجانب مشرق ہے۔ چھوٹی سی خوبصورت بستی ہے۔ جس میں جگہ جگہ چوراہوں پر گول دائرے کی شکل کے باغیچے۔ بیچ میں گول حوض۔ حوض کے درمیان میں بجلی کی روشنی ہے۔ سڑکیں خوب چوڑی بازار مختصر سا۔ مگر بہت صاف اور خوبصورت ہے۔ غرضیکہ بہت قرینہ کا قصبہ ہے۔ شب چاند نظر نہیں آیا۔ بہت کوشش کی۔ مطلع بھی صاف تھا۔ مگر چاند نہ ہوا۔ آج کئی حاجی بیمار ہیں۔ کیونکہ رات کو سردی کھائی تھی

۲۵ ستمبر ۱۹۵۵ء ۔ ۲ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ چہار شنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ بام میں رہا۔ یہاں کھجوروں کے باغات بہت ہیں۔ جن میں کھجوریں پکی ہوئی ہیں۔ اور ٹوٹنے والی ہیں۔ چونکہ کل رات حجاج نے بہت سردی کھائی تھی اور بیمار بھی تھے۔ اس لیئے آج کمپنی نے بام میں ایک سرائے کرایہ پر لی۔ جس میں حجرے تو سارے بھرے ہوئے تھے۔ کچھ اصطبل خالی تھے۔ جن میں بعض حجاج نے بستر جما دیئے۔ باقی اسی طرح سرائے کے میدان میں سوئے۔ لیکن آج سردی کچھ کم تھی۔ مگر پھر بھی کافی تھی بازار میں ہم مسافر خانہ اور کمرہ تلاش کرنے گئے مگر کہیں کمرہ نہ تھا۔ صرف روٹی کی دکانیں تھیں۔ بعض دکانوں پر بجائے مردوں کے نوجوان خوبصورت عورتیں دکانداری کر رہی تھیں۔ یہ دکانیں بدمعاشی کے اڈے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ ان عورتوں کے لباس اور طریقہ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ بدمعاش ہیں۔ مردوں کی کشش کے لیئے یہاں رکھی گئی ہے چونکہ کہیں کمرہ نہیں ملا اس لیئے سرائے کے اصطبل میں سوئے۔

سردی سے امن رہی اور خوب نیند آئی۔ صبح نماز فجر کے بعد رات کی روٹی کھائی۔ چائے پی۔ پھر قافلہ روانہ ہو گیا۔

۱۴ میل فاصلہ پر ایک بستی ذارچ آئی۔ جہاں پانی کے چشمے اور درخت کچھ کچے مکانات ہیں۔ وہاں سے پانی چھاگلوں میں بھر لیا گیا۔ کیونکہ آئندہ پانی کی کمی ہے۔ کچھ آگے چل کر دشت لوط میں پہنچے۔ جہاں سے جاتے ہوئے بھی گذرے تھے۔ لیکن اس وقت ہم اس دشت کے اور حصے سے گذرے تھے۔ اب دوسرے حصے سے گذرے وہ راستہ تربت حیدری مشہد کا راستہ تھا۔ اور یہ کرمان وغیرہ کا راستہ ہے۔ یہاں بھی کچھ حصے میں ریت آئی۔ جس میں ایرانیوں کی ایک لاری پھنسی ہوئی تھی۔ ہماری لاریاں ٹھہریں۔ اس لاری کے نکل جانے پر حجاج نے گھاس کے پڑکاٹ کر جہاں زیادہ ریت تھی وہاں ڈالی۔ کچھ پترے واٹر ٹینک میں رکھے تھے وہ بچھائے۔ اور گاڑیاں سواریوں سے خالی کر کے ایک ایک کر کے گذاریں۔ یہ راستہ پیدل طے کیا۔ جب ساری لاریاں نکل آئیں تو پھر قافلہ نے مارچ کیا۔ کچھ دور جا کر قافلہ رکا۔ کیونکہ ایک بس کے ٹائر میں پنکچر ہو گیا۔ رائے ہوئی کہ یہاں ہی کھانا کھا لیا جائے کیونکہ رات کا سالن پکا ہوا ہے۔ خراب ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مگر یہاں پانی کا دور دور تک نام نہیں۔ سخت تکلیف کا سامنا ہے۔ واٹر ٹینک پر ہجوم ہو گیا۔ آخر فی لاری بارہ لوٹے پانی دینے کا اعلان ہوا۔ یہ پانی دے کر واٹر ٹینک روانہ ہو گیا۔ غرضیکہ آج عجیب رنگ رہا تیمم سے نماز ظہر ادا کی۔ آگے ۶۰ میل پر پانی ہے۔ اگر وہاں قافلہ روکا جاتا یہ دشواریاں نہ ہوتیں۔ مگر جو تکلیف مقدر میں ہو وہ کہاں جائے۔ تقدیر کے سامنے عقل بھی خراب ہو جاتی ہے۔ بعض حجاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ کہ خدا جب تک گھر نہ پہنچیں تب تک ہماری بھوک بند کر دے تاکہ ان غذاؤں سے بچیں۔

آج شام کے قریب بعض حجاج کو دست لگ گئے ہیں۔ چنانچہ سید رفیق حسین شاہ صاحب ولد سید فضل حسین شاہ صاحب برادر چیرمین کمیٹی کو زبردست ہیضہ ہو گیا۔ ان کی حالت خطرناک ہو گئی جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ غشی طاری ہو گئی۔ آج شام کے وقت ان کا ٹیکہ وغیرہ کیا گیا۔ جسم میں سردی پہنچائی گئی۔ اب حالت

کچھ اچھی ہے۔ قریباً تین بجے اس جگہ سے قافلہ کی روانگی ہوئی۔ پہاڑی راستہ آیا وہ ہی پرانی حالت کہ کہیں سوفٹ اوپر چڑھ جاتا اور کہیں سوفٹ نیچے اتر جاتا۔ دشت لوط سے گذر رہے ہیں۔ پانی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا۔ ۵۰ میل طے کر کے ایک چھوٹی سی کنویں ملی جس کا پانی میٹھا مگر گدلا تھا۔ حجاج اس پانی پر ایسے گرے جیسے تونس کے مارے اونٹ پانی کو لپٹ گئے۔ پہلے خوب جی بھر کر پیا۔ پھر وضو کیا۔ چھاگلیں بھریں نماز عصر پڑھی۔ اس جگہ کچھ مکانات تھے۔ اس بستی کا نام نصرت آباد ہے۔ نماز عصر پڑھ کر چل پڑے۔ ایک اور پہاڑ عبور کر کے نماز مغرب پڑھی۔ یہاں ہی چاند نظر آیا۔ چاند آج کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ قدرے باریک ہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ رات کو دس بجے زاہدان کی روشنی نظر پڑی۔ حجاج نے نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری لگائے۔ خوشی تھی کہ ایران کی سرحد پر پہنچے اور پاکستان قریب آیا۔

۲۰ ستمبر ۱۹۵۲ء یکم صفر المظفر ۱۳۷۲ھ پنج شنبہ آج رات ساڑھے دس بجے ہمارا قافلہ زہدان پہنچ گیا۔ ہم پانچ آدمی ہوٹل میں پہنچے۔ تمام ہوٹلوں میں کھانا ختم ہو چکا تھا۔ ایک ہوٹل میں کھانا ملا۔ چاول گوشت اور روسٹ تلے ہوئے انڈے۔ روٹیاں چائے خریدی بیس[۲۰] روپیہ بل ادا کیا۔ دس روپیہ صوفی محمد جمیل صاحب نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ اور باقی ہم چار آدمیوں نے کھانے سے فارغ ہو کر ہم پاکستان سفارت خانہ میں جہاں حکومت پاکستان کے سفیر صاحب رہتے ہیں پہنچے۔ سفارت خانہ کا بڑا ہال کمرہ ہمارے واسطے خالی کر دیا گیا۔ بعض حجاج اس کمرے میں سو گئے بعض برآمدہ میں کیونکہ صرف اس کمرے اتنے حجاج کی گنجائش نہیں۔ اس کمرہ میں شیخ کرم الہٰی صاحب سالار قافلہ مع اپنے رفقاء کے بھی مقیم ہیں شیخ صاحب کچھ بیمار ہیں۔ نزلہ بخار کی شکایت ہے۔ رب تعالیٰ شفا دے۔ شیخ صاحب دوپہر کو ہی زہدان پہنچ گئے تھے تا کہ پاسپورٹوں کا کام جلد ختم ہو جاوے۔ یہاں پانی کا اچھا انتظام ہے بڑا عمدہ نلکا لگا ہوا ہے۔ صبح کو نماز فجر پڑھی۔ چائے پی۔ شیخ صاحب کی کار سے ریڈیو سنا گیا۔ پتہ لگا ہے کہ پنجاب کے تین ہزار دیہات کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔ لاہور میں راوی کا پانی ڈیڑھ فٹ گھٹ گیا ہے۔ حجاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ زہدان بام سے ۲۰۲ میل فاصلہ پر ہے۔ زاہدان میں شام کو ۴ بجے تک قیام رہا۔ دوپہر کو بازار میں گئے۔ کچھ کپڑا۔ انگور گرما وغیرہ خریدے۔ یہاں گرما ½ ۳ آنہ کیلو ملا۔ بچہ شیرینی میں تمام جگہ کے گرمیوں سے بڑھ گیا ساڑھے چار بجے زہدان سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں نماز عصر پڑھی۔ اور مغرب.....

کے وقت میر جاوا پہنچ گئے میر جاوا زاہدان سے ۵۱ میل دور ہے۔ یہ ایران کی آخری حد ہے یہاں ایرانی کسٹم آفیسر اور اس کا عملہ رہتا ہے۔ آفیسر مع اہل و عیال رہتا ہے۔ بہت وسیع کمرے اور برآمدہ بنا ہوا ہے۔ آفیسر صاحب کے گھر والوں نے ہم لوگوں کے لیے بڑا ہال کمرہ خالی کر دیا۔ اور سارا برآمدہ اور باہر کے کمرے حجاج کے حوالے کر دیئے گئے۔ میر جاوا میں نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھی عشاء کے بعد کھانا کھایا۔ میر جاوا بہت چھوٹی بستی ہے۔ گوشت اور کچھ سبزیاں مل جاتی ہیں۔ باقی تمام ضروریات زندگی زاہدان سے آتی ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء ۲ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ جمعہ آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ میر جاوا سے روانہ ہوا۔ میر جاوا سے نکلتے ہی کچھ ریت ملی جس میں سے دشواری سے ہماری بسیں گذریں پھر سفید آیا۔ یہ پاکستان کی پہلی سرحد ہے۔ یہ جگہ دیکھتے ہی ہماری بس والوں نے خوشی میں نعرہ تکبیر نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اور اعلان ہوا کہ تمام ڈرائیور اب بائیں کو ٹریفک کیا کریں۔ ۲ بجے رات کو نوکنڈی پہنچ گئے تمام حجاج کو نوکنڈی کے کسٹم کی بہت فکر رہی۔ اگر یہ فکر آخرت کے کسٹم کی ہو جائے تو ہزارہا گناہوں سے بچ جاویں۔ شعر

گر وزیر از خدا بترسیدے ○ ہمچناں کز ملک ملک بجوسے

اس وقت نوکنڈی میں سخت سردی تھی۔ سرد ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ حجاج پریشانی میں ادھر ادھر گھومنے لگے۔ نوکنڈی میں کچھ کچے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اکثر حجاج نے اُن کمروں میں پناہ لی۔ ہم نے ایک کمرے میں زمین پر سو کر رات گذاری۔ صبح دیر میں آنکھ کھلی کیونکہ دیر میں سوئے تھے۔ الحمد للہ کہ وقت پر نماز جماعت سے پڑھ لی۔ نوکنڈی کے تین حاجی ہمارے قافلہ میں تھے۔ حاجی جمال خان حاجی یاراں خاں۔ حاجی شاہ محمد صاحب۔ یہ تینوں حضرات یہاں نوکنڈی میں اتر گئے۔ چار حاجی جوزک چوکی کے تھے جو شب میں اپنے مقام پر اتر گئے۔ نوکنڈی میں حاجی جمعہ خاں صاحب نے دنبہ کا ایک من گوشت حجاج کو مفت دیا جو کمپنی میں پکایا گیا۔ پوسٹ آفس کھلنے پر بہت سے حجاج گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے وطن بخیریت نوکنڈی پہنچنے کا تار دیا۔ آج صوفی جمیل صاحب نے حجاج سے فرمایا کہ دعا کرو کہ نوکنڈی میں میٹھا پانی نکلے۔ تمام کنویں کھاری ہیں۔ بیس چالیس میل تک میٹھا پانی نہیں۔ سات دن میں ایک بار میٹھا پانی ریل کے ذریعہ کوئٹہ سے آتا ہے۔ اس کی آمد پر یہاں بڑا ہجوم ہو جاتا ہے۔ ہفتہ سوموار کے دن

گاڑی کوئٹہ سے آتی ہے۔ اور بدھ کے دن کوئٹہ جاتی ہے۔ یہ پانی پختہ گڑھوں میں بھر لیا جاتا ہے۔ جو مقفل رہتا ہے۔ اور مناسب قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لیئے باقاعدہ منشی مقرر ہے۔ آج ہمارے قافلہ میں تمام حجاج نے سامان کی فہرستیں بنائیں۔ اور حکام کے حوالہ کیں کسٹم آفیسر نے بعض ڈرائیور اور ارکانِ کمپنی کی چیکنگ کی جن کے پاس سے کپڑا بہت زیادہ برآمد ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کویت کی کپڑا مارکیٹ یہاں ہی آگئی ہے۔ بعض نے بوسکی کی دو دو قمیض۔ بارہ بارہ گز کی پگڑیاں۔ دس گز کے تہبند جسم پر پہن رکھی ہیں۔ حکام اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم تو مجسم بوسکی بنے ہوئے ہو۔ یہاں سے پھٹے کپڑے پہنے گئے تھے۔ وہاں سے دولہا بن کر آئے ہو۔ غرضکہ بڑی بدنامی ہوئی۔ اور حجاج پر سختی شروع ہو گئی۔ آج دن بھر میں صرف فہرستیں طیار ہوئیں۔ اور چند خاص لوگوں کی چیکنگ ہوئی۔ سارے حجاج اپنا سامان اوتارے ہوئے پاس بیٹھے رہے اور چیکنگ کے انتظار میں رہے۔ آج اسی تار حجاج کے گئے جن سے حجاج نے اپنے اہل قرابت کو بخیریت نوکنڈی پہنچنے کی اطلاع دی۔ پوسٹ ماسٹر نوکنڈی بہت خلیق آدمی ہیں۔ راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ آج جمعہ کی نماز نوکنڈی میں ہم نے پڑھائی۔ کیونکہ یہاں کے امام مولوی عبدالحمید صاحب کسی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۳ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج رات نوکنڈی میں حجاج کی رات بہت تکلیف سے گذری کیونکہ حجاج نے کسٹم آفسران سے اجازت چاہی کہ ہمارا سامان میدان میں پھیلا ہوا ہے۔ اجازت دو کہ کسی جگہ رکھ لیں اور رات کسی محفوظ جگہ میں گذاریں۔ جہاں سردی نہ ہو۔ مگر حکام نے کچھ نہ سنا۔ بلکہ حکم دیا کہ اپنے سامان کے پاس رہو۔ ہم رات میں چیکنگ کریں گے۔ اس لیئے حجاج نے میدان میں رات گذاری۔ سردی سخت تھی۔ ہوا تیز تھی حکومت کی طرف سے حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ حجاج نے دو دو گھنٹہ کی باری سے پہرہ دیا بمشکل صبح ہوئی۔ میں نے امام صاحب کے حجرے میں آرام سے رات گذاری ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمن سلمہ نے بڑی خدمت کی۔ صبح کو سبز چائے پلائی جو بڑی خوش ذائقہ تھی۔ یہاں مسجد میں پندرہ بیس طالب علم بھی پڑھتے ہیں۔ جو پند نامہ عطار قدوری وغیرہ پڑھتے ہیں۔ آج صبح ۸ بجے حکم لاکہ ہر شخص اپنا سامان بس پر باندھے اور ہر بس علیحدہ

پوسٹ کسٹم کے دفتر پر پہنچے۔ وہاں علیحدہ چیکنگ ہوگی۔ اس حکم کے ماتحت بس ۱۲ دفتر میں گئی
مگر ۱ بجے تک اُس کی چیکنگ نہ ہوسکی اور کل میں بسیں ہیں۔ حجاج گھبرا گئے کہ اس حساب سے بیس
دنوں میں چیکنگ ہو سکے گی۔ کمپنی کے پاس پانی کا انتظام نہیں تھا۔ دوپہر کے کھانے میں بہت
دیر ہوئی۔ بہت سے حجاج نے نوکنڈی میں دکان سے روٹی کھائی۔ پراٹھے فی عدد چار آنے
گوشت فی پلیٹ ۱۲ آنے دال مسور ے کر کھائی۔ اور دوپہری بھر پریشان رہے۔ بعد نماز ظہر کمپنی
کی طرف سے نمکین چاول ملے۔ جو بعض حجاج نے کھائے۔ حجاج نے کوئٹے کو تار دیئے کہ یہاں
نوکنڈی میں پانی کی سخت تکلیف ہے۔ اور چیکنگ میں دیر لگے گی براہ مہربانی اس کا اچھا انتظام
کیا جائے۔ جواب آیا کہ تم لوگ دالبندین پہنچو۔ وہاں ہمارا کسٹم آفیسر پہنچ رہا ہے۔ وہیں چیکنگ ہو
جائے گی۔ اس پر سب خوش ہو گئے۔ اس لیئے اب دالبندین جانا ہے۔ نوکنڈی کے جانب
گندھک کا پہاڑ ہے۔ جہاں سے بہت گندھک پیدا ہوتی ہے۔ دوسری طرف لوہے کا پہاڑ
ہے۔ جہاں سے بہترین لوہا نکلتا ہے۔ ایک سمت سنگ مرمر کا پہاڑ ہے۔ نوکنڈی بہت سی
لائنوں کا جنکشن ہے۔ ایران، افغانستان، پاکستان، مکران وغیرہ تمام جگہ کو راستے نکلتے ہیں۔
شام کو چار بجے ہم کو حکم ملا کہ دالبندین چلو۔ چنانچہ ہم نے کوچ کیا کچھ کسٹم آفس پر ٹھہرنا پڑا یہاں سے
کسٹم پولیس ہمارے ہمراہ جانے والی ہے۔ انہوں نے اپنی جیپ کار کے لیئے پٹرول ہماری کمپنی
سے لیا۔ اور بہت دیر کے بعد روانگی ہوئی۔ عصر کی نماز اسی دفتر پر پڑھی گئی۔ پھر اس طرح روانگی
ہوئی کہ آفیسران ہمارے آگے اور پولیس ہمارے پیچھے۔ درمیان میں حجاج کی بسیں۔ راستہ
میں مغرب کی نماز پڑھی۔

۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۵۳ء ۴ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۳ھ یک شنبہ

آج رات کو ½ ۸ بجے ہمارا قافلہ دالبندین پہنچا۔ یہ جگہ نوکنڈی سے ۵۰ میل جانب
مشرق ہے۔ راستہ بہت اچھا ہے۔ دالبندین میں میٹھا پانی کثرت سے ہے۔ درخت بھی
بہت ہیں۔ صوفی محمد جمیل صاحب نے نوکنڈی سے کچھ نمکین پراٹھے اپنے خرچ پر بنوا لیئے تھے
جو بعض حجاج کو راستہ میں کھلائے۔ دالبندین میں ڈاک بنگلہ میں قیام ہوا۔ تمام کمرے بند تھے
حجاج کچھ تو برآمدہ میں ٹھہرے اور کچھ درختوں کے نیچے۔ اور کچھ میدان میں پڑ رہے۔ ہم کو

درخت کے نیچے جگہ ملی۔ سردی کافی تھی۔ جن کے پاس اوڑھنے کو کم تھا انہوں نے بہت تکلیف
ائی۔ کوئٹہ سے حکام کسٹم رات کو ہی دالبندین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ صبح بعض حجاج نے نماز
جد پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھی۔ بعد نماز ایک بڈھے حاجی نے بلند آواز سے کہا کہ اے حکام
ستان ہم غریب حجاج تین ماہ سے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں زمین پر سو رہے ہیں مادر اب
ی کھا رہے ہیں۔ ہم پر رحم کرو۔ ہماری بسیں جلد چیک کرو تاکہ ہم اپنے گھر جلد پہنچیں۔ تمام حجاج
ے تائید کی اور شور سا مچ گیا۔ سورج نکلتے ہی کسٹم آفیسر غلام جیلانی صاحب مع اپنے عملے کے
و سے باہر آگئے۔ ہم لوگوں کو سلام کیا۔ اور چیکنگ شروع کر دی غلام جیلانی صاحب بہت
یف آفیسر ہیں۔ انہوں نے نہایت پھرتی سے کام کیا۔ دس پندرہ منٹ میں ایک بس کی
نگ کی اور حجاج کے ساتھ نرمی اور اچھے اخلاق سے پیش آگئے۔ آج حجاج بہت ہی
ش ہیں۔ اور آفیسر مذکور کی بہت ہی تعریفیں کر رہے ہیں۔ قریباً ۱۲ بجے دوپہر تک بہت سی
سوں کو پاس کر کے باہر نکال دیا۔ بقیہ بسوں کے فارغ ہونے کی عنقریب ہی امید ہے۔ آج
ھنے میں یہ آیا کہ جن لوگوں نے مال چھپانے کی کوشش کی ان پر سختی ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اپنا
ب کچھ ظاہر کر دیا۔ ان پر بہت نرمی کی گئی۔ کمپنی کے ایک ملازم نے رضائی میں کپڑا بھر لیا تھا
ائے روئی کے۔ رضائی کھولی گئی اور ۳۰۰ روپیہ ٹیکس وصول کیا گیا بس یہ ہی آخرت
و ہوگا کہ اپنے جرم کا اقرار کرنے والا مزے میں رہے گا اور انکاری کی آفت ہو گی
چیزیں قابل عبرت ہیں۔ دالبندین میں اتنی دیر لگی کہ نماز مغرب وہاں ہی پڑھی گئی
از ظہر تو بستی میں ادا کی گئی اور نماز عصر و مغرب وہاں ہی پڑھیں جہاں بسیں کھڑی تھیں۔

۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء محرم الحرام سنہ ۱۳۷۲ھ یوم دوشنبہ

آج شب کو بعد نماز مغرب ہمارا قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ نہایت صاف
اس لیے بسیں بے تکلف تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھیں۔ کہ اچانک جانکاہ حادثہ پیش
سوء یہ کہ بس ۱۱ میں ڈرائیور کے سامنے والا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لیے ڈرائیور نے
ھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے۔ ہوا سے ڈرائیور کی آنکھوں میں پانی آگیا۔ کچھ غنودگی بھی آگئی تھی اس لیے
ی کی بس سڑک سے نیچے اتر گئی۔ جب ڈرائیور کو ہوش آیا تو اس نے سڑک پر لانے کی کوشش کی۔

جس سے بس علا ٹوٹ گئی۔ سارا قافلہ رک گیا۔ اور شور مچ گیا۔ حجاج اندر پھنسے رہ گئے۔ لوگ اوپر چڑھ گئے۔ اس بس کے حجاج کو بمشکل نکالا۔ اَلحَمدُ لِلّٰہ کسی حاجی کے چوٹ نہ آئی ایک حاجی بیہوشی کی حالت میں سفری شفاخانے میں پہنچایا گیا۔ اَلحَمدُ لِلّٰہ صبح تک وہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ بس کے صرف شیشے ٹوٹے۔ باقی بس بھی محفوظ رہی۔ سب نے مل کر سیدھا کیا۔ اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ رات کے ایک بجے قافلہ نوشکی پہنچ گیا۔ سردی سخت تھی۔ ہوا بہت ٹھنڈی چل رہی تھی۔ نوشکی اسٹیشن پر قافلہ نے قیام کیا۔ اسٹیشن کے کوارٹروں میں کچھ حاجی گھس گئے۔ اور بعض نے اسی طرح ہوا میں رات گذاری۔ صبح کو پلیٹ فارم کے پانی سے وضو کیا اور پلیٹ فارم پر ہی جماعت کی۔ کھانا کھایا۔ چائے پی اور ۷ بجے صبح قافلہ روانہ ہو گیا۔ نوشکی دالبندین سے ۱۲۲ میل جانب مشرق ہے۔ صبح دس بجے ہمارا قافلہ کوئٹہ پہنچا۔ اور اس ہی پہلی جگہ مدرسہ مطلع العلوم میں قیام کیا۔ بعض حجاج نے کوئٹہ سے قافلہ چھوڑ دیا۔ اور ریل سے اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔ کوئٹہ ۸۹ میل نوشکی سے جانب مشرق ہے۔ بعض حجاج نے نوشکی سے حکومت کو تار دے دیا تھا۔ کہ کمپنی کی بسیں سفر کے قابل نہیں اس لیئے یہاں آتے ہی کمپنی کو پولیس کا حکم پہنچا کہ پہلے گاڑیوں کی چیکنگ کراؤ۔ پھر تم کو جانے دیا جائے گا۔ چنانچہ آج قافلہ نہ جا سکا۔ پولیس نے بسوں کو گھیر لیا۔ تحقیقات کی اور جانے کی اجازت دے دی۔ آج دوپہر کو ہم لوگوں نے کھانا نمکین ہوٹل میں کھایا۔ کھانا بہت لذیذ تھا۔ اور قیمت بھی مناسب تھی۔ انگور۔ سیب۔ سردا۔ آڑو۔ اس وقت کوئٹہ میں ارزاں ہیں۔ سیب ۴ آنے سیر۔ انگور ۶ آنے سیر۔ سردا ۴ آنے سیر۔ آڑو ۸ آنے سیر عام فروخت ہو رہے ہیں۔ ہم نے بھی فروٹ گھر کے لیئے خریدا۔ حجاج کے اہل قرابت جو کوئٹہ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے حجاج کی دعوت و قیام کا انتظام کیا مگر کمپنی نے اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ قافلہ بھی جا رہا ہے کوئی حاجی اپنے اہل قرابت کے ہاں نہ جا سکا۔ چنانچہ میرے محترم دوست عبدالخالق ملتانی نے مجھے بہت تلاش کر کے پایا۔ اور اپنی دکان پر لے گئے اور بہت اصرار کیا۔ کہ آج رات ہمارے ہاں قیام کرو۔ مگر کمپنی کے اعلان سے مجبوری تھی۔ لیکن پھر کمپنی کے اس اعلان سے نہ قیام کر سکا مگر رات کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جاوے گا۔ کوئٹہ میں عام مسلمان سنی عقیدے کے ہیں۔ مگر علماء سب دیوبندی ہیں۔ اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں۔

نگرانت کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جا دے گا، کوئٹہ میں عام مسلمان سُنی عقیدے کے ہیں، مگر علماء سب دیوبندی ہیں، اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں بظاہر سُنی بنتے ہیں، یہاں ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو ۵۔۶ دنبے سجا کر جلوس کی شکل میں نکالے جاتے ہیں، پھر انہیں ذبح کرکے پلاؤ پکا کر گیارہویں شریف کی جاتی ہے، سب دیوبندی علماء فاتحہ پڑھا آتے ہیں اور کھا لیتے ہیں، اسلامی جماعت اور قادیانیوں کا بہت زور ہے کوئٹہ مدینہ منورہ سے ۲۹۱۵ میل ہے۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج رات قافلہ جانے کو تھا، مگر عبیداللہ خان کنجاہی جو قافلہ کے اسسٹنٹ ڈاکٹر ہیں، اور رفیق شاہ صاحب میں جھگڑا ہو گیا، اس لیئے قافلہ چل نہ سکا، رات وہیں گذاری اور ۷ بجے صبح کوئٹہ سے چل پڑا چند میل فاصلہ پر قافلہ رُک گیا۔ حجاج میں مشہور ہو گیا کہ قافلہ کو ٹٹہ پولیس نے روک لیا ہے، کیونکہ ڈاکٹر عبیداللہ خان نے رفیق شاہ کے خلاف رپورٹ دی ہے، رفیق شاہ روپوش ہو گئے ہیں، اس لیئے تحقیقات ہو گی، سب حجاج پریشان ہو گئے، مگر یہ خبر غلط نکلی، ۴۵ منٹ کے بعد قافلہ چل پڑا، ۱۱ بجے سبی سے گذرا مگر وہاں قیام نہیں ہوا، ۲ بجے قافلہ جھٹ پٹ پہنچا، پھر قریباً ۴ بجے جیکب آباد پہنچ کر قیام کیا، جیکب آباد کے کنارہ پر بڑا عمدہ باغ اور مسجد ہے، مسجد میں نماز ظہر با جماعت ادا کی، پھر بہت سے حجاج کھانا کھانے بازار چلے گئے، ہم نے بھی ہوٹل میں کھانا کھایا، مچھلی گوشت، گرم روٹیاں بہت مزے سے کھائیں، جیکب آباد کی سیر کی۔ اچھا شہر ہے، بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں، جب قافلہ میں واپس آئے تو دیکھا کہ اہل جیکب آباد کا میلہ لگا ہوا ہے، بڑی محبت سے یہ لوگ پیش آئے، اور اپنی بے خبری پر افسوس کرتے تھے، کہ ہمیں اس قافلہ کی اطلاع نہ ملی ورنہ ہم لوگ دعوت کرتے، پھر مسٹر عبدالعزیز صاحب نے قافلہ کو چائے پلائی، ہفتہ وار اخبار ستارہ جو جیکب آباد سے نکلتا ہے، اس کے اڈیٹر اور کچھ دیگر اخبارات کے نمائندے ملاقات کرنے آئے، اور حجاج سے راستہ کے حالات پوچھنے لگے، سب لوگ ہمیں حج اور

زیارت کی مبارک باد دیتے تھے جیکب آباد کوئٹہ سے ۱۹۱ میل فاصلہ پر جانب جنوب مشرق ہے، اس کے بعد قافلہ جیکب آباد سے روانہ ہوا اور نماز مغرب شکار پور پہنچ کر کنارہ شہر پر ادا کی، پھر شکارپور میں سے ہوتے ہوئے سکھر کو روانہ ہو گئے، شکارپور اچھی مگر معمولی بستی ہے، اور جیکب آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے، شکارپور سے قافلہ بعد مغرب چل پڑا، اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھر پہنچ گیا، سکھر میں قافلہ کو شہر والوں نے گھیر لیا، مبارک باد دی، ہماری بسیں شہر میں ٹھہریں، پٹرول بھر دیا حجاج نے سکھر کے بسکٹ وغیرہ خریدے، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر کر آگے بڑھے، اور دریائے سندھ کے پل سے گذرتے ہوئے کنارہ پر ڈیرہ ڈال دیا، اللہ کی شان ہے کہ ایران اور کوئٹہ میں سردی تھی، مگر جیکب آباد میں پسینہ آرہا تھا۔ اور سکھر میں کھلے میدان میں چادر اوڑھ کر سوئے، یہاں موسم نہایت خوشگوار تھا، حجاج وطن کی خوشی میں پھولے نہ سماتے تھے، سکھر کوئٹہ سے ۲۵۷ میل ہے، جیکب آباد میں چاول بہت پیدا ہوتا ہے۔ تاحد نظر وہاں نظر آتا ہے، سکھر میں موسم خوشگوار تھا۔

۶ر اکتوبر ۱۹۵۲ء صفر المظفر ۱۳۷۲ھ چہار شنبہ

آج صبح صادق کے وقت کوچ کا اعلان ہو گیا، نماز فجر پڑھی، چائے پی اور قافلہ سکھر سے روانہ ہو گیا، راستہ بہت اچھا تھا، اچھا سفر ہوا، دس بجے سے پہلے صادق آباد ریاست بہاولپور میں پہنچ گئے، کچھ وہاں ٹھہرے اور چل دیئے، رحیم یار خاں، بہاولپور سمہ سٹہ وغیرہ تمام چھوڑتے ہوئے چلے گئے، ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً چل دیئے، ڈیڑھ پنج ند پہنچے، جاتے ہوئے بھی یہ جگہ راستہ میں آئی تھی، مگر شب کی وجہ سے سیر نہ ہو سکی تھی، آج دن میں یہاں پہنچے، خوب سیر کی یہ جگہ سکھر سے ۱۹۶ میل فاصلہ پر ہے، یہاں پانچ دریا ملتے ہیں، ستلج، بیاس، راوی، چناب، جہلم، یہاں سے دو نہریں نکالی گئی ہیں، اور زبردست ہیڈ بنا ہوا ہے، دو طرف سبزہ زار اور درخت ہیں بہت ہی دل کش نظارہ ہے، پولیس کا اچھا انتظام ہے یہ پانچوں ندیاں مل کر بہت پانی ہو گیا ہے، ایک طرف نلکہ لگا ہوا ہے، جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور میٹھا

ہے بڑا زبردست پل بنا ہوا ہے، پل پر لائن بچھی ہے جس پر چھوٹی سی ٹرالی چلتی ہے، حجاج نے یہاں کی خوب سیر کی پل میں سیڑھیاں لگی ہیں، جس کے ذریعہ پانی تک پہنچا جا سکتا ہے کئی احباب نے نیچے اتر کر پانی پر پہنچ کر وضو کیا، یہاں ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بھی بنی ہے، جو آباد ہے، وہاں نماز ظہر ادا کی گئی، اور قافلہ چل پڑا، کچھ میل طے کرنے پر ایک بس کا پنکچر ہو گیا، اور تمام قافلہ رک گیا۔ یہاں پنج ند کا بہت اونچا اور چوڑا بند ہے، نیچے برابر میں پختہ سڑک ہے، دو رویہ گھنے درختوں کی قطار ہے، جن کی شاخیں ایسی آپس میں ملی ہیں، کہ سڑک پر دھوپ نہیں آتی، کئی میل تک یہ قطار ہے خوشنما منظر ہے، آدھ گھنٹہ کے بعد قافلہ یہاں سے چلا، راستہ میں چناب کا پل آیا، جس پر ریل بھی چلتی ہے، اور سواریاں بھی، اسی جگہ نماز عصر پڑھی، پھر ۳۰ میل پر خان گڈھ، وہاں سے ۵۸ میل پر مظفر گڈھ سے گذرے، خان گڈھ اور مظفر گڈھ کے لوگ دو رویہ قطاریں بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ جو نعرہ تکبیر اور مبارک باد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ مغرب کے وقت ہمارا قافلہ ملتان پہنچا۔ یہاں کھانے کا انتظام اہل ملتان نے کیا تھا۔ بہت پر تکلف دعوت کی۔ دنبہ اور بکرے کا گوشت پلاؤ، زردہ۔ حجاج کی خدمت میں پیش کیا ملتان میں مولانا سید مسعود علی صاحب صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم سے ملاقات ہوئی۔ پھر کھانے کے بعد مولانا غلام ربانی مع اپنے رفقاء کے ملنے آئے۔ ہار پھول گلوں میں ڈالے۔ حاجی عبد الغفار صاحب فاضل انوار العلوم ملتان بھی تشریف لائے یہ ہم کو مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ ہم سے پیچھے جہاز سے چلے تھے اور ۲۰ ستمبر کو ملتان پہنچ گئے تھے۔ ان کے ذریعہ حضرت مولانا الحاج علی حسین صاحب مدنی نے مدینہ منورہ سے اپنی تصنیف شدہ تین کتابیں ہمارے واسطے بھیجی تھیں۔ مولانا عبد الغفار صاحب نے وہ کتابیں مرحمت کیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ حضرت مولانا الحاج سید ابوالنجم مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ، سے ملاقات کی تمنا تھی۔ مگر وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ملتان کے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری کا موقعہ نہ ملا وہاں سے ہی فاتحہ پڑھ لی۔

۷، اکتوبر ۱۹۵۴ء ۸ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ پنج شنبہ

آج شب کو ملتان پہنچنے پر پتہ لگا کہ لاہور کی سڑک براہ خانیوال پر سیلاب کا پانی آگیا ہے ٹریفک اور ریل سب بند ہے دوسرا راستہ وہاڑی بورے والا سے ہو کر گذرتا ہے وہ اب تک کھلا تھا۔ مگر اس پر بھی پانی آرہا ہے، بارہ بجے رات تک یہ سڑک بھی بند ہو جاویگی، اور اس خبر سے سب کو پریشانی ہو گئی، اور طے یہ ہوا کہ ابھی قافلہ روانہ ہو جائے اور بوریوار راستہ پر چل دیئے، ۴۲ میل چل کر موضع وہاڑی پر قیام کیا، بارہ بجے شب کو یہاں پہنچے اور رات بسر کر کے لب سڑک سور ہے، حجاج کے دلوں پر بہت خوف تھا، مگر اللہ کے فضل سے کہیں پانی نہیں ملا، البتہ راستہ میں ہر جگہ پولیس کے حفاظتی دستے مقرر ہیں، جو نگرانی کر رہے ہیں، ملتان سکھر سے ۲۷۶ میل جانب جنوب مشرق ہے اور ملتان سے مدینہ منورہ کا فاصلہ اس راستہ سے ۲۴۴۳ میل ہے، ملتان میں آکر معلوم ہوا کہ سیلاب کا خطرہ بڑھ رہا ہے، ملتان سے دس میل فاصلہ پر کوئی عظیم الشان بند ہے، بند کیا ہے ایک قلعہ ہے، اس کی حفاظت کے لیے تمام پولیس فوج اور شہر کی تمام بسیں مقرر ہیں سیمنٹ ریتہ کی بوریاں پتھر اس بند پر ڈال رہے ہیں، شہر کے آس پاس کے گاؤں خالی کرائے جا رہے ہیں، صرف لاہور کا راستہ براہ لودھراں دیناپور کھلا ہے، باقی ہر طرف سے راستے بند ہو چکے ہیں، ریلیں بند ہیں بہت پریشانی ہے، ہمارے قافلہ کی تین بسیں ۱ ۲ ۳ جن میں لائلپور کے حجاج تھے، وہ ملتان سے براستہ مظفر گڈھ جھنگ روانہ ہو گئیں، اور ہم لوگ ادھر لاہور چل دیئے، گویا ملتان سے ہمارے قافلہ کے دو حصے ہو گئے ہیں، تین بسیں لائلپور کو گئیں باقی لاہور کو صبح کو نماز فجر جماعت سے ادا کی اور چائے پی کر پونے سات بجے وہاڑی سے چل دیئے، راستہ میں بہت سی بستیاں ہیں، جیسے بورے والا عارف والا، عارف والا سے ۲۷ میل سفر کر کے ۹ بجے منٹگمری پہنچے، منٹگمری ملتان سے اس راستہ سے ۱۳۲ میل ہے، اگر ہم خانیوال کے راستہ سے آتے تو فاصلہ کچھ کم ہوتا، پونے دس بجے اوکاڑہ اور ساڑھے دس بجے رینالہ خورد پہنچے مگر ان مقامات پر قیام نہیں کیا، صرف گذر گئے، راستہ میں رب تعالیٰ کے فضل و کرم

سے پانی نہیں، خشک راستہ تھا، البتہ بھائی پھیرو کے پاس کچھ پانی تھا اور سڑک پر بھی پانی تھا، جسے آسانی سے عبور کر لیا، ½ ۲ بجے دوپہر کو ہمارا قافلہ لاہور پہنچا، اسٹیشن کے پاس امریس روڈ پر قیام ہوا، اس جگہ مسلمانوں کا بڑا ہجوم تھا، شہر کے لوگ اور حجاج کے اہل قرابت راولپنڈی، گجرات، جلال پور وغیرہ دیگر مقامات کے آئے ہوئے تھے، یہ لوگ قافلہ کے انتظار میں کئی روز پہلے سے لاہور آ گئے تھے، ہار پھولوں کے ڈھیر تھے، یہاں آتے ہی اعلان ہوا کہ کھانا تیار ہے، حجاج کھائیں، الحاج بابو نور احمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام تھا، بہترین بریانی حجاج کو کھلائی، حاجی نور احمد صاحب ہمارے قافلہ میں حج کو گئے تھے، مگر مدینہ منورہ میں ہم سے جدا ہو کر بحری جہاز سے واپس آئے، ہم سے بہت پہلے لاہور پہنچ چکے تھے، یہ کھانا انہوں نے ہی دیا، کھانا کھا کر ہم حضرت قبلہ مولانا الحاج ابو البرکات سید احمد صاحب دام ظلہم کے دولت خانہ پر ملاقات کے لیے گئے، حضرت ممدوح بہت ہی کرم سے پیش آئے، وہاں ہی نماز ظہر پڑھی، غسل کیا، پھر نماز عصر ادا کی، حضرت مولانا ابو البرکات دام ظلہم کے دولت کدہ پر حضرت مولانا امین الدین صاحب بدایونی سے ملاقات ہو گئی، آپ کاموکی سے تشریف لائے ہوئے تھے، بہت خوشی حاصل ہوئی، عصر کی نماز پڑھ کر ہم حضرت الحاج ابو البرکات زید مجدہم کے ہمراہ حضرت خواجہ داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری دی وہاں فاتحہ پڑھی، نماز مغرب کے قریب حضرت الحاج میاں محمد صاحب اور مولوی الحاج غلام رسول صاحب سجادہ نشینان داتا صاحب سے ملاقات ہوئی، بہت ہی کرم سے پیش آئے، نماز مغرب تیار تھی، مجھے اصرار سے حکم دیا گیا کہ نماز تم پڑھاؤ، آج جمعرات تھی، دربار شریف میں زائرین کا بڑا ہجوم تھا، قریباً دس صفیں نمازیوں کی تھیں، زائرین سے بازار بھرا ہوا تھا، نماز کے بعد تمام حاضرین نے بڑی محبت سے معانقہ کیا گلے ملے، ان حضرات کی محبت یاد رہے گی، نماز عشاء یہاں ہی پڑھی، نماز کے بعد میو ہسپتال گئے، وہاں عزیز محمد اشرف ولد حاجی فضل الٰہی مرحوم کو دیکھا، وہ بیمار ہیں، اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں، رب تعالٰی شفاء بخشے، میو ہسپتال سے سیدھے اپنے کیمپ میں آ گئے، عزیز گرامی حاجی حافظ

رحمت اللہ سلمہ گجرات سے آئے ہوئے تھے، وہ بھی داتا صاحب کے دربار میں ملے معلوم ہوا کہ دوپہر کے آئے ہوئے ہیں، اور ریڈیو سے قافلہ کی آمد کی اطلاع سن کر ہم سے ملنے بلکہ لینے آئے ہیں، لاہور ملتان سے راستہ پر ۲۱۴ میل ہے، اور کاؤ فاصلہ مدینہ منورہ سے اس راستہ پر ۲۶۸۲ میل ہے،

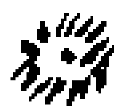
۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۹ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج رات ہم نے لاہور اسٹیشن پر ایمپریس روڈ پر اپنے کیمپ میں آرام کیا پونے چار بجے بیدار ہوئے، بعض حجاج نے نماز تہجد ادا کی، صبح ہونے پر نماز فجر با جماعت کیمپ میں ہی ادا کی، بعض نماز حجاج کو روانگی کی بہت جلدی تھی، لیکن کمپنی نے روانگی میں کچھ توقف کیا سات بجے صبح کو لاہور سے قافلہ روانہ ہوا، درمیان میں جہاں سے قافلہ گذرتا تھا، لوگ دو رویہ صف بستہ کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر نعرہ رسالت، مبارک مبارک کے شور سے فضا میں گونج پیدا کرتے تھے، گوجرانوالہ ۹ بجے قافلہ پہنچا، وہاں بہت خلقت ہار پھول لیئے ہوئے موجود تھی، پندرہ منٹ قافلہ نے گوجرانوالہ میں قیام کیا، جو حاجی وہاں اترنے والے تھے، وہاں ہی اتر گئے، سوا نو بجے قافلہ گوجرانوالہ سے روانہ ہوا، کچھ دیر وزیر آباد میں قیام کر کے دس بج کر بیس منٹ پر قافلہ گجرات پہنچا، گجرات کے لوگ پہلے سے ہی رنگ برنگے، ہار پھول لئے ہوئے لب سڑک چشم براہ کھڑے تھے، تمام بسیں سیدھی راولپنڈی چلی گئیں، کیونکہ ان میں گجرات کے حجاج نہ تھے، صرف بس نمبر ۱ اور ۹ اور ۱۰ اور ایک دو اور بسیں یہاں رکیں، ہجوم نے حجاج کی بسوں کو گھیر لیا ملنے ملانے میں بہت وقت صرف ہوا پھر سامان اتارا گیا، برخوردار محمد میاں سلمہٗ اپنا تانگہ لیئے پہلے ہی سے کھڑے تھے، ان کے تانگہ میں بیٹھ کر ساڑھے ۱۱ بجے بخیریت تمام گھر پہنچے، الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ محترم دوستوں کا تانتا بندھ گیا، ہر ایک دعا کراتا تھا، سب سے پہلے محلہ کی مسجد میں نفل شکرانہ ادا کئے، پھر گھر میں داخل ہوئے، جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا، غسل کیا، لباس تبدیل کیا، اور جامع مسجد چوک پاکستان میں پہنچے، آج نمازیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا تمام لوگ حالاتِ سفر سننے کے لیئے

تشریف لائے تھے، اس علاقہ میں پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا کہ اس سفر میں مشکلات درپیش آئیں مگر ہم نے عرض کیا کہ دیدار یار مشکلوں کا سمندر طے کر کے ہی نصیب ہوتا ہے، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ ہمارا سفر ۲ جون ۱۹۵۲ء کو شروع ہوا اور آٹھ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ختم ہوا، کل سوا چار مہینے سفر رہا اور گجرات سے گجرات تک تو ہزار دو میل سفر ہوا، مدینہ منورہ گجرات سے اس راستہ سے ۴۲۷۵ میل جانب شمال مغرب ہے،

تتمہ: اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں، ایک یہ کہ دراز سفر یہاں گجرات سے مدینہ منورہ تک ایک اینچ زمین کسی غیر مسلم کی نہ آئی، تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ملیں، پاکستان کے بعد ایران پھر عراق پھر کویت پھر نجد پھر حجاز، یہ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ رب تعالٰے برکتیں دے دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں ہندو سکھ آباد ہیں، خوب کاروبار کرتے ہیں، چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فرم رام جی مول چند کی ہے، مگر ان غیر مسلموں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں یا اسلامی ملک میں، بڑی امن وعافیت، آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں، مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں، کوئی سال بلکہ مہینہ خالی نہیں جاتا کہ جب کسی نہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کا بے دریغ قتل نہ ہوتا ہو بھارت کو عبرت چاہیئے ۔

احمد یار خاں خطیب جامعہ مسجد غوثیہ
گجرات پاکستان
۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ جمعہ



(حج و عمرہ)

حج دو ہیں، ایک بڑا حج جسے حج کہتے ہیں اور ایک چھوٹا حج، جسے عمرہ کہتے ہیں، حج و عمرے میں فرق یہ ہے کہ حج صرف بقر عید کے مہینے میں ہو سکتا ہے، وہ بھی خاص تاریخوں میں، اور عمرہ جب چاہو تب کر لو، نیز حج میں دو رکن ہیں، یعنی طواف زیارت اور عرفات میں ٹھہرنا، اور عمرہ کا صرف ایک رکن ہے، یعنی طواف، حج تین قسم کا ہے، قران افراد، تمتع، حج و عمرہ ملا کے کرنا، اس طرح کہ دونوں کا احرام بیک وقت باندھا جائے قرآن کہلاتا ہے اور صرف حج کرنا افراد ہے، اور حج و عمرہ علیحدہ علیحدہ احراموں سے کرنا تمتع ہے، سب سے افضل قران ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا تھا، پھر تمتع کہ اس میں دو عبادتیں کی جاتی ہیں، پھر افراد، جس مسلمان بھائی کو خدا یہ نعمت نصیب کرے وُہ قران ہی کرے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے، اگرچہ عام طور پر تمتع ہی کیا جاتا ہے، اس لیئے ہم تمتع ہی کا طریقہ عرض کرتے ہیں، بغور مطالعہ فرمائیں اور اس کے مطابق حج کریں، اور مجھ گناہ گار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں،

(حج کرنے کا طریقہ)

حج میں تین فرض ہیں، ایک شرط یعنی احرام اور دو رکن یعنی طواف زیارت اور عرفات میں ٹھہرنا جسے وقوف کہتے ہیں، طریقہ حج کرنے کا یہ ہے، کہ سمندر میں کامران سے نکلنے کے بعد ایک مقام آتا ہے یلملم یہ ایک پہاڑی ہے، یمن کے علاقے میں سے ہے، یہ ہم پاکستانی و ہندوستانی حاجیوں کا میقات ہے، جہاں حاجی کو احرام باندھنا فرض ہے، جب جہاز اس پہاڑ کے مقابل گذرتا ہے، تو سیٹی دیتا ہے، اس وقت تمام حجاج احرام باندھتے ہیں، مگر بعض لوگ کامران سے نکل کر ہی احرام باندھ لیتے ہیں، طریقہ یہ ہے کہ اولاً بطریق سنت غسل کرے، پھر بغیر سلے دو کپڑے پہنے، ایک تہبند اور ایک چادر اس طرح کہ سر و منہ کھلا رہے، جوتا ایسا پہنے جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی کھلی رہے

یعنی ایسا بوٹ نہ پہنے جس میں یہ ہڈی ڈھک جاتی ہو، خوشبو ملے، سُرمہ لگائے، داڑھی اور بالوں میں کنگھا کرے، دو رکعت نماز نفل ادا کرے، جس کی نیت یہ ہے، نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز نفل نماز احرام واسطے اللہ کے، منہ طرف کعبے شریف کے اللہ اکبر، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ بعد قل یا ایھا الکافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد، کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سورتیں پڑھی ہیں، اور اگر یہ یاد نہ ہوں تو جو سورۃ چاہے پڑھ لے، مگر خیال رکھے کہ مکروہ اوقات میں نفل نہ پڑھے یعنی فجر کے بعد سے آفتاب بلند ہونے تک عصر کے بعد سے مغرب پڑھنے تک، اور بیچ دوپہر کی میں، جب نفل پڑھ چکے سو دعا مانگے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ	الٰہی میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مجھے آسان فرما، اور قبول کر،

پھر اس کے بعد تلبیہ یہ ہے،

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ	الٰہی میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں تیری ہی تعریف ہے تیری ہی نعمت ہے تیرا ہی ملک ہے، تیرا کوئی ساجھی نہیں،

یہ تلبیہ کہتے ہی عمرے کا احرام بندھ گیا، اب وہ تمام پابندیاں اُس پر لازم ہو گئیں جو محرم پر ہوتی ہیں، یعنی سر یا منہ نہیں ڈھک سکتا، سلا کپڑا نہیں پہن سکتا، بیوی سے صحبت بلکہ صحبت کی بات چیت بھی نہیں کر سکتا، جسم کا کوئی بال یا ناخون نہیں اکھیڑ سکتا، خشکی کا شکار نہیں کر سکتا، ہتھے کہ کھٹمل اور جوں نہیں مار سکتا، اب وقتاً فوقتاً بلند آواز سے تلبیہ کہتا رہے، خصوصاً صبح کے وقت، سو کر اُٹھتے وقت بلندی پر چڑھتے پستی میں اُترتے وقت، قافلوں سے ملتے وقت نمازوں کے بعد، سواری سے اترتے اور چڑھتے وقت، ان کے علاوہ اوقات میں بھی، جب مکہ معظمہ پہنچے تو بہتر یہ ہے کہ ثنیہ علیا یعنی کداء سے داخل ہو (یہ مکہ مکرمہ کا ایک راستہ ہے)، اور اگر ہو سکے وغسل کرلے، مکہ معظمہ پہنچ کر اپنے سامان وغیرہ کا انتظام کر کے جہاں تک ہو سکے جلد

مسجد حرام شریف میں تلبیہ کہتا ہوا داخل ہو، اگر بن پڑے تو باب بنی شیبہ سے داخل ہو نگاہیں نیچی ہوں، چہرے پر خوف کے آثار ہوں، دل خوف خدا سے کانپ رہا ہو، پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھے اور کہے

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلٰوۃٌ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ ۔ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا	اللہ کے نام سے شروع، سب تعریفیں اللہ کی ہیں، اور درود و سلام ہو رسول اللہ پر الٰہی میرے لیئے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے اور مجھے رحمت میں داخل فرما،

جب کعبہ معظمہ پر پہلی نظر پڑے تو دعائیں مانگے، یہ وقت بہت قبولیت کا ہے، اُس وقت دعا میں غفلت نہ کرے، کہ یہ موقعہ بار بار نہیں آتا، پھر کعبے معظمہ کی طرف بڑھے، سب سے پہلے سنگ اسود پر آئے، اس کی طرف منہ کرے اور نماز کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر کہے اللہ اکبر اور پھر سنگ اسود کو چومے، اگر بھیڑ کی وجہ سے لب وہاں نہ پہنچ سکیں، تو ہاتھ یا چھڑی سنگ اسود سے لگا کر اسے بوسہ دے لے، اگر یہ بھی ناممکن ہو، ہجوم زیادہ ہو تو سنگ اسود کی طرف دو ہتھیلیاں کر کے انہیں ہی چوم لے۔ اور اس وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَھِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو مہربان رحمت والا ہے۔ الٰہی میرے گناہ بخش دے میرے دل کو پاک کر دے، میرا سینہ کھول دے میرا کام آسان کر دے مجھے امن و عافیت دے ان کی جماعت میں جنہیں تو نے عافیت دی

خیال رہے کہ اس وقت مسجد شریف میں اضطباع کئے ہوئے داخل ہو۔ اضطباع یہ ہے جو کہ احرام کی چادر اوڑھے ہوئے ہے اسے بائیں کندھے پر ڈالے اور بائیں بغل سے نکال لے اس طرح کہ بایاں کندھا ڈھکا رہے اور دایاں کندھا کھلا۔ پھر طواف میں مشغول ہو جائے۔ اس طرح کہ سنگ اسود سے کعبے کے اردگرد چکر شروع کرے اور سنگ اسود پر ہی ختم کرے۔ یہ ایک چکر ہوا۔ ایسے سات چکر کرے۔ ہر مرتبہ سنگ اسود اور رکن یمانی کو چومتا جائے اس

طواف میں پہلے تین چکروں میں رمل کرے، اور آخر تین چکروں میں معمولی رفتار پر چلے، رمل یہ ہے کہ سینہ نکال کر کندھے ہلاتا ہوا پہلوانوں کی طرح اکڑتا ہوا چلے، خیال رہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہے، اس میں اضطباع اور رمل دونوں ہیں، (عالمگیری) طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آئے اور وہاں دو رکعت نفل طواف کی پڑھے، پہلی میں یاایّها الکافِرُون دوسری میں قل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد شریف میں جہاں چاہے پڑھ لے، بعد میں کوئی دعا مانگے، پھر چاہ زمزم پر جائے زمزم پیئے، ہو سکے تو کچھ چھینٹے اپنے سینے پر بھی دے، اور اس وقت یہ دعا مانگے،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ	الٰہی میں تجھ سے وسیع رزق نافع علم ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں،

پھر سنگِ اسود پر آئے، اسے بوسہ دے، ہو سکے تو ملتزم سے پیٹے، ملتزم دیوار کعبہ کا وہ حصہ ہے جو سنگ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان ہے، پھر صفا مروہ کی سعی کے لیے نکل جائے، بہتر یہ ہے کہ باب الصفا سے نکلے، صفا پہاڑ پر تین چار سیڑھیاں چڑھ کر کعبے کو منہ کر کے دعائیں مانگے، حمد الٰہی کرے، حضور پر درود شریف پڑھے، پھر نیچے اترے اور مروے کی طرف آہستہ چلے، جب ہرے ستون کے مقابل پہنچے تو دوڑ لگائے، یہاں تک کہ دوسرا ہرا ستون آجائے، یہ دونوں ستون مسجد حرام شریف کی دیوار میں نصب ہیں دوسرے ستون پر پہنچ کر پھر آہستہ چلے، یہاں تک کہ مروہ پہاڑ پر پہنچ جائے، وہاں بھی چند سیڑھیاں چڑھ کر کعبے کو منہ کر کے حمد و صلوٰۃ پڑھے اور دعائیں مانگے، یہ سعی کا ایک چکر ہوا، ایسے سات چکر کرے اور ہر چکر میں دونوں ستونوں کے درمیان دوڑ لگاتا رہے اور باقی راستہ آہستہ طے کرے، صفا سے شروع کرے مروے پر ختم کرے، اس چکر کا نام سعی ہے، یہ عمرہ ہو گیا، اس کے بعد احرام کھول دے، اس طرح کہ سر منڈائے اور سلے کپڑے پہن لے اور مکہ مکرمہ میں رہے، خدا توفیق دے تو وقتاً فوقتاً طواف کعبہ کرتا رہے ہر طواف کے بعد دو نفل نماز طواف کے ضرور پڑھا کرے مگر یہ نفل اوقات مکروہ میں نہ پڑھے، اگر کبھی عصر کے بعد طوافوں کا اتفاق ہو تو ان تمام کی نفلیں بعد مغرب پڑھے، بہتر یہ ہے کہ ہر طواف کے نفل اس کے ساتھ ہی پڑھ لیے جائیں، بلا ضرورت چند طوافوں بے نفل

اکٹھے پڑھنا مناسب نہیں، (فتاویٰ عالمگیری) پھر ساتویں ذیقعدہ کو مسجد حرم شریف سے یا مکہ معظمہ میں جہاں ٹھہرا ہوا ہو، وہاں سے ہی حج کا احرام باندھے، غسل کرے، بغیر سلے کپڑے پہنے عطر ملے، داڑھی اور سر میں کنگھا کرے، احرام کے دو نفل پڑھے اور نفل میں نیت کا یہ کلمہ کہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ	الٰہی میں حج کرنا چاہتا ہوں، تو اسے مجھ پر آسان کر، اور قبول فرمالے

پھر تلبیہ کہے، لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ، آج حرم شریف میں امام حج کا خطبہ دے گا، جس میں حج کے احکام بتائے گا، ہو سکے تو وہ خطبہ ضرور سن لے، حج میں کل تین خطبے ہوتے ہیں، ساتویں ذیقعدہ کو حرم شریف میں، نویں کو عرفات میں گیارہویں کو منیٰ میں، ساتویں اور گیارہویں کا خطبہ زوال کے بعد ہی مگر نماز ظہر سے پہلے، پھر آج ہی دن یا رات میں طواف قدوم کرے، جو حج کا پہلا طواف ہے، کہ اضطباع اور رمل کے ساتھ کعبے کا طواف کرے، پھر صفا مروہ کی سعی جیسا کہ عمرے میں کیا تھا، پھر آٹھ تاریخ کو آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائے، تلبیہ کہتا رہے، منیٰ پہنچ کر پانچ نمازیں وہاں ادا کرے، نویں تاریخ کی فجر منیٰ میں پڑھ کر عرفات کو روانہ ہو جائے، عرفات میں جہاں جگہ ملے ٹھہر جائے، کوشش کرے کہ جبل رحمت کے پاس ٹھہرے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہرے تھے، راستوں میں قیام نہ کرے، کہ اس میں گذرنے والوں کو تکلیف ہو گی، خیال رہے کہ عرفات کے راستے میں مزدلفہ بھی پڑتا ہے، مگر آتے ہوئے وہاں قیام نہ کرے، بلکہ سیدھا عرفات پہنچ جائے، اگر ہو سکے تو بعد زوال غسل کر لے، اگر خدا نصیب کرے اور مسجد نمرہ میں جماعت کے ساتھ نماز ظہر میسر ہو جائے تو سبحان اللہ وہاں آج ایک ہی وقت میں ایک اذان اور دو تکبیروں سے ظہر و عصر دونوں نمازیں ادا ہوں گی، اگر جماعت میسر ہو تو یہ بھی دو نمازیں جمع کرے، اگر اپنے ڈیرے پر ہی پڑھے، خواہ اکیلے خواہ اپنی جماعت کر کے تو یہ دونوں جمع نہیں کر سکتا، بلکہ ظہر اپنے وقت میں پڑھے گا عصر اپنے وقت میں بعد نماز مسجد سے لوٹ آئے، اگر ہو سکے تو جبل رحمت کے پاس کھڑے ہو کر ورنہ اپنے ڈیرے ہی میں تسبیح تکبیر درود شریف دعائیں، ذکر اللہ کرتا رہے، آج کی دعاؤں میں تیسرا اور چوتھا کلمہ زیادہ پڑھے، غروب آفتاب تک عرفات میں ہی ٹھہرا رہے، آفتاب ڈوبتے

کے بعد بغیر مغرب پڑھے ہوئے واپس منٰی کی طرف لوٹے، راستہ میں مزدلفہ میں ٹھہر جائے۔
یہ سفر نہایت آہستگی سے ہو، تاکہ کسی کو چوٹ نہ لگے، مزدلفے پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب
اور عشاء دونوں نمازیں۔ جمع کر کے پڑھے، خواہ جماعت سے پڑھے یا اکیلے، بہر حال جمع کرے،
اِن نمازوں کی جماعت امام ایک اذان اور تکبیر سے کرائے گا، مزدلفے سے ہی جمروں کی رمی کرنے
کے لیئے کنکر چن لے جو چنے کے برابر ہوں، کم از کم انچاس کنکرے، جن سے منیٰ میں جمروں کی رمی
کرے گا، پھر سو جائے، بہتر یہ ہے کہ آج رات نوافل تلاوت اور دیگر افکار میں گذارے، اور دعائیں
مانگتا رہے کوشش کرے کہ قیام قزح پہاڑ کے پاس ہو جب آفتاب نکلنے کے قریب ہو تو
مزدلفے سے منیٰ کو روانہ ہو جائے منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبٰے پر پہنچے، جسے آج کل بڑا شیطان
کہتے ہیں، اور اس جمرے کو سات کنکر اس طرح مارے کہ بطن وادی میں کھڑا ہو اور ایک ایک کر کے
کنکر پھینکے، اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جائے، یہ رمی زوال سے پہلے کرتے، رمی کے بعد یہاں بالکل
نہ ٹھہرے، بلکہ حج کے کاموں میں مشغول ہو جائے کہ پہلے قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر مکہ معظمہ
روانہ ہو جائے، اور کعبہ معظمہ کا طواف کرے اسے طواف زیارت کہتے ہیں، یہ طواف حج میں
فرض ہے، اُس کا وقت بارہویں بقر عید کی شام تک ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ آج دسویں ہی کر لے کہ نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت دسویں تاریخ کو ہی کیا تھا، یہ ترتیب یاد رکھو کہ آج کے
دن میں پہلے جمرہ عقبٰے کی رمی ہے پھر قربانی پھر سر منڈانا مع ناخن کٹوانے کے پھر طواف زیارت
حجاج کو بقر عید کی نماز نہیں، پھر منیٰ کو لوٹ آئے، اس طواف میں رمل اضطباع اور اس کے
بعد سعی نہیں کہ یہ سب کام طواف قدوم میں کر چکا، بارہ تاریخ تک منٰے میں ہی قیام کرے گیارہوں
تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمروں کو جنہیں آج کل تین شیطان کہا جاتا ہے سات سات
کنکر مارے، اس طرح کہ پہلے جمرہ اولے کو پھر جمرہ وسطے کو پھر جمرہ عقبٰے کو پہلے دو جمروں کی رمی
کر کے دونوں مقامات پر دیر تک ٹھہرے، اور دعائیں مانگے، مگر جمرہ عقبٰے کی رمی کر کے
بعد وہاں ٹھہرے، نہ دعائیں مانگے گا، بلکہ فارغ ہوتے ہی اپنے ڈیرے پر آجائے، پھر
بارہویں تاریخ کو بھی بعد زوال انھیں تینوں جمروں کی اسی ترتیب سے رمی کرے اور آج
بارہویں کو رات سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آجائے، اگر تیرہویں شب بھی منٰے میں

گذاری تواب تیرہویں تاریخ کو بھی تینوں جمروں کی رمی کر کے مکہ معظمہ جائیے گا، خوب خیال رکھو کہ دسویں بقرعید کی رمی زوال سے پہلے ہے، اور گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال کے بعد، خبردار خبردار یہ دونوں رمی زوال سے پہلے ہرگز ہرگز نہ کرنا، بہت سے بے خبر لوگ بارہویں کی رمی زوال سے پہلے ہی کر کے مکہ معظمہ بھاگ جاتے ہیں، محض آسانی کے لیئے جلدی کرتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا، حج عمر میں ایک دو بار ہی نصیب ہوتا ہے، کوشش کرو کہ سارے فرائض واجبات، سنتیں، مستحبات ادا کرلو، لیجئے ارکان حج پورے ہو گئے، اب جب تک مکہ مکرمہ میں رہو، طواف کرتے رہو، کہ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے، ہوسکے تو اپنے ماں باپ اور اپنے عزیزوں کی طرف سے بھی طواف کرو، بعض حضرات مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں، عمرے کرتے رہتے ہیں یہ بہت بہتر ہے، ان عمروں کا طریقہ یہ ہے کہ حدود حرم سے باہر جاؤ بہتر یہ ہے کہ مقام تنعیم میں جاؤ، وہاں مسجد عائشہ سے احرام باندھو، کیونکہ ام المومنین، حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرۂ قضا میں یہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا تھا، پھر مکہ معظمہ آکر خانہ کعبہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کرو پھر سر منڈالو، اگر دن میں کئی عمرے کیئے یا روزانہ ایک عمرہ کیا، تب بھی ہر عمرے کے بعد استرا سر پر پھرانا ہی پڑے گا، اگرچہ سر پر بال نہ ہوں۔

عورتوں کے مسائل حج

عورتیں مردوں کی طرح حج و عمرے کے تمام ارکان ادا کریں گی مگر چند چیزوں میں فرق ہوگا، ع۱ اگر احرام کے وقت عورت نماز کے قابل نہیں، تو وہ احرام کے نفل نہ پڑھے، بلکہ بغیر نفل پڑھے غسل کر کے احرام باندھ لے ع۲ عورت بحالت احرام بغیر سلے کپڑے نہ پہنے گی بلکہ اسی طرح کرتہ، پاجامہ، دوپٹہ پہنے رہے گی، ع۳ عورت کو احرام میں سر کھولنا ضروری نہیں، صرف چہرے پر کپڑا نہ آنے دے، بوقت ضرورت پنکھے وغیرہ سے منہ ڈھک کر پردہ کرے، ع۴ عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ کہے بلکہ آہستہ کہے ع۵ عورت طواف میں نہ اضطباع کرے گی نہ رمل، بلکہ معمولی

رفتار سے سارے کپڑے پہنے ہوئے طواف کرے، ع۶ عورت صفا مروہ کی سعی میں دوڑے گی نہیں بلکہ سارا راستہ آہستہ طے کرے گی، ع۷ اگر مکہ معظمہ میں داخلے کے وقت عورت نماز کے قابل نہ ہو تو وہ نہ مسجد حرم شریف میں آسکتی ہے نہ طواف کر سکتی ہے، نہ صفا مروہ کی سعی کر سکتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس پر طواف قدوم معاف ہو جاتا ہے، بلکہ اگر عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچی اور حج تک نماز کے قابل نہ ہوئی تو عمرہ چھوڑ دے، اور حج کرلے، پھر بعد حج عمرے کی قضا کرے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہی واقعہ درپیش آیا تھا، ان سرکار کی یہ سنت تاقیامت ان کی تمام لونڈیوں کے لیے مشعل راہ ہے، رضی اللہ عنہا خدا انھیں جزائے خیر دے کہ ان کی برکت سے تمام عورتوں کی اڑی مشکل حل ہو گئی، ع۸ اگر طواف زیارت کے زمانے میں عورت نماز کے قابل نہ ہو تو طواف زیارت مؤخر کرے، جب خدا اسے پاکی نصیب کرے، تب طوافِ زیارت کرے، ع۹ اور اگر عورت طواف زیارت کر چکی تھی کہ نماز کے قابل نہ رہی اور مکہ معظمہ سے روانگی ہو گئی تو اس پر طواف وداع معاف ہے، غرضکہ سوا طواف زیارت کے ایسی عورت پر طواف قدوم اور طواف وداع معاف ہو سکتے ہیں، ع۱۰ عورت احرام سے فراغت پر سر نہ منڈائے، بلکہ ایک پورا بھر بالوں کی نوکیں کاٹ دے،

حج بدل

بعض نادان لوگ مکہ معظمہ پہنچ کر اپنے باپ داداؤں کی طرف سے حج بدل اس طرح کراتے ہیں، کہ کسی کو دس پانچ روپئے اور احرام کا کپڑا دے دیا، اس نے ان کی طرف سے حج بدل کر دیا، اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان لوگوں کا حج ادا ہو گیا، یہ بالکل غلط ہے، اگر یہ ممکن ہوتا تو ہر سال لاکھوں حجاج کو وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی، بلکہ پورے ملک سے ایک آدمی جایا کرتا، اور سب کی طرف سے پانچ پانچ دس دس روپیہ میں حج کرا آتا، بلکہ اس کی بھی ضرورت نہ تھی، فی حج دس یا پانچ روپیہ کے حساب سے روپیہ یہاں سے ہی منی آرڈر کر دیا جایا کرتا، دوستو! حج بدل میں یہ شرط ہے کہ اپنے وطن سے کسی آدمی کو ساتھ لے جاؤ یا بھیجو اور اس کے

کا جانے آنے اور خورد ونوش وغیرہ کا سارا خرچ دو، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف اور صحابہ کرام کے زمانہ شریف میں اس قسم کا حج بدل کبھی نہ کرایا گیا، ہاں اس طرح حج بدل کراتے میں خیرات اور اُن کے طواف وغیرہ کا ثواب مل ہی جائے گا، مگر اُن کو بہ حج کافی نہ ہوگا، جن کی طرف سے حج کرایا گیا۔:

نوٹ ضروری ۔ مکہ مکرمہ کے زمانہ قیام میں وہاں کی زیارتیں ضرور کرو، انشاء اللہ فقیر کا یہ سفر نامہ وہاں کی زیارات کے لیئے بہترین رہبر ثابت ہوگا۔:

طواف وداع ۔ جب حاجی مکہ معظمہ سے روانہ ہو تو چلتے وقت کعبے معظمہ کا آخری طواف کرے، جسے طواف وداع کہتے ہیں، یہ طواف بھی دوسرے طوافوں کی طرح ہی ہوگا، بغیر رمل اور بغیر اضطباع کے، طواف کے نفل پڑھ کر چاہ زمزم پر جائے اگر ہو سکے تو خود پانی بھرے، ورنہ بھرنے والوں سے لے کر قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے تین سانسوں میں پیئے اور خوب پیٹ بھر کے پیئے، اور ہر سانس میں کعبے معظمہ کی طرف دیکھے، اگر ممکن ہو تو اپنے سر کے تمام جسم پر زمزم بہائے، پھر بیت اللہ شریف کے پاس آئے، چوکھٹ شریف کو بوسہ دے، اگر خدا نصیب کرے تو بیت اللہ شریف میں داخل ہو، پھر ملتزم سے لپٹے اور وہاں اس کے پتھروں سے اپنا چہرہ اور سینہ ملے اور اپنے دونوں ہاتھ دروازہ کعبہ کی طرف پھیلائے اور یہ دعا پڑھے،

السَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَغْفِرَتِكَ وَيَرْجُوا رَحْمَتَكَ ○	تیرے دروازے کا بھیکاری تجھ سے تیری مہربانی تیری بخشش کی بھیک مانگتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے

اور کوشش کرے کہ رونا آجائے، اگر نہ آئے تو رونے کی شکل بنائے، اور تکبیر حمد درود شریف، دعائیں پڑھے حاجتیں مانگے پھر سنگ اسود کو بوسہ دے، پھر الٹے پاؤں باب الوداع تک اس طرح چلے کہ کعبہ معظمہ کی طرف منہ ہو اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہو، اور اس کے فراق پر روتا ہو دوبارہ حاضری کی دعائیں مانگتا ہو، حتےٰ کہ باب الوادع سے نکل جائے پھر سواری پر سوار ہو اور کوشش

کرے کہ مکہ معظمہ کے نچلے راستے سے نکلے جسے کدی یا ثنیہ سفلی کہتے ہیں۔:

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

صلوٰۃ وسلام

جیسے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے بہتر عمل طواف ہے کہ دوسری مسجدوں میں جاؤ تو تحیۃ المسجد نفل پڑھنا چاہیئے، اور جو مسجد حرام شریف میں داخل ہو تو اسے طواف کرنا چاہیئے بلکہ خود کعبے کو دیکھنا بھی عبادت ہے، ایسی ہی مدینہ منورہ میں بہترین عبادت مواجہ شریف میں حاضر ہو کر نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، بلکہ روضہ شریف دیکھنا ہے، وہاں عربی میں سلام پڑھوایا جاتا ہے، جس کا ترجمہ ہمارے ہندوستانی وپاکستانی حجاج نہیں سمجھتے، انہیں سلام سے پورا لطف حاصل نہیں ہوتا، اس لیئے اس فقیر گنہ گار نے ارادہ کیا کہ اس رسالے میں وہاں کا صلوٰۃ وسلام مع ترجمے کے لکھا جائے تاکہ حجاج وزائرین لطف اندوز ہوں اور سمجھیں کہ ہم گنہگار امتی اُمی نبیوں کے تاجدار کی بارگاہ میں کیا عرض کر رہے ہیں، خیال رہے کہ وہاں کی حاضری بہت باادب چاہیئے کہ بیقینی رکھو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، اور اس کا کلام سن سمجھ رہے ہیں، بوقت سلام ریاض الجنۃ سے نفل پڑھ کر چلو، محراب النبی کے پاس جو دروازہ ہے اس سے نکلو ہاتھ باندھے ہوئے، سر جھکائے ہوئے، نگاہیں جھکائے ہوئے، عشق وشوق میں ڈوبے ہوئے آہستہ آہستہ قدم بڑھاؤ، جالی مبارک کے سامنے ایسے کھڑے ہو، جیسے نمازی نماز میں کھڑا ہوتا ہے، بہت نرم آواز سے آنکھیں نیچی کیئے ہوئے تین سلام پڑھو، پہلا سلام حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پیش کرو، پھر دائیں ہاتھ قدرے ہٹ کر یار غار مصطفےٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کرو، پھر تھوڑا ہٹ کر خلیفۃ المسلمین، غازی اسلام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کرو،

حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم کے سلام میں الصلوٰۃ والسلام علیک تک ہوگا، اور اُن بزرگوں کے سلام میں صرف السلام علیک تک ہوگا، ان سب سلاموں میں کعبے کی طرف پیٹھ ہوگی، اور روضۂ انور اور قبروں شریف کی طرف چہرہ ہوگا،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ

سلام

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے رسول
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے نبی
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے پیارے
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے ساری خلق الٰہی سے اچھے
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ عَرْشِ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے عرش کی زیب و زینت
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَاسِمَ رِزْقِ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کا رزق بانٹنے والے

سلام دیگر

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ یَا سَیِّدَ الْاَنْبِیَاءِ	آپ پر صلوٰۃ سلام اے نبیوں کے سردار
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَنَدَ الْاَصْفِیَاءِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو اے چنے ہوؤں کی پسند
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْاَوْلِیَاءِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو اے سارے ولیوں کے امام
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَرْجَعَ الْعُلَمَاءِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے سارے علماء کے جائے رجوع
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَلْجَاءَ الْفُضَلَاءِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے افضلوں کی پشت پناہ
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا دُرَّ اللّٰہِ الْمَکْنُوْنِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے ناسفتہ موتی
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سِرَّ اللّٰہِ الْمَخْزُوْنِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے چھپے ہوئے راز
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَاحَتَ الْقُلُوْبِ الْمَحْزُوْنِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے بے چین دلوں کے چین اور بے سہاروں کے سہارے
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ الْاَبْصَارِ وَالْعُیُوْنِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے آنکھوں اور دلوں کے نور آپ پر
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَالِمَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ	صلوٰۃ وسلام اے اگلا پچھلا سب کچھ جاننے والے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید المرسلین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے پیغمبروں کے سردار
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے سب سے آخری نبی
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعلمین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے جہانوں پر اللہ کی رحمت
الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے گناہ گاروں کے بخشوانے والے
الصلوٰۃ والسلام علیک یا انیس الغریبین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے غریبوں کے غم گسار
الصلوٰۃ والسلام علیک یا صاحب الفقراء والغرباء والمساکین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے فقیروں، غریبوں مسکینوں سے محبت کرنے والے
الصلوٰۃ والسلام علیک یا راحۃ العاشقین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے عاشقوں کے چین وقرار
الصلوٰۃ والسلام علیک یا مراد المشتاقین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے مشتاقوں کے دل کی مراد
الصلوٰۃ والسلام علیک یا سراج السالکین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے راہگیروں کے لیے روشن چراغ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا مصباح المقربین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قرب الٰہی رکھنے والوں کی نورانی شمع
الصلوٰۃ والسلام علیک یا شمس العارفین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے معرفت والوں کے چمکتے سورج
الصلوٰۃ والسلام علیک یا ماوی الارامل والیتامٰی والمساکین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے بیوگاں، یتیموں فقیروں بے سہاروں کے سہارے
الصلوٰۃ والسلام علیک یا زین الزین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے سارے اچھوں سے اچھے
الصلوٰۃ والسلام علیک یا منزہ من عیب	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے ہر برائی سے پاک
الصلوٰۃ والسلام علیک یا قرۃ العین	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے آنکھوں کی ٹھنڈک
الصلوٰۃ والسلام علیک یا جد الحسن والحسین۔	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے حسن وحسین کے نانا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلٰنَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الثَّقَلَیْنِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْحَرَمَیْنِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْبُوْبَ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ التَّاجِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْمِعْرَاجِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سِرَاجَ وَھَّاجِ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَبَلَّغْتَ رِسَالَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ فَجَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرَ الْجَزَاءِ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ

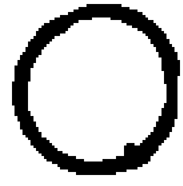
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے ہمارے اور دونوں جہان کے والی وارث
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دونوں قبیلوں کے امام
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دونوں حرموں کے نبی
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دو جگ میں ہمارے وسیلے
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قاب قوسین کے مالک
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے پورب پچھم کے رب کے پیارے
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے تاج والے
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے معراج والے
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے چمکتے چراغ
اے اللہ کے رسول اے اللہ کے پیارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے امانت ادا کر دی اور پیغام الٰہی پہنچا دیا، اور آپ نے ساری امت کی بہت خیر خواہی فرمائی، اور آپ نے اللہ کی راہ میں اپنی وفات شریف تک جہاد کیے، اللہ تعالیٰ آپ سرکار کو ہماری اور سارے مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے، اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَجِئْتُ عَلٰى
بَابِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَاصِيًا وَّ
مُجْرِمًا وَّعَلٰى نَفْسِيْ ظَالِمًا وَجِئْتُ
عَلٰى بَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ مُسْتَغْفِرًا
وَجِئْتُ عَلٰى بَابِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
مُسْتَشْفِعًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ
مِنْ مَنَازِلَ بَعِيْدَةٍ وَّقَطَعْتُ
بَحْرًا وَّبَرِّيَّةً وَّسَافَرْتُ سَفَرًا
طَوِيْلَةً جِئْتُ عَلٰى عَتَبَةِ بَابِكَ
رَاجِيًا مُّرْتَجِيًا وَّاِلٰى رَبِّيْ بِكَ
مُتَوَسِّلًا وَّاشْفَعْ لَنَا يَا اَيُّهَا
النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ
اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ
يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ
سَلَامُهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ
وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ
الدِّيْنِ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ
الرَّاحِمِيْنَ ۝

پر ظلم کریں تمہاری بارگاہ میں آجائیں، پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اللہ بھی ان کے لیے معافی چاہیں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں، لہٰذا میں یا رسول اللہ آپ کے دروازے پر گناہ اور خطائیں اور اپنے پر ظلم کر کے آیا ہوں اور میں یا حبیب اللہ آپ کے دروازے پر توبہ کر کے آیا ہوں اور میں آپکے دروازے پر شفاعت کی بھیک مانگنے آیا ہوں میں یا رسول اللہ آپ کے دروازے پر بہت دور سے منزلیں طے کرتا ہوا آیا ہوں، اور میں نے خشکی تری کے راستے طے کئے اور میں آپکے آستانہ عالیہ پر آس لگا کر التجائیں کرتا ہوا حاضر ہوا ہوں اور آپ کو رب کی بارگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں، اے کرم والے نبی اے مہربان رسول اللہ اے رحمت والے پیغمبر میری شفاعت فرماؤ اے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں، اے اللہ کے حبیب میں جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں، اور سلام ہو آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر قیامت تک یہ آستانہ آباد رہے اور ہم بھیکاریوں کو بھیک ملتی رہے،

تاقیامت میرے آقا کی یہ سلطانی رہے ۔ درگاہ والا سے جاری فیض روحانی رہے

عرضِ گدا بوقتِ وداع



تیسرے حج پر مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت عرض کیگئی



الوداع اے سبز گنبد کے مکیں — الفراق اے رحمۃ للعالمین
الوداع اے مظہرِ ذاتِ خدا — الفراق اے خلق کے مشکل کشا
الوداع اے شہرِ پاک مصطفےٰ — الفراق اے مہبطِ وحی خدا
جا رہا ہے اب ہمارا قافلہ — اے درو دیوارِ شہرِ مصطفےٰ
یاد تیری جس گھڑی بھی آئے گی — ہے یقیں دل کو بہت تڑپائے گی
اے دلوں کے چین آنے پیارے نبی — لو غلاموں کا سلام آخری
دُور سے آئے تھے پردیسی غلام — عرض کرنے کو غلامانہ سلام
آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب — یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب
چشمِ رحمت سے نہ تم کرنا جدا — رکھنا اپنے سایے میں ہم کو سدا
اے مدینہ والو تم سب خوش رہو — دامنِ محبوب میں پھولو پھلو
عرض اتنی ہے مگر اے دوستو — یاد ہم کو بھی کبھی کر بھیجیو!
آخری دیدار ہے اے زائرو — خوب جی بھر کر یہ گنبد دیکھ لو!
کیا خبر ہے خوب دِل سے سوچ لو — پھر مقدر میں ہو آنا یا نہ ہو
یہ کوئی دم میں چھپا جاتا ہے اب — فاصلہ کوسوں ہوا جاتا ہے اب!
پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو — دیدِ آخر کو غنیمت جان کر

ہے دُعا سالک کی اے بارِ خدا
زندگی میں پھر مدینہ دے دکھا

فہرست مضامین سفرنامے

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ		مزار خواجہ فریدالدین عطار پر	
گجرات سے قافلہ کی روانگی		حاضری و حالات	
لاہور کے مزارات		سبزوار کے حالات	
لاہور سے روانگی		شہرود کے حالات، حضرت	
ملتان کے مزارات		بایزید بسطامی کے مزار پر حاضری	
کوئٹہ کے حالات، مزارات و مقامات		سمنان کے حالات	
نوشکی و دالبندین		تہران کے حالات و مزارات	
قافلہ کی ترتیب		حضرت شہر بانو کے مزار کی حاضری	
نوکنڈی کے حالات		شمیران کی سیر، امام قاسم کے مزار	
میرجاوا کے حالات		پر حاضری	
زاہدان کے حالات		تخت طاؤس کی سیر	
دشت لوط شوکت آباد کے حالات		دربند کی سیر	
تربت حیدری		قصر شریں و کرمان	
ایک انگریز جوڑا ہمارے ساتھ		عراق میں داخلہ	
مشہد مقدس کے حالات		بغداد شریف کی حاضری	
مقبرہ فردوسی کی سیر		فرات کا نظارہ	
قریہ طوس جہاں کا محقق طوسی تھا		کربلا معلّٰی میں داخلہ	
نیشاپور داخلہ اور مقبرہ		نجف شریف کے حالات	
عمر خیام		بصرہ کا داخلہ	

مضمون	صفحہ
بصرہ کے مزارات، خواجہ حسن بصری رح	
عراق کے سکے	
کویت کے حالات	
القریہ کا داخلہ ریگستان کا ہیبت ناک منظر	
منزل رماح کا ہیبت ناک منظر اور حجاج کی پریشانی	
سرات منزل کے حالات	
سہل پہنچا، احرام باندھنا	
مکہ معظمہ میں داخلہ	
منیٰ کے حالات و انتظام	
عرب میں بھارت حکومت کا پروپیگنڈا کتابوں کی اشاعت	
منیٰ شریف کی زیارات	
مکہ معظمہ کی زیارات	
مکہ معظمہ کے موجودہ حالات	
طائف شریف کی حاضری	
طائف شریف کی زیارات	
جبل غار کا عجیب واقعہ	
جدہ کے حالات	
بیر علی و بیر عروہ کے حالات	
مدینہ منورہ میں داخلہ، بستان الوالجود میں دعوت	

مضمون	صفحہ
عجیب نظارہ، جنت بقیع مسجد مباہلہ	
مسجد اجابت کی زیارات	
مسجد قبا اور وہاں کی زیارات	
خمسہ مساجد	
احد شریف و مسجد قبلتین	
مدینہ منورہ شہر کی زیارات	
جنت البقیع کے مزارات	
مدینہ منورہ کے حالات	
مدینہ پاک سے رخصتی اور صوفی جمیل کی غشی حجاج کی آہ و بکا	
احمدی (کویت) کے حالات	
کویت کی سزائیں	
کویت کے کھانے	
بصرے کے بقیہ حالات و میوے	
خرم شہر اور حسینیہ	
اصفہان کے حالات	
یزد کے حالات	
کرمان کے حالات	
ماہان میں نعمت اللہ شاہ رح ولی کے مزار پر حاضری	
نوکنڈی میں داخلہ	
نوکنڈی کی چیکنگ	

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
زالبندین کی چیکنگ		عورتوں کا حج	
نج ندکانظارہ		صلوٰۃ وسلام بہ بارگاہ	
لاہور کا داخلہ داتا دربار		خیرالانام	
پر حاضری		عرضِ گدا بوقت وداع یعنی وداعیہ	
حج وعمرہ		قصیدہ	
حج کے مسائل		فہرست مضامین	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیت المقدس کے چشم دید حالات وزیارات

پاکستان، حجاز، اردن، فلسطین، عراق اور

سفرنامہ قبلتین

از

الحاج حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نعیمی بدایونی گجرات

پیش لفظ

اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار سیاہ کار کو کئی بار حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا، چنانچہ جب میں ۱۹۵۱ء یعنی ۱۳۷۳ھ میں تیسرے حج و زیارت سے مشرف ہوا تو یہ تیسرا حج میں نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا، یعنی حج بدلی کیا، اس کے بعد دو آرزوؤں نے دل میں وہ گدگدی پیدا کی، اور یہ گدگدی گویا جنوں کی حد کو پہنچ گئی، ایک یہ کہ میں کس طرح ماہ رمضان مدینہ منورہ میں گذاروں مسجد نبوی شریف میں ماہ رمضان کا اعتکاف کروں، دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی محسنہ اعظم یعنی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالے عنہا کی طرف سے حج ادا کروں یہ میری دلی تڑپ تھی، مگر کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی، حالت یہ تھی کہ شعر

کوئی تدبیر بر نہیں آتی　　　کوئی صورت نظر نہیں آتی

صدقہ اس کریم کی کرم نوازی کے، قربان اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ نوازی کے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر زیارتی پاسپورٹ کی درخواست دے دی دس روپیہ کا ٹکٹ درخواست پر لگایا، اور سوا سو روپیہ کی سکورٹی یعنی زر ضمانت جمع کرائی، ہی درخواست آٹھ سو روپیہ برخوردار مفتی میاں محمد مفتی مصطفےٰ میاں کی کوششوں سے بمشکل تمام یہ پاسپورٹ بنا پھر ہم نے پاسپورٹ ہائی لینڈ ٹریولرز کمپنی مال روڈ لاہور کے دفتر میں چوہدری محمد امین صاحب کو سپرد کر دیا، انہوں نے یہ پاسپورٹ مع درخواست زر تبادلہ کے لیئے کراچی بھیجدی، وہاں زر تبادلہ کے لیئے ہر انگریزی ماہ کی پچیس تاریخ کو قرعہ پڑتا ہے، الحمد للہ کہ ہمارا نام قرعہ میں آگیا، پھر زر تبادلہ کے لیئے اسٹیٹ بنک میں پاسپورٹ جمع کرا دیا گیا، وہاں سے پی فارم لا، جو ہائی لینڈ والوں نے اپنے پاس ہی رکھا، اور ہمارا پاسپورٹ پھر کراچی سعودیہ عربیہ کے ویزے کے لیئے بھیج دیا، ادھر ہم دونوں نے آٹھ دن میں دو ٹیکے لگوا کر ہیلتھ سرٹیفکٹ حاصل کر لیئے، ہائی لینڈ والوں کا ایک دفتر کراچی میں وکٹوریہ روڈ پر شیزان ہوٹل کے متصل بھی ہے جہاں کے افسر بدر الدین صاحب ہیں، مگر دو ماہ کے بعد جب کہ ماہ رمضان بالکل قریب آگیا، تو اچانک جمعرات کے دن دوپہر کو محمد امین صاحب کا لفافہ پہنچا کہ آپ کا پاسپورٹ کراچی سے واپس آگیا، ویزا نہ بن سکا، آپ خود کراچی جائیں، اس خبر نے مجھے دیوانہ کر دیا، فوراً برخوردار مفتی محمد میاں کو لے کر لاہور پہنچا، اور ہائی لینڈ کے دفتر سے پاسپورٹ لے کر تیز رو سے کراچی روانہ ہو گیا، اور جمعہ کے دن مغرب کے قریب کراچی پہنچا بعد مغرب مولانا محمد انہی صاقب امین حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد نورانی صاحب یورپ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے ہوئے ہیں، چلئے ہم اُن کے پاس چلیں، ہم دونوں مولانا احمد نورانی صاحب میرٹھی ابن حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی کے دولت خانہ پر صدر متصل میمن مسجد پہنچے، مولانا سے ملاقات ہو گئی، آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ ویزہ بن جاوے گا مولانا کی اس تسلی سے ہماری خشک کھیتی ہری ہو گئی، اس کے بعد آس لگ گئی، ہفتہ کی شب آرام باغ میں،

عبدالرحیم صاحب مؤذن جامع مسجد آرام باغ کے حجرہ میں گذاری، سخت سردی تھی صبح ہفتہ کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ سعودی سفارت خانہ پہنچے ماشاءاللہ وہاں مولانا کے بڑے اثرات ہیں، مولانا کو دیکھ کر سارا عملہ تعظیماً کھڑا ہوگیا، مولانا نے حج کے ویزے کی درخواست پر کی سعودی کونصل صاحب نے بلا حیل وحجت منظور فرما کر مہر لگادی اور فرمایا کہ ویزہ منظور کرلیا گیا ہے، کل اتوار ہے، پرسوں سوموار کو انشاءاللہ ویزہ مل جائے گا، الحمدللہ کہ مولانا احمد نورانی مدظلہ و مد عمرہ کے وسیلہ سے یہ ناقابل حل معمہ حل ہوگیا، گجرات کو مبارک باد کا تار دے دیا گیا، اس خبر سے سارے دوستوں میں چہل پہل ہوگئی، ہر طرف سے مبارک بادیں آنے لگیں، پیر کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ جاکر ویزہ حاصل کیا گیا سعودی سفارت خانہ میں جاکر دیکھا تو عشاق مدینہ کا ہجوم لگا ہوا ہے، چار ماہ سے لوگ کراچی پڑے ہوئے ہیں ویزہ کی کوشش کر رہے ہیں، مگر کامیابی نہیں ہوتی، آج وسیلہ کا مسئلہ مشاہدے سے حل ہوگیا، کہ مولانا نورانی میاں کے وسیلہ سے دو دن میں کام ہوگیا، بغیر وسیلہ چار چار ماہ میں کام نہ ہوسکا، یہی حال قیامت میں ہوگا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ بغیر رب تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی، شفاعت سے قیامت کا کاروبار شروع ہوگا، دوستو! خیال رہے کہ مولانا احمد نورانی مد ظلہ ہی ہمارے اس حج و زیارت کا ذریعہ بنے، آپ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں، میرٹھ کے رہنے والے ہیں، کراچی میں مقیم ہیں، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی وہ مبلغ اسلام ہیں، جنہوں نے امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور، ملایا میں بے مثال تبلیغ کی آپ کی تبلیغ سے ۵۰ ہزار انگریز مسلمان ہوئے، آپ نے بہت سی مسجدیں مدرسے تعمیر کرائے، ہمیشہ یورپ کے مسافر رہے، یہ سب کچھ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد مأتہ حاضرہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد سے کیا اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں آپ کے پورے حالات کتاب تمدن انڈونیشیا میں دیکھو یہ کتاب حکومت انڈونیشیا کی طرف سے چھپی ہے، اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے، اس کے صفحات ۵۰۴ سے ۵۰۵ تک مفصل مذکور ہیں کتاب میں اعلان کیا

ہے، کہ انڈونیشیا میں اسلام پھیلانے والے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی تھے،
مولانا نے عشقِ مدینہ کے جوش سے مدینہ پاک میں اپنا مکان بنوایا اور آخرکار مدینہ منورہ میں ہی
وصال پائی، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدم شریف میں جنت البقیع میں دفن ہوئے
اللہ تعالیٰ مولانا کی قبر کو نور سے بھر دیئے، آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا احمد صاحب نورانی
نے والد ماجد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان ہی مذکورہ بالا ممالک میں تبلیغ اسلام میں مصروف
ہیں، آپ کے ہاتھ پر بھی بہت عیسائی ایمان لائے اور آپ نے جگہ جگہ مساجد و مدرسے
تعمیر کرائیں، آپ کی ذات سے بھی دین اسلام کو بہت فائدے پہنچے، آپ کو بڑا شرف حاصل ہوا
حضرت والا مرتبت الحاج مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی پوتی سے
آپ کا نکاح ہوا اور اب آپ مدینہ منورہ کے باسی ہو گئے، حضرت مولانا، ضیاء الدین صاحب
قادری مدظلہ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ
ارشاد ہیں مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے سامنے آپ کا دولت خانہ ہے، جو حرم شریف سے بالکل
قریب ہے، صرف سڑک بیچ میں ہے، سعودی ہوائی جہاز کے دفتر کے پیچھے واقع ہے، آپ
کا دولت خانہ مدینہ منورہ میں سنیت کا مرکز ہے، آپ بفضلہ تعالیٰ مدینہ منورہ کے اولیاء کا
ملین سے ہیں، زائرین مدینہ کو آپ کی زیارت ضرور کرنی چاہیئے، مولانا احمد نورانی صاحب کا
اسی آستانہ عالیہ سے رشتہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی کرم ہے، اب مولانا احمد صاحب نورانی
دو طرح سے اہل مدینہ سے ہیں، ایک اس طرح کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم
صاحب میرٹھی نے اپنا مکان مدینہ طیبہ میں بنوا کر چھوڑا ہے، جس کے مالک اب مولانا نورانی
ہیں دوسرے اس طرح کہ مدینہ منورہ میں ان کی سسرال ہے، ہم مولانا نورانی کو اسی ڈبل سعادت
کی دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں، بہر حال ہم سعودیہ عربیہ کا ویزہ حاصل کر کے لاہور رہائی
لینڈ ٹریولرز کے دفتر پہنچے، انہوں نے ویزہ دیکھ کر ہم کو مبارک بادی اور کراچی، جدہ، عمان،
بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، طہران، کراچی، لاہور کے ٹکٹ بنا دیئے ہم سے
دو ٹکٹوں کے پانچ ہزار آٹھ روپیہ یعنی فی ٹکٹ دو ہزار پانچ سو تالیس روپیہ وصول کیئے،
اور ہم کو خور رہتا فلہ کا اسٹیٹ بنک کا فارم دے دیا، پھر ہم گجرات واپس ہوئے،

تیسرے دن پھر لاہور حبیب بنک گئے جہاں سے جناب شیخ منظور حسین صاحب اور جناب شیخ
صاحب کے ذریعہ دو ہزار چونتیس روپیہ دے کر ایک سو پچاس پونڈ حاصل کئے، یعنی فی پونڈ تیرہ
روپیہ نو آنے حرمین طیبین میں ہم کو فی پونڈ ساڑھے بارہ ریال ملے، یعنی فی پونڈ سترہ آنہ کم ۱۲ روپے
ان تمام مخمصوں سے نجات پاکر ہم گجرات آگئے، اور پھر گجرات سے ملک عرب روانہ ہوگئے

۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۴ء جنوری یکشنبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تعالیٰ آج ہماری روانگی کا دن ہے، آج صبح جامع مسجد غوثیہ گجرات میں قرآن کریم
کا الوداعی درس دیا، آیت یا ایھا الذین امنوا اطیعوا الرسول کا قریباً گیارہواں درس تھا
اس آیت کریمہ کا آخری درس دیا گیا، عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تاقیامت روئے زمین کے مسلمانوں
کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا، اطاعت واجب ہونے کی تین شرطیں
ہیں، ایک زندہ ہو دوسرے یہ کہ وہ حاکم معزول نہ ہو چکا ہو اس فرمانروائی قائم ہو تیسرے یہ کہ
اورنگ زیب کی اطاعت لازم نہیں کہ وہ فرمان روا فوت ہو چکے، گذشتہ انبیاء کرام کی اطاعت
واجب نہیں کہ وہ فرمان روا تو زندہ ہیں، مگر ان کی فرمان روائی ختم ہو چکی وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں
ہمارے رسول زندہ فرمان روا ہیں ان کی فرماں روائی تا ابد قائم ہے ان کے فرمان ہمیشہ باقی ہیں،
منسوخ نہیں، ہمارا فرماں روا زندہ جاوید حاکم مطلق ہے، درس قرآن کے بعد درس بخاری شریف
دیا، پھر برخوردار مفتی محمد اقتدار خان نے دو نظمیں پڑھیں، ایک کے کچھ اشعار یہ تھے

شعر
مدینہ سے بلاوا آرہا ہے — مرا دل مجھ سے پہلے جارہا ہے
وہ دیکھو حاجیو بیرعلی سے — نظر کعبہ کا کعبہ آرہا ہے
ملی جن کو محمد کی غلامی — انہیں آقا بنایا جارہا ہے!

بہت ہی لطف آیا، مجمع بہت کافی تھا، سب نے بڑے ذوق و شوق سے معانقہ و مصافحہ
کیا، سیالکوٹ سے بہت دوست واحباب ملنے کے لیے تشریف لائے، جن میں
چوہدری محمد شفیع صاحب چیمہ صاحب محمد شریف صاحب وغیرہ ہم خصوصیت سے
قابل ذکر ہیں، ماہ رمضان کی وجہ سے ان بزرگوں کی کوئی خاطر نہ ہو سکی، گھر میں عورتوں کا باہر

ودوں کا بہت ہجوم تھا، ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہم نے وضو کیا، دو رکعت نفل نماز سفر چار سنت ظہر ادا کیں، تمام ساتھیوں نے دعاؤں اور آنکھوں کی آنسوؤں کے ساتھ ہم کو وداع کیا، ایک بجے جامعہ مسجد غوثیہ چوک پاکستان گجرات میں نماز ظہر پڑھائی بڑا مجمع تھا، بعد نماز محمد یوسف صاحب نعت خوان گجراتی، گلفروش صاحب وزیر آبادی نے نعت شریف اور الوداعیہ نظمیں پڑھیں، ٹھیک دو بجے گجرات سے روانگی ہوئی، حکیم سید بہار شاہ صاحب صوفی رشید صاحب قاضی محمد افضل صاحب، میاں نور حسین صاحب و دیگر احباب اور بہت مجمع نے ہم سے دعا کرائی برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی خوشی تھی کہ ہماری اپنی کار میں لاہور تک کا سفر ہو، چنانچہ اسی ہی کار میں ہم ہماری اہلیہ اور مفتی محمد مختار خاں، میر صاحب محمد حسین صاحب عرف میر صاحب ڈرائیور گجرات سے روانہ ہوئے، پروگرام یہ تھا، کہ کچھ دیر کے لیئے کامونکی قیام کریں، حضرت مولانا مفتی امین الدین صاحب کے بچوں سے ملاقات کریں، مگر گوجرانوالہ میں کار خراب ہو گئی، یہاں دیر لگی، آخر مجبوراً ہم مع اپنی اہلیہ کے بس میں سوار ہو کر لاہور بعد مغرب پہنچ گئے، حضرت صوفی غلام قادر صاحب متولی گلزار مدینہ مسجد نے لاہور میں اپنی صاحبزادی کے ہاں ہمارے قیام کا انتظام فرمایا تھا، اور اپنے فرزند مولوی محمد رفیق صاحب کو کل ۲ر رمضان المبارک ہفتہ کے دن اسی انتظام کے لیئے لاہور بھیج دیا تھا، اور آج ہم کو وداع کر کے برخوردار مفتی اقتدار خاں عرف مصطفےٰ میاں صاحب اور صوفی صاحب بس کے ذریعے لاہور روانہ ہو گئے، بعد مغرب ہم حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، فاتحہ پڑھی، حضرت شاہ سید معصوم شاہ صاحب ناظم نوری کتب خانہ کی قدم بوسی میسر ہوئی، حضرت صوفی غلام قادر صاحب اور مفتی مصطفےٰ میاں صاحب سے یہاں ہی ملاقات ہو گئی ہم حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ ان کے داماد بابو فضل کریم صاحب کے دولت خانہ پر اچھرہ پہنچ گئے، رات وہاں ہی گذاری وہاں ہی نماز عشاء و تراویح جماعت سے ادا کی، بابو فضل کریم صاحب نے عشائیہ اور سحری کا بہت شاندار انتظام فرمایا تھا، رب تعالےٰ انہیں جزا دے،

۴ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۷ جنوری ۱۹۶۳ء دوشنبہ

آج رات بعد تراویح بہت دیر تک نعت خوانی اور دیار محبوب کے تذکرے ہوتے رہے، کچھ دیر سوئے، سحری کھا کر نماز فجر کے لیے مسجد پیر غازی صاحب میں حاضر ہو گئے، ماشاءاللہ کیا اچھا نظارہ صبح کا سہانا وقت ہے، سردی شباب پر ہے، مسجد کے اندر روشنی ہے، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے، بہت ذوق و شوق سے تلاوت قرآن مجید سب لوگ کر رہے ہیں، نماز فجر ابھی کچھ دیر ہے، سوا چھ بجے ہم نے نماز فجر پڑھائی، بعد نماز حضرت صوفی غلام قادر صاحب ک ہمراہ بابو فضل کریم صاحب کے مکان پر آ گئے، تلاوت قرآن کے بعد سرکاری کار صوفی صاحب نے منگائی اور ہم ہوائی جہازوں کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے، برخوردار مفتی محمد مختار خاں اور صابر میاں بھی مع ہمارے سامان کے اپنی کار پر لاہور آ گئے تھے، دفتر سے ضروری معلومات حا کر کے ہوائی جہاز کے اڈہ پر پہنچے، یہ لاہور سے کافی دور چھاؤنی میں واقع ہے یہاں بہت سے احباب پہلے ہی سے موجود تھے، صداقت علی خاں صفدر صاحب، خالد صاحب، منظور احمد صاحب، عطاء محمد صاحب وغیرہ جو ہم مردانہ ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے ہوئے ہیں، عطاء محمد منظور احمد صاحب نے ہوائی اڈہ پر بیعت کی، حضرت صوفی غلام قادر صاحب نوشاہی صاحب، بابو فضل کریم صاحب الحاج عبدالرحیم صاحب شاہی محل دار سید میرا علی شاہ صاحب ہاشمی و غلام محمد صاحب مولانا عبدالنبی صاحب کوکب وغیرہم سب تشریف فرما ہیں، جنہوں نے ہم کو الوداع کیا:

ہوائی جہاز کے سفر کی ابتداء

ہوائی جہاز پشاور سے پورے گیارہ بج کر پچاس منٹ پر لاہور پہنچا، ہم سامان پہلے سے ہی بک کرا چکے ہیں، فی مسافر ۴۴ پونڈ یعنی ساڑھے ۲۱ سیر وزن لے جانے کی اجازت مع بستر ہمارے پاس دو ٹکٹ ہیں، اس حساب سے ہم کو ۸۸ پو یعنی ایک من تین سیر وزن لے جانے کی اجازت ہے، پی، آئی، اے، کا شاطر

ہوائی جہاز سامنے کھڑا ہے، ہم کو A 8 اور B 8 کی دو سیٹیں ملی ہیں، جہاز بارہ بج کر دس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوا، جس میں کچھ انگریز مرد عورتیں ہیں، باقی سب مسلمان روانہ ہوتے ہی جہاز کی طرف سے کھٹی مٹھی ٹکیاں مسافروں میں تقسیم ہوئیں، بعد میں نہایت پُر تکلف چائے مٹھائی، حلوہ وغیرہ پیش کیا گیا، قریباً سب مسافر بخشتے بخشائے بے روزے ہیں، ہم نے کوئی چیز قبول نہ کی، باقی سب نے بڑے مزے سے ناشتہ اڑا دیا، اس تقسیم کے انتظام کے لیئے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی مقرر ہے، اس نے ہم کو انگریزی اخبارات انگریزی رسالے مطالعہ کے لیئے تقسیم کیئے، ہم نے اردو اخبار کا مطالبہ کیا تو لڑکی نے معذرت کی، اردو اخبار رسالہ کوئی نہیں ہے، اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے دلوں سے انگریزی کی محبّت دور کرے، بار بار بذریعہ لاؤڈ سپیکر انگریزی میں خبریں دی جا رہی ہیں، کچھ دیر کے لیئے اردو میں خبر دی کہ اس وقت ہمارا جہاز زمین سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہے۔ ہم رحیم یار خاں پر سے گذر رہے ہیں، مگر چونکہ بادل ہے، اس لیئے زمین نظر نہیں آ رہی ہے، اللہ اکبر ہم بادل سے بہت اوپر ہیں، تا حد نظر بادل سفید پانی کی چادر کی طرح نظر آ رہا ہے، کہیں بادل پہاڑ سے معلوم ہوتے ہیں، کہیں روئی کے گالے کی شکل میں اوپر سے بادل کا نظارہ عجیب ہی ہوتا ہے، ہم کبھی دھوپ میں ہو جاتے ہیں، کبھی ہم پر بھی بادل چھا جاتا ہے، آخر کار دو بج کر چالیس منٹ پر ہمارا جہاز کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا، یہاں جلال دین صاحب بھائی عبد المجید خاں ظہیر میاں صاحب برخوردار ظفر علی خاں صاحب شیروانی وغیرہ بہت سے احباب تشریف فرما تھے، ہم اتر کر کمرے میں گئے ہمارا سامان کمپنی کی طرف سے ٹیکسی تک پہنچایا گیا، ٹیکسی کے ذریعہ ظفر علی خاں صاحب شیروانی کے مکان پر کھوکھرا پار پہنچے، بارش ہو رہی تھی، ہم اس بارش میں بعد نماز عصر مولانا احمد نورانی صاحب کے مکان پر گئے جو کراچی صدر میں ہے، اور کھوکھرا پار سے قریباً اٹھارہ میل دور ہے، بس میں سوار ہونے لگے تھے کہ بس چل پڑی، بہت زور سے نیچے گرے مگر اللہ و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کرم سے چوٹ سخت دائی نہ کوئی عضو ٹوٹا، دوسری بس میں سوار ہو کر مغرب سے قبل مولانا نورانی صاحب کے مکان پر پہنچ گئے۔



۵ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۱ جنوری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح سویرے ہی حاجی سیٹھ محمد الدین صاحب اور جلال دین صاحب ملاقات کے لیئے ہمارے قیام گاہ پر تشریف لائے، پھر ہم ان کے قیام گاہ پر گئے آج مولانا احمد نورانی صاحب سے پتہ لگا کہ ہمارے ہوائی جہاز کے ٹکٹ ناقص ہیں، ان پر حکومت سعودیہ کا ٹیکس ادا نہیں کیا گیا ہے اس کی ادائی کے بغیر اس ٹکٹ سے سفر نہ ہو سکے گا، اس خبر سے سخت فکر ہو گئی،

۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج کا دن بہت پریشانیوں میں گزرا وجہ یہ تھی کہ لاہور ہالینڈ ٹریولرز کمپنی کے لوگوں نے ہمارے ٹکٹ غلط بنائے، جو ناقابل سفر ہیں، ان میں سعودی ٹیکس جمع نہیں کیا، جو سوا سو روپیہ فی ٹکٹ ہوتا ہے اور رسید ٹکٹ پر لگتی ہے، نیز ہم سے فی ٹکٹ ساٹھ روپے زیادہ وصول کر لیئے گئے، نیز ہمارا راستہ غلط تجویز کیا گیا، شام و فلسطین کا سفر بالکل الٹا تجویز کیا گیا، ان سب غلطیوں پر حضرت شاہ احمد صاحب نورانی نے مطلع فرمایا ان کے مشورہ سے ہی خود کراچی ہالینڈ کے دفتر میں گیا، وہاں جناب بدر صاحب نے بہت امداد فرمائی، ٹیکس کی رقم کی منظوری اسٹیٹ بنک سے لینی تھی، بنک والوں نے کہا کہ مفتی صاحب لاہور جا کر لاہور اسٹیٹ بنک سے منظوری لادیں، اب سخت پریشانی ہوئی کہ کل ہمارا جہاز جا رہا ہے، آخر بدر صاحب کی کوشش سے یہاں سے ہی مل گئی، اب ڈھائی سو روپیہ کی ضرورت پڑی ہم اپنے ساتھ بقدر ضرورت رقم لائے تھے، ہم کو اس ٹیکس کی اطلاع لاہور ہالینڈ والوں نے نہ دی تھی، اچانک راستہ چلتے ہوئے میرے محترم عزیز جلال دین صاحب گجراتی مل گئے، مجھے پریشان دیکھ کر گھبرا گئے، بولے میں ابھی رقم دیتا ہوں یہ تائید غیبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہوا، غرضکہ ان سے رقم لے کر اسٹیٹ بنک گئے، وہاں سے فارغ ہو کر لفت ہنسا کمپنی کے دفتر میں گئے، جہاں انگریز اور مسلمان کام کر رہے تھے، پھر لاہور کے ٹکٹ رادی کرائے نئے ٹکٹ بنوائے، پھر سعودی حکومت کے ٹیکس کے دفتر میں گئے، جہاں اسٹیٹ بنک کا کاغذ پیش کر کے ٹیکس کی رسید

حاصل کی، اتنے کاموں میں شام کے چار بج گئے، تب مولانا نورانی صاحب کے گھر پہنچے، وہاں سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی و دیگر حضرات کا مجمع تھا، سب نے مبارک باد دی، سیٹھ محمد دین صاحب نے ڈھائی سو روپیہ جلال دین صاحب کو ہمارے قرض کے ادا کیے، یہ رقم ان کو گجرات جانے پر دلوائی جاوے گی، وہاں خطوط لکھ دیئے ہیں، اب جو ان کے ٹکٹ لفت ہنسا کمپنی نے بنائے اس میں ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے، فی ٹکٹ ساٹھ روپیہ ہم کو واپس دینے کا وعدہ کیا، ایک سو بیس روپیہ کا دوچرہ دے دیا، راستہ میں بہت تبدیلی کر دی، چنانچہ دہران کو نکال دیا، مدینہ پاک داخل کر دیا، لاہور ہائی لیٹڈ والے بالکل ناواقف ثابت ہوئے

۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج ہم اللہ کے فضل وکرم سے احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں، غسل وغیرہ یہاں کر لیا ہے احرام دھران جاکر باندھیں گے، انشاءاللہ سردی بہت سخت ہے، دوپہر کو نماز ظہر کھوکھرا پار میں پڑھ کر ہوائی اڈہ کی طرف تقریباً سوا دو بجے روانہ ہوئے، برخوردار ظفر علی خاں ٹیرا دانی ٹیکسی کے لیئے سعود آباد گئے، اور آنے میں دیر ہو گئی، جہاز کی روانگی کا وقت قریب ہے، اس لیئے ہم بس کے ذریعہ چل پڑے، ٹھیک تین بجے ایئرپورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے، یہاں بہت سے احباب موجود تھے، جن میں سیٹھ محمد دین صاحب، جلال الدین گجرات والے، سیٹھ آدم جی دھرم کراچی والے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ہم نے اوّل ٹکٹ حوالہ کیے دو ٹکٹوں پر دس روپیہ ایئرپورٹ فیس لی گئی، مال کا وزن کرایا کسٹم پر معائنہ کرایا، ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کا معائنہ کرایا سیٹھ آدم جی اور دیگر بزرگوں نے مدینہ منورہ کی شان میں بہت شاندار قصیدے پڑھے، تمام اڈہ کا عملہ جمع ہو گیا۔ ہم دونوں کو بجولوں سے لاد دیا گیا۔ ایئرپورٹ کی بس میں اڈے میں سوار ہو کر سعودیہ عربیہ کے جہاز تک پہنچے۔ بہت بڑا جہاز ہے۔ جیٹ طیارہ ہے۔ اس میں ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں ہیں مگر صرف بیس آدمی ہیں۔ باقی سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ الحمدللہ ٹھیک ساڑھے چار بجے شام ہمارا جہاز کراچی سے دیار محبوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ تعجب ہے کہ سید تاننگے شاہ صاحب گجراتی جو ہم سے تقریباً ایک ماہ پہلے گجرات سے

روانہ ہوئے تھے، وہ ابھی تک کراچی میں ہیں، کل ٹیلی فون پر انہوں نے فرمایا تھا، کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی ہوائی جہاز پر چلیں گے، مگر وہ نہ آئے، ابھی تک کراچی میں ہی ہیں، جہاز میں عربی زبان میں اعلان ہوا کہ یہ جہاز فی گھنٹہ چھ سو میل کی رفتار سے اُڑے گا، اب ہم سمندر پر سے گذر رہے ہیں۔ موسم بہار ہے، تقریباً اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر جا رہا ہے بادل بہت نیچے ہے اس کے بہت نیچے سمندر کا پانی ہے، معلوم ہوتا ہے، سمندر میں کالے تیر رہے ہیں، ہم نے کراچی سے چلتے وقت جہاز میں ہی عمرہ کا احرام باندھ لیا ہے، سمندر کا عجب نظارہ ہے، دیار حبیب کی ہوائیں آرہی ہیں، شعر

آمد نسیم جاں فزا سوئے من از کوئے کسے

ہمارا ہوائی جہاز شام کو، بجے دھران کے ہوائی اڈہ پر پہنچا، یعنی آدھ گھنٹہ لیٹ آئے ساڑھے چھ بجے پہنچا تھا، دھران کا اڈہ اس قدر خوبصورت و عالی شان ہے، کہ اس شان کی عمارت میں نے آج تک نہ دیکھی تھی، یہاں غضب کی سردی ہے، ہوا نہایت سرد اور تیز ہے، مگر جب ہم اس عمارت کے مسافر خانہ میں گئے، تو سارے مسافر خانہ میں نہایت خوشگوار گرمی ہے، ہر جگہ پانی کی ٹوٹیاں لگی ہیں، بعض میں سے معمولی سرد پانی نکلتا ہے، بعض سے نیم گرم بعض سے ٹھنڈا ہمارا جہاز یہاں صرف پندرہ منٹ ٹھہرا، اڈر کاذکر گیا، جہاز پر نہایت خوبصورت نو عمر لڑکیاں مسافروں کی خدمات کے لیئے مقرر ہیں، جنہوں نے سرخی، پوڈر وغیرہ سے اپنے حسن کو دو بالا کر رکھا ہے، انگریزی لباس میں نیم عریاں، یہ عربی بولتی ہیں جب جہاز اڑنے یا اترنے لگتا تو مسافروں سے کہتی ہیں، زنّار، زنّار یعنی پیٹی باندھ لو دھران سے اٹھتے ہیں، یہ لڑکیاں افطار کے لیئے چائے لائیں جس میں چھ سات قسم کی مٹھائیاں ہیں، مالٹے کے رس کا گلاس ہے، یہ سب کچھ ہے، کھجوریں نہیں جو افطار کے لیئے سنت ہے۔ ۴۰ منٹ کے بعد ہمارا جہاز ریاض پہنچا، یہ سعودی عرب کا دارالخلافہ ہے، مگر اس کا ہوائی اڈہ بہت معمولی ہے، مسافر خانہ بھی بھدّی قسم کا ہے، یہاں جہاز ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا رہا، قریباً ساڑھے آٹھ بجے شب پاکستان ٹائم سے روانہ ہوا، یہاں سے بہت مسافر روانہ ہوئے سارا جہاز بھر گیا، اڑتے ہی پھر چائے آئی۔ جس میں دوسری قسم کی مٹھائیاں، سنگترہ کے رس دودھ کا پوڈر زیتون کے نمکین پھل وغیرہ سات قسم کی چیزیں

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد یعنی ۱۱ بجے شب پاکستانی ٹائم سے بخیریت تمام ہم جدہ بندرگاہ پر اتر گئے ہمارا کراچی سے جدہ تک یہ سفر ساڑھے چھ گھنٹہ میں طے ہوا، جس میں پونے دو گھنٹہ ڈھران اور ریاض میں قیام رہا، ہمارا خیال تھا کہ ہم پاڑ یا آدھ گھنٹہ میں فارغ ہو کر، مکہ معظمہ حاضر ہو کر عمرہ کریں گے۔

مگر تو یہ یہاں اترتے ہی معلم کا نام پوچھا گیا، ہم نے بتایا محمد عبداللہ رمضانی اور ہمارے پاس پورٹ پر قبضہ کر لیا گیا، ہم نے بہت کہا کہ ہمارا پاس پورٹ دیا جائے، مگر کہہ دیا گیا کہ کل شام کو ملے گا، ورقۃ النزول بنے گا، پھر تم مکہ معظمہ جا سکو گے، اب ہم سخت حیران ہوائی اڈہ پر تین گھنٹے پڑے رہے، دوسرے حجاج کے وکلا اڈہ پر موجود تھے، مگر ہمارے معلم کا وکیل نہ تھا، بہت کاریں باہر کھڑی کہتی ہیں ورقۃ النزول لو مکہ معظمہ چلو، مگر ہم حیران کھڑے ہیں، آخر کار تقریباً تین بجے شب کو ہمارے وکیل خالد بسیونی کے بھائی محمد احمد بسیونی اپنی کار لے کر پہنچے اور ہم کو مدینۃ الحجاج میں پہنچا کر اپنے دفتر میں مقیم کر کے چلے گئے، ان کے دفتر میں دو لڑکے ملازم ہیں، مشتاق اور صدیق جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں، ان سے کچھ آرام ملا، آج رات کو ہم کمرے میں بند ہو گئے، بمشکل مشتاق کو آواز دے کر جگایا، تب اس نے قفل کھولا اور ہم کو رہائی ملی، یہاں جدہ میں مچھر بہت زیادہ ہیں، احرام کی وجہ سے سر اور چہرہ ننگا تھا، مچھروں نے خوب خون چوسا، رات کو ایک منٹ بھی نیند نہ آئی، یہاں سردی بہت کم ہے۔

۸ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۴ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

آج جمعہ کا مبارک دن ہے، مگر ہم وکیل جدہ کے رحم و کرم کے منتظر مدینۃ الحجاج جدہ میں بیٹھے ہیں، رہ جانے رفتی نہ پائے ماندان مدینۃ الحجاج کے معنی ہیں، حاجی کیمپ تمام جگہ سناٹا ہے، کیونکہ یہاں رمضان شریف میں دفاتر بازار رات کو کھلتے ہیں، دن کو سب کچھ بند رہتا ہے، یہاں سحری کے وقت دو توپیں چلتی ہیں، ایک سحری کے لیے اٹھانے کو دوسری سحری بند کرنے کے لیے، ہم نے نماز فجر پونے نو بجے پاکستانی ٹائم سے پڑھی، جبکہ ہمارے ہاں گجرات میں ساڑھے چھ بجے یہ نماز ہو رہی ہے۔ بعد

نماز جمعہ ہم نے اپنے سٹرلنگ پونڈ بھنائے ساڑھے بارہ ریال کا ایک سٹرلنگ بھنا ہم نے تیرہ روپیہ چھ آنہ کا ایک سٹرلنگ خریدا تھا، اس کے بعد ہم مرزا محمد ایوب صاحب بنارسی کلرک سفارت خانہ کے دولت خانہ پر گئے، مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی، ہم اپنا پتہ لکھ کر دے آئے ایک گھنٹہ کے بعد مرزا صاحب اور محترم عبدالمجید صاحب قریشی جودھپوری اپنی کار میں ہمارے پاس وکیل خالد بسیونی کے دفتر میں تشریف لائے اور ہم دونوں محترم قریشی صاحب کے مکان پر پہنچے جدّہ کی سیر کی، قریشی صاحب کے مکان پر روزہ افطار کیا، یہاں ریڈیو سے مکہ شریف کے حرم کی اذان، دُعا اور افطار، تھا۔ تہ۔ مغرب سنائی جاتی ہے بلکہ اس افطار پر یہاں افطار کیا جاتا ہے، بعد نماز عشاء وکیل بسیونی نے ہم سے فی کس پچاسی ریال یعنی دونوں سے ۱۷۰ وصول کیے ۲۲ ریال مکہ معظمہ جانے کی فیس ۶۳ ریال معلّم کی فیس اور ہم کو تنازل کا کاغذ دے دیا۔ ہم نے اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی، مرزا محمد ایوب صاحب بنارسی ہمارے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، آخر شب میں حرم میں داخل ہوئے اللہ اکبر کیا، سہانا سماں ہے، حرم شریف ٹیوبوں سے جگمگا رہا ہے، بیچ میں کعبہ معظمہ دلہن کی طرح رونق افروز ہے، ہم نے طواف نہایت اطمینان سے کیا، کیونکہ اس وقت تھوڑے آدمی طواف کر رہے ہیں، سحری کا وقت قریب ہے آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے، طواف خود معلم محمد رمضانی صاحب نے کرایا، خوب سیر ہو کر زمزم پیا، صفا، مروہ دوڑ رہے تھے، کہ سحری کا گولہ چل گیا، ہم فارغ ہو کر معلم صاحب کے مکان پر آئے۔ سحری کھائی پھر سو گئے،

۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم معلم محمد رمضانی صاحب کے ہاں مہمان ہیں، رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۷ طواف کئے، چونکہ ابھی حجاج نہیں آئے ہیں، اس لیئے طواف میں زیادہ بھیڑ نہیں ہے، پھر بھی کافی طائفین ہیں، آج ہم نے یہاں حرم شریف کے افطار کا نظارہ کیا، اللہ اکبر ایسا پر لطف افطار کبھی نہ دیکھا تھا، تمام حرم شریف روزہ داروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے زمزم کی صراحیاں ہر جگہ رکھی ہیں، انواع و اقسام کی نعمتیں بکثرت موجود تھیں، میرے

پاس کراچی کی کھجور تھی خیال آیا کہ یہاں مدینہ پاک کی کھجور مل جاتی تو اسے زمزم سے کھاتے، خیال ہی آیا تھا کہ ایک صاحب نے کھجوروں سے بھرا ہوا طباق دیا، خوب کھائیں، اور زمزم خوب پیا، یہاں تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں، مگر وتر تین رکعت دو سلام سے ہوتے ہیں لوگ تراویح کو معمولی سمجھتے ہیں، کوئی چار پڑھ کر چل دیتا ہے، کوئی آٹھ پڑھ کر، مگر امام بیس پڑھاتے ہیں، آس پاس تراویح والوں کا ہجوم بیچ میں کعبہ معظمہ کا نظارہ سبحان اللہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۶ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح بعد نماز فجر ہم عمرہ کیلئے مقام تنعیم مسجد عائشہؓ میں گئے احرام باندھ کر آئے، عمرہ ادا کیا یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا، بعد عمرہ تین ریال دے کر بذریعہ اعلےٰ درجہ کی کار کے جدہ شریف روانہ ہوگئے، راستہ میں حدیبیہ کا میدان بحیرہ منزل کی زیارت کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں جدہ شریف پہنچ گئے، وہاں سفارت خانہ پاکستان کے سامنے کار سے اترے اور محترم مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات کر کے اُن کے گھر ٹھہر گئے، انھوں نے ہماری آمد کی خوشی میں اور لوگوں کی بھی دعوت کی، دعوت بہت پر تکلف تھی، پھر عبدالمجید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچ گئے، رات ہی میں ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اپنی دو سیٹیں ہوائی جہاز سے بک کرالیں، پھر آرام سے حاجی عبدالمجید صاحب کے ہاں سو گئے، سحری کھائی۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج خوش نصیبی سے ہم کو وہ دن ملا ہے، جس کا انتظار برسوں سے تھا، یعنی آج ہم مدینہ منورہ حاضر ہو رہے ہیں، شب میں ہوائی جہاز کی دو سیٹیں بک کرا گئے تھے، صبح فجر سے پہلے جناب محترم الحاج عبدالحفیظ صاحب قریشی یعنی عبدالمجید صاحب قریشی کے چھوٹے بھائی ہم کو اپنی کار میں لے کر ہوائی اڈہ پر پہنچے، یعنی یہاں مطار کہتے ہیں (مطار زپور) یہاں ریاض کے مسافر زیادہ، مدینہ منورہ کے تھوڑے ہیں، ایک گھنٹہ انتظار

کرنے کے بعد ہمارا بلاوا ہوا، ٹھیک آٹھ بجے صبح یعنی یہاں کے ایک بجے ہمارا جہاز اڑا، اور پورے ایک گھنٹہ میں یعنی دس بجے پاکستانی اور دو بجے عربی وقت پر ہم مدینہ منورہ کے مطار ہوائی اڈہ پر اتر پڑے، وہاں کمپنی کی بس تیار کھڑی ہے، اس نے ہم کو عین باب مجیدی کے سامنے دفتر پر اتارا، ہوائی جہازوں کا دفتر یہاں واقع ہے، اس کی پشت پر حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کا مکان ہے، ہم وہاں ہی پہنچ گئے، سامان رکھا اور باب السلام سے حرم شریف میں داخل ہوئے، شکرانہ کے نفل پڑھے، پھر مواجہ شریف میں اس طرح حاضر ہوئے کہ شرم و ندامت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، کہ منہ سے آقا کے سامنے کھڑے ہوں، سلام عرض کیا، ابھی نماز ظہر میں بہت دیر ہے، یہاں ظہر سات بجے یعنی پاکستانی چار بجے ہوتی ہے، پھر فیض محمد صاحب درویش پاکستانی خیاط کو تلاش کر کے رباط سیرا پانی میں پہنچ گئے، یہاں فیض محمد صاحب نے ہمارے واسطے ایک آرام دہ حجرہ خاص رکھا ہے، وہاں ہی مقیم ہو گئے اب مدینہ طیبہ کا نقشہ ہی بدل چکا ہے، پرانی عمارتیں نظر نہیں آتیں، نئی عمارتوں نے مدینہ پاک کو پیرس کی طرح حسین و جمیل کر دیا ہے اب حرم شریف کے کل دس دروازے ہیں، غربی جانب میں باب السلام باب الصدیق بابت الرحمت باب السعود ہے، شمالی جانب باب عمر باب عبدالمجید، باب عثمان ہے، شرقی جانب باب جبریل باب النساء باب عبدالعزیز ہے، جنوبی دیوار یعنی دیوار قبلہ میں کوئی دروازہ نہیں، ان تین دیواروں میں کل دس دروازے ہیں۔

۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

یہاں رمضان شریف میں دن بھر بازار و دفاتر وغیرہ بند رہتے ہیں، تمام لوگ سو کر دن گذارتے ہیں، ہم نے دوست و احباب کو خطوط لکھنا چاہیئے مگر جب بھی ڈاک خانہ گئے، اسے بند ہی پایا، ٹکٹ نہ مل سکے، خط لکھنے سے رہ گئے، معلوم ہوا کہ ڈاک خانہ صبح دس بجے سے ایک بجے تک ہی کھلتا ہے، ۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷ رمضان شریف کی تاریخوں میں کوئی خاص کام نہیں ہوا، حرم شریف کی حاضری ریاض الجنۃ میں

بعد، فجر، تلاوت، اشراق ادا کرتے ہیں، ظہر، عصر، مغرب، باب سعودی پر ادا کرتے ہیں، کہ یہاں سے گنبد خضرا صاف سامنے نظر آتا ہے۔ بیٹھے ہوئے اُسے تکتے رہتے ہیں۔

شعر

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک   یاں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

رمضان شریف میں یہاں تمام بازار و فاتحہ کاروبار بند رہتے ہیں تراویح کے بعد کھلتے ہیں، اس لیئے ہم بھی دن میں ظہر تک سوتے ہی رہتے ہیں۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۲ فروری ۱۹۶۳ء یک شنبہ

پاکستان میں آج ۱۰ رمضان المبارک ہے، یہاں ۱۹ تاریخ ہے حرم شریف میں باب حضرت عمر سے باب السعود تک ستونوں سے رسیاں باندھی گئی ہیں، اعتکاف کرنے والے حضرات اپنے لیئے جگہ مخصوص کر رہے ہیں، میرا ارادہ بھی اعتکاف کا ہے، بلکہ میں تو اس بار آیا ہی ہوں اعتکاف کے لیئے، چونکہ پہلے کبھی میں نے اعتکاف نہیں کیا یہ پہلا اعتکاف ہے، اس لیئے بڑی فکر ہے، رب تعالے آسان فرما دے آمین، یہاں باب حضرت عمر پر بہت سی کاریں ہر وقت کھڑی رہتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد پکار ہوتی ہے زیارت، زیارت، مگر ہم نے ارادہ کیا ہے انشاء اللہ بعد رمضان شریف کے زیارات پر حاضری دیں، کل الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین دربار داتا صاحب بھی مدینہ شریف پہنچ گئے، سنا گیا ہے کہ سید ننگے شاہ صاحب بھی آگئے ہیں، مگر عمرہ کرنے مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں، غالباً وہ بھی یہاں اعتکاف کریں گے، الحمد للہ نجدی حکومت کی طرف سے گنبد خضرا مبارک پر آج سبز رنگ و روغن ہو رہا ہے، لوگ کہتے ہیں، کہ دس سال بعد رنگ ہو رہا ہے، باب حریم خاص کے پردے پھٹ کر اتر گئے ہیں، کوئی پرواہ نہیں ہے، اندرونی دیوار کے پردے بہت شکستہ ہیں، رب تعالے حکومت نجدی کو توفیق دے۔

۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ ۳ فروری سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

چونکہ ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے، جو بہت ہی مبارک ہے، اسی عشرہ میں شب قدر ہے، اس لیے مسجد نبوی شریف کی در و دیوار کی صفائی ہو رہی ہے، معتکفین نے باب مجیدی سے باب سیدنا عمر تک چادروں، کمبلوں کے حجرے بنائے ہیں، آج عصر کے وقت سے اعتکاف شروع ہے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج عصر سے اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں، مگر ہم نے کوئی چادر وغیرہ کے حجرے کا انتظام نہیں کیا ہے، ارادہ ہے ؎

شعر

گلیاں مدینے والی پھریئے فقیر ڈانگوں — بوہے تے مصطفےٰ دے پڑھیئے فقیر ڈانگوں

مسجد نبوی شریف میں جہاں جگہ ملی گی پڑ رہا کریں گے، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی عبادت کو آسان فرمائے، قبول کرے، عمر میں یہ ہمارا پہلا اعتکاف ہے ؎

۲۱ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ ۴ فروری سنہ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

الحمد للہ تعالیٰ ہم کل عصر کے وقت سے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ گئے، باب سیدنا عمر سے ادھر باب السعود تک غربی دیوار سے متصل اور باب مجیدی تک شمالی دیوار سے متصل معتکفین کا گاؤں سا بس گیا ہے چادروں کے حجروں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، ہمارا خیال تھا کہ فقیری اعتکاف کریں گے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے مجھ فقیر کو شاہانہ اعتکاف کرا دیا، کہ جناب محترم غلام حسین صاحب بہاولپوری جو حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں، یہاں بارہ چودہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، پاکستانی ہوٹل کے مالک ہیں، انہوں نے حسب عادت قدیمہ باب سیدنا عمر سے بالکل قریب نہایت اعلیٰ درجہ کا حجرہ بنا لیا ہے، جس کے بہت سے حصے ہیں ایک حصہ میں ہم اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب زیب سجادہ حضور داتا گنج بخش صاحب لاہوری ٹھہر گئے ہیں، جناب غلام حسین صاحب کی طرف سے اس حجرے

معتکفین کے لیئے لنگر اور سبیل لگے ہوئے ہیں، صُراحیوں کا پانی اور نماز مغرب کے وقت افطار کے بعد مغرب کھانے نیز سحری کا بہت اعلیٰ انتظام ہے، گیارہ بارہ آدمی کھانا کھاتے ہیں معتکفین کو کھانے پر مجبور فرماتے ہیں، جناب غلام حسین صاحب اور الحاج میاں محمد صاحب لاہوری دیگر حجاج نے مجبور کیا، کہ تم یہاں بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس کیا کرو، جو گجرات میں دیتے تھے، چونکہ یہ درس اس اعتکاف کے حجرے میں ہوگا، اس لیئے نجدی حکومت کو اعتراض نہ ہوگا، چنانچہ آج ہم نے اس آیت کریمہ کا درس شروع کر دیا، یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ انشاءاللہ اعتکاف کے دس دن اس ہی آیت کریمہ پر درس دیں گے، میری تقدیر کی یاوری ہے، کہ عمر میں پہلی بار مسجد نبوی شریف میں درس دے رہا ہوں، جو واقعہ نبوی بیان کرتا ہوں، تو حضور کے طرف اشارے کر کے بیان کرتا ہوں، الحمداللہ علے احسانہ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۵ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں بیسواں روزہ ہے مگر ہمارے مدینہ شریف میں اکیسواں روزہ ہے بوڑہ ضلع گجرات کی ایک حاجن امنہ بی بی ہماری بیوی کے ساتھ رباط میں رہتی ہیں، وہ ہم کو کھانا وغیرہ پہنچاتی ہیں، وہ کھانا ہم تمام معتکفین غلام حسین صاحب کے لنگر میں مل بانٹ کر کھاتے ہیں، اس کھانے اور رہنے کی لذت نہ پوچھو، یہ گھڑیاں عمر بھر یاد رہیں گی، شعر

لذت بادۂ عشق در من مست مپرس ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی

ایک اور کرم خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہوا ہے، وہ یہ کہ مولانا محمد غاں صاحب، ساکن ضلع جھنگ اور ان کے ساتھیوں نے ریاض الجنتہ میں دیوار روضہ مطہرہ کے بالکل متصل جہاں سبز جالی ہے، وہاں تین مصلے، بچھا دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم دیا ہے، کہ ہر نماز افطار نماز تراویح تلاوت قرآن مجید و تہجد یہاں ادا کیا کروں، الحمداللہ اب تو بڑی بہار ہے، کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کے خاص دامن کرم ریاض الجنتہ میں یہ عبادات ہو رہی ہے، یہ اس شاہ کا صدقہ ہے، ورنہ ریاض الجنتہ میں نماز جماعت کے

لیئے جگہ ملنا آسان نہیں ہے، بہت پہلے سے وہاں بیٹھنا پڑتا ہے، ہم نہایت آسانی سے
یہاں اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

۲۳ رمضان شریف ۱۳۸۳ھ ۶ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ہماری کتب جاء الحق تفسیر نعیمی وغیرہ بہت لوگوں
کے پاس موجود ہیں، مسجد نبوی شریف میں درس شروع کر دینے سے لوگوں کو ہماری یہاں کی
حاضری معلوم ہو گئی، بہت لوگ ملنے آرہے ہیں، اعتکاف کے دن بڑے ہی بہار کے ہیں
آج بوقت شب بعد نماز تراویح جالی مبارک کا دروازہ شرقی کھلا آٹھ آغا صاحبان اندرون
روزہ مطہرہ جھاڑو دینے گئے، پولیس کا پہرہ باہر رہا جالی مبارک کے باہر لوگ محو زیارت رہے
جو اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے، آغا صاحبان نے فرش مبارک تو ادر جھاڑو سے صرف کیا
اور اندرون دیوار شریف مور کے پروں کی جھاڑو سے صاف کی، غلاف شریف جو پھٹا ہوا
ہے۔ جھاڑا۔ باہر لوگ اپنے سینے کھولے کھڑے تھے، کہ غبار پڑے، آغا صاحبان نے
جھاڑو دے کر غلاف شریف پکڑ کر دیوار پر ہاتھ رکھ کر دعائیں مانگیں۔ باہر سے زائرین آمین کہتے
رہے۔ جب یہ آغا صاحبان باہر نکلے تو لوگ ان کے ہاتھوں کو لپٹ گئے، کوئی چومتا تھا،
کوئی اپنے منہ اور سر پر پھیرتا تھا، عجیب رقت آمیز نظارہ تھا، ہر جمعہ کی شب کو اندر کی صفائی
ہوتی ہے۔ مگر مسجد بند ہو چکنے کے بعد چونکہ رمضان شریف میں مسجد حرم بند نہیں ہوتی،
اس لیئے حجاج کو اس منظر کے دیکھنے کا موقعہ مل جاتا ہے، خوش قسمتی سے ہم کو بھی یہ نظارہ آج
نصیب ہو گیا، اندر کا گرد و غبار آغا صاحبان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، جو بعد میں حجاج بھاری
قیمت سے ان سے خرید لیتے ہیں۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۷ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج جمعۃ الوداع ہے، یہ مبارک دن ہوا کی طرح اڑے جا رہے ہیں پھر یہ ساعتیں کہاں نصیب
ہوں گی، اس دفعہ الحاج محمد میاں صاحب سجادہ نشین داتا صاحب کی ہمراہی

سے بڑی برکتیں نصیب ہوئیں رات اندر کی جھاڑو و شریف کا نظارہ انہیں کے ذریعہ نصیب ہوا۔ نماز جمعہ میں سارا حرم شریف نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ سلطان مراکش یعنی سلطان محمد ثانی مع اپنے وزرا کے زیارت کے لیئے حاضر ہوئے ہیں، ان کے لیئے ریاض الجنۃ میں اگلی صف کا نصف حصہ اور محراب النبی خالی رکھی گئی ہیں، حاضرین کو وہاں سے جبراً ہٹا دیا گیا، بعد نماز جمعہ ان کے لیئے روضۂ پاک کھولا گیا۔ وہ مع اپنے رفقاء کے اندر حاضر ہوئے، پاکستان کے افسر حج محمد احسن خاں صاحب پشاوری بھی آج کل مدینہ پاک حاضر ہیں، ہر نماز ریاض الجنۃ میں پڑھتے ہیں، وہ بھی جالی پاک کے اندر حاضر ہوئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارا درس روزانہ بعد نماز عصر برابر ہو رہا ہے، آج مجمع خوب اچھا ہے، ہماری کتب خصوصاً جاء الحق مدینہ منورہ میں بہت لوگوں کے پاس ہے، حاجی غلام نسیم صاحب مدنی سے آج ملاقات ہوئی، وہ کہتے تھے، کہ یہاں آپ کی کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خاندانوں کو ہدایت دی ہے کہ پہلے وہابی تھے، اب پختہ سنی ہو گئے، چنانچہ حافظ عبدالرشید صاحب خیاط پہلے پختہ وہابی تھے، جاء الحق کے مطالعہ سے اب مع اپنے خاندان سنی ہیں، یہاں بہت لوگوں کو جاء الحق کے مضامین حفظ ہیں :-

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۸ فروری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج کوئی خاص قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا، اعتکاف کے دن بڑے مزے سے تیزی کے ساتھ گذر رہے ہیں، میاں محمد صاحب نے یہاں نجدیوں کی بے ادبیاں دیکھ کر ایک مفتی نجدی سے کہا کہ تم لوگ ایسے مردود ہو کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے سردار کو بھیجا، مگر تم بے ایمان ہی رہے، ہم پاکستانیوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا ولیوں سے کام چلایا، تو ہم لوگ ایمان دار ہو گئے، نجدی بولا کہ تم نے ہماری بے ایمانی کیا دیکھی ہے، میاں صاحب نے فرمایا تمہاری بے ادبی کہ تم قرآن کے اوپر جوتے لیئے پھرتے ہو، تم لوگوں نے سارا حرم شریف جوتوں سے بھر دیا ہے، جو کوئی جالی مبارک کو ہاتھ لگا دے تو تم اس کے

تے پیچھے پڑھ جاتے ہو، مگر لوگ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے پڑے رہتے ہیں روضہ پاک کی طرف بیٹھ کر کے بلکہ پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں، تم منع نہیں کرتے نجدی لاجواب ہو گیا۔

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۹ فروری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

حرم مدینہ کے متعلق ہم کو جناب الحاج غلام حسین صاحب سے عجیب باتیں معلوم ہوئیں، مثلاً یہ کہ یہاں کھجوروں کے موسم میں قطعاً بارش نہیں ہوتی، جس سے کھجوروں کو نقصان نہیں ہوتا، یہاں طوطے، کوے اور موذی جانور کھجوروں پر نہیں پڑتے، کبھی کیڑا وغیرہ نہیں لگتا، غرضکہ یہاں کے پھل ہر آفت سے محفوظ ہیں، یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے ایک بدوی نے شکایت کی تھی کہ بے وقت بارش نے کھجوریں برباد کر دیں، تو فرمایا کہ کھجوروں کا موسم کب ہوتا ہے، اس نے بتایا تو ارشاد ہوا کہ انشاءاللہ قیامت تک اس موسم میں یہاں بارش نہ ہوا کرے گی اب تک وہ ہی ہو رہا ہے، نجدی حکومت نے مسجد نبوی شریف کے تین حصے شرقی، غربی، شمالی، گرا دیئے ہیں، صرف جنوبی حصہ باقی ہے جس میں روضہ اطہر ہے، ان تینوں حصوں میں اپنی نئی عمارت بنائی ہے جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا، اب بنتے ہی ساری عمارت پھٹ گئی ہے چھت ٹپکتی ہے، جس میں لک ڈالا گیا، جو بہہ کر دیواروں پر آیا، اب بھی موجود ہے یہ عمارت بیس سال بھی نہ نکالے گی پرانے حرم شریف کا ملبہ پاخانوں گھروں میں استعمال کیا گیا، چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت ہوا، جو نجدیوں نے خرید کر اس سے اپنے پاخانے بنائے، باب سیدنا عمر کے پاس جو پاخانے وضو خانے بنے ہیں وہ اسی مسجد شریف کے ملبے سے بنے ہیں جس پر سینکڑوں سال سجدے ہوئے ہیں، نئی عمارت کے روشنی کا خرچ نجدی حکومت اٹھاتی ہے، پرانے حرم شریف کا سارا خرچ اور لوگ اٹھاتے ہیں، چنانچہ اس کے جھاڑ فانوس ایک بھوپال کے مسلمان نے لگوائے ہیں، ان کی روشنی کا خرچ اس پر ہی ہے، باقی، ٹیوبوں اور ان کی پاور کا خرچ ہماری فاطمہ جناح صاحبہ دے رہی ہیں، واللہ اعلم اب جو رنگ روغن گنبد خضرا پر ہو رہا ہے، وہ ایک حبشی مسلمان نے کرایا ہے، غرضکہ نجدی حکومت پرانے حرم پر بہت کم خرچ کرتی ہے۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۰ فروری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج شب حرم شریف میں بڑی ہی رونق رہی، بہت سے حفاظ جو الگ الگ قرآن مجید سنا رہے تھے ان کے قرآن مجید ختم ہوئے، مدنی کھجوروں سے ہماری جھولی بھر گئی، نجدی خطیب غالباً کل انتیسویں شب کو ختم کرے گا، کیونکہ آج اس کے اٹھائیس پارے ہوئے ہیں، اکیسویں شب سے حرم شریف میں تہجد کی جماعت نجدی امام کرا رہا ہے، جس میں علیحدہ ختم قرآن ہو رہا ہے صبح کی نماز چاشت وسلام سے فارغ ہو کر ہم آرہے تھے، کہ الحاج میاں محمد صاحب گنبد خضرا کے سامنے کھڑے ہوئے ملے، بولے مفتی صاحب اب سلام پڑھو ہم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سلام مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور اپنا ترانہ ولادت تحفت ہے، ان کا تاج ہے، ان کا پڑھا، بڑی ہی رقت طاری رہی اور حضرات بھی جمع ہو گئے، آج کی یہ لذت عمر بھر یاد رہے گی،

۲۸ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

ستائیسویں رمضان شریف گذر جانے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے، کہ ماہ مبارک وداع ہو گیا، کہ اگرچہ حرم شریف میں خلق کا ہجوم بہت ہے، مگر اس کے باوجود رونق رمضان پہلی جیسی معلوم نہیں ہوتی، ہمارے درس میں رونق بفضلہ تعالیٰ روزانہ بڑھ رہی ہے، کل مسئلہ حیات النبی پر تقریر ہوئی، الحمد للہ بہت لوگ مستفید ہوئے،

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک ہے، ہمارے یہاں عرب میں ۲۹ ہے، آج رات تراویح اور تہجد دونوں میں نجدی امام کا قرآن مجید ختم ہوا یہاں ختم قرآن مجید میں چند چیزیں دیکھیں
(۱) ختم قرآن مجید پر کوئی اہتمام نہیں، نہ روشنی، نہ دعا نہ فاتحہ و ختم شریف نہ مسجد نبوی کی کوئی سجاوٹ (۲) شرعی حکم ہے ختم قرآن میں ایک بار بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے نجدی امام نے نہ پڑھی (۳) ختم قرآن مجید کر کے الم کا پہلا رکوع مفلحون تک پڑھنا چاہیئے مگر نجدی امام

نے نہ پڑھا والناس پر ختم کر دیا ہے۔ بعد ختم دعا مانگی چاہیئے، مگر کوئی نہ مانگی، سلام پھیر کر گھر چلے گئے ۵ بیسویں رکعت میں والناس تک پڑھ کر بہت لمبی دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھتے رہے، دعائیں بہت رقت آمیز تھیں، امام خود بھی روتا تھا، بہت سے مقتدیوں کی ہچکی بندھ گئی تھی، اس رکعت میں دونوں درود ابراہیمی جو قرآنی و ماثورہ وغیرہ، ماثورہ دعائیں پڑھیں، یہ بالکل نئی چیزیں ہیں، ۶ بعد نماز لوگوں نے امام کی پیشانی چومی، اس کے بیٹھے ہوئے بھی کھڑے ہوتے بھی چلتے ہوئے بھی، یہ امام آتے جاتے کسی وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی کے آگے رکھڑا ہوتا ہے، نہ سلام پڑھتا ہے، سیدھا گذر جاتا ہے اس کا راستہ ہی جالی مبارک سے ہے، ہمارے میاں محمد صاحب اعتکاف کے ایام میں رات کو کبھی نہ سوئے، رات بھر قدم مبارک کی طرف بیٹھے رہے، کل بعد نماز عصر حرم شریف میں جالی مبارک کے سامنے ریاض الجنۃ کے متصل ختم بخاری ہوا ایک ماہ میں بخاری ختم کی گئی، ہم بھی شریک رہے بخاری کی مغربی مصری علماء کا اجتماع ہونا تھا، پاکستانیوں میں ہم تھے بعد ختم حاضرین میں حلوے کی پڑیاں تقسیم کی گئیں، عین افطار سے متصل دعا کی گئی، دعا میں بہت ہی لطف آیا، اس ختم کی وجہ سے ان علماء سے خوب ملاقات ہوتی رہی، خصوصاً مولانا محمد علی حکیم جنہوں نے مجھے اپنا پتہ بھی دیا، شارع بیروت لاذقیہ (سوریہ) قریب دمشق اور مجھے سخت تاکید فرمائی، کہ دمشق پہنچ کر لاذقیہ ضرور آؤ، مجھ سے ضرور ملو، لطف یہ ہے کہ یہاں حرم شریف میں تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں، بہت سے غیر مقلد صاحبان آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جاتے تھے، مگر آج سب نے بیس رکعت پوری پڑھیں، درمیان سے کوئی نہ گیا، حالانکہ یہ حضرات صرف آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں، ہم احناف اپنے وتروں کی جماعت الگ کرتے ہیں:



عید مدینہ

یکم شوال ۱۳۸۳ھ ۱۳ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

یہاں عید کا چاند دیکھنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا، تمام سعودی عرب میں ریاض کی حکم پر عید منائی جاتی ہے، کل سب لوگ کہتے تھے، کہ یہاں چالیس سال میں صرف ایک بار ہیں ۳۰ روزے ہوئے، ورنہ ہمیشہ انتیس روزے ہوتے ہیں، اور کبھی پہلا روزہ تراویح نہ ہوا، اور کبھی عید بغیر تراویح کے نہ ہوئی، آخر شب یا صبح کو اعلان ہوتا ہے، کہ آج عید ہے، چنانچہ ہم نے بھی آزمالیا کہ کل ۲۹ رمضان بدھ کے دن باقاعدہ شب کو تراویح پڑھی گئی، جس میں امام نے پارہ الم پورا پڑھا، ہم نے رات کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی و سلام میں گذارا پھر سو گئے، رات کو عربی سوا نو بجے یعنی پانچ بجے شب توپیں چلنی شروع ہو گئیں۔ تمام معتکفین کو حکم ملا کہ فوراً اپنی جگہ خالی کریں، پندرہ منٹ میں سارا بسا ہوا، چادروں کا گاؤں اجڑ گیا، سامان باہر دروازہ حضرت عمر پر رکھ دیا گیا، اس علاقے میں جھاڑو لگا کر پھر حرم کے قالین بچھا دیئے گئے، ہم بھی الحمد للہ اعتکاف پورا کر کے اپنے گھر آگئے، کچھ سوئے، پھر غسل و تبدیل لباس کر کے بارہ بجے شب حرم شریف پہنچ گئے، نماز فجر پڑھ کر لوگ اس ہی طرح بیٹھے رہے، تھوڑی دیر میں حرم شریف کھچا کھچ بھر گیا، سڑکیں بھی بھر گئیں، غرض کہ عجیب پرلطف نظارہ تھا، اور گرد امت کا ہجوم ہے، بیچ میں روضہ رسول دلہن کی طرح جلوہ گر ہے، حاضرین مل کر تیسرا کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر پڑھتے ہیں، اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد و ازواج سیدنا محمد والانصار سیدنا محمد و بارک وسلم۔ اور ادھر مکبر لاؤڈ سپیکر پر تین آدمی مل جواب میں تکبیر شریف کہتے ہیں، ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا، سورج نکلتے ہی اشراق کے وقت نماز عید قائم ہو گئی، امام صاحب نے رکعت اول میں سات تکبیریں، اور رکعت دوم میں قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں، بعد نماز بہت طویل خطبہ پڑھا، پھر لوگ جنت البقیع شریف کی زیارت کے لیے گئے ہم بھی گئے

زائرین سے تمام جنت البقیع شریف بھرا ہوا تھا حضرت فاطمہ زہرہ عثمان غنی، اور جناب حلیمہ دائی کے مزارات پر ہجوم تھا، پھر گھر واپس آئے، خیال رہے کہ خطبہ میں امام نے اوّلاً گیارہ بار اللہ اکبر کہہ کر پھر دوسرا مضمون شروع کیا، دوسرے خطبہ میں ۹ بار اللہ اکبر کہہ کر خطبہ پڑھا مدینہ پاک میں چار دن عید منائی جاتی ہے، آج شام جناب محترم احمد بخش صاحب مہاجر سکنہ گمبٹ خاص سندھ حال مدینہ طیبہ نے ہم کو اپنی کار عنایت کی، ہم معہ اہلیہ و الحاج میاں محمد صاحب احد شریف کی زیارت کے لیئے گئے، وہاں سیدالشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ و مصعب بن عمیر کی زیارات کیں، پھر خاص پہاڑ پر گئے، راستہ میں دانت مبارک شہید ہوئے اور زخم کے علاج کیئے جانے کے مقامات کی زیارات کیں، جہاں مسجدیں ہیں، جو نجدیوں نے گرا دیں ہیں، شکستہ حالت میں ہیں، پھر خاص پہاڑ پر چڑھ گئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد واقعہ جنگ احد دو تین دن آرام فرمایا، یہ پہاڑ میں شگاف ہے، جس میں بمشکل دو آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں، دو نفل ادا کئے پھر حرم شریف آ کر نماز عصر ادا کی، احد شریف سے مدینہ شہر اور وسط میں گنبد خضریٰ کا نظارہ ایسا دلکش و حسین ہے جو بیان نہیں ہو سکتا، آج دوپہر الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں ہم لوگوں کی دعوت ہوئی، جہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی، مولانا حافظ الحاج محمد شفیع صاحب اکاڑوی کی تقریریں اور حرم شریف کے درس رکاڈ کئے ہوئے اور ستار صاحب گجراتی کی نعت اعظم صاحب کی نعت کے رکاڈ سنے خوب لطف رہا بعد کھانے کے احد شریف گئے

۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۴ فروری ۱۹۶۴ء یوم جمعہ

اس سال کا رمضان ہمارا عجیب گذرا تین روزے گجرات ایک روزہ لاہور میں تین روزہ کراچی ایک روزہ جدہ دو روزے مکہ معظمہ اور باقی روزے مدینہ منورہ میں ہمارے روزے ۲۷ ہوئے، کیونکہ یہاں رمضان دو دن پہلے شروع ہوا تھا، یہاں بدھ کو پاکستان میں جمعہ کو اس لیئے ہم نے دو روزے قضا کرنے ہیں، ایک آج کر لیا، ایک انشاء اللہ کل کریں گے۔

۴ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۶۴ء اتوار

ریڈیو نے خبر دی ہے، کہ پاکستان میں عید کل ۱۵ فروری ہفتہ کے دن ہوئی، باقی سب عرب ممالک میں ۱۴ فروری جمعہ کے دن ہوئی صرف حجاز مقدس میں ۱۳ فروری جمعرات کو نجدیوں نے عید کرائی، معلوم رہے کہ موجودہ خطیب مسجد نبوی شریف عبدالعزیز عالم بھی ہے، حافظ بھی ہے، قاری بھی ہے، اور رئیس الادارۃ العدلیہ بھی، قاضی القضاۃ یعنی سیشن جج بھی اسی کے حکم سے قتل کی سزا دی جاتی ہے، اس کی تنخواہ پانچ ہزار ریال ماہوار ہے سنیوں کے سوا ہر مذہب میں امام کی بڑی حیثیت ہے، سنی ہی وہ جماعت ہے جس کے نزدیک جاہل بے شرع پیروں گانے بجانے والے قوالوں کی عزت ہے، رہے امام و خطباء وہ محض روٹی مانگ کر گذارہ کرنے کے لیے ہیں، رب تعالیٰ ہم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرما دے، ہم نے موجودہ سنیوں کی حالت دو شعروں میں یوں عرض کی ہے

شعر

اہل سنت بہر قوالی و عرس — دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سنی ہر قبور و خانقاہ — خرچ نجدی ہر علوم و درسگاہ

۶ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۶۴ء بروز منگل

آج شب الحاج غلام حسین صاحب کے ہاں جلسہ عید میلاد النبی ہوا، جس میں ہماری تقریر ہوئی، یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا الخ مقام نبوت کے موضوع پر ہوئی۔ الحمد للہ عام اہل مدینہ بڑے جذبہ کے لوگ ہیں، بہت شوق سے تقاریر سنتے ہیں، اور اردو خوب سمجھتے ہیں، اردو نعت خواں بھی بہت کافی ہیں، الحاج حضرت محمد حسین صاحب رمزؔ نے اردو میں بہت اعلیٰ درجہ کی جناب کیفؔ کی نعت شریف پڑھی، دیگر نعت خوانوں نے بھی نعت شریف پڑھیں قیام و سلام پر میلاد شریف ختم ہوا، مکہ معظمہ سے بعض احباب تقریر میں شرکت کرنے آئے تھے، وہ ہماری تقریر لطیف کی، حاجی غلام حسین

صاحب نے دوران میلاد میں بار بار چائے تقسیم کی، بعد میں اعلےٰ درجہ کی مٹھائی اپنی دکان کی اور کبلا مدنی تقسیم فرمایا، وہاں ہی الحاج فیض محمد صاحب نے جو ہمارے میزبان ہیں، انہوں نے جلسہ میں اعلان فرمایا کہ شب جمعہ کو مفتی صاحب کی تقریر مسجد اجابہ کے پاس جو ہم نے مسجد بنائی ہے، وہاں ہوگی، اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۷ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۶۴ء بروز بدھ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی، جس میں تمام عربی حضرات نے باری باری سے نعت شریف پڑھیں حق یہ ہے، کہ عربی کلام تمام کلاموں کا امام ہے، ایسی پرکیف نعتیں اس سے پہلے کم سننے میں آئی ہیں، بہت سلیقہ سے نشست کا انتظام کیا گیا تھا بار بار چائے پیش ہوتی تھی، جناب الحاج محمد حسین صاحب عرف رمزو کی نعت بہت ہی اعلےٰ رہی، سید السادات منتہی الغایات میں تعریف نہیں کر سکتا۔ مجمع، یا حبیبی، حلاوہ، لکل من لہ بذمۃ لہ یعرف ۔ طیب کی صدائیں بلند ہوتی تھیں، غرضکہ عجیب پرکیف منظر تھا، آج ہم بیرون مدینہ کی زیارات کو حاضر ہوئے، بیر عثمان کو دیکھا، وہاں کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے، وہاں حکومت نے گاندھی گارڈن کراچی کے مقابلہ کا باغ لگایا ہے تالاب میں چڑیا گھر ہے، جس میں ہر قسم کی مرغیاں، بطخ، ہنس وغیرہ جانور ہیں، صدہا انڈے روز ہوتے ہیں، ۲۴ گھنٹہ کے اندر بجلی کے ذریعہ بچے نکالے جاتے ہیں، بہت زیادہ دودھ دینے والی گائیں پرورش کی گئی ہیں، ان کا سب کا علیحدہ محکمہ بنایا گیا ہے، جس میں انگریز بھی ملازم ہیں اور بیر عثمان سے قریب قصر الملک یعنی شاہی محل ہے، اسی سے متصل جامعہ اسلامیہ کے نام سے بڑا کالج ہے، جہاں ہر ملک کے طلباء پڑھتے ہیں، ہر طالب علم کو تین سو ریال ماہانہ وظیفہ ملتا ہے، دو سال کے بعد انہیں دو ماہ کے لیئے وطن بھیجا جاتا ہے، ہوائی جہاز کا ٹکٹ اور مصارف سفر بذمہ حکومت ہوتے ہیں، پانچ سال کا کورس ہے، مدرسین تمام بدترین قسم کے وہابی ہیں، آج کل جامعہ میں تعطیل ہے، اس لیئے ہم تعلیم نہ دیکھ سکے، اس کے بعد مسجد خندق، مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد علی، مسجد فاطمہؓ

غرضکہ چھ مساجد کی زیارات کیں، پھر مسجد قبلتین پھر مسجد قبا شریف کی زیارات کر کے قریباً گیارہ بجے پاکستان ٹائم سے واپس گھر آگئے۔

۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء جمعرات

آج ہم مدینہ منورہ کے بازار میں گئے، ایک قیمتی گھڑی انجلس خریدی ہماری رباط میں ایک صاحب محمد مسلم خاں، سکنہ ڈھاکہ، مشرقی پاکستان کے مقیم ہیں، وہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ جامعہ اسلامیہ میں پانچ سو طلباء ہیں، ۲۰ مدرسین ہیں، مدرس اعلیٰ کی تنخواہ نو ہزار ریال ماہوار ہے، باقی کی تین ہزار کسی کی دو ہزار کسی کی ایک ہزار تین مدرسین پاکستانی ہیں، اور ۵۵ ملکوں کے طلباء ہیں، جن میں امریکہ، روس، انگلینڈ کے طلباء بھی ہیں، ہر ایک ملک کا طالب علم اپنے ملک کے سعودی سفارت خانہ میں درخواست داخلہ دے۔ پھر کوئی بڑی سفارش ملے، تب داخلہ ہوتا ہے، جامعہ میں بورڈنگ ہاؤس دارالاقامہ بھی ہے، جو وہاں رہنا چاہتے اسے کمرہ مع دری، میز، کرسی، روشنی، پانی مفت ملتا ہے، کھانے کے لیئے ہوٹل ہے، جو مدینہ منورہ شہر میں رہنا چاہے، اس کے لیئے سرکاری بس لانے پہنچانے کو مفت ہیں، مدرسین کے لیئے کاریں مفت، نو سال کا کورس ہے جامعہ کو قائم ہوئے ابھی دو سال ہوئے ہیں، اس جامعہ میں پندرہ رمضان سے پانچ شوال تک اور حج میں پندرہ روز کی باقی جمعہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں، گرمی میں ساڑھے تین ماہ کی تعطیل ہوتی ہے۔

۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب کو مسجد اجابہ کے پاس جو مسجد ہمارے فیض محمد صاحب نے بنوائی ہے، وہاں میلاد شریف میں ہماری تقریر تھی، ہم نے رسالت کے مفہوم اور مقام رسول پر ایک گھنٹہ تقریر کی جو مولانا فضل الرحمٰن صاحب ابن مولانا ضیاء الدین صاحب نے ریکارڈ کی، پھر خود مولانا نے عربی میں بہت شاندار طریقہ سے میلاد شریف پڑھا اعربی

سلام قیام کر کے بعد میں عربی قصائد نعتیہ پڑھے گئے، بہت لطف آیا، اعلےٰ درجہ کی مدنی چائے بعد میں مدنی لڈو تقسیم کئے گئے، تنہا فیض محمد نے خرچ کیا، ایک وہابی غلام رسول نے میلاد شریف کو بدعت کہا۔ تو ہم نے بدعت کے متعلق مفصل گفتگو کی جس پر وہ خاموش ہو گیا ۔

۱۰ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج ہم بعد نماز فجر سلام عرض کر کے غار سلع اور مسجد الوداع زیارات کے لیئے حافظ غلام نبی صاحب کے ہمراہ پیدل گئے، غار سلع پر پہنچ کر نعت شریف اور اعلےٰ حضرت قدس سرہٗ کا سلام پڑھا، بہت رقت طاری ہوئی غار سلع جبل سلع میں ایک غار ہے، جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلسل کئی دن تک عبادت اور گریہ زاری کی، جس کی وجہ سے، آس پاس کے جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا، امت کی بخشش کی دعائیں فرمائیں، جانے آنے کے لیئے نہایت تنگ سوراخ سا ہے، ترکوں نے وہاں چھوٹا سا قبہ بنا دیا ہے، جو اب تک بفضلہ تعالیٰ نجدیوں سے محفوظ ہے، ہم بے تکلف اس سوراخ میں اس لیئے داخل ہوئے کہ ان پتھروں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے یقیناً مس ہوا ہے، مسجد الوداع وہ جگہ ہے، جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کرام کو پہنچانے پیدل آتے تھے، جن کو کسی جگہ کا حاکم مقرر فرما کر بھیجتے تھے، اسے ثنیۃ الوداع کہتے تھے اب اس مسجد سے متصل لکڑی وکوئلے کی منڈی ہے، اور بسوں کا اڈہ ہے جہاں بسوں والے پکارتے ہیں، تبوک، تبوک، خیبر، خیبر، ریاض، ریاض، یہاں سے خیبر کا کرایہ ۱۵ ریال تبوک کا تیس ریال یک طرف کا لیتے ہیں، ان کے منہ سے خیبر اور تبوک کی آوازیں بہت پیاری معلوم ہیں، اب تک ہم اڈوں پر گجرات لاہور کی آوازیں سنا کرتے تھے، آج ہمارے کانوں نے یہ مبارک آوازیں پہلی بار سنی ہیں ۔

۱۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج فجر و تلاوت سے فارغ ہوئے، الحاج میاں محمد صاحب لاہوری

حرم شریف میں ملے کہنے لگے چلو زیارات کرآئیں، چنانچہ ہم چھ سات آدمی مسجد مباہلہ گئے، جسے اہل مدینہ مسجد بغلہ کہتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ فرمایا تھا، اور نجرانی عیسائی مباہلہ نہ کرسکتے تھے، اسی جگہ ترکوں نے مسجد بنوائی تھی، جو نجدی حکومت نے گرادی ہے گری ہوئی پڑی ہے، وہاں کئی جگہ پتھروں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خچر کی ٹاپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف، کہنی مبارک سر شریف کے نشانات موجود ہیں، نجدیوں نے چھینی سے دو نشانات مٹا دیئے ہیں مگر اکثر اب بھی موجود ہیں، راہ میں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصواکی قبر ہے، جس پر عمارت تھی مگر نجدیوں نے گرادی ہے، گری ہوئی عمارت موجود ہے، پھر مسجد گئے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیئے تین دعائیں فرمائی تھیں، جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں، یہ مسجد مباہلہ اور جنت البقیع کے کچھ آگے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے آج برخوردار مصطفےٰ میاں سلمہ کا خط گجرات سے اور برخورداری نور جہاں بیگم کا خط کراچی سے آیا، نور جہاں کا خط آنسوؤں سے بھیگا ہوا ہے، اور بہت ہی دردناک مضمون بارگاہ رسالت میں تحریر کیا ہے، کہ میرے پاس اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لیئے سواء اشک عقیدت کے اور کچھ نہیں نہ حسن عمل ہے، نہ قابل قدر عقیدت اتنی ہے، یہ فقیرنی شاہ کونین بارگاہ میں کیا پیش کرسکتی ہے، اس خط کے الفاظ دل کے جوش عقیدت کی غمازی کرتے ہیں، یہ خط ہم نے بار بار پڑھا اور بارگار رسالت میں اس کا مضمون پیش کیا، خدا کرے قبول ہو جائے؛

۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج رات جناب الحاج خدا بخش صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، شاہدًا کے معنی پر تقریر تھی، آج کے جلسہ میں مجمع بہت تھا، بہت لطف آیا، اعلےٰ درجہ کی بالوشاہیاں تقسیم ہوئیں، بہت نفیس چائے بار بار پلائی گئی؛

۱۳ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح ہم حافظ غلام نبی صاحب واحمد دین صاحب کے ہاں ہمراہ پھر مسجد قبا کی زیارات کے لیئے گئے، مسجد قبا میں حکومت کی طرف سے وضو، استنجا کا یورپین طرز کا نہایت شاندار انتظام ہے، مدرسے بھی قائم ہیں، مسجد قبا سے قریباً دو فرلانگ جانب مشرق مسجد شمس ہے، جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ڈوبا ہوا سورج واپس فرمایا تھا، واللہ اعلم یہ مسجد بھی نجدیوں کے ہاتھوں اب ٹوٹی پڑی ہے، اس سے ایک فرلانگ پر بیر غرس ہے، جو خشک کر دیا گیا ہے، اس کنوئیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رغبت سے پیتے تھے، اسی کنوئیں کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا گیا، ان مقامات کی زیارات کے لیئے گئے، قبا میں کھجوروں کے باغ انگوروں کے کھیت دیکھے، تاحد نظر انگور کے کھیت تھے، ابھی نہ کھجوروں کا موسم ہے نہ انگور کا، پھر ہم قبا سے جانب مدینہ منورہ پیدل واپس ہوئے، راستہ میں مسجد جمعہ میں نوافل پڑھے یہ وہ مسجد ہے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا، پہلے یہ ٹوٹی پڑی تھی، اب کسی شخص نے یہاں نہایت شاندار کوٹھی بنائی ہے، اور اس کے ساتھ یہ مسجد بھی بنادی ہے، پھر اس کے قریب ہی مسجد بنی نجار میں نوافل پڑھے یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قبیلہ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا کر استقبالیہ گیت گائے تھے، پہلے یہ مسجد ٹوٹی پڑی تھی، مگر اب بنادی گئی ہے، پھر وہاں سے پیدل مدینہ منورہ آگئے، قبا شریف میں پیدل جانے میں بہت زیادہ زیارات میسر ہو جاتی ہیں۔

۱۴ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

ہم روزانہ نماز تہجد صفہ کے سامنے کی جگہ جہاں چھوٹی سی محراب ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام تہجد ہے، وہاں پڑھا کرتے تھے، لوگ بہت شوق

سے وہاں جمع ہو جاتے تھے مگر آج وہاں نجدی سپاہی کا پہرہ تھا کسی کو وہاں نفل نہ پڑھنے دیئے، سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع وحرام کہہ کر ہم لوگوں کو روک دیا،

۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

لیجئے آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہوگئی، آج وہاں پولیس کا پہرہ نہیں ہم لوگوں نے بحمدہ تعالےٰ وہاں ہی تہجد ادا کی، حکومت کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے، کل وہ ہی چیز حلال و مباح ؛

۱۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

یہاں حضرت امیر حمزہ کی شہادت ۱۶ شوال کو مانی جاتی ہے کتب میں جنگ احد ۱۶ شوال ہے، چنانچہ آج بہت لوگ جبل احد حضرت حمزہ کی زیارت کرنے گئے، مگر پولیس نے وہاں قفل لگا کر کسی کو زیارت نہ کرنے دی کہ کہیں عرس میں شمار نہ ہو جائے، آج شب مدینہ منورہ میں جگہ جگہ جلسے و مجلسیں منعقد ہوئی، خدا بخش صاحب کے ہاں فضائل صحابہ، فضائل صدیق اکبر و امیر حمزہ کے موضوع پر ہماری تقریر رکھی گئی، جس میں بہت بڑا مجمع تھا، ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا، کہ جیسے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں، ویسے ہی حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز افضل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ مکہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تمام نبیوں کی کتابوں سے افضل، حضور کے صحابہ و اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہ و اہل بیت سے افضل ہیں، حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام نبیوں کے زمانوں سے افضل وہ ہے، کہ رب تعالیٰ نے حضور کے زمانہ، حضور کے شہر حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قبروں کی خاک کی قسم ارشاد فرمائی، فرمایا، لا اقسم بھذا البلد اور فرمایا والعصر اور فرمایا فلا اقسم بمواقع النجوم ؛ دیکھو مواقع النجوم، یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ کیا ہے، صحابہ کرام کی قبریں ہیں، صحابہ کرام تارے ہیں،

ان کی قبریں ان کے غروب ہونے کی جگہ اور عرض کیا کہ حضرت انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، ان میں رسول تین سو تیرہ اور ان میں مرسل چار، پھر ان چار میں افضل المرسلین ایک اس طرح صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں، ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ان میں خلفاء راشدین چار ان چار میں افضل الخلق بعد الرسل حضرت صدیق، ایک اور عرض کیا کہ خیر القرون قرنی میں ق سے صدیق کی طرف رہے ر سے عمر کی جانب ن سے عثمان کی طرف ی سے حضرت علی کی طرف اشارہ ہے، اور عرض کیا کہ دیگر کتب یکوم لکھی لکھائی انبیاء کرام کو ملیں، مگر آیات قرآنیہ اکثر صحابہ کرام کے واقعات پر نازل ہوئیں، چنانچہ آیت تیمم حضرت صدیقہ کے ہار گم جانے پر آئی، اور رمضان میں سحری تک کھانے کی اجازت حضرت ابو صرمہ غنوی کے واقعہ پر رمضان کی رات میں بیویوں سے صحبت کی اجازت حضرت عمر کے واقعہ پر نازل ہوئیں، تاکہ صحابہ کا احسان تاقیامت مسلمانوں پر رہے، نیز جمع قرآن کا کام صحابہ سے لیا گیا قرآن بھیجنے والا رب، لانے والے حضرت جبرائیل، لینے والے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اور امت تک پہنچانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اگر ان میں سے کسی میں شک ہو جاوے تو قرآن مشکوک ہو جاوے گا، پھر حضرت صدیق و امیر حمزہ کے فضائل حضرت بلال کی آزادی پر گفتگو کی، سید الشہدا کا ایسا فیض ہوا کہ رنگ جم گیا لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں، بہت لطف رہا، صادق و صدیق کے فرق بیان کرنے میں بہت لطف آیا، کہ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے، صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے، صادق وہ جو کلام کا سچا، صدیق وہ جو کلام کا کام ہر آن سچا ہو، صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو وہ کہے صدیق وہ جو کہ وہ کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جاوے، اس پر قرآن و حدیث گواہ ہیں، دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کی رہائی، اور دوسرے قیدی کو سولی کی خبر دے دی، ایسا ہی ہوا، اس لیے اس قیدی نے کہا یوسف ایہا الصدیق، یوں ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مالک بن سنان جو شہید ہو چکے تھے، ان کی زندگی کی خبر دے دی، تو رب نے انہیں زندہ کر کے بھیج دیا، دیکھو ان کی قبر مدینہ پاک میں ہے، جس کی زیارت ہوتی ہے۔



۱۷ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۹ فروری سنہ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج ہمارے محترم دوست صالح سعید صاحب ہم کو بدر شریف کی زیارات کے لیے لے گئے، نہایت نفیس کار صبح ہی لے آئے، اپنے ساتھ بیوی ساس پانچ بچے ایک لڑکا فہد اور چار لڑکیاں، مریم، آمنہ، لیلی وغیرہ کو ہمراہ لیا، ایک بکری بہت سے فروٹ کھانے کے لیئے روٹیاں راہ میں غرباء میں تقسیم کرنے کے لیئے روٹیوں کی بوری اور باورچی ہمراہ لیا روانہ ہو گئے، راہ میں بیر، عروہ، بیر علی القریش، منزل براحی وغیرہ منزلیں پڑیں، قریباً بارہ بجے پاکستانی ٹائم سے ہم بدر شریف پہنچ گئے، آج ہم پہلی بار اپنی عمر میں اس وادی مقدس میں آئے جاتے ہی بکرا ذبح ہوا، کھانا تیار ہونے لگا، راہ میں بدوؤں کی جھونپڑیاں نظر آئیں، جن کے بچے عورتیں لب سڑک، بکریاں چراتے ملے، صالح صاحب ان کی طرف روٹیاں پھینکتے رہے تین گھنٹہ میں ہم بدر پہنچے ٭

بدر شریف کے حالات

مقام بدر کی اہمیت تمام اہل اسلام خصوصاً علماء اسلام سے مخفی نہیں، یہاں ہی اسلام کا پہلا جہاد ہوا، یہاں ہی ابوجہل ملعون، دو مسلم بچوں، معاذ ابن عفراء اور معاذ ابن عمرو کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا، یہاں چوٹی کے سرداران کفار قریش مارے گئے، گویا یہاں اسلام کی جڑ قائم ہوئی، یہاں کا ہر ذرہ مومن کی آنکھ کا سرمہ ہے، بہت عرصہ سے یہاں کی زیارت کی تمنا تھی جو رب تعالیٰ نے آج پوری فرمائی ع۱ بدر شریف مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے، اب بدر اس راستہ کی ایک منزل ہے، ع۲ بدر شریف مدینہ منورہ سے ایک سو اڑتالیس کیلو ہے، ایک سو کیلو میٹر پاکستانی میل ہوتے ہیں، مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان کل چھ منزلیں ہیں، آج کل چونکہ حاج نہیں آتے، اس لیئے منزلوں پر سنسان ہے

ع۳ اب بدر شریف میں اچھی خاصی آبادی ہے، وہاں پانی کے چشمے بہت ہیں، چشمے کیا ہیں، زمین دوز نہر ہے، جو جگہ جگہ سے کھول لی گئی ہے، سرکاری اسکول ہے،

جس پر لکھا ہے، المدرستہ السعودیہ فی البدر۔ لب سڑک نئی مسجد بنائی گئی ہے، مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ تک ملک کی بہت چوڑی سڑک ہے، جو پاکستانی جرنیلی سڑک کی طرح پختہ صاف و ستھری ہے، جیسے پشاور و کراچی کے درمیان کی سڑک، ع۴ بدر سے آگے مستورہ منزل ہے، جہاں سے مقام ابواء ہے صرف تیس کیلو، جانب شمال ہے، ابواء میں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ خاتون والدہ ماجدہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے، وہاں کی حاضری تمنا ہے رب تعالیٰ وہاں کی حاضری نصیب فرمائے اب ابواء کا نام حریبہ ہے، دونوں نام مشہور ہیں، ع۵ خود بدر اور بدر کے راستہ میں کھجوروں کے باغات اور باغوں کے درمیان گندم وغیرہ کے کھیت بہت ہیں، پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرے بھرے باغ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، یہاں پٹرول پمپ بھی ہے، یہاں موٹریں ٹھہر کر پٹرول لیتی ہیں، ع۶ بدر میں حسب ذیل زیارت گاہیں ہیں، مسجد عریش جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت صحابہ کرام کو سلا کر اسلام کی فتح و نصرت کی دعا کی، اب اس جگہ حکومت نے جامع مسجد بنا دی ہے، یہ جگہ سڑک سے کچھ دور ہے، دوسری وہ جگہ جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے کچھ پہلے سجدہ فرما کر دعاء نصرت فرمائی، جناب صدیق نے آپ کو سجدے سے اٹھایا، پھر اپنے مٹھی بھر کنکر کفار کی طرف پھینکے جو ان سب کی آنکھوں میں پڑے، اس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی، یہاں بھی مسجد ہے، اور گنج شہیدان جہاں ۱۳ شہید دفن ہیں، چودھویں غازی جو زخمی تھے، مدینہ منورہ پہنچائے جا رہے تھے، مقام حمراء میں ان کا وصال ہو گیا، وہیں دفن کئے گئے، حمراء مدینہ پاک و بدر کے درمیان ہے، یہ گنج شہیداں بالکل ڈھا دیا گیا ہے، اس پاس چھوٹی سی چار دیواری بہت شکستہ حالت میں ہے تمام قبریں نجدیوں نے کھود ڈالی ہیں، اس چار دیواری میں ریت بھری ہوئی ہے مگر زائرین اسی ریت کے ڈھیر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں، یہ گنج شہیداں سڑک سے قریباً ایک میل جانب جنوب ہے، اس گنج شہیداں سے متصل ایک بہت اونچا ٹیلہ ہے غالباً یہ مسجد ہے، جو نجدیوں نے ڈھا کر برباد کر دی، بڑے بڑے پتھر بکھرے پڑے ہیں، ہم نے اسی ناہموار

زمین پر پتھروں کے درمیان بمشکل دو رکعت نفل پڑھے، تمنا تھی وہاں بیٹھ کر تلاوت و ذکر کرتے، مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ آرزو پوری نہ ہو سکی، نجدیوں کی جانوں کو دعا دیتے چلے آئے، اس وقت بدر میں کل تین مسجدیں ہیں، مسجد عریش مسجد براقہ، مسجد سعودا، جو لب سڑک ہے، کنواں بدر جس کے نام سے اس میدان کا نام بدر ہے، وہ بالکل لاپتہ ہو چکا ہے گنج شہیداں کے پاس جو شکستہ اونچی مسجد ہے، یہ وہ جگہ ہے، یہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کفار بدر کے ہلاک ہونے کی جگہ ایک دن پہلے بتا دی تھی، کہ کل یہاں ابو جہل مرے گا، یہاں ابولہب، یہاں امیہ ابن خلف، ہم نے آج کی نماز ظہر اور نماز عصر بدر میں پڑھی، اور نماز مغرب راستہ میں قریشیہ منزل میں باجماعت ادا کی واپسی میں راستہ میں کار پنچر ہو گیا، کچھ دیر اس کی درستی میں لگی عشاء کے وقت مدینہ منورہ لوٹ آئے، حرم شریف سے لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے تھے، کہ ہم پہنچ گئے ۔

۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ یکم مارچ ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج شب کو ہماری تقریباً الحاج غلام حسین صاحب کے مکان پر ہے بڑا اہتمام فرما رہے ہیں، آج ہم کو ہمارے معلم غلام حیدر صاحب حیدری اپنی کار میں اپنا باغ دکھانے بعد عصر لے گئے، معلم صاحب کے دو باغ نہایت شاندار ہیں یہ باغ جبل احد پر حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف کے پاس ہے باغ میں مسجد بنوا رہے ہیں، قریباً آٹھ بیگہ میں کھجور کا باغ ہے، درمیان میں سبزیاں ہیں، کنواں درمیان میں ہے، جس میں ٹیوب ویل لگا ہے، نہانے کے لئے حوض ہے، یہ نظارہ بہت روز تک یاد رہے گا، اس باغ کا پودینہ اور سبز مرچیں معلم صاحب نے ہم کو مرحمت فرمائیں، پودینہ بہت خوشبودار ہے ۔

۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۴ مارچ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج میاں الحاج محمد صاحب نے ہم کو مدینہ پاک کے عوالی کی ایسی

زیارات کرائیں، جو اس سے پہلے تین حجوں میں ہم کو میسر ہوئیں تھیں، اور عوام حجاج کو میسر نہیں ہوتیں، چنانچہ ہم نے مدینہ منورہ کے جنوبی جانب شہر سے متصل ایک باغ میں بیر عرس کی زیارت کی، یہ کنواں ایک سرسبز باغ میں ہے، جسے نجدی حکومت نے خشک کر دیا ہے اور اس کی بجائے قریب ہی دوسرا کنواں کھدوا دیا ہے، جس میں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے اس کنویں کے متعلق یہاں روایت سنی کہ اس کنویں کا پانی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا اور بعد وفات اسی کے پانی سے غسل دیا گیا، اس سے آگے وہ میدان ہے۔ جہاں کی مٹی کی خاک شفا کی ٹکیاں بنائی جاتی ہیں، یہ مٹی سفید ہے، اب وہاں حکومت نجدی اس میدان میں مدینہ شہر کا سارا کوڑا پھنکواتی ہے، کہ کوئی شخص یہ مٹی نہ اٹھا سکے ہم اللہ اس میدان میں گندگی کے ڈھیر دیکھے، اس میدان سے متصل ایک چبوترہ ہے، لوگ یہاں سے تبرکاً مٹی لے جاتے ہیں، ہم بھی وہاں سے سفید مٹی تبرک کے لیئے لائے، اس میدان کے متعلق یہاں مشہور یہ ہے کہ غزوہ بدر کے کچھ زخمی صحابہ اس میدان میں واپسی کے وقت لوٹے تھے، تو فی الفور انہیں شفاء ہو گئی تھی، اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر دعا فرمائی تھی، یہاں سے قریباً نصف میل فاصلے پر بیر عرس ہے، جو نجدیوں نے خشک کر دیا ہے، ترکوں نے اس کنویں میں سیڑھیاں بنوائی ہیں، اس میں کچھ پانی ایک گوشہ میں ہے، کنویں کے ارد گرد بہت بیریاں ہیں، اس سے متصل ترکوں کی بنائی مسجد ہے، جسے مسجد امام زین العابدین کہتے ہیں اس کے متعلق یہاں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے پانی سے وضو کر کے مسجد کی جگہ آرام فرماتے تھے، ہم کنوئیں میں اتر گئے، پانی پیا کچھ پکے بیر کھائے، مسجد میں نوافل پڑھے، یہاں سے قریباً تین فرلانگ پر باغ سلمان ہے، جس میں کھجور کے دو درخت وہ ہیں، جن کا تخم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بویا تھا، یہ دو درخت تمام باغ میں شکل و صورت میں ممتاز ہیں، اس کے پھل فی زمانہ کھجور پکتی ہیں، ہم کو آٹھ پھل ملے اس باغ کے متعلق ہم نے یہاں یہ روایت سنی کہ حضرت سلمان فارسی کسی یہودی کے غلام تھے، جب مسلمان ہو گئے۔ تو اس یہودی کو اپنے دعوت اسلام دی، وہ بولا میں حضور کا یہ معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں، کہ آپ

آپ میرے اس باغ میں کھجوریں بوئیں اور ایک ماہ میں درخت تیار ہو کر بارآور ہو جائیں، تب میں ایمان لاؤں گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھا دیا، وہ یہودی مسلمان ہو گیا، اور یہ باغ حضرت سلمان کو دے دیا، اور انہیں آزاد کر دیا، حضرت سلمان نے یہ باغ وقف کر دیا یہ درخت تین تھے، جن میں سے اب دو ہیں، اس باغ سے قریب ہی مسجد فضیخ ہے، کہ جب شراب حرام ہوئی، تو صحابہ کرام کی ایک جماعت شراب نوشی میں مصروف تھی، انھوں نے حرمت کا اعلان سنتے ہی تمام گھڑے شراب کے توڑ دیئے سب سے پہلے شراب کے برتن نز یہاں توڑے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی، اس مسجد کے محراب میں ایک سیاہ پتھر لگا ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں، انگوٹھے کے نشان ہیں، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو مٹھی شریف میں لے کر نچوڑا، تو اس سے پانی ٹپکا، پتھر کی شکل بھی بتا رہی ہے کہ اسے مٹھی سے نچوڑا گیا، ہم نے یہاں نفل پڑھے، اس سے دو فرلانگ فاصلہ پر مسجد ام ابراہیم ہے، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم ایک دائی کے ہاں پرورش پاتے تھے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم اکثر انہیں دیکھنے یہاں تشریف لاتے تھے، یہاں ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ان کا انتقال ہوا، یہاں ترکوں نے مسجد عالی شان بنوا دی ہے، نجدی حکومت نے وہ مسجد گرائی تو نہیں مگر اس کے گرد دیوار کھینچ دی ہے، تاکہ کوئی وہاں نماز نہ پڑھ سکے ہم اس مسجد کی زیارت کر کے آگئے، اس علاقہ کو عوالی مدینہ کہتے ہیں، اس سارے علاقہ میں ایسے سرسبز باغ ہیں، کہ سبحان اللہ کھجوروں کے گھنے باغ درمیان میں سبزہ زار بیچ میں کنواں کہیں تا حد نظر انار کے باغ، کہیں، انگور کے کھیت واپس آتے ہوئے ہم نے ایک جگہ پرانی مسجد نبوی کے ستون پڑے ہوئے دیکھے جو توڑ کر پھینکے ہوئے ہیں، نجدیوں نے مسجد نبوی شریف کے تین حصے شرقی، غربی، شمال، منہدم کر کے نئی مسجد بنائی ہے، اس کا ملبہ ان استنجاء خانوں میں لگایا ہے، جو باب عمر کے پاس ہیں، اور لوگوں کو چھ روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت کر دیئے ؎

ــــ ۰ ــــ ۰ ــــ ۰ ــــ ۰ ــــ ۰ ــــ

۲۲ شوال ۱۳۸۲ھ ۵ مارچ ۱۹۶۳ء سہ شنبہ

ایک بے مثال واقعہ

آج ہم نے ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھی وہ یہ ہم نے بیس دن پہلے باب الرحمۃ کے سامنے ایک دکان سے اصلی گھڑی انجلس ایک سو چالیس ریال میں خریدی تھی، آج ہم کو صاحب دکان دار بازار میں ملے، فرمانے لگے کہ انجلس گھڑی کی قیمت بیس ریال گر گئی ہے، آپ اپنے بیس ریال واپس لے جانا۔ ہم بعد عصر دکان پر گئے، انہوں نے بیس ریال واپس کر دیئے، یعنی چالیس روپیہ ہم نے ان کا نام پوچھا بولے کیوں پوچھتے ہو، ہم نے کہا ہم پاکستانی اخبارات میں یہ مضمون دیں گے، تاکہ معلوم ہو کہ اہل مدینہ کیسے ایماندار اور دیانتدار ہیں، انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا، آخر ان کی دکان کا پیڈ حاصل کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا پتہ یہ ہے، عطاء اللہ ساعاتی باب رحمت مدینہ منورہ ٹیلی فون عرص ب ۵۵، ہم لوگ امریکہ انگلینڈ کے لوگوں کی ایمان داری کے ڈھول بجاتے ہیں، زرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کی خوش معاملگی اور ایمان داری ملاحظہ کرو، کہ ہماری خرید کے وقت اس گھڑی کی قیمت ایکسو چالیس ریال تھی، بعد میں قیمت گری، انہوں نے خود ملاقات کر کے ہم کو اپنی دکان پر بلا کر بیس ریال یعنی چالیس روپیہ واپس کئے ❊

۲۳ شوال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء جمعہ

مدینہ پاک کے موجودہ حالات

مدینہ پاک کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں، ہم نے دس سال پہلے جو مدینہ دیکھا تھا، اس کا رنگ و روپ، شکل و شباہت ہی کچھ اور تھی اور اب کچھ اور ہے، حرم شریف کی تبدیلی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، شہر کی تبدیلیاں ملاحظہ فرمائیں؛ ۱۔ اب مدینہ پاک پیرس کا نمونہ بن چکا ہے، پرانی عمارات گرا کر شاندار بلڈنگیں دس دس منزل تک کی تیار ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، جن میں بجائے زینہ کے لفٹ ہے، بہت اعلیٰ درجہ کے ہوٹل ہو گئے ہیں، جن کے ایک کمرہ کا کرایہ دس ریال، یعنی بیس روپیہ یومیہ ہے، کھانا وغیرہ علاوہ فندق قصر المدینہ، فندق بہاؤالدین، فندق التیسیر، یہ تینوں ہوٹل حرم شریف کے قریب ہیں، وہاں ہوٹل کو فندق کہتے ہیں۔ فندق قصر المدینہ تو باب مجیدی کے سامنے ہے اور فندق بہاؤالدین باب عثمانی کی کروٹ ہیں، ۲۔ اب مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز و نجدی میں دولت کی بہت فراوانی ہے۔ تیل نکل آنے کی وجہ سے مال کی بہت کثرت ہو گئی ہے، یہاں درمیانہ راج کی اجرت بیس ریال یومیہ ہے، مزدور کی اجرت آٹھ ریال روز یہ حال تمام مزدوریوں کا ہے اب یہاں بھکاری بہت کم ہیں، جو ہیں وہ بھی باہر کے ہیں، عرب بھکاری قریباً نہیں ہیں ۳۔ حکومت کا انتظام قابل تعریف ہے، ہر شخص پر حکومت کا کنٹرول بہت سخت ہے، کسی کو قانون شکنی کی جرأت نہیں، ۴۔ یہاں جرم بہت کم بلکہ یوں کہو کہ قریباً بالکل نہیں، نماز کے وقت بڑی قیمتی دوکانیں بغیر قفل رہتی ہیں، مالک حرم شریف پہنچ جاتے ہیں، کسی کا کھٹکا نہیں، ۵۔ کوئی شخص کسی کو دھوکا نہیں دیتا، صاف گو سچے لوگ ہیں، میں ایک بیگ کی دوکان پر گیا۔ مجھے بیگ بہت ہی پسند آئے،

ہوائی جہاز کے لیئے خریدنے کا ارادہ کریں، میں نے پوچھا کیا یہ مضبوط بھی ہیں، تاجر بولا نہیں صرف ایک سفر کرادے وہ بھی شاید پوچھا کیا چمڑے کے ہیں، بولا نہیں یہاں زنا کبھی نہیں ہوا، مدینہ منورہ کی تاریخ اس جرم سے خالی نظر آتی ہے، جرائم کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مقدمہ بازیاں نہیں کسی کی سفارش نہیں مانی جاتی، بہت جلد فیصلہ اور بغیر رو رعایت فوراً سزا دے دی جاتی ہے، لوگ حکومت سے بہت ہی ڈرتے ہیں، حکومت کا رعب بہت ہے، وکیل مختار بالکل نہیں، ع۶ یہاں امیر طبقہ میں انگریزیت بہت تیزی سے آرہی ہے، یہاں بھی میٹرک۔ بی اے وغیرہ کی لعنت آچکی ہے، لڑکیاں، لڑکے عموماً اسکولوں میں جانے لگے ہیں، جن کو لے جانے واپس لانے کے لیئے حکومت کی بسیں مقرر ہیں۔ صبح ہی لے جاتی ہیں، شام چھوڑ جاتی، عورتوں میں نیم عریاں لباس مروج ہوچکا ہے، حرم شریف میں کچھ عورتیں سلام کے وقت اس لباس میں دیکھی گئیں، کہ پنڈلیاں کھلی ہوئیں، ننگے سر سلام پڑھ رہی ہیں۔ مرد بھی انگریزی لباس میں ننگے سر دیکھے جاتے ہیں، مگر ابھی ابتدا ہے، ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ ع۷ ریڈیو کی وجہ سے گانا عام ہوچکا ہے، دوکانوں، گھروں، بلکہ راستہ چلتے لوگوں کی بغلوں، جیبوں، بسوں، کاروں سے ریڈیو کے گانے سننے میں آتے ہیں۔ بلکہ اب بغیر ریڈیو کے گانے کے ڈرائیور بسیں، کاریں چلاتے نہیں ہیں، ع۸ دوکانوں، ریڑھی والوں کے پاس جاندار چیزوں کے مجسمے۔ بندر، لنگور، بارہ سنگا، ہرن وغیرہ عام فروخت ہورہے ہیں، یہ سب ولایتی ہیں، بت فروشی کا بازار گرم ہے، بازار مدینہ بت خانہ بن چکا ہے، جو ولایتی چیز بازار سے خریدو اس پر بے حیائی والے فوٹو موجود ہیں۔ ہم نے یہاں سے ایک آئینہ خریدا عورت کے فوٹو والا ہی ملا۔ ع۹ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بمقابلہ پاکستان کے ہندوستان سے محبت زیادہ ہے، بعض دیہاتیوں نے اپنے بچوں کے نام جواہر مبارک رکھے ہیں، جواہر سے نسبت جواہر لعل نہرو کی طرف ہے، انڈیا کا پروپیگنڈا بہت ہے نہ معلوم پاکستان کا کا پروپیگنڈا کم کیوں ہے۔ ع۱۰ یہاں بے ادبی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے، حرم شریف جوتوں سے بھرا رہتا ہے، جتنے کہ لوگ بغل میں جوتے دباتے سلام پڑھتے ہیں، نمازیوں کے آگے سے گذرتے میں کوئی عار نہیں، قرآن مجید نیچے رکھا ہوتا ہے، جوتے لیئے ہوئے

اُوپر سے گذر جاتے ہیں، کعبہ معظّم، بلکہ روضۂ مطہرہ کے طرف پاؤں پھیلائے بیٹھے، لیٹے رہتے ہیں، پولیس والے جالی مبارک کو ہاتھ لگانے ادھر منہ کرنے سے روکتے ہیں، لیکن اُدھر پشت کرنے پاؤں پھیلانے سے بالکل منع نہیں کرتے، بلکہ خود جالی شریف سے بیٹھ لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ ع۱۱ مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز میں سینما و فلم کبھی نہیں دیکھے گئے تھے، مگر اب خاص مدینہ منورہ کے امیر لوگوں نے اپنے گھروں میں فلم رکھی ہیں، اور امریکہ کی طرف سے خاص حرم شریف کے سامنے یعنی باب عبدالعزیز سے صرف ۱۴۰ قدم کے فاصلے پر جنّت البقیع شریف سے متصل بہت بڑے میدان میں، سفری سینما لگا دیا گیا ہے، جس میں دن کے وقت عام نمائش لگی رہتی ہے، لوگ جاکر تیل کے چشموں وغیرہ کی نمائش دیکھتے ہیں، رات کو لب سڑک فلم دکھائی جاتی ہے، کل رات بعد آخری سلام ہمارا گذر وہاں سے ہوا، دیکھا کہ وہاں قریباً دو ہزار آدمی فلم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے، باقی پانچ چھ سو آدمی ارد گرد کھڑے تھے، راہ گیر بھی کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے، نہایت گندے ناچ، عورتوں و مردوں کا اختلاط جوان لڑکیوں کی فحش حرکتیں فلم پر دکھائی جارہی تھیں، فلمی گانے عربی و انگریزی میں ہو رہے تھے، لوگ خوشی میں تالیاں بجا رہے تھے، آوازے کس رہے تھے، غرضکہ جو کچھ ہمارے ہاں فلموں میں ہوتا ہے، اس سے بدتر ہو رہا تھا اس وقت میاں محمد صاحب سجادہ نشین حضور داتا صاحب اور بوستان خان راولپنڈی والے ہمارے ہمراہ تھے، یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے سر پکڑ لیے کہ حرم شریف کے سامنے یہ حرکتیں ہو رہی ہیں، آج ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے یہ ذکر کیا، تو فرمانے لگے ابھی کیا ہے، آگے دیکھنا، آج ہی اخبار میں تھا کہ سابق شاہ نجد عبدالعزیز کی زندگی کی فلم تیار ہو رہی ہے، جس پر اتنی ریال لاکھ ریال خرچ ہوں گے میں نے یہ دلدوز واقعہ ایک عربی صاحب سے بیان کیا کہ نجدی حکومت یہ کیا کر رہی ہے، وہ بولے آپ کے پاکستانی علماء نے سینما و فلم کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس پر ہماری حکومت نے یہ کیا ہے، میں نے پوچھا کون عالم بولے، مولانا مودودی اچھرہ والے، غرضکہ اب حالات اچھے نہیں ع۱۲ یہاں حرم شریف میں تبلیغ وہابیت کا بہت زور ہے

بعد مغرب سے عشاء تک الگ الگ ٹولیوں کے ہجوم ہوتے ہیں عربی، بنگلہ، اردو، بخاری زبانوں میں وہابی علماء کے وعظ بڑے زور و شور سے جاری رہتے ہیں، یہاں سنی مسلمانوں کو ایمان بچانا مشکل ہو گیا ہے، مجھ سے کل ضلع گجرات کے شاہ صاحب کہنے لگے، کہ ایک مولوی صاحب کل وعظ کہہ رہے تھے، کہ جو لوگ یہاں سے خاک شفا لے جاتے ہیں، انہیں خاک ہی ملتی ہے یہ لے جانا حرام ہے، روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا شرک ہے میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب بڑے خزانہ پر چور بھی بڑا ہی پڑتا ہے بازار کے شیاطین سے مسجد کے شیاطین وہاں اور نہ کرے سخت میں اگر ایمان بچانا ہے تو کسی وعظ میں نہ شریک ہو ہم یہاں کی مٹی ہی دیکھنے لینے تو آئے ہیں، کپڑا، سونا، چاندی تو ہمارے ہاں بھی ہوتے ہیں، یہ مٹی وہاں نہیں ہوتی، جب یہاں سے ہم لوگ کھجوریں، تسبیح، کپڑے لے جاتے ہیں اور شرک نہیں ہوتے، تو خاک شریف لے جانے سے مشرک، کیسے ہوں گے۔ یہاں کی خاک شفا ہے، جیسے زمزم کا پانی شفا ہے، وہ پانی جناب اسمٰعیل کے پاؤں کا دھوون ہے، یہ مٹی جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم چوم چکی ہے، حضور کا معجزہ یہ ہے کہ وہابی مولوی دن رات لوگوں کو سلام اور تعظیم سے روکتے ہیں، مگر لوگ جالی شریف کے سامنے پہنچ کر ان کے سارے وعظ بھول جاتے ہیں، وہاں دیوانہ وار سلام پڑھتے ہیں۔ روتے ہیں ابوجہل کی ساری کوششیں حضور علیہ السلام کے چہرے کی ایک جھلک سے ختم ہو جاتی تھیں، وہ ہی نقشہ اب بھی ہے، ع ۱۳ یہاں موٹر کاریں بہت ہی ہیں، چار چار آنہ میں قبا شریف و کاریں لے جاتی ہیں، جو ہمارے ہاں وزیروں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہوں گی، بہت نفیس کار تھوڑے کرایہ سے مل جاتی ہے۔ ع ۱۴ اس دفعہ حکومت اور پولیس کا رویہ حجاج کے ساتھ بہت شریفانہ ہے، کسی کو مارتے پیٹتے بُرا بھلا نہیں کہتے ہیں، نرمی و محبت سے بات کرتے ہیں کسی عورت کو ہاتھ سے نہیں چھوتے، زبان سے سمجھاتے ہیں، ہم اپنی جماعت کرتے ہیں، کچھ نہیں کہتے، ہاں پاکستانی وہابی نجدیوں کی نمک حلالی میں چڑ چڑاتے ہیں، مگر نجدی کچھ نہیں کہتے ع ۱۲ حافظ احمد دین صاحب

... لب نے مجھ سے فرمایا کہ اس قدر وہابیت کی تبلیغ کے باوجود کہ حکومت اس پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی ہے، مگر مدینہ منورہ میں اسّی فی صد سنی ہیں، خدام حرم جن کی تعداد تین سو نفر ہے، ان میں مدیر حرم یعنی صدر سے لے کر کنسی یعنی جھاڑو والوں تک سب سنی حنفی ہیں۔ بجز امام کے اور ایک بواب کے جو باب النساء پر بیٹھتا ہے اور ان تمام کے ہاں دلائل الخیرات قصیدہ بردہ شریف کے ختم پر فاتحہ میلاد شریف وغیرہ سب ہوتے ہیں۔ جن میں سب کا اجتماع ہوتا ہے ۔

۲۶ شوال ۱۳۸۲ھ ۱۹ مارچ ۱۹۶۳ء دوشنبہ

عطیہ خسروانہ

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ فقیر بے نوا کو ایسے شاندار عطیات بخشے گئے، جو شاہد ہی کسی کو ملے ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے، کہ جناب الحاج غلام حسین صاحب مظفر گڑھی مالک پاکستانی ہوٹل نے مجھ فقیر کو دو جوڑے نہایت اعلیٰ اور چار ٹوپیاں میرے لڑکوں محمد میاں مصطفےٰ میاں کے لیے عطا فرمائیں، جب میں نے اس کے قبول میں حجاب سا محسوس کیا، تو فرمایا یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ خسروانہ ہے، ہم لوگ تو ان کے نوکر اور کارندے ہیں، اس پر میں رو پڑا۔ یہ عطیہ سر پر رکھا، آنکھوں سے لگایا، اس کے علاوہ انہیں حاجی غلام حسین صاحب۔ اور الحاج محمد یار صاحب فریدی نے حضرت آغا احمد عبدالرحمٰن صاحب، خادم حجرہ نبویہ شریف سے ان کا وہ جبہ حاصل کیا جسے پہن کر وہ روضہ مبارک کے اندر کی جھاڑو دیتے ہیں، یہ جبہ شریف پچیس بار روضہ مبارک کے اندر گیا ہے، اور آپ نے وہاں کی گرد شریف چاٹی ہے، اس کے علاوہ گنبد خضرا کے زیریں حصہ کا چونہ کا وہ ٹکڑا کسی

سے حاصل کیا، جو اس سال گنبد خضرا کی مرمت کے وقت علیحدہ کیا گیا، قریباً چالیس سال وہاں لگا رہا ہوگا، یہ نعمتیں حاصل کر کے مجھ گنہگار سیاہ کار کو عطا فرمائیں ہیں، بجز دعا اور کیا شکر یا ادا کر سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کا بھلا کرے میں اپنے نصیب پر جس قدر ناز کروں کم ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے لیئے میری قبر کا سامان بھیج دیا ہے، میں اپنے وارثوں کو وصیت کرتا ہوں کہ مجھے اس جبہ شریف میں کفن دیں، اور یہ چونے کا ٹکڑا میری قبر میں میرے سینے پر رکھ دیں بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہے۔

شعر

تجھ سے سخی کو مانگ کر مانگ لی دو جہاں کی خیر
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

نیز ان ہی الحاج محمد یار صاحب فریدی نے جن کی دوکان باب جبریل کے سامنے ہے مجھے اثمد سرمہ کی ایک شیشی ایک مدینہ پاک کی سلائی عنایت فرمائی اثمد سرمہ کے بہت فضائل حدیث پاک میں ارشاد ہوئے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ شب کو سوتے وقت یہ سرمہ لگایا ہر آنکھ شریف میں تین تین سلائیاں پھر میں نے ان کے فرزند حافظ رحمت علی صاحب سے چھ شیشیاں اور بھی حاصل کیں، یہ سرمہ سنہری رنگ کا ہے، شاید اسے سرمہ اصفہانی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے لگانا نصیب فرما دے اس کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہے، کہ تم اثمد لگایا کرو یہ روشنی چشم تیز کرتا ہے، پلک اگاتا ہے، مگر جسے موافق آجاوے، اس کے لیئے یہ حدیث ہے، خدا کرے مجھے موافق آجاوے۔

۲۹ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء جمعرات

آج بوقت شب الحاج سیٹھ محمد حسین صاحب عرف رمضو صاحب کے ہاں ختم دلائل الخیرات شریف کے جلسہ میں گئے وہاں ہر جمعرات کو

یہ مبارک مجلس ہوتی ہے۔ ہم جب دوسرے و تیسرے حج کو آئے تھے، تب بھی اس محفل میں شریک ہوئے تھے۔ بڑی نورانی مجلس تھی، ختم دلائل کے بعد حاجی رمضو صاحب نے عربی میں میلاد شریف پڑھا، پھر قیام میں عربی اردو میں سلام پڑھا بہت ہی لطف رہا انشاء اللہ عنقریب حاجی صاحب کے ہاں پھر میلاد شریف ہو گا، جس میں ہماری تقریر بھی ہو گی۔ آج ہی طے ہو گیا ہے، آج یہاں چاند نظر تو نہ آیا مگر یہاں چاند آسمان پر نہیں ہوتا بلکہ ریاض میں ہوتا ہے پھر وہاں سے بذریعہ ریڈیو بتایا جاتا ہے ❊

۸ ذلیقعد ۱۳۸۳ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء شنبہ

اس ہفتہ میں بجز نماز پڑھ لینے آقا کے آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کر لینے کے کوئی نیا کام نہ ہوا، البتہ ایک دن بعد نماز عصر مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں مجلس ذکر و حلقہ مراقبہ شرکت کی آپ کے ہاں روزانہ بعد عصر یہ حلقہ ہوتا ہے ہم سے فرمانے لگے ❊

وتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم   انّ التّشبّہ بالکرام فلاح

یہ حلقے وغیرہ اچھوں سے مشابہت ہے۔ ہم اچھے نہیں صرف اچھوں سے مشابہت کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس مشابہت کے صدقہ ہم پر رحم فرما دے جمعرات کے دن حاجی معتو صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، سنا ہے کہ یہ چاند تیس دن کا ہوا۔ ہفتہ کے دن پہلی ذلیقعد ہوئی۔ آج آٹھ ذلیقعد ہے، انشاء اللہ ہم ذی الحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ حج کے لیے روانہ ہوں گے، مدینہ منورہ کے اس زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا کہ عصر سے عشا تک وہابی مولویوں کے وعظوں کا شور مچا ہوتا ہے، بعد مغرب سے حرم شریف میں قریباً گیارہ جگہ وعظ ہوتے ہیں، جن میں سب سے زیادہ گستاخ ایک شخص بد دین درحقیقت بددین بہت ہی منہ پھٹ ہے، اس کے

وعظوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ روضہ مطہرہ کے سامنے مجمع لگانا، کھڑے ہونا، ہاتھ باندھنا حرام ہے، شرک ہے کفر ہے مگر حالت یہ ہے، کہ یہی سامعین جب یہاں سے اٹھ کر سلام کرنے پہنچتے ہیں، تو یہ سارے وعظ بھول جاتے ہیں وہاں پہنچتے ہی ہاتھ بندھ جاتے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بھی بہنے لگتے ہیں، اور سلام میں ایسا مجمع ہوتا ہے، کہ سبحان اللہ میں نے کہا ابوجہل وغیرہ بھی اپنا زور لگا چکے۔ اَب تم بھی زور لگا کر دیکھ لو، انشاء اللہ ان کا ذکر کبھی نہ بند ہوا ہے، نہ ہوگا تم خدا سے لڑائی لیتے ہو، میں حجاج کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو حرمین شریفین میں کسی وہابی کے وعظ میں شرکت نہ کرو، حرم شریف دریا ہے اس دریا سے ادب کے موتی لو، یہاں ایمان نہ گنواؤ۔

۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۲ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب کو جناب وڈیرے صاحب الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں میلاد شریف ہوا۔ جس میں تقریر کے لیئے ہم اور مولانا الحافظ الحاج محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مقیم کراچی مدعو تھے، بفضلہ تعالیٰ اچھا مجمع تھا، مدینہ والے اور بیرونی حجاج حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سننے کے لیئے ترسے ہوئے ہیں۔ حرم شریف میں وہابیوں کی تقریریں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں، چنانچہ اس میلاد شریف میں لوگوں کے اندر عجیب ولولہ، شوق و ذوق محسوس کیا گیا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا، کہ مسلمانوں اپنے سارے اعمال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دو انشاء اللہ ان اعمال کے سارے عیب چھپ جائیں گے، شاہی مال کی چیکنگ نہیں ہوتی، جن اعمال صالحہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کی مہر لگ گئی۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی تحقیقات نہ ہوگی، انشاء اللہ قبول ہی ہوں گے۔ نیز دیوالیہ والا قرقی سے پہلے اپنا مال دوسروں کے گھر رکھ دیتا ہے، تاکہ قرقی سے بچ جائے قیامت

میں ہمارا دیوالیہ ہونے والا ہے ، کہ اہل حقوق ہماری عبادات چھین لیں گے ، لہذا اپنے اعمال حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لگا دو کہ قرقی سے بچ جاویں ، نیز حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سخی داتا ہیں نہ معلوم اس حقیر نذرانہ پر کیا عطیہ شاہانہ اور انعام خسروانہ عطا فرمائیں گے۔ نیاز فاتحہ کا یہ ہی مقصد ہوتا ہے ، نیز عرض کیا کہ جب بھی بارگاہ رسالت میں سلام کے لیئے حاضری دو تو عرض کرو ، کہ یا رسول اللہ جس لائق ہم تھے وہ ہم نے کرلیا جو تمہاری شان عالی کے شایان ہے ۔ وہ تم کرو جرم ہم نے کرلیئے بخشوا تم دو ، سیاہ کاری ہم نے کرلی۔ پردہ پوشی تم فرما دو۔ نیز عرض کیا ، کہ اگر جرم کرکے ملزم خود کریم حاکم کی عدالت میں حاضر ہو جاوے ۔ تو کریم حاکم پکڑتے نہیں بخشش دیتے ہیں ، ہم مجرم خود عدالت میں حاضر ہو گئے ہیں ۔ معافی دے دو ، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ابوسفیان ۔ ھندہ ۔ وحشی ، عکرمہ رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معافی دے دی۔ اب ہم مجرمین حاضر ہو گئے ہیں ، ہم کو بھی معافی دے دو اسی پر حضرت شاہ سیّد ناگے شاہ صاحب گجراتی کو وجد آگیا ، بہت روئے پھر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ثم کراچوی نے مولانا حسن رضا خاں صاحب کی مشہور نعت شریف بہت عمدہ طریقہ سے پڑھی ، **شعر**

ہمارے دست تمنا کی لاج رکھ لینا … تیرے فقیروں میں اے شہر یارہم بھی ہیں

یہ کس شہ والا کا صدقہ بٹتا ہے … کہ خسرو وں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

بہت نورانی محفل رہی ۔

ابوا شریف کی حاضری

جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ قدسیہ پر جبین فرسائی میری زندگی میں آج کا دن ، آج کی ساعت بہت ہی مبارک ہے کہ آج میری بڑی پرانی امید بر آئی ، کل میں حرم شریف ریاض الجنتہ میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا ، کہ الحاج عبدالغنی صاحب

سکنہ ملک وال ضلع گجرات میرے پاس تشریف لائے، فرمایا ہم نے ایک سو دس ریال میں آٹھ آدمیوں کی کار ابواشریف کے لیئے کرایہ پر لی ہے۔ آپ بھی معہ اپنی اہلیہ کے چلو۔ میں اس خبر سے اوچھل پڑا، صبح سویرے ہی وہاں کے لیئے کھانے کا انتظام کیا، بعد نماز ظہر سلام عرض کر کے مواجہ شریف درود پڑھ رہا تھا کہ حضرت صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نواسۂ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، اور فرمانے لگے کہ آپ کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی بلا رہے ہیں، ہم نے ایک کار کرلی ہے۔ ابواہ کے لیئے آپ بھی چلیئے میں نے کہا کہ میں تو حاجی عبدالغنی صاحب کے ساتھ ہو چکا ہوں، بہرحال میں مولانا فضل الرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا، اور طے کیا کہ ہم اور وہ دونوں ہی اس سفر میں ہمراہ رہیں خیر پانی کھانے وغیرہ کا انتظام کر کے بعد نماز عصر ابواشریف روانہ ہو گئے، باب العنبری پر صالح سعید صاحب کی ڈیوٹی تھی، انھوں نے غلام نحید را لجیدری صاحب معلم کے دیئے ہوئے۔ اجازت نامہ پر اپنا اجازت نامہ بھی لکھ دیا۔ اور ہم روانہ ہو گئے۔ بیر علی کے آگے بیرارار جابر نجدی حاکم نے ہم کو روک لیا، اور کہا کہ تم نہیں جا سکتے تاوقتیکہ ادارۃ الحج کا اجازت نامہ نہ لاؤ، سخت مایوسی ہوئی۔ پھر مدینہ پاک واپس ہوئے، ہم نے تو باب عنبری پر نماز مغرب پڑھی اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب ادارۃ الحج کے دفتر میں تشریف لے گئے، قریباً آدھ گھنٹہ میں اجازت نامہ لے کر تشریف لے آئے اور ہماری دونوں کاریں روانہ ہو گئیں، پروگرام یہ بنایا کہ آج شب ابواشریف میں گذاریں۔ اس دھن میں کسی منزل پر نہ ٹھہرے حتیٰ کہ بدر شریف راستہ میں آیا وہاں بھی نہ ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا۔ اور قریباً ساڑھے بارہ بجے شب مستورہ منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ایک رہبر ساتھ لیا، بیس ریال اجرت پر پھر چار کیلو (عربی میل) واپس لوٹے اور اللہ کا نام لے کر ریگستان میں داخل ہو گئے، چونکہ ابواء میں پانی نہیں، اس لیئے پانی کے ٹین بھی ہمراہ ہیں، تھوڑی ہی دیر میں

رہبر کی غلطی سے ہم خونی پتہ میں پھنس گئے، کسی صورت سے کار ریتہ سے نکلتی ہی نہ تھی
خدا خدا کر کے چار گھنٹہ کی محنت سے ہماری کار ریت سے نکلی اور ہم ابواشریف
روانہ ہو گئے اور رات کے آخر میں ابواء پہنچ گئے، جس پہاڑی پر جناب آمنہ خاتون
دائمی نیند سو رہی ہیں اس پہاڑ کے دامن میں اتر پڑے، وہاں ہی کھانا کھایا۔ اور
پتھریلے میدان میں لیٹ رہے، دل چاہتا تھا۔ کہ اس جنگل اور یہاں کے پتھروں کو
سینہ میں رکھ لیں آنکھوں میں بسالیں۔

۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ ۲ مارچ ۱۹۶۴ء منگل

آج رات یوں ہی معمولی سی نیند آئی صبح تڑکے آٹھ بجے ہی آنکھ کھل گئی، چاروں
طرف پہاڑی بیچ میں حضرت آمنہ کا یہ پہاڑ ہے۔ اس جنگل میں جیسا نور دیکھا۔ اس
سے پہلے کبھی ایسا نورانی تڑکا نہ دیکھا تھا باجماعت نماز پڑھ کر پہاڑ پر روانہ ہو گئے،
پندرہ بیس منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے، اب آپ کا مزار پرانوار ہماری آنکھوں کے
سامنے ہے۔ اس قبر شریف پر قبہ بنا ہوا تھا برابر میں مسجد شریف تھی۔ مگر نجدیوں
نے قبر شریف اور مسجد دونوں گرادی ہیں، قبر شریف بھی ادکھڑی پڑی ہے۔ مگر
اس کے باوجود اس قبر انوار اس پہاڑ اس جنگل پرانوار کی ایسی بارش ہے۔ کہ آج تک ایسے
انوار میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ وہاں پہنچتے ہی حجاج قبر انوار سے لپٹ گئے سب
کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ حجاج کے آنسوؤں سے قبر شریف کے
پتھر بھیگ گئے۔ اے پیارے نبیؐ کی ماں، اے پیارے رسول کو گود میں
کھلانے والی کا شور مچ گیا، صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے
گلاب کی پھولوں کی قبر انوار پر بارش کر دی، پتھروں پر عطر لگا کر بتیوں کے بنڈل
سلگائے پھر سب نے فاتحہ شریف پڑھی پھر میلاد شریف قیام سلام ادا کیا،
مزار شریف پر مجھے ایک تسبیح ملی۔ جو یہاں حاضری کے وقت نہ تھی۔ اب تک نظر
آئی میں نے سمجھا کہ عطیہ شاہانہ ہے، جو مجھے دیا گیا۔ وہ تسبیح میرے پاس ہے۔

اس عرصہ میں سورج بہت اونچا ہوگیا، دھوپ خوب تیز ہوگئی۔ کوئی جگہ سایہ کی نہ تھی، اس لیئے مجبوراً واپس لوٹے واپسی میں کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ اگر ابواء شریف میں سایہ کی جگہ ہوتی تو آج کا دن ہم لوگ یہاں ہی گذارتے رات کو مزار اقدس کے ارد گرد نوافل پڑھتے اور اگلی صبح کا نظارہ کر کے واپس آتے کڑا کے کی دھوپ نے یہاں ٹھہرنے نہ دیا، آج معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر عمارات کیوں بنائی جاتی ہیں۔ ان عمارات سے مقصود ہے، زائرین کو راحت پہنچانی۔ وہاں حاضری قیام، تلاوت میں آسانیاں کرنا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ نجدی حکومت نے ان تمام حکمتوں سے آنکھ بند کر کے ہر جگہ توڑ پھوڑ کر ڈالی ہے۔ خیر ہم ابواء کی زیارت سے فارغ ہو کر آگے بڑھے، راستہ میں ایک چوکی پر دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور قریباً ساڑھے بارہ بجے دوپہر بدر شریف پہنچ گئے۔ وہاں مسجد عریش میں قیام کیا۔ سامنے آب رواں کا چشمہ ہے۔ وہاں خوب نہائے۔ پھر شہدا بدر کی زیارات کیں، پھر وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔ بدر سے آگے مدینہ پاک کی جانب اگلی منزل ہے جس کا نام ہے۔ حنیف البرائی یہاں چائے، پانی وغیرہ پیا۔ یہ منزل ایک پہاڑ کے دامن میں ہے، اس پہاڑ پر مشہور عاشق رسول حضرت عبدالرحیم برائی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ ہم اس پہاڑ پر گئے۔ مزار شریف پر پہنچے۔ صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب نے اس مزار پر بھی گلاب کی پتیاں برسائیں۔ عطر لگایا۔ اگر بتیاں جلائیں۔ پھر سب نے فاتحہ پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے، اور عصر کے وقت واپس مدینہ پاک پہنچ گئے۔ فی الحال بدر شریف بہت پر رونق بستی ہے، ہم ابواء جاتے وقت رات کو وہاں سے گذرے۔ تو وہاں برقی روشنی ایسی دیکھی بے نظیر کہ سبحان اللہ واپسی میں دوپہری میں شہداء بدر کے مزارات پر حاضری دی۔ سلام عرض کیا۔ فاتحہ پڑھی وہاں مزور پر صاحب سے معلوم ہوا کہ تیرہ شہید یہاں مدفون ہیں، اور چودھویں شہید مقام حمیرا میں ہیں۔ ان شہدا کے نام یہ ہیں، عمرو ابن ابی وقاص۔ سعد ابن خشیمہ اصفوان ابن وہب، حارث ابن سراقہ، بشر ابن عبدالمنذر، ذوالشمالین ابن عمرو، مجد ابن صالح۔ عاقل ابن بجیر۔ رافع ابن یعلیٰ، عمیر ابن حمام، یزید ابن حارث، عوف ابن حارث، معوذ ابن حارث اور چودھویں شہید،

شہید عبیدابن حارث مقام حمیراء میں مدفون ہیں۔ آپ زخمی تھے۔ رات میں وفات پائی، وہاں ہی دفن ہوئے ۔

ابواء شریف کے حالات

مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کیلو فاصلہ پر جانب مکہ معظمہ مستورہ

منزل ہے وہاں سے ایک رہبر لینا پڑتا ہے۔ پھر مدینہ پاک کی طرف چار کیلو واپس آ کر ابواء کی طرف ریگستان میں چل پڑتے ہیں، جو بالکل مشرق کی طرف ہے ابواء یہاں سے تیس کیلو (عربی میل) فاصلہ پر ہے، اس خاص جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ بالکل سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پرانوار ہے، پہاڑی بہت اونچی نہیں۔ دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں۔ اس مزار شریف میں نہایت شاندار قبہ اور برابر میں مسجد تھی، یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گرا دیں۔ پھر اہل مکہ نے وہاں بنوا دیں۔ پھر نجدیوں نے گرا دی۔ قبر شریف بھی اکھیڑ دی ہے، اب لوگوں نے قبر شریف پر پتھر چن دیئے ہیں، اگرد پتھروں کی چہار دیواری بنا دی ہے، اس علاقہ میں پانی قطعاً نہیں۔ لوگ پانی کا انتظام کر کے جاتے ہیں۔ اس جگہ انوار کی بارشیں اور رونق اس قدر ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ قبر انور میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ سخت سے سخت دل بھی وہاں چیخیں مار کر رونے لگتا ہے۔ یہاں سے قریباً تین میل فاصلہ پر بستی ابواء ہے۔ جہاں بے کثرت سبزیاں باغات ہیں، یہاں کی سبزیاں مدینہ منورہ ٹرک کے ذریعہ لائی جاتی ہیں، یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں جناب آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے ننہال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہی تھیں کہ یہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پانچ سال کے تھے آپ ساتھ تھے مدہوش والدہ کا سر شریف حضور اپنے دست اقدس سے دباتے جاتے تھے۔ اور چہرہ تکتے جاتے تھے، جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے

آنسو گرے۔ آنکھیں کھول دیں اپنے دوپٹے کے گوشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں پونچھیں اور چند اشعار حسرت آمیز فرمائے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری بے کسی پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا کہ آپ کے سر پتیمی کا سہرا تو پیدائش سے پہلے بندھ چکا تھا۔ اَب میری گود بھی ان سے چھوٹ رہی ہے، اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی، اور اس جگہ دفن کر دی گئیں۔ اس خطہ زمین پر ہماری جانیں فدا، دل قربان، فقیر نے آپ کی قبر انوار کی خاک آنکھوں میں، چہرہ پر خوب لگائی دل چاہتا تھا۔ اسی آستانہ پر مجاور فقیر بن کر بیٹھ جاؤں، اللہ تعالیٰ پھر حاضری نصیب کرتے میں ہر حاجی کو وصیت کرتا ہوں کہ اس جگہ شریف کی زیارت ضرور کرے کچھ خرچ اور تکلیف کی بالکل پرواہ نہ کرے ۔

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

خیبر کی حاضری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج ہم زیارت کے لیئے خیبر جا رہے ہیں، صبح اشراق وسلام سے فارغ ہوئے تھے، کہ حرم شریف میں ہی جناب حاجی عبد الغنی صاحب ملک وال ضلع گجرات والے مل گئے۔ فرمایا موٹر دروازہ پر کھڑی ہے۔ ساٹھ ریال میں کر لی ہے۔ چلیئے خیبر چنانچہ ہم نے مع اپنی اہلیہ کے جناب الحاج غلام حسین صاحب کے ہوٹل میں ہی ناشتہ کر لیا۔ اور وہاں سے ہی خیبر روانہ ہو گئے، حاجی صاحب ۷ آدمی تھے۔ اور ہم کل نو آدمی کار میں سوار ہو کر براستہ اسعد شریف و ہوائی اڈہ مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف چلے، اللہ اکبر بالکل پتھریلا علاقہ ہے، جو دو طرفہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، سڑک پختہ ہے۔ جو مکہ معظمہ سے آتی ہے، اور تبوک کو جاتی ہے ایک سو بیس کیلو (عربی میل) تک کوئی منزل یا پانی یا آبادی نہ ملی۔ ایک سو بیس کیلو پہنچنے پر ایک منزل ملی جس کا نام

ہے سلسلہ یہاں کچھ گھروں کی معمولی سی آبادی ہے، اور چائے کا ہوٹل ہے، یہاں سے خیبر چالیس کیلو ہے، یہاں پانی کے سرکاری نل لگے ہوئے ہیں، پانی نہایت شیریں ولذیذ ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے، یہاں سے بارہ میل نکل کر ہماری کار خراب ہو گئی، گذرتے ہوئے ڈرائیوروں نے بہت کوشش سے کار ٹھیک کی کچھ چلی پھر بالکل ہی بیکار ہو گئی سلسلہ کے آگے پہاڑ تو نہیں ہیں، مگر تمام علاقہ پتھریلا ہے، سیاہ چکنے پتھروں سے تمام زمین ڈھکی ہوئی ہے، اس لق ودق جنگل میں دوپہر کے وقت ہم سب لوگ بیٹھ گئے، آخر اللہ تعالیٰ نے ایک ٹرک بھیج دیا اس میں سوار ہو کر ہم قریباً ایک بجے دوپہر خیبر پہنچ گئے، اور وہاں کی تمام زیارات کیں، ہماری کار راستہ میں ہی چھوڑ دی گئی، اس کا مالک عبدالعزیز بھی خیبر آگیا، زیارت سے قریباً چار گھنٹہ میں فارغ ہوئے، مسجد علی میں نماز ظہر پڑھی، وادی صہبا میں مسجد شمس میں نوافل پڑھ کر دوسری کار سے ہم دونوں واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے، ہمارے باقی ساتھی خیبر میں ہی رہ گئے، جب کبھی تبوک سے آتی ہوئی کوئی بس وغیرہ ملے گی۔ تب واپس ہوں گے۔ ہم رات کو جب عشا کی اذان ہو رہی تھی۔ مدینہ پاک پہنچ گئے۔ نماز عشاء حرم شریف میں ادا کی بعد نماز الحاج احمد بخش صاحب کے ہاں جلسہ میلاد شریف میں وعظ کیا۔ پھر سو رہے ۔

خیبر کے حالات و زیارات

خیبر پہاڑوں کے درمیان، کھجوروں، اور انار کے گھنے خوشنما باغات سے گھری ہوئی چھوٹی سی پرانی بستی ہے، اس بستی کے تین نام ہیں۔ خیبر، قریہ، بشر، مکیدہ۔ اسے قریہ بشر اس لیئے کہتے ہیں۔ کہ یہاں براء ابن بشر صحابی شہید کا مزار شریف ہے، اور مکیدہ اس لیئے کہتے ہیں، کہ اسی خیبر میں یہودیوں نے مکر و فریب سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا جس کا واقعہ مشہور ہے، یہ خیبر مدینہ منورہ سے جانب شمال تبوک جانے والی سڑک کے کنارہ ایک سو ساٹھ کیلو کے فاصلہ پر ہے،

بستی کے کنارہ پر پولیس کی چوکی ہے۔ خیبر کے متصل پہاڑوں کے دامنوں میں یہ بہت سی بستیاں ہیں۔ جو اس طرح باغوں کے سایہ میں واقع ہیں، یہاں سات قلعے ہیں سب سے بڑا قلعہ وہ ہے۔ جو اس بڑی بستی میں ہے، جو حضرت شیر خدا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا یہاں سے جانب جنوب مدینہ منورہ ایک سو ساٹھ کیلو فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہاں سے تبوک پانچ سو کیلو جانب شمال ہے۔ پھر تبوک سے عمان وہاں سے بیت المقدس کو سڑک نکل جاتی ہے خیبر میں حسب ذیل زیارات ہیں۔ جو وہاں کے مزدور نے ہم کو کرائیں، ۱۔ عین حضرت علی یہ خیبر کے مغربی جانب واقعہ ہے۔ چھوٹا سا چشمہ ہے، پانی ابلتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے متعلق وہاں پر معلوم ہوا کہ اس جگہ جناب شیر خدا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے مرحب پہلوان کو اس طرح مارا کہ آپ کی تلوار اس کی کھوپڑی پر پڑی، جسم کی دو قاشیں کر گئی۔ گھوڑے کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین کو چیر گئی۔ اس سے چشمہ ابل آیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ واللہ اعلم، ۲۔ مسجد علی۔ یہ مسجد عین علی سے بالکل قریب ہے۔ حضرت علی نے خیبر فتح فرما کر یہاں نماز شکر ادا کی۔ کافی وسیع ہے۔

۳۔ قلعہ خیبر۔ اگرچہ خیبر میں سات قلعہ ہیں۔ جو مختلف پہاڑیوں پر واقع ہیں۔ مگر یہ قلعہ سب سے اونچا اور سب سے زیادہ بڑا از زیادہ پختہ ہے اب یہاں سرکاری دفاتر ہیں، یہ قلعہ مسجد علی سے قریب ہی ہے اس کے آس پاس گول خندق ہے۔ جو اگرچہ اب بند ہو چکی ہے۔ مگر کہیں کہیں اس کے نشانات محسوس ہوتے ہیں۔ قلعہ کا دروازہ جو حضرت علی رضہ نے اکھیڑا تھا۔ اس کی جگہ اب تک موجود ہے، دروازہ صاف محسوس ہوتا ہے اس قلعہ کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کا پتہ لگتا ہے قلعہ کیا ہے پورا پہاڑ ہے، اب بھی بہت مضبوط ہے۔ مجھے وہ قلعہ دیکھ کر اپنا یہ شعر یاد آیا۔

شعر

تعالےٰ اللہ تیری شوکت تیری صولت کا کیا کہنا
کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

۴۔ مزارات شہداء یہ گنج شہیداں خیبر کے مغربی جانب تبوک کی

سڑک پار کر کے کنارہ سڑک پر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ سترہ[۱۷] شہداء صحابہ مدفون ہیں۔ جن میں سے صرف حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے۔ باقی شہیدوں کے نام ہمارے مزدور کو بھی معلوم نہ تھے۔ ع۵۔ مسجد شمس۔ یہ جگہ خیبر سے لوٹتے ہوئے مدینہ منورہ کی راہ میں خیبر سے تین میل فاصلہ پر دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ کا نام وادی صہباء ہے۔ اس جگہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضا کی نماز عصر قضا ہو جانے پر سورج واپس لوٹایا۔ اور حضرت علی کی عصر ادا کرادی۔ گنج شہیداں اور یہ مسجد نجدیوں نے توڑ پھوڑ کر برباد کر دی ہے۔ لوگوں نے نشان باقی رکھنے کے لئے پتھروں سے اس کے حدود قائم کر لیے ہیں۔ اور خاص سورج لوٹانے کی جگہ پر محراب نما جگہ بنا دی ہے۔ وہاں ہم نے نوافل پڑھے۔ ع۶۔ باغ فدک۔ ہم کو اس کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ مگر یہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ کیونکہ فدک خیبر سے تیس میل دور ہے۔ مزدور نے بتایا کہ اب وہاں باغ نہیں ہے۔ خالی زمین ہے یہ باغ دو میل مربع میں تھا۔ جس کے نشان تک نہ رہے۔ اہل مدینہ سیر و تفریح کے لیئے خیبر جایا کرتے ہیں۔ وہاں باغوں میں بکرے ذبح کر کے کھانے پکاتے کھاتے ہیں۔ دو چار دن وہاں ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی آج کا کھانا دوپہر کو ایک باغ میں کھجوروں کے سایہ میں کھایا۔ یہاں کے باغ بہت ہی سایہ دار گھنے اور خوشنما ہیں تعجب ہے کہ گھنے درختوں کے سایہ میں کھیت بھی ہیں۔ اور سر سبز ہیں، جسے خدا تعالےٰ مدینہ پاک کی حاضری نصیب کرے۔ وہ ضرور خیبر حاضری دے۔

۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

آج ہم نے مدینہ منورہ کی بارش دیکھی۔ ہم صفہ شریف میں تہجد ادا کر رہے تھے۔ کہ تیز بارش شروع ہو گئی۔ پرانے حرم شریف کا پہلا پرنالہ جس کے نیچے کے اندر لکھا ہوا ہے۔ علیہ وہ پرنالہ ہے جہاں گنبد خضرا کا پانی

آتا ہے۔ اس پرنالے کے نیچے لوگوں کا ہجوم لگ گیا، ہم بہت ہجوم کی وجہ سے وہاں نہ جا سکے۔ نماز فجر بلکہ اشراق سے فراغت ہوئی۔ مگر بارش موسلادھار برس رہی ہے پرنالے خوب چل رہے ہیں اب ہم بھی اس پرنالہ کے نیچے پہنچ گئے۔ لوگ یہاں نہار ہے ہیں، بالٹیاں بھر رہے ہیں۔ ہم نے بھی یہ پانی خوب سیر ہو کر پیا۔ جسم پر ڈالا۔ سر اور آنکھوں پر ملا۔ کپڑے بھگو لیئے۔ پانی بہت ہی ٹھنڈا ہے۔ سردی بھی خوب ہو گئی۔ پھر اس بارش میں ہم بازار گئے۔ دودھ وغیرہ خرید کر پھر حرم شریف میں آئے اور پانی پھر پیا۔ اسی بارش میں گھر آئے، ایک جگہ ناشتہ کی دعوت ہے۔ وہاں حضرت قاسم صاحب مشوری مع مریدین کے اور حضرت منظور حسین صاحب سندھی ثم مدنی بھی موجود ہیں، ناشتہ کے بعد پھر گھر آ گئے ؛

۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء چہارشنبہ

اس سال حجاج کی ایسی کثرت ہے۔ کہ سبحان اللہ مسجد نبوی شریف نئی اور پرانی نمازوں کے وقت کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ دروازوں کے باہر کی زمین پر بھی تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ ہر اینچ پر، نمازیوں کے سر ہوتے ہیں۔ شہر مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار بالکل بھرے ہیں۔ چلنے پھرنے کو بمشکل جگہ ملتی ہے۔ معلوم شکل انسانی میں فرشتے آئے ہیں۔ مدینہ پاک میں حجاج کو صرف آٹھ دن ٹھہرنے کی اجازت ہے، تب یہ حال ہے۔ اس سال ایران سے شیعہ بہت آئے ہیں۔ جن کے معلم عجیب قسم کا سلام! پڑھواتے ہیں۔ کبوتروں کو دانہ اس کثرت سے پڑ رہا ہے۔ کہ روزانہ پولیس والے دس بارہ بوریاں گندم کی بود تین بوریاں جوار کی بھر کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ باب مجیدی کے متصل اسٹور بنا ہے۔ جہاں بوریوں کی چوڑی دیوار بن گئی ہے۔ سنا ہے۔ کہ یہ گندم خود انسان کھائیں گے۔ کبوتروں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا، ہمارے پاس دانہ کے کچھ روپے تھے۔ ہم نے دانہ ڈالنا بند کر دیا اور وہ روپیہ بشیر احمد علیہ اللہ لاب باب عمر کو دے دیا۔ کہ ربیع الاول سے دانہ ڈالنا شروع کریں۔

الحاج فیض احمد صاحب وزیرآبادی کو بھی ہم نے یہی مشورہ دیا۔ انہوں نے تین بوری دانہ پچاس ریال بشیر نواب کے حوالہ کر دیے، معلوم ہوتا ہے۔ بعد موسم حج حرم شریف کے کبوتر بھوک پیاس سے تڑپ کر مر جاتے ہیں۔ مگر حرم شریف نہیں چھوڑتے۔ حکومت کی طرف سے دانہ پانی کا کوئی انتظام نہیں ٭

۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۹ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج شب حضرت خواجہ عبدالمجید صاحب۔ پیر دیول شریف مع اپنے ۲۵ ہمراہیوں کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جو باب عمر کے سامنے خندق قصر المدینہ ہوٹل میں مقیم ہیں۔ اور آج ہی حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب پیر گولڑہ شریف کے مدینہ منورہ پہنچ جانے کی خبر ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت یعنی الیاسی پارٹی کی تبلیغ کا بہت زور ہے ان کی تبلیغ کا واحد مقصد مسلمانوں کو سلام شریف سے روکنا ہے، بہت سے حجاج کو تبلیغی اجتماع کے بہانہ سے اپنی خود ساختہ مسجد نور میں لے جاتے ہیں۔ وہاں ہی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اور بعد مغرب و بعد فجر حرم شریف میں اپنی تبلیغی تقریریں شروع کر دیتے ہیں۔ ایک شخص تقریر شروع کر دیتا ہے۔ دوسرے بہت سے لوگ حجاج میں پھیل کر کہتے ہیں۔ آؤ وعظ سنو، بڑا اچھا وعظ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان کے تین آدمی میرے پاس آگئے۔ بولے آیئے نہایت اعلیٰ وعظ سنئے۔ میں نے کہا ہم یہاں مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سننے نہیں آئے، ہم تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کے وعظ پاکستان میں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں، کچھ حجاج سے بولے کہ تم لوگ مدینہ میں پڑے پڑے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ ہے، وہ حاجی صاحب بولے کہ آپ لوگ اب تک مدینہ میں کیوں پڑے ہو، آپ مکہ معظمہ کیوں نہ گئے، اپنے قول پر خود عمل کیوں نہیں کرتے وہ بولا کہ ہم ایک خاص وجہ سے یہاں ہی ٹھہرے!

ہوگئے ہیں۔ حاجی صاحب بولے ہم بھی ایک خاص وجہ سے یہاں ٹھہرے ہیں۔ بڑے خزانہ پر چور بھی پڑتے ہیں۔ مدینہ پاک میں گمراہ کن بڑے خطرناک ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے ایمان بچائے ۔ مگر الحمدللہ آج کل سلام اس دھوم سے ہو رہا ہے۔ کہ سبحان اللہ مواجہ شریف تک پہنچنا مشکل ہے۔ ایسا سلام ہے کہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج نماز جمعہ میں اتنا ہجوم رہا۔ کہ یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ کئی سال سے اتنا بڑا ہجوم نہ ہوا۔ حرم شریف کے باہر کی تمام سڑکیں بازار نمازیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آج ہم نے خارجی فرقے کے لوگ بھی دیکھے جو مسقط اور زنجبار سے آئے ! ہوئے ہیں، ان لوگوں نے بعد نماز جمعہ اپنی جماعت الگ کی۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ محراب دار پیشانیاں لمبی داڑھیاں آدھی پنڈلی تک تہبند بہت دراز نماز والے ہیں، ایسے خشوع سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ کہ بڑے دیندار معلوم ہوتے ہیں۔ احادیث شریف کی بتائی ہوئی ساری علامات ان میں موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان، حضرت امیر معاویہ، حضرت امام حسین، حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہم کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حضرات پر تبرے کا وظیفہ پڑھتے ہیں ۔ مولانا احمد صاحب نورانی میاں نے بتایا کہ دیکھو خوارج یہ ہیں، سلام کے لیئے مواجہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ فرقہ نہ دیکھا تھا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

آج دوپہر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے ہاں ہم چند حجاج کی دعوت طعام ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ایک عجیب مکالمہ سنایا۔ کہ کسی نے ان سے کہا کہ آپ تو مدینہ شریف میں ہمارا حاجی

گھبرا گیا۔ مولانا نورانی نے فرمایا کیوں بولا نیکیوں کا ثواب صرف پچاس ہزار ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک لاکھ تو ہم کیوں ایک لاکھ نہیں۔ وہ ہی کلمہ پارٹی کا پڑھایا ہوا سبق۔ مولانا نورانی نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں اگر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ ہے مدینہ مطہرہ میں ہر نیکی کا ثواب تو پچاس ہزار ہے۔ مگر گناہ کا عذاب صرف ایک وہ بولا کہ مکہ معظمہ میں رہ کر عمرے کرنا ممکن ہے جو یہاں ناممکن ہے۔ مولانا نورانی نے فرمایا یہاں بغیر محنت کا عمرہ ہے۔ کہ آپ ہفتہ کے دن مدینہ پاک سے وضو کر کے جائیں۔ مسجد قبا میں دو نفل ادا کریں عمرہ کا ثواب پائیں گے۔ اس بیوقوف کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ حج کے مہینوں میں یعنی شوال سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ تک مکی کو عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اور جو باہر سے آکر مکہ معظمہ میں ٹھہر گیا وہ بھی مکی بن گیا۔ اسے بھی سوا ہ پہلے عمرہ کے اور عمرے کرنا ممنوع ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد عمرے کرنے چاہئیں آج کل حرم شریف میں بعد نماز فجر روزانہ خطیب حرم عبدالعزیز صاحب پندرہ بیس منٹ لاؤڈ سپیکر میں وعظ کرتے ہیں جس میں حج و عمرہ کے مسائل اور مختلف احکام بیان کرتے ہیں۔

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج مدینہ منورہ سے ہمارا کوچ ہے۔ ۲ ماہ ۳ دن یہاں حاضری رہی مگر یہ زمانہ چشم زدن میں گذر گیا:۔

شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

سیر گل سیر نہ کردیم بہار آخر شد

اس وقت مدینہ پاک کا عجب نظارہ ہے۔ زمانہ حج بالکل قریب ہے، صرف تین دن درمیان میں ہیں۔ حجاج کی ٹولیاں مواجہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی سلام عرض کر رہی ہیں۔ مرد عورتیں حرم شریف کی دور دیوار سے لپٹ کر روتے آہ وزاری کرتے ہیں۔ ان کی آہ و بکا سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم نے بھی احرام کی تیاری کر لی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہمارا بھی کوچ ہے، ہم اپنا سارا سامان مدینہ پاک میں ہی چھوڑ

کر حج وعمرہ کو جارہے ہیں۔ کیونکہ بعد حج انشاءاللہ پھر یہاں آنا ہے اور یہاں سے شام وعراق وغیرہ کے سفر کو جانا ہے، ہمارا خیال تھا کہ ہندوستان پاکستان کی طرح یہاں بھی اتنے زیادہ حجاج کو سواریاں مشکل سے ملیں گی۔ کیونکہ آج اور کل و پرسوں تین دن میں قریباً ایک لاکھ حجاج کو یہاں سے مکہ معظمہ پہنچنا ہے، مگر ہم جب مدینہ منورہ کے بسوں کے اڈہ پر پہنچے جو باب الشامیہ میں مسجد الوداع کے متصل ہے۔ تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی، ہم نے دیکھا، کاروں، بسوں، ٹرکوں والے مکہ مکہ کی آوازیں دے دے کر بلا رہے ہیں اور رکاب یعنی سواریوں کا انتظام کر رہے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد ہم مع اپنی اہلیہ اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب، خیاط، مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری مع اپنے دو ہمراہیوں کے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مع اپنے ایک ہمراہی کے کل ۱۰ آدمیوں کا قافلہ بن گیا، ہم نے الوداعی سلام عرض کیا، مولانا نور اللہ صاحب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مواجہ شریف سے باہر آگئے۔ پھر گنبد خضراء کو حسرت بھری نگاہوں سے ہم لوگ تکتے رہے آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھے رہے۔ بعد عصر حرم شریف سے روانہ ہو گئے۔ باب الشامیہ پہنچ کر فی کس تیرہ ریال کے حساب سے نہایت نفیس کار کرایہ پر کی بعد مغرب روانہ ہو گئے۔ بیر علی پر بعض احباب نے احرام باندھا عشاء پڑھی۔ صرف رابغ میں آدھ گھنٹہ ٹھہرے، اور رات کو تین بجے پاکستانی ٹائم سے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ کے اڈہ پر مکہ معظمہ کے لیے بہت کاریں، بسیں، ٹرک، تیار کھڑے تھے۔ ٹرک کا کرایہ صرف ایک ریال ہے۔ بسوں کا دو ریال کار کا تین ریال، ہم نے بہت اعلیٰ درجہ کی کار تین ریال فی کس کرایہ پر لی۔ بعد نماز فجر جدہ کے اڈہ سے روانہ ہوئے۔ دو جگہ چیکنگ ہوئی اور قریباً ۸ بجے صبح ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح ہم ۸ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حرم شریف کے باب ابراہیم کے

سامنے بلکہ باب ابراہیم کے بالکل قریب سندھی رباط ہے، ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط ہم کو وہاں لے گئے۔ وہاں اپنے دوست محمد دین صاحب کے ہاں ٹھیرایا۔ وہ اور ان کی زوجہ فاطمہ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور ہم کو ایک حجرہ دے دیا اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں۔ ہم مع اہلیہ کے اور فیض محمد صاحب خیاط۔ وضو کیا حرم شریف میں آئے۔ اللہ اکبر یہاں مطاف میں طواف ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے ہم نے مسجد نبوی شریف سے قران کا احرام باندھا ہے۔ ہماری اہلیہ اور فیض محمد صاحب نے افراد کا۔ ہم عمرہ کا طواف کرنے اور یہ دونوں طواف قدوم کے لیئے بسم اللہ کہہ کر مطاف میں داخل ہو گئے۔ اور آدمیوں کے اس سمندر میں ہم بھی تیرنے لگے۔ اگرچہ بہت بھیڑ تھی۔ بحمد اللہ کے فضل سے طواف کر لیا بعد طواف زمزم کے کنوئیں پر پہنچے اب زمزم زمین دوز کر دیا ہے، بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ اس جگہ بجلی کے پنکھوں برقی روشنی کا بہت اعلیٰ انتظام ہے۔ اب زمزم بذریعہ پائپ لائن اوپر آ رہا ہے، مگر ٹونٹیوں پر اتنی بھیڑ ہے۔ کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکے۔ خرید کر زمزم پیا۔ اور نہ باب الصفا سے صفا پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ اللہ اکبر صفا سے مروہ تک انسانی دریا رواں ہے۔ اب صفا مروہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہت وسیع جگہ سعی کے لیئے ہے۔ جانے کا راستہ اور ہے۔ آنے کا اور تمام رقبہ پر چھت ہے۔ جہاں برقی روشنی کا انتظام ہے، ہم تینوں نے سعی کی پھر قیام گاہ میں آ گئے یہ دونوں تو فارغ ہو گئے۔ ہم کو طواف قدوم اور سعی اور کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے قران کا احرام باندھا ہے۔ چنانچہ بعد عصر الحمد للہ ہم نے طواف قدوم مع رمل اور سعی کر لی۔ اس وقت ہجوم صبح سے بھی زیادہ تھا۔ مگر شکر ہے۔ رب کا کہ بخیر بیت یہ دونوں کام ہو گئے ۔

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج ۷ ذالحجہ ہے۔ خانہ کعبہ کا غسل ہے۔ اور کعبہ کو احرام پہنانا ہے۔ صبح سات بجے سے

ہی پولیس اور فوج باوردی مسلح حرم شریف میں آگئی۔ ۹ بجے ایک دروازہ پر مکمل پہرا ہوگیا۔ ۱۰ بجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر ممالک کے وزرا سفرا وغیرہ کے ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ خاص زینہ لکڑی کا لگا دیا گیا۔ طواف روک دیا گیا۔ مطاف خالی کرا لیا گیا۔ یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے چھوٹی چھوٹی جھاڑو بھی ہاتھوں میں پکڑیں۔ آب زمزم میں عرق، کیوڑہ و گلاب ملا ہوا تھا۔ اس کی بالٹیاں۔ خدام کعبہ کے اندر پہنچا گئیں۔ اور ان بادشاہ وزرا نے فرش کعبہ دھویا لوگ مطاف کے باہر باب کعبہ کے سامنے یہ نظارہ نورانی دیکھ رہے تھے۔ اس غسل سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں نے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں۔ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر یہ غسل کا پانی جھاڑوں کی تیلیاں حجاج میں قیمتاً فروخت کر دی گئیں۔ جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا پھر طواف شروع ہوگیا۔ خدام کعبہ نے کعبہ معظم کی دیواروں کے نچلے حصہ پر سفید کپڑے کے تھان پہنا دیئے۔ یہ کعبہ کا احرام کہلاتا ہے۔

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج حجاج منیٰ شریف کو روانہ ہو رہے۔ بعض جاہل معلموں نے کل ہی اپنے حاجیوں کو منیٰ پہنچا دیا ہے۔ محض سہولت کے لیئے ہمارے معلم محمد عبداللہ رمضانی کے بہت سے حجاج کل ہی پہنچ گئے۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ ۸ ذی الحجہ کو اشراق کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی ہو۔ آج ہم معلم سے آزاد ہوکر پانچ آدمیوں کا قافلہ بن گیا ہے۔ ہم مع اپنی اہلیہ کے ہمارے میزبان فیض محمد صاحب حیا ط۔ مدنی۔ الحاج مستری محمد رفیق مکی مع اپنی اہلیہ زلیخا کے مکہ معظمہ میں بسوں، کاروں، ٹرکوں، پیدل لوگوں کا اس قدر ہجوم ہے۔ کہ سڑکوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں، ہم نے ٹیکسی لینی چاہی نہ ملی، آخر کار کچھ سامان سروں پر لاد کر فقیری بھیس میں جنت معلی پہنچے وہاں ٹرک ایک ایک ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی اور قریباً دس بجے صبح منیٰ شریف پہنچ گئے،

الحاج مستری محمد رفیق صاحب ز اپنے ہمراہ ہلکا سائبان مع سامان ساتھ لائے ہیں۔ لب سڑک کنارہ پر دو طرفہ حجاج نے سائبان کی لائن بنا رکھی ہے۔ ہم نے بھی ایک جگہ سائبان ڈال لیا۔ آرام سے بیٹھ گئے۔ آج منٰے شریف بمبئی یا کراچی ہے سامنے حکومت کا مسافر خانہ ہے۔ جو حجاج کے لیئے بنایا گیا ہے مگر بند ہے مخصوص صاحبان وہاں ٹھہرے ہیں۔ جن کی حکومت تک پہنچ ہے۔ باقی تمام حجاج باہر ٹھہرے ہیں ؏

منٰی کی ترقیاتی تبدیلیاں

اَب منٰی شریف بالکل ہی بدل چکا ہے۔ یہاں ایسی عالی شان عمارتیں بن گئی ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم منٰے میں ہیں یا کراچی میں ع۲ قصرِ شاہی بہت شاندار ہے۔ جو مسجد خیف سے جانب مشرق قریب نصف میل دُور ہے۔ ع۳ جگہ جگہ حکومت نے بہت سے مسافر خانے بنوا دیئے ہیں۔ جن میں بہت سے کروں کی لائنیں متعدد پاخانے، غسل خانے بھی بہت نفیس ہیں، ع۴ مسافر خانے میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلانات ہو رہے ہیں۔ کہ فلاں معلم کے حجاج راہ بھول گئے ہیں۔ یہاں موجود ہیں۔ معلم صاحب آکر لے جائیں۔ ع۵ مسجد خیف بہت وسیع کر دی گئی ہے۔ متعدد دروازے بنا دیئے گئے ہیں، صحن مسجد میں دو جگہ کپڑے کے تھانوں سے سایہ کر دیا گیا ہے اور کئی جگہ برآمدے بڑے وسیع بنا دیئے گئے ہیں۔ ع۶ بہت جگہ سو سو پاخانوں کی لائنیں بنا دی گئی ہیں۔ جو پختہ ہوئی ہیں، ان میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ چنانچہ مسجد خیف کے شرقی دروازے سے متصل بھی یہ پاخانہ موجود ہیں۔ ع منٰے میں پانی کے نل قدم قدم پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ پانی کی ٹنکیاں سیلئے ہوئے موٹریں گشت کر رہی ہیں۔ غرضکہ وہ منٰے جہاں پانی کم

باب بلکہ نایاب ہوتا تھا۔ اب وہاں پانی کی کوئی کمی نہیں۔ مکہ معظمہ سے منیٰ کو قریباً پندرہ سولہ اعلیٰ درجہ کی پختہ سڑکیں ہیں۔ حجاج کی موٹریں ان سڑکوں پر تقسیم ہو کر سفر کرتی ہیں۔ جس سے راہ میں بہت بھیڑ نہیں۔ نہایت آرام سے ہم لوگ منیٰ پہنچ گئے۔ شفاخانہ کی بسیں عام طور پر چکر لگا رہی ہیں جو مریضوں کو دوائیں دیتی ہیں، زیادہ بیمار کو اٹھا کر سفری ہسپتال میں پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی پولیس ہیں۔ بے علم اور بے پرواہ معلم صاحبان کی مہربانی سے بہت حجاج آج ۸ ذی الحجہ کو ہی منیٰ میں بغیر ٹھہرے یا کچھ ساعات ٹھہر کر عرفات چل دیئے۔ تاکہ وہاں آرام دہ جگہ پر قبضہ کر لیں۔ اور عرفات میں آرام کریں الحمدللہ کہ اس بار منیٰ کی پانچوں نمازیں ہم نے مسجد خیف میں اپنی جماعت سے ادا کیں کیونکہ اس بار ہم کو جائے قیام بالکل مسجد شریف کے متصل نصیب ہوئی یہ سب برکتیں ہمارے رفیق الحاج مستری محمد صاحب مہاجر مکی پانی پتی۔ اور فیض محمد صاحب خیاط کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج رات ہم نے جو نظارہ منیٰ اور خصوصاً جبل ثبیر کا دیکھا۔ وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ آج بھی بعد نماز عشاء نجدی علماء مسجد خیف میں حجاج کو جمع کر کے مختلف جگہ وعظ کرتے رہے، تعلیم حج کے بہانہ سے شرک وکفر کی ہی تقسیم کرتے رہے۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۱ اپریل ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج حج کا دن ہے۔ ہم خوب آرام سے سوئے تہجد کے وقت آنکھ کھلی ضروریات سے فارغ ہو کر دیر سے پڑھی نفل پڑھے۔ پھر مسجد خیف میں خاص اس گول قبہ کے اندر نماز فجر کی جماعت کرائی۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی ہے۔ اور جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام فرمایا ہے۔ یہ قبہ مسجد خیف کے وسط صحن میں ہے۔ بہت رقت طاری رہی، بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہی عرفات چل دیئے۔ مگر ہم نے قیام کیا۔ سورج نکلتے ثبیر پہاڑ چمکنے کے بعد سفر کیا۔ آج بھی یہ معجزہ دیکھا کہ باوجودیکہ

لاکھوں حجاج بیک وقت اس گھڑی عرفات کو جا رہے ہیں۔ مگر موٹریں خالی کھڑی ہیں،
صرف ایک ریال کرایہ پر منیٰ سے عرفات لے جانے کے لیے پکار پڑی ہے۔ ہم
نہایت آسانی سے اعلےٰ درجہ کی بس میں سوار ہو کر قریباً ۸ بجے عرفات شریف پہنچ
گئے۔ منیٰ سے ہم بجائے پانچ کے چھ ساتھی ہو گئے ہیں مولوی محمد مظہر حق صاحب
پشاوری بھی محض ہماری محبت میں ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ ہم تو ہمت ہار کر مسجد نمرہ
کے پاس ہی ٹھہرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ہمارے رفیق حج محمد رفیق پانی پتی مہاجر مکی کی
ہمت سے ہم خاص جبل رحمت پر پہنچ گئے۔ وہاں چوٹی کے پاس صخرات صخنہ
یعنی بڑے پتھروں کے پاس خیمہ لگا دیا۔ جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیام
فرمایا تھا۔ شام کے وقت ساتھیوں کے اصرار پر ہم جبل رحمت کی خاص چوٹی پر
پہنچے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کی جگہ ہے وہاں ایک ستون
نما دیوار ہے۔ آس پاس مربع زمین ہے۔ جس پر بجری ہے لوگ اس ستون سے لپٹے
ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جبل رحمت کے پیچھے بادشاہ اور ان کے !
اسٹاف کے ڈیرے تھے۔ تمام میدان ان سے بھرا ہوا تھا۔ مغرب سے پہلے
ہی پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے آفتاب ڈوبنے کے بعد وہاں
سے روانہ ہوئے۔ پیدل ہی مزدلفہ پہنچے۔ عرفات سے مزدلفہ تک بہت سی
سڑکیں ہیں۔ ہر سڑک بسوں سے بھری ہوئی ہے۔ ترکی، الجیریا، لیبیا، مغرب (مراکش)
الجزائر، مصر، بغداد، کربلا، نجف، ایران، کویت، قطر، دامہ، دھران، نجران وغیرہ
بہت ممالک کی اعلےٰ درجہ کی بسوں کی قطاریں بندھی ہیں۔ ہم قریباً چار گھنٹہ میں
مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب عشاء جمع کر کے ادا کیں۔ اسی طرح کہ پہلے !
مغرب کے فرض پڑھے۔ پھر عشا کے پھر مغرب کی سنتیں، پھر عشاء کی سنتیں،
اور وتر ادا کئے، عجیب دلکش نظارہ ہے۔ چاندنی رات مزدلفہ کا میدان سامنے
قصر شاہی جو ہزارہا بلبوں سے جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں حجاج کا اجتماع لبیک اللھم لبیک
کی دلکش صدائیں سامنے مشعر حرام جو دولھا کی طرح اس برات سے متصل کھڑا ہے۔

سبحان اللہ اس لطف کا بیان نہیں ہو سکتا۔ بعض نماز فیض محمد صاحب کچھ چاول لائے۔ کھا پی کر سو رہے۔ آج سخت سردی ہے۔ فجر کے لیئے اوّل وقت اوٹھ بیٹھے۔ نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی۔ کنکر جمع کیئے۔ اور منٰے کو چل دیئے ۞

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ہم ۳ ریال فی کس کے حساب بس میں مزدلفہ سے روانہ ہوئے۔ مگر ایک میل چلے ہوں گے۔ کہ آگے کو سڑک پر بسوں، کاروں، ٹرکوں کی پانچ پانچ لائنیں جو کئی کئی میل لمبی ہیں۔ کھڑی تھیں۔ جگہ کوئی نہیں ہمارے ڈرئیوار نے بہت سڑکوں پر بس دوڑائی مگر ہر جگہ ان لائینوں کا سلسلہ پایا آخر کار ہم پیدل ہو لیے منٰے پہنچ گئے۔ اوّلاً مسافر خانہ سعودیہ میں اپنے قیام کا انتظام کیا۔ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی آج جمرہ عقبہ کی رمی خلاف امید بہت آرام سے ہوئی۔ ہم نے اور مستورات نے نہایت سہولت سے کرلی ہجوم بہت کم تھا۔ ورنہ یہاں تو جان کے لالے پڑ جاتے تھے۔ الحمد للہ۔ غالباً اس کمی ہجوم کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے بہت دیر کے بعد رمی کی زوال سے کچھ پہلے کی لوگ صبح ہی رمی کر کے قربانی کے لیئے چلے گئے بعد رمی ہم نے ایک گائے میں حصہ لیا اس گائے میں ہمارا حصہ جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے۔ مستری محمد رفیق صاحب نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی حصہ ڈالا۔ اس لیئے یہ گائے بڑی مبارک ہوئی۔ بعد قربانی ہم مکہ معظمہ طواف زیارت کے لیئے گئے۔ اللہ اکبر آج طواف میں ایسا ہجوم ہے کہ سبحان اللہ بہت گھمسان میں طواف کیا بعد مغرب مکہ معظمہ سے واپسی ہوئی بہت مشکل سے منٰے پہنچے۔ کیونکہ ہر سڑک پر بسوں کی صد ہا قطاریں میلوں تک لگی ہوئی ہیں تین گھنٹے میں مکہ معظمہ سے منٰے تک، ہماری بس پہنچی راہ میں قربانی گاہ پڑی تا حد نظر ذبح شدہ جانوروں کے پشتے

لگے ہوئے ہیں۔ غالباً اسی نوّے ہزار جانور پڑے ہیں۔ جو بعد قربانی وہاں ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت چاہے توان قربانیوں کی کھال وگوشت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کمائے حرین طیبین میں چمڑہ کے کارخانے جاری کرکے لوگوں کو کام لگاوے۔ چمڑے کی پیٹیاں بکس وغیرہ بنائے۔ گوشت ڈبوں میں پیک کر کے تمام اسلامی ممالک میں اسی کی تجارت کرے۔ اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ مشین یہ جانور ایک گہرے غار میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے ؎

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ اپریل سنہ پنجشنبہ

آج بعد ظہر تینوں جمروں کی رمی کی اس قدر ہجوم تھا۔ کہ سبحان اللہ بڑی مشکل سے رمی ہوئی عورتوں کو رمی بہت ہی دشواری سے کرائی گئی حالانکہ ہم نے بعد عصر رمی کی اس خیال سے کہ کل کی طرح آج بھی دیر لگانے سے بھیڑ کم ہو جاوے۔ مگر آج معاملہ برعکس گیا۔ خدا خدا کر کے مغرب تک گھر واپس ہوئے ؎

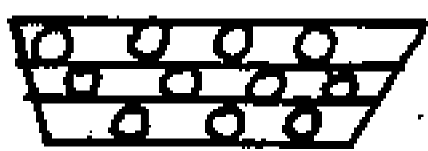
۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ زیب سجادہ گولڑہ شریف سے بعد نماز عشاء اسی مسافر خانہ میں ملاقات ہوگئی۔ بہت اخلاق سے ملے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ مولانا الحافظ محمد بشیر صاحب، خطیب حافظ آباد زید عمرہم داقبالہم بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور سراج قصاص معلم کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ آج صبح ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج جمعہ ہے۔ مگر نجدی امام نے جمعہ نہ پڑھایا صرف ظہر پڑھائی۔ وہ بھی قصر ان کا عقیدہ ہے کہ وطن سے دو میل نکل جانے پر بھی انسان مسافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی ظہر علیحدہ جماعت سے پڑھی۔ معلم صاحبان نے اپنے اکثر حجاج کو آج صبح ہی رمی کرا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ حالانکہ آج رمی کا وقت بعد زوال شروع

ہوتا ہے۔ نگران حضرات کو اس سے کیا تعلق۔ اس لیئے فقیر نے معلم صاحب سے علیحدہ رہ کر آزاد حج کیا ۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

ہم اس بار بارھویں ذالحجہ کو منیٰ سے نہ گئے۔ بلکہ تیرھویں کی رمی کرنے کے لیئے منیٰ میں ہی ٹھہرے رہے ۔ دو فی صدی حجاج رہ گئے ہیں باقی سارے مکہ معظمہ چلے گئے ۔ منیٰ میں بہت سکون ہے ۔ جمرہ عقبہ سے نصف فرلانگ دور مکہ معظمہ کی طرف پہاڑوں کے درمیان مسجد عقبہ ہے ۔ جس کی چھت نہیں ہے مگر دیواریں وغیرہ مضبوط ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے ۔ جہاں انصار نے دو دفعہ حضور سے بیعت کی بیعت عقبہ یہ بیعت ہی آئندہ ہجرت کا ذریعہ بنی ۔ پہلے سال ۱۲ انصار نے بیعت کی۔ دوسرے سال ستر ۷۰ انصار نے آج رمی نہایت آسانی سے ہو گئی ۔ ہم رمی کر کے مکہ معظمہ آئے ۔ آج شب کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب ۔ زیب سجادہ تونسہ شریف سے ملاقات مسجد الخیف میں ہوئی بہت اخلاق سے پیش آئے ۔ یہاں ہمارا عرفات کے بعد قیام منیٰ میں سعودی مسافرخانہ میں رہا ۔ یہ مسافرخانہ مسجد الخیف کے مشرقی دروازے سے جانب مشرق قریباً دوسو قدم کے فاصلہ پر ہے ۔ اس مسافرخانہ کے دروازہ پر مدیرا لحج کا دفتر ہے ۔ یہاں سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر گم شدہ حجاج و معلمین کا اعلان ہوتا رہتا ہے ۔ یہاں سرکاری ہسپتال بھی ہے یہاں روزانہ چار دیگ پلاؤ حجاج کو کھلایا جاتا ہے ۔ چودہ پاخانہ ہیں ۔ دو لائنوں میں ساٹھ ساٹھ تی لائن ۔ واپسی میں بہت بسیں منیٰ میں موجود تھی ۔ جو ایک ریال بلکہ نصف ریال فی کس کرایہ پر مکہ معظمہ لے جا رہی ہیں ۔ سواری میں کوئی دشواری نہیں ۔



۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۲ھ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج شب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب۔ لاہوری کے ذریعہ سیٹھ احمد صاحب یمین بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی اور مولانا سالم میاں صاحب ابن حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمت اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی۔ بہت مسرت ہوئی، سالم میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ بدایونی سے تشریف لائے ہیں۔ نہایت بزرگ سیرت پرنور نوجوان ہیں۔ پھر آج صبح سیٹھ احمد صاحب بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارات نصیب ہوئیں۔ بیت ارقم جواب مسعیٰ میں داخل ہو چکا ہے۔ صفا کے قریب جگہ ہے۔ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ جائے ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو باب الصفا سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ یہاں اب لائبریری بنی ہوئی ہے۔ مکان حضرت خدیجہ۔ یہاں حضورؐ کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت شریف ہوئی۔ اب یہاں مدرسہ ہے۔ جائے ولادت حضرت علی اب یہاں ایک معلم کا مکان ہے، یہ تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں۔ مسجد جن جہاں جنات نے حضورؐ کا قرآن سنا اور ایمان لا کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ جگہ قبرستان جنت معلیٰ کے قریب ہے۔ ایک سبز مینارہ کی مسجد بھی ہے۔ مگر دوسری مسجد، مسجد جن ہے۔ پہلی مسجد کا منارہ بھی سبز ہے۔ مگر وہ مسجد جن نہیں۔ مزار حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا یہ جنت معلیٰ کے دوسرے حصے میں ہے۔ جنت معلیٰ کا پہلا حصہ ایک خوبصورت کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں حصوں میں مردوں کو جانے کی اجازت ہے عورتوں کو نہیں۔ جنت معلیٰ میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق، حضرت عبداللہ ابن زبیر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق حضورؐ کے دادا عبدالمطلب۔ ہاشم۔ عبدمناف رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ مگر بے نشان۔ حضرت خدیجہ کی قبر بھی اکھڑی ہوئی ہے،

مگر نشان ہے :۔

۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح حسن اتفاق سے الحاج عبدالغفور صاحب سکنہ کوٹ سرور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہمراہی میں وادی محصب اور جبل نور غار حراء کی زیارات میسر ہوئیں، ہم صبح فجر پڑھتے ہی حرم شریف سے پیدل روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ آٹھ مرد عورتیں اور بھی تھے۔ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم، مسجد جن، جنت معلی شریف ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چل پڑے۔ مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان یعنی مکہ شریف سے دو میل فاصلہ پر جاتے ہوئے داہنے ہاتھ کو یہ وادی محصب ہے۔ راستہ میں سڑک کے درمیان شاہی باغیچے نہایت خوبصورت اور شاہی محل پڑے ہم ان سب کو طے کرتے ہوئے وہاں اشراق کے وقت پہنچے۔ وادی محصب وہ مقام ہے، جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے قیام فرمایا۔ رات یہاں ہی آرام کیا۔ اب بھی سنت یہی ہے۔ کہ منیٰ سے واپسی پر یہاں آرام کرکے بلکہ شب گذار کر تیرھویں یا چودھویں بقرعید کو مکہ معظمہ آئے۔ اس وادی کے کنارے پر ایک پختہ کنواں ہے۔ جس پر پانی کھینچنے کی مشین لگی ہے، جس سے قصر شاہی اور سڑک کے درمیانی باغیچوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ لوہے کی سیڑھی بھی کنوئیں میں لگی ہے۔ اس وادی میں نیم کے درخت کثرت سے ہیں، بہت پر فضا جگہ ہے۔ ہم یہاں بعد اشراق کچھ دیر لیٹ گئے۔ تاکہ اس جنگل کے ذرے بدن کو لگ جاویں۔ سامنے پولیس چوکی ہے۔ اس میدان میں سرکاری نل پانی کا ہے۔ اس وادی کے سامنے قریباً ایک یا سوا میل پر جبل نور شریف ہے، جو یہاں سے نظر آتا ہے۔ ہم لوگ یہاں سے فارغ ہو کر سورج بلند ہو جانے پر جبل نور کی طرف چل دیئے چوکی والے سپاہیوں سے پانی مانگا۔ کہ چھاگل ہی بھر لیں۔ وہ ہماری زیارت کا نام سن کر جل گئے پانی گرم ہے۔ بہر حال جبراً پانی

لیے منیٰ کی سڑک پار کی اور بائیں ہاتھ کچی سڑک پر چل دیئے ۔ تقریباً بیس منٹ میں پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر بڑا اونچا پہاڑ ہے۔ سینکڑوں زائرین کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ بوڑھی عورتیں کمزور مرد شوق میں کھچے چلے جارہے دھوپ بھی تڑاقے کی ہے۔ تپش بھی بہت ہے۔ چڑھائی بھی بہت ہے۔ مگر عشق رسول کے جذبے نے سب کچھ آسان کر دیا ہے۔ یہاں دامن پہاڑ میں ایک بدو نے پانی کی دوکان لگا رکھی ہے۔ ہم لوگوں نے یہاں کچھ معمولی سا ناشتہ کیا۔ جو حاجی عبدالغفور صاحب کی والدہ نے ساتھ لیا ہوا تھا اور پھر بسم اللہ کہہ کر روانہ ہو گئے ۔ تقریباً ڈیڑھ میل چڑھائی ہے۔ بعض جگہ راستہ خطرناک ہے۔ پتھر چکنے ۔ راستہ بہت تنگ کنارہ پر روک کوئی نہیں سیدھی اونچائی پر چڑھائی ذرا پاؤں پر پھسلے تو نیچے جائیں ۔ ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلے ۔ الحمدللہ کہ ہم ۵۰ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے ، راہ میں صرف دو جگہ بیٹھ کر سانس لی۔ شق الصدر غار حرا پر کافی حجاج موجود تھے ۔ جو نوافل پڑھ رہے تھے، ایسا نورانی غار ہے کہ سبحان اللہ لوگ اس غار کے پتھروں سے چمٹتے چومتے تھے ہم سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں ، مصری، ٹحروی ، ترک ، افغانی، ہندوستانی ، پاکستانی وغیرہ تمام حجاج جمع تھے ۔ سب کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر تر ہو رہے تھے، درود شریف ، نعت شریف کی صداؤں سے پہاڑ گونج رہا تھا۔ تقریباً ۵۰ منٹ ٹھہرے تین جگہ نوافل پڑھے شق الصدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ۔ اور غار حرا وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا تھا ۔ معلوم ہوتا تھا ۔ کہ وہ ابھی ابھی اس بزم سے اٹھ کر گیا ہے ۔ محفل کی رونق ویسی ہی باقی ہے ۔ وہاں سے واپس ہوئے ۔ راہ میں دو جگہ سانس لیا اور ۲۵ منٹ میں زمین پر آ گئے قریب ہی ہوٹل ہیں ۔ ٹھنڈا پانی پیا ۔ منیٰ اور طواف سے آنے والی بسوں کا سلسلہ بندھا ہوا دیکھا ۔ ایک بس میں چار قرش فی کس دے کر حرم شریف اتر پڑے دوپہر تک گھر پہنچ گئے ۔

غار حرا شریف کے فضائل اور حالات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ظہور نبوت چھ ماہ غار حرا شریف میں چلہ اعتکاف کیا۔ ہفتہ میں ایک دن مکہ معظمہ شریف لاتے۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کچھ کھانا پانی ساتھ فرما دیتیں۔ آپ پھر اس غار میں آجاتے اور ہفتہ بھر اسی پر گذارہ فرماتے عبادت الٰہی کرتے رہتے۔ چھ ماہ بعد اسی غار میں حضرت جبریل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے اور سورۃ اقرا شریف مالم یعلم تک نازل ہوئی۔ بڑی عظمت والا غار ہے۔ حضور کا چلہ گاہ نزول قرآن کی پہلی جگہ یہی غار ہے۔ گویا اسلام کے سورج کی پہلی کرن یہاں ہی پڑی حضرت جبریل پہلی بار یہاں ہی آئے۔ وحی لائے۔ اس پہاڑ کے راستہ میں کسی آدمی نے جگہ جگہ سرخ رنگ کے تیر کے شکل نشان لگا دیے ہیں۔ جو زائر کو راستے کی رہبری کرتے ہیں۔ راہ میں ایک حوض ہے۔ جو ترکوں نے پانی کے لیئے بنایا تھا۔ کافی گہرا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی متبرک سمجھ کر یہاں کود جاتے ہیں۔ نوافل پڑھتے ہیں۔ پھر بڑی مشکل سے اوپر آتے ہیں، اس حوض سے اوپر جاکر پہاڑ کے اندر ایک چھوٹا سا سرنگ کی شکل کا ایک غار ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ اعتکاف میں کبھی آرام فرماتے تھے۔ یہاں بیٹھ کر بمشکل نفل پڑھے جاتے ہیں۔ دو آدمی بیک وقت نفل پڑھ سکتے ہیں بالکل چوٹی پر معمولی سی ہموار زمین ہے۔ جہاں ترکوں نے مسجد بنائی تھی۔ نجدیوں نے توڑ دی۔ مگر دیواریں قائم ہیں۔ اس مسجد کے داہنے چبوترے کے نیچے ایک تنگ سا شگاف ہے۔ اس شگاف کے نیچے حضور کو لٹا کر سینہ مبارک شق فرمایا گیا۔ شق الصدر تین یا چار بار ہوا ہے۔ دوسرا شق الصدر اس جگہ ہوا ہم لوگوں نے اس شگاف میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکے۔ آخر اسی شگاف کے منہ پر لیٹ کر پتھروں سے جسم کو مس کیا یہ شگاف لمبائی میں قد آدم ہے، اندر ایک آدمی کے لیٹنے کی جگہ ہے، مگر اس کا منہ بہت تنگ ہے۔ یہاں سے پہاڑ کی دوسری جانب

کچھ نیچے اتر کر غارِ حرا تک پہنچتے ہیں غارِ حرا ایک عجیب نوعیت کا غار ہے۔ ایک بڑا سا پتھر اوپر سے چھت کا کام دے رہا ہے۔ اس کے نیچے چند پتھر اس طرح لگے ہیں کہ ستون سے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے بہت تنگ سا حجرہ سا بن گیا ہے، یہاں دو آدمی بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے برابر میں داہنے ہاتھ پر ایک اور غار ہے، یہاں بیٹھ کر ایک دو آدمی نفل پڑھ لیتے ہیں۔ مگر غارِ حرا لوگ وہ ہی اگلا غار ہے۔ اس غار میں ایسی کشش ہے کہ یہاں پہنچ کر آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے، لوگ ان پتھروں سے جسم رگڑتے آنکھیں ملتے ہیں ٭

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۳۰ اپریل ۱۹۶۳ء شنبہ

حاجی عبد الغفور صاحب نے کل وعدہ کیا تھا کہ بعد فجر فوراً غار ثور پر چل پڑیں گے، آج صبح ہم نے حرم شریف میں ان کا بہت انتظار کیا مگر وہ نہ آسکے۔ ان کی والدہ کو کل کی تھکن سے بخار آگیا۔ اور زائرین بھی کل کے تھکے ہوئے تھے۔ غالباً اس لیے وہ نہ آسکے حسن اتفاق سے آج حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب خطیب المدینہ سنی جامع مسجد ماڈل ٹاؤن کراچی سے حرم شریف میں ہی ملاقات ہوئی۔ مولانا فرمانے لگے کہ کیا آپ نے حرم شریف کی بالائی منزل دیکھی ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا۔ ابھی چلو وہ دیکھنے کے قابل جگہ ہے۔ چنانچہ ہم تینوں باب السعود سے سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہاں پہنچے تو وہ حصہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اوپر بھی پورا حرم شریف بن رہا ہے، صفا سے مروہ تک اور کچھ اس کے علاوہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ باقی تین ستون کے حصے بن رہے ہیں ہم اس حصہ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ناظرین اگر یہاں پہنچیں تو ضرور اس جگہ کو دیکھیں پھر ہم باب الجیاد سے نکل کر پہاڑ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں مسجد حضرت بلال اور مقام شق القمر کی زیارات کیں۔ اشراق کے نفل مقام شق القمر پر پڑھے۔ وہاں بھی زائرین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ مسجد بلال کوہ صفا کی چوٹی پر ہے۔ جو حرم شریف سے نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق یہاں تین روایات مشہور ہیں۔:

ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ بنا کر اس جگہ کھڑے ہوتے اور ہر چہار طرف چار آوازیں دیں تعالوا عباد اللہ الی بیت اللہ یہ آواز تا قیامت پیدا ہونے والی روحوں نے سنی، جس نے لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا، جتنی بار لبیک کہا اتنے حج کرے گا۔ جو خاموش رہا وہ حج نہ کر سکے گا۔ اس ندا کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ ٥ دوسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر ہی اہل مکہ کو آوازیں دیں۔ اور پہلی تبلیغ فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ٥ تیسری روایت یہ ہے۔ کہ فتح مکہ کے دن حضرت بلال رضا نے پہلی اذان یہاں دی۔ جس سے سارا مکہ گونج گیا۔ اس لیئے اس کو مسجد بلال کہتے ہیں غرضکہ یہ مسجد شریف بہت سی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ مسجد سوا وقت نماز کے ہر وقت بند رہتی ہے چنانچہ ہم جس وقت یہاں پہنچے تو مسجد بند تھی پولیس کا پہرہ تھا۔ اس مسجد سے مشرقی جانب پچاس قدم پر شق القمر ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیرا تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ - - - یہاں پہلے چھوٹی سی مسجد تھی اب نجدی حکومت نے گرا دی ہے گرد لواریں کھڑی ہیں، یہاں بھی نوافل پڑھے دونوں جگہ بہت مخلوق تھی۔ پھر نیچے اتر آگئے۔ حضرت مفتی غلام قادر صاحب نے اناناس اور آم کے رس سے ناشتہ کرایا۔ مفتی صاحب جوان صالح نہایت دیندار ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سرزمین حجاز میں سفر قلم زبان کوئی چیز آزاد نہیں۔ ہر چیز پر نہایت ! پابندیاں ہیں۔ ہم حجاج جس شہر میں پہنچ جاویں۔ وہاں قیدی بن کر رہتے۔ کہ بغیر تنازل کے وہاں سے ہل نہیں سکتے۔ نہ مکہ معظمہ سے جدہ جا سکتے ہیں۔ نہ جدہ سے مکہ معظمہ جا کر طائف جانے کے لیئے تصویر لگا کر درخواست دینی پڑتی ہے۔ جس پر پرمٹ ملتا ہے۔ تب طائف جاتے ہیں۔ ہر جگہ راستہ میں چوکیاں ہیں۔ جن پر سخت تفتیش کی جاتی ہے۔ بہت روپیہ دے کر تنازل ملتا ہے۔ چنانچہ ہم کو جدہ میں ساڑھے بائیس ریال دینے پر مکہ معظمہ کا تنازل یعنی راہ داری ملی۔ اور اب مکہ معظمہ سے

جدہ جانے کے لیئے بائیس ریال دے کر تنازل لاہم تو حجاج ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو اقامہ یا تابعیہ دکھائے بغیر سفر کی اجازت نہیں۔ زبان وقلم پر تو پابندی کا یہ حال ہے۔ کہ وہابیوں کے سوا کوئی شخص تقریر نہیں کر سکتا، اور وہابیوں کے سوا کسی کی کتاب نہ چھپ سکتی ہے۔ نہ فروخت ہو سکتی ہے۔ حجاج تنازل کے مسئلہ میں سخت پریشان ہیں۔ حجاز مقدس میں حاضری دینے سے پہلے ہی ہم سے ڈھائی سو روپیہ کراچی میں حکومت سعودیہ نے داخلی فیس وصول کر لی تھی۔ پھر جدہ میں اترتے ہی ۱۰۷ ریال وصول کیئے۔ فیس معلم اور فیس دخول مکہ وصول کی۔ آج ہم سے مکہ معظمہ سے نکلنے کی فیس ۲۲ ریال وصول کیئے۔ صرف جدہ جانے کی اجازت دی۔ دیکھیئے ابھی کیا کچھ وصول کرتے ہیں

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہمارے وداع کا دن ہے۔ یعنی آج مکہ معظمہ اور کعبہ شریف سے رخصت ہو رہے ہیں۔ نماز فجر حرم شریف میں اپنی جماعت سے پڑھی نماز کے بعد حرم شریف میں ہی الحاج عبدالغفور صاحب تشریف لے آئے کہنے لگے چلیئے غار ثور کی زیارت کرا آئیں میں نے معذرت کی کہ سفر در پیش ہے۔ اور غار ثور کی حاضری کوئی آسان کام نہیں ہے اس لیئے انشاء اللہ آئندہ حج میں یہ حاضری دیں گے۔ آج تو ہمت نہیں پڑتی ہے۔ کہنے لگے کہ زندگی کا بھروسہ نہیں یہ موقع بار بار نہیں ملتے۔ ہمت کیجیئے، ہمارے سارے ساتھی آ گئے ہیں ناشتہ پانی ہمراہ لے لیا ہے۔ اٹھے میں نے خیال کیا کہ رب تعالیٰ کی مہربانی ہے جو اس نے اسباب مہیا کر دیئے۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر ہم مع مولانا محمد صادق صاحب جہلمی کل تیرہ ساتھی۔ حاجی عبدالغفور کے ساتھ روانہ ہو گئے، باب السعود سے فی نفر ۲ ریال کرایہ پر ٹیکسی لی چل دیئے۔ محلہ مسفلہ سے گذرتے ہوئے جبل ثور پر ۵ منٹ میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر پہاڑ کی بلندی اور دشوار راہ دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی بے ساختہ سب کے منہ سے نکلا کہ اسے صدیق اکبر تمہاری شان کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر لیکر اس پہاڑ پر چڑھے

تھے۔ گیارہ بج کر بیس منٹ صبح کو ہم نے چڑھائی شروع کی اور عربی بارہ بج کر بیس منٹ پر پہاڑ کی چوٹی پر غار شریف تک پہنچ گئے۔ راہ میں چار جگہ سانس لیا۔ راستہ پیچیدہ اور دشوار ہے۔ اکثر جگہ خاردار درخت اور پاؤں میں چبھنے والے پتھر ہیں بہت احتیاط سے قدم رکھنا پڑتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارے ساتھ بوڑھی عورتیں کمزور مرد ہیں، جو شوق میں چڑھے چلے جا رہے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق اس پہاڑ پر ننگے پاؤں چڑھے تھے یہ سنتے ہی اکثر ساتھیوں نے جوتے اتار لئے۔ حاجی عبدالغفور مجھ سے کہنے لگے۔ کہ مفتی صاحب آپ میرے کندھے پر آ جاویں تاکہ یہ سنت صدیق بھی مجھ سے ادا ہو جائے۔ کہ نائب رسول کو کندھے پر لے کر ننگے، پاؤں جبل ثور پر چڑھوں یہ کہتے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے میرے منع کرنے پر انہوں نے اتنا ضرور کیا کہ میرا بازو پکڑ کر یہ سفر طے کرایا۔ اگر میں کسی جگہ پھسلتا تو وہ مجھے روک لیتے جَزَاہُ اللہُ خَیْرُ الْجَزَاءِ ہمارے کچھ ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم لوگ ایک ایک کر کے لیٹ کر غار ثور میں داخل ہوئے اندر کا نظارہ دیکھ کر سب رونے لگے۔ اس پتھر اور فرش پر سینہ ملتے منہ رگڑتے اور روتے ہیں، دو رکعت نماز نفل ادا کی، پھر ہم سب نے مل کر اعلیٰ حضرت کا مشہور سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام!

پڑھا۔ لطف آگیا۔ اس غار کی نورانیت اور وہاں پہنچنے پر قلب کی کیفیت الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی۔ سخت سے سخت دل والا بھی وہاں پہنچ کر آنکھوں سے جھڑی لگا دیتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کے نام پاک کے نعرے لگانے لگتا ہے اس جگہ عبداللطیف افضل کا قصیدہ پڑھا گیا۔ جو انہوں نے واقعہ ہجرت کے متعلق لکھا ہے۔

اوہ دسد غمخوار نبی دا اولاد وسدا غار دے اندر یار نبی دا اوہ دسدا
ڈاہڈی سے کے آیا در تے
ہجرت دی تیاری کر کے

چھڈ کے دیس ہوا پردیسی ین کے خدمتگار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

پیراں بھار قدم نہیں لاندا ثور پہاڑ نے چڑھدا جاندا
صدقے ہو ہو جیا اٹھاندا پشت نے بھارا یار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کیتا فضل خداوند باری یار نے خوب نبھائی یاری
دے کے پلکاں نال بہاری صاف چا کیتا غار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخواری نبی دا اوہ دسدا

عشق نے کیتا حال فقیراں کپڑے کر کے لیراں لیراں
بند سوراخ چا غار دے کیتے نہیں منظور آزار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ڈنگ گیا جاں ناگ تلی نوں درد ہویا تاں جالی جلی نوں
اتھرواں دا قطرہ ٹھا گرم ہویا رخسار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کافر تک کے غار کنارے یا نبی صدیق پکارے
نہ ڈر نہ یار پیارے کہنا نال پیار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

حضر دا ساتھی سفر دا ساتھی خندق، احد، بدر، دا ساتھی
قبر دا ساتھی حشر دا ساتھی کون نکھیڑے یار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ثانی کہہ کے رب وڈیایا! لقب اصحاب خدا تھیں پایا
ذکر قرآن دے اندر آیا صاف اس یار غار نبی دا اوہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

افضل ہے اس غار تے جاواں میں نیناں دا فرش وچھاواں
جس جا بیٹھے نبی پیارا سے عاشق زار نبی دا او ہ دسدا
اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

اس قصیدہ پر جو لطف آیا، جو رقت طاری ہو وہ عمر بھر یاد رہے گی اتنے میں مولانا محمد صادق صاحب خطیب جہلم، جو پیچھے رہ گئے تھے۔ پہنچ گئے بولے غار ثور یہ نہیں ہے۔ کچھ آگے ہے۔ حالانکہ اس غار کے منہ پر لکھا ہے، ہذا غار الثور اور تھپے تیر کے نشان جو راستہ میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ یہاں ہی بند کئے گئے ہیں۔ اور یہاں نورانیت دلوں کی نشش کہہ رہی تھی۔ کہ محبوب کی جلوہ گاہ یہ ہی ہے۔ مگر مولانا کے اس ارشاد پر ہم لوگ بادل ناخواستہ وہاں سے ان کے ساتھ ہو لیئے۔ قریباً بیس قدم دور دوسری جانب نیچے اتر سے ایک اور غار دیکھا۔ مولانا بولے غار یہ ہے۔ وہاں بھی داخل ہو کر نفل ادا کئے مگر وہاں گھستے ہی گھبرا گئے۔ یہاں وہ بات ہی نہ تھی۔ آخر مولانا نے بھی مان لیا۔ کہ واقعی غار ثور وہ ہی ہے۔ اس جگہ حاجی عبدالغفور صاحب کا لایا ہوا ناشتہ کیا۔ پانی پیا۔ پراٹھے اور چنے کی دال نہایت ہی لذیز، چھاگل کا ٹھنڈا پانی بہار دے رہا تھا۔ پھر وہاں سے چلے پہلے والے غار پر لوٹے۔ اب جو آئے تو یہاں افغانی، حبشی، تکرونی، پاکستانی، ہندوستانی حجاج کا میلہ لگ چکا تھا۔ اب ہم اندر داخل نہ ہو سکے۔ باہر سے ہی درود شریف وغیرہ پڑھتے رہے۔ غرضیکہ ایک گھنٹہ قیام کر کے سوا ایک بجے واپس ہو گئے۔ راہ میں دو جگہ آرام کیا۔ اور سوا دو بجے (عربی ٹائم) سے نیچے پہنچ گئے، ہم میں سے بعض احباب کا یہ حال تھا۔ کہ جاتے آتے وقت راستے کے پتھروں کو منہ لگا کر چومتے تھے۔ کہ غالباً حضرت ابوبکر صدیق کے قدم ان ہی پتھروں سے لگے ہوں گے جناب صدیق کو برا کہنے والے ذرا اس پہاڑ اس کے نوکیلے پتھروں، خاردار درختوں کو دیکھیں۔ پھر پتہ لگائیں کہ حضرت صدیق پروانہ شمع رسالت نے کیسی قربانی پیش کی۔ رب تعالےٰ نے قرآن مجید میں

میں اس غار کا اور حضرت صدیق یار غار کا ذکر بلا وجہ نہیں فرمایا۔ اس کی بہت اہمیت بارگاہ الٰہی میں ہے ؂

غار ثور کے فضائل و حالات

غار ثور بہت اہم تاریخی مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے یا اصحاب کہف کے غار کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یا غار ثور کا فرماتا ہے ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا، یہ غار وہی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات حضرت ابوبکر صدیق کے کندھے پر سوار ہو کر یہاں پہنچے۔ یہاں ہی تین دن قیام فرمایا۔ اس ہی غار میں یار غار اور مار غار کا مقابلہ ہوا، آخر کار یار غار اس یار غار پر غالب آیا۔ نجدی حکومت نے جو محلہ مسفلہ کی طرف سے منی و عرفات کو نئی سڑک نکالی ہے۔ یہ سڑک مکہ شریف سے مشرقی جنوبی جانب ہے۔ اس سڑک پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ مکہ معظمہ سے سات میل چل کر یہ سڑک چھوڑ دی جاتی ہے، قریباً ایک میل کچی سڑک پر چل کر اس پہاڑ پر پہنچتے ہیں۔ چڑھائی قریباً تین میل ہے، اس پہاڑ کا راستہ جبل ثور کی طرح تنگ اور پھسلن والا نہیں ہے۔ بلکہ قدرے وسیع ہے۔ اکثر جگہ دو طرفہ اور کہیں یک طرفہ پتھر ہموار کر کے دیوار و سیڑھیاں بنادی گئی ہیں۔ اس دیوار پر جگہ جگہ سبز رنگ کے تیر بنا دیئے گئے ہیں۔ جو رہبر کا کام دیتے ہیں۔ اکثر جگہ پتھر نہایت کھردرے بلکہ نوکیلے ہیں، جہاں احتیاط سے قدم رکھنا پڑتے ہیں، اترتے وقت ننگے پاؤں اترنا بہتر ہے۔ ہم بحمد اللہ ننگے پاؤں ہی چڑھے اترے، چار جگہ غار ملتے ہیں، جن سے دھوکہ لگ جاتا ہے، تیسرا غار اصلی ہے یہاں عربی میں ہذا غار ثور اور انگریزی میں دی ھولی لکھا ہوا ہے، ایک بہت بڑا پتھر کمرے کے برابر ہے، جس میں چھوٹا سا سوراخ ہے۔ لیٹ کر اندر جاتے ہیں۔ اندر چار پانچ آدمیوں کے بمشکل بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دوسری طرف اور سوراخ ہے۔ مگر جانا آنا اسی ہی پہلے سوراخ سے ہوتا ہے۔ اس غار سے قریب

قریب مختلف جگہ پر خار دار رخت ہیں۔ جن پر جاہل لوگوں نے یہ چیزیں باندھی ہوئی ہیں۔ یہاں زائرین ہمیشہ، جاتے آتے رہتے ہیں۔ اللہ توفیق دے تو حاجی یہاں ضرور حاضری دے۔ اس غار کے اندر کی زمین ہموار نہیں بلکہ ابھری ہوئی ہے۔ ہم دو بجے کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ نماز جمعہ کا وقت قریب ہے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ نماز جمعہ کے لیے گئے۔ اللہ اکبر انسانوں کا ایسا ہجوم دیکھنے میں کم آیا۔ بعد نماز مستری حاجی محمد رفیق صاحب کے ہاں دعوت کھائی، عصر سے پہلے طواف وداع کیا زمزم پیا۔ کچھ جدہ کے احباب کے لیے زمزم لیا، عصر کی نماز پڑھی۔ حضرت مولانا شاہ سالم میاں صاحب بدایونی سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت مولانا نورانی میاں سے وعدہ ہمراہی تھا۔ مگر وہ نہ مل سکے۔ حضرت سالم میاں صاحب کی ہمراہی نصیب ہوئی۔ بعد نماز عصر باب السعود سے سواری لی اور جدہ کو روانہ ہو گئے۔ پانچ میل فاصلہ پر پولیس نے چوکی پر تحقیقات کی ہمارے پاسپورٹ اور تنازل دیکھے دو شخصوں کے پاس تنازل نہ تھا بس واپس کردی گئی بس والی دونوں کو حرم شریف اتار کر پھر واپس آگئی جب پھر چوکی پر تحقیقات ہوئی۔ نماز مغرب ہم نے اور حضرت سالم میاں نے یہاں ادا کی پھر جدہ روانہ ہوئے۔ راہ میں دو جگہ اور تحقیقات ہوئی۔ تب کہیں جدہ دیکھنے کو ملا۔ یہاں الموقف السیارات یعنی بسوں کے اڈے پر اترے۔ ٹیکسی کرایہ پر لیکر بنی الحجاج پہنچے۔ یہاں خالد بسیونی صاحب سے ملاقات ہوئی جو ہمارے معلم محمد رمضانی صاحب کے وکیل ہیں۔ معلم صاحب نے ان کے نام ایک خط بھی ہم کو دیا ہے۔ مگر ان بزرگ نے نہ تو وہ خط پڑھا۔ نہ ہماری طرف التفات فرمایا۔ نہ ہم سے کلام کرنے کی زحمت گوارہ فرمائی۔ ہمارا سامان سڑک پر رکھا رہا عرض بھی کیا مگر التفات نہ کیا آخر حضرت مولانا سالم میاں صاحب قادری بدایونی کی ذریعہ شاہد حسین صاحب لکھنوی سے ملاقات ہوئی۔ جو معلم شاکر سکندر صاحب کے معاون ہیں۔ اور جدہ میں اپنے حجاج کو رخصت کرنے آتے ہیں۔ وہ ہم کو محترم عبدالمجید صاحب قریشی، کے مکان پر پہنچا آئے۔ جہاں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب بھی پہنچ چکے تھے

یہ حضرات بہت محبت سے ملے۔ اور قریشی صاحب فوراً کار لے کر مدینۃ الحجاج پہنچے۔ اور ہماری اہلیہ اور سامان کو لائے۔ بہت آرام سے ہم ان کے مہمان رہے، انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی ۔

۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۲ مئی سنہ ۱۹۶۴ء شنبہ

آج مولانا احمد نورانی صاحب مدظلہ نے بہت کوشش سے ہمارے ویزے بنوائے۔ بیت المقدس کا ویزہ تو نہایت آسانی سے بن گیا۔ مگر عراقی سفارت خانہ نے ہمارا پاسپورٹ لے لیا۔ اور کہا کر بعد مغرب ویزہ لے جانا وہاں سے ہم مدینۃ الحجاج پہنچے اور مدیر الحج کے دفتر سے نو ۹ ریال بل مدینہ پاک کا تنازل حاصل کیا۔ پھر شام کو بعد نماز مغرب عراقی سفارت خانے سے گئے ویزا حاصل کیا۔ آج دن بھر اس میں گذر گیا۔ اور کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بیت المقدس کا ویزا مفت میں حاصل ہوا عراقی ویزا چھ روپیہ میں حاصل ہوا ۔

۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۳ مئی سنہ ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح حضرت مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی قریشی صاحب اپنی کار میں ان کے مکان پر لے گئے، انہوں نے بیت المقدس، بیروت بغداد کے سفارت خانوں کو چٹھیاں دیں اور فرمایا کہ ہماری یہ چٹھیاں وہاں پہنچا دینا۔ انشاء اللہ ان کے ذریعہ آپ کو زیارات وقیام میں بہت سہولت ہوگی۔ آج شب کو جدہ شریف میں ہماری ایک تقریر ہوئی، جو ٹیپ ریکارڈ (ٹیپ ریکارڈ) کر لی گئی، پھر جناب محترم مولانا نورانی احمد صاحب نے ملک شام کا ویزہ بنوایا۔ جو چودہ روپیہ میں حاصل کیا گیا۔ آج دوپہر کو بھارتی جہاز اسلامی بمبئی روانہ ہو رہا ہے۔ اور قاہرہ کا جہاز المصرا اپنے حجاج کو لے کر مصر جا رہا ہے۔ کل پاکستانی حجاج کا جہاز سفینہ عرب کراچی روانہ ہو چکا ہے۔ ہم گودی پر پہنچے گودی کے دو طرفہ کناروں پر یہ جہاز کھڑے

تھے۔ روانہ ہونے والے بھی تھے۔ عجیب نظارہ تھا۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یارسول اللہ سے جو نجدی حکومت کی طرف سے لاؤڈ سپیکر پر لگا کے جارہے تھے۔ ساری گودی گونج رہی تھی نجدی حکومت کی طرف سے یہ شعر لاؤڈ سپیکر پر پڑھا گیا۔

محمد کا دامن نہ چھوڑو عزیزو
وہی رہنما ہے ہمارا تمہارا

مجھے یہ نعرۂ رسالت اور یہ شعر سن کر حیرت ہوئی کہ خدا کی شان ہے نجدی بھی یہ نعرے لگانے یہ شعر گانے لگے۔ اس نعرہ پر دو طرفہ ہندی و مصری حجاج جو جہازوں میں سوار ہو چکے تھے نعرے لگاتے اور روتے کہ اب دیارِ حبیب ہم سے چھوٹ رہا ہے۔ آخر اچانک اسلامی جہاز نے دو سیٹیاں دی اور لنگر اوٹھایا۔ بمبئی روانہ ہوگیا۔ ادھر مصری جہاز نے سیٹی دی اور روانگی کی تیاری کرلی۔ پھر ہم گھر واپس ہوئے۔ کھانا کھایا۔ نمازِ ظہر پڑھی کچھ آرام کیا۔ بعد عصر موقف سیارات یعنی جدہ کے، بسوں کے اڈے پر آگئے اور نہایت نفیس کار بیس ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی۔ اور مدینہ منورہ واپس روانہ ہوگئے، چھ گھنٹہ میں یعنی شب کو دو بجے پاکستانی ٹائم سے مدینہ منورہ پہنچ گئے نمازِ عشاء پڑھی سو رہے۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۴ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج صبح حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دی، وہاں کئی ملکوں کے اہلِ سنت حجاج جمع تھے۔ بہت دلچسپ نورانی مجلس رہی، حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ہماری روانگی بیت المقدس کے لیے ہوائی جہاز کے دفتر سے دو سیٹ مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ عمان کو ہوائی جہاز اتوار اور بدھ کو جاتا ہے۔ اس بار بجائے بدھ کے جمعرات کو جاوے گا، انشاء اللہ اس میں سیٹیں دے دی جائیں گی۔ آج قبل مغرب حاجی غلام حسین صاحب، مالک پاکستانی ہوٹل نے باب جبریل کے باہر ہماری دستار بندی کی لے اعلےٰ درجہ

کا عمامہ سات گز کا ہمارے سر پر لپیٹا۔ گنبد خضرا شریف سامنے تھا۔ پھر با چشم نم ہم نے اور انہوں نے گنبد پاک کی طرف رخ کر کے دعائیں مانگیں۔ عجیب پرکیف منظر تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کو عنقریب وداع فرمانے والے ہیں، یہ سب علامات اسی کی ہیں۔ اب ہم حسرت سے روضۂ خضرا کو تکا کرتے ہیں۔ یہ تین ماہ چشم زدن میں گذر گئے ⁂

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۵ مئی ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح جناب سیٹھ احمد صاحب۔ بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی ہمارے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ذکر آیا کہ تاریخ مدینہ میں کتاب وفاء الوفاء بہت بہترین کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ خلاصۃ الوفاء تو میرے پاس ہے۔ وفاء الوفاء نہیں۔ اور یہاں حرمین طیبین میں ملتی بھی نہیں۔ کہ ممنوع ہے۔ یہ ذکر اتفاقیہ ہوا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ بعد سیٹھ صاحب نہایت اعلےٰ مجلد چار جلد تلاش کر کے لائے۔ اور مجھے تحفۃً دے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیہ مبارک ہے۔ اس بار مجھ پر عطایا نبویہ کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ حج سے واپسی کے بعد قلب کی کیفیت وہ نہیں ہے۔ جو اس سے پہلے تھی۔ دل کہہ رہا ہے، اب حضور وداع فرما رہے ہیں۔ حرم شریف حجاج سے بھرا ہوا ہے، بہت رونق ہے، مگر دل اڑا اڑا سا رہتا ہے۔ پہلا سا سکون نہیں۔ آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے مکان پر کرایا، شامی۔ مصری، نجدی، پاکستانی حجاج کا اچھا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا پھر شامی و مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا، پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مرد مومن ہے۔ جنہوں نے اپنا

مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۲۲ سال کی عمر شریف ہوئی۔ تو مدینہ منورہ میں جم
مقیم ہوگئے۔ باہر سے دعوتیں آئیں تو فرما دیتے کہ میری زندگی کا ایک سال اور
باقی ہے وہ میں یہاں ہی گذارنے لگا ہوں، اب میں مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوا
آخر کار عمر شریف کے ۶۲ سال پورے فرما کر ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ کو مدینہ پاک
ہی وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے
قدموں میں ہمیشہ کے لیئے سو گئے۔ چنانچہ یہاں ہی ان کا عرس ۲۲ ذی الحجہ کو ہر سال
کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے، ہمارے مدینہ منورہ
پہنچنے سے چار دن پہلے آپ کا وصال ہوا تھا۔

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۶ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج ہم نے اردن، شام اور عراق کے سکے مدینہ منورہ سے ریال کے ذریعہ تبدیل
کرلیے، عراق دینار ۱۱ ریال دو قرش میں اردنی دینار ۱۲ ریال ۲ قرش میں شامی
ایک ریال ۲ قرش میں لا۔ اب ہم ضرور تین دن کے مدینہ پاک میں مہمان ہیں،
آج شب ایک نجدی مولوی نے حرم میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت
کا انکار کیا۔ اور اولیاء اللہ کی شان میں بہت بکواس کی حضرت احمد کبیر رفاعی اور
حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ جس پر شامی، مصری حجاج
بگڑ گئے بولے۔ انت کذاب انت عدو الاولیاء انت عدو النبی
اور جوتوں، لاتوں، گھونسوں سے بہت مرمت کی، حرم شریف کی پولیس فساد
روکنے میں ناکام رہی۔ آخر شہر سے ڈی ایس پی، کوتوال، مدیر وغیرہ مع گارڈ کے
پہنچے۔ اس نجدی عالم کو گرفتار کرکے امر بالمعروف کے دفتر لے گئے، حجاج
سے کچھ نہ کہا۔ نہ معلوم اس نجدی کو کیا سزا دی، حکومت اگرچہ نجدی ہے۔ مگر
حجاج کا بہت لحاظ کرتی ہے۔ نجدی مولوی گستاخیوں سے باز نہیں آتے
آج شب کو مدینہ شریف باب النجار میں ہمارا وعظ ہے۔ مدینہ منورہ

کے احباب کہتے ہیں کہ آخری وعظ جاتے ہوئے سنا جاؤ۔

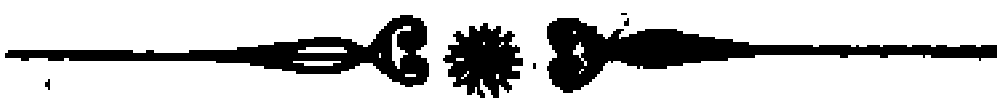
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۸ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مسجد نبوی شریف میں آخری جمعہ ادا کیا۔ بہت حجاج کے چلے جانے کے باوجود حرم نبوی شریف کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ بلکہ باہر سڑکوں پر بھی نمازیوں کا ہجوم ہے، ہر طرف ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ آج بعد نماز جمعہ حضرت مولانا نورانی میاں صاحب نے ہوائی دفتر سے ہمارے لیے ہوائی جہاز میں سیٹیں بک کرا لیں۔ اتوار کی صبح کو انشاء اللہ ہم عمان روانہ ہو رہے ہیں۔ آج ہی سے ہم حسرت سے گنبد خضرا اور مدینہ منورہ کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ ہر سلام کے موقعہ پر دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ خیریت سے یہ سفر طے کرائے، اور بار بار مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو۔ آج شب کو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر ہمارا آخری وعظ ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ نظام الدین صاحب زیب سجادہ تونسہ شریف حضرت قبلہ محمد فاروق صاحب کراچی، کولمبو کے سیٹھ صالح صاحب۔ اور سیٹھ اسمٰعیل صاحبان اور بہت سے اہل مدینہ نے شرکت کی مجمع بہت تھا۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ کی تفسیر عرض کی گئی۔ بہت کیف و سرور رہا تقریر ٹیپ ریکارڈ کرلی گئی۔ رات کو ساڑھے پانچ بجے عربی ٹائم سے میلاد شریف ختم ہوا۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ مئی ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب مدظلہ کے مکان پر ہمارا وعظ ہوا کل شنبہ کی شب بھی وعظ ہو چکا تھا۔ آج صبح ہم نے آخری سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا ہم کو سلام کے وقت یہ خبر نہ تھی، کہ یہ ہمارا آخری سلام ہے مگر وہ آخری سلام ثابت ہوا کچھ دیر بعد حضرت مولانا

حضرت مولانا خلیل صاحب مع ایک ساتھی کے ہماری رباط میں تشریف لائے فرمایا کہ آپ کا عمان کا جہاز مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آچکا ہے۔ بہت جلد مطار پہنچو۔ مولانا نورانی میاں مطار کے دفتر پر تمہارے منتظر ہیں، یہ سنتے ہی ہم بہت جلد دفتر پہنچے مولانا نورانی صاحب نے فرمایا کہ مطار کی بس کا انتظار نہ کرو فوراً اپنی ٹیکسی سے کر مطار پہنچ جاؤ، ہمارے میزبان فیض محمد صاحب نے نوریال میں ٹیکسی کی ہم پہنچے معلوم ہوا کہ وہ خبر بالکل غلط تھی۔ فیض محمد صاحب ہم کو الوداع کرنے مطار پر ایک ہوائی جہاز دمشق کا آیا۔ اور شام کی سواریاں لے کر اڑ گیا۔ ہم منہ دیکھتے رہ گئے، بہت افسوس ہوا کہ چلتے وقت ہم نے اپنے نبی کو آخری سلام بھی عرض نہ کیا، مطار سے ہی سلام پڑھا۔ الوداع ہو گئے۔ مطار مدینہ منورہ سے قریباً ۲۰ کیلو یعنی ۱۵ میل ہے۔ قریب مغرب تک ہم نے ہوائی جہاز کا انتظار کیا۔ آخر کار حضرت مولانا نورانی میاں۔ مفتی غلام قادر صاحبان مطار پہ پہنچے۔ ان بزرگوں نے ہمارے ٹکٹ و سامان واپس لیا ہم کو مدینہ منورہ ٹیکسی میں واپس لائے، ہم نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی، اور بعد عشاء صلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے۔ اس بار ہم اَب تک چھ دفعہ مدینہ شریف میں آچکے ہیں۔ رمضان میں مدینہ پاک آئے، پھر زیارات بدر کے بعد آئے پھر زیارت ابواء کے بعد آئے، پھر زیارت خیبر کے بعد آئے۔ پھر حج کر کے آئے۔ پھر آج تو بالکل جا کر آئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ کہ بار بار مدینہ شریف بلا رہے ہیں۔ حاجی غلام حسین صاحب دیکھتے ہی لپٹ گئے بولے میں نے آج آپ کے وعظ کا اعلان کر دیا تھا۔ مجھے آپ کے جانے کی خبر نہ تھی۔ رب نے آپ کو میرے ہاں وعظ کے لیئے دوبارہ مدینہ پاک بھیجا ہے۔ رات کو ان کے ہاں تقریر کی۔



۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج عاشورہ کا دن ہے ۔ یہاں مدینہ منورہ میں اس تاریخ کا کوئی اہتمام نہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آج سید الشہداء کی تاریخ شہادت ہے ۔ البتہ مدینہ پاک کے عوام اہل سنت چھپے دبے اپنے گھروں میں فاتحہ کراتے ہیں ۔ چنانچہ آج شب حاجی قاسم سندھی کے ہاں جلسہ ذکر شہادت ہوا ۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی ۔ جلسہ کے اختتام پر بعض حضرات نے میلاد شریف پڑھنا چاہا ۔ ہم نے عرض کیا کہ مجلس ذکر شہادت میں میلاد شریف جائز نہیں ۔ تب ان حضرات کو اس مسئلہ پر بہت تعجب ہوا ۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں وعظ ہے ۔ جگہ جگہ مدینہ پاک میں شربت کی سبیلیں لگی ہوئی دیکھی گئیں ۔

۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مدینہ منورہ سے عمان و بیت المقدس کے سفر کا ارادہ کر لیا ۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں ہمارا الوداعی جلسہ ہوا ۔ ذکر شہادتین کی تقاریر ہوئیں ۔ اولاً ہم نے پھر حضرت مولانا محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد خانساماں جہلم نے شہادت امام عالی مقام پر تقریریں کیں ۔ آخر میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے مسئلہ حیات النبی و حیات شہداء پر نہایت اعلےٰ تقریر فرمائی ۔ مجمع جھوم گیا ۔ کل عمان کو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے جا دے گا ۔ ہر سنیچر کو یہاں سے عمان و دمشق جہاز اڑتا ہے ۔ ہم نے ٹکٹ داخل کئے سامان اور سفر کی تیاری کر دی ۔ بعد نماز جمعہ بارگاہ نبویہ عالیہ میں سلام عرض کرنے کھڑے ہوئے ۔ تو فراق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے خیال سے آنکھوں سے

جھڑی لگ گئی۔ بعد نماز عصر ہوائی جہاز کے دفتر میں سامان پہنچایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کل بعد نماز فجر فوراً مع سامان یہاں پہنچو آخر کار حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ میں سامان رکھا اور واپس آ گئے ؛

۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۴ھ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہماری الوداع کا دن ہے، بھائی عبدالحفیظ صاحب ابن حافظ عبدالرشید صاحب پان والے متصل باب مجیدی مدینہ منورہ نے ہماری الوداعی دعوت کی صبح تہجد کے وقت اٹھے، ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ حرم شریف حاضر ہوئے۔ الوداعی سلام عرض کیا۔ اور نوافل پڑھے ایک گھنٹہ بعد نماز فجر ہوئی بعد نماز فوراً ہوائی جہاز کے دفتر پہنچے عبدالحفیظ صاحب اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب ہم کو پہنچانے مطار پر آئے بہت سے حجاج نے دفتر سے ہی الوداع کہی، بیس منٹ میں مطار یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے۔ یہاں بھائی فیض محمد صاحب نے پرتکلف ناشتہ کرایا۔ حاجی غلام حسین صاحب نے چلتے وقت بہت سا کھانا و مٹھائی ساتھ کر دی تھی۔ تمام کاموں سے فارغ ہو گئے ہی تھے۔ اور نماز اشراق پڑھی ہی تھی۔ کہ ہوائی جہاز آگیا۔ سامان رکھوایا، سوار ہوئے۔ پورے ساڑھے بارہ بجے یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے جہاز نے پرواز کی۔ ہم کو پہنچانے والے حضرات بہت مغموم تھے۔ دوبارہ حاضری کے لیئے دعائیں کر رہے تھے۔ ہم نے مدینہ پاک میں تین ماہ تیرہ دن قیام کیا۔ مکہ معظمہ میں چودہ دن حاضری دی۔ اس وقت ہم ہوائی جہاز میں بیٹھے ہوئے یہ سطور لکھ رہے ہیں۔ جہاز اٹھارہ ہزار فٹ بلندی پر اڑ رہا ہے۔ ہر لحظہ مدینہ پاک دور ہوتا جا رہا ہے۔ راستہ میں ہم کو بہت پرتکلف ناشتہ مع چاء و بوتل اور ٹھنڈا پانی دیا گیا۔ ہمارا جہاز عربی ٹائم سے سوا تین بجے یعنی پاکستانی سوا بارہ بجے دوپہر کو عمان کے مطار پر پہنچا۔ یہاں ہوائی اڈہ بہت شاندار ہے، گھڑیاں عجیب قسم کی دیواروں میں لگی ہوئی ہیں۔ پونے تین گھنٹہ میں ہم مدینہ منورہ سے

(اردن)

عمان پہنچے۔ اللہ اکبر بیت المقدس کی سرزمین میں ہم نے آج قدم رکھا۔ عمان کا ہوائی بہت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً ہم کو ہوائی جہاز میں دو ساتھی مل گئے۔ نعمت اللہ صاحب عاصمی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئر سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ اور وکیل معداللہ صاحب بہار کالونی کراچی مسان روڈ مکان نمبر ۵، مسان روڈ مع اپنی اہلیہ کے اس لیئے عمان پہنچتے پہنچتے پانچ آدمی ہو گئے۔ عمان پر ہوائی جہاز میں ہی کسٹم آفیسر آگئے۔ ہمارے پاسپورٹ ہی لے لیئے پھر ہم کو اترنے کی اجازت دی۔ تھوڑی دیر ہم ہوائی اڈے پر ٹھہرے کہ انہوں نے خود آکر ہمارے پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ مہر داخلہ لگادی، یہاں حکومت کی طرف سے شہر پہنچانے کے لیئے بس نہیں ملتی۔ بلکہ ہر مسافر اپنے خرچ پر شہر جاتا ہے۔ مطار پر کرایہ کی کاریں بہت کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے پانچ آدمیوں کی کار سات دینار سے کرایہ پر لی۔ اور حسب ذیل زیارات کی شرط لگائی۔ عمان کی سیر، بحر لوط میں کو آج بحر میت بھی کہا جاتا ہے۔ روضۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس شہر میں پہنچانا، بیت اللحم اور خلیل الرحمٰن کی زیارات۔ چنانچہ ٹیکسی والے نے ہم کو یہ تمام زیارات کرا کر رات کو دس بجے پاکستانی ٹائم سے شہر بیت المقدس زاویہ ہندیہ میں پہنچایا۔ زاویہ ہندیہ ایک آرام دہ مسافر خانہ ہے۔ جس کے مہتمم شیخ محمد منیر صاحب اور ان کی بوڑھی ماں مریم بی بی ہیں۔ بہت خوش خلق ہیں۔ فی چارپائی دو روپیہ روزانہ کرایہ لیتے ہیں، آرام دہ کمرے دیتے ہیں، ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا اور آرام سے رات گذاری۔

شہر عمان

عمان شہر اردن کا دارالخلافہ ہے۔ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت خوبصورت ہے، یہاں کے لوگ بہت خوبصورت نہایت بااخلاق ہیں، شہر ہموار جگہ پر آباد نہیں بلکہ نشیب و فراز میں آبادی ہے۔ کوئی محلہ بہت بلندی پر ہے کوئی نہایت ہی پستی میں یہاں قصر شاہی اور جامع حسینیہ دیکھنے کے قابل ہیں، قصر شاہی نہایت

خوبصورت باغ کے درمیان بہت وسیع عمارت ہے۔ جہاں جانے کی اجازت نہیں۔ ہم نے دُور سے ہی محل دیکھا یہ شاہ حسین بادشاہ اردن کا محل ہے۔ جامعہ حسینیہ عمان کے آخری کنارہ پر بہت خوبصورت تین منزل عمارت ہے۔ سنگ سیاہ سنگ سفید سے بنی ہوئی ہے۔ نچلی عمارت زمین سے متصل ہے، جس میں مدرسہ ہے۔ اُوپر کی دو عمارتوں میں مسجد ہے۔ مردوں کے لیئے علیحدہ جگہ ہے، عورتوں کی علیحدہ جگہ ہے۔ اس مسجد پر ۷۵ ہزار دینار خرچ ہوئے ہیں۔ جو صرف ایک شخص نے خرچ کیئے، اس کے موجودہ مؤذن سیف الدین ہیں۔ اور امام شیخ احمد، مؤذن صاحب اسکول کے طالب علم ہیں۔ جو انگریزی لباس، انگریزی شکل میں رہتے ہیں، کوٹ پتلون پہنے ہوئے ننگے سر ہی اذان کہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں، نہایت خوش الحانی سے انہوں نے اذان کہی اور بعد اذان الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا۔ امام صاحب باشرع ہیں، داڑھی والے ہیں، تعمیر ۱۸۶۱ھ ۱۹۶۱ء عیسوی میں ہوئی۔ حسین ابن طلال اس کے بانی ہیں، ہم پانچوں نے نماز ظہر با جماعت یہاں ہی ادا کی، عمان میں کچھ عیسائی بھی ہیں۔ مگر اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جامعہ حسینیہ سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کا گرجا ہے مسلمان اور عیسائی ملے جلے آباد ہیں۔ جامعہ مسجد کے دونوں حصوں میں ایسے خوشنما غالیچے بچھے ہیں کہ سبحان اللہ ان کی تعریف نہیں ہو سکتی، ایک سائز، ایک وضع قطع کے غالیچے تمام مسجد میں بچھے ہیں، ہم نے دو گھنٹہ عمان میں قیام کیا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بعد نماز ظہر چل دیئے، عمان سے بیت المقدس تک سڑک نہایت پختہ ہے۔ دو طرف چھوٹی پہاڑیاں ہیں جو سبزہ سے ڈھکی ہوئی ہیں، اور پہاڑوں کے دامن میں میدانی علاقہ ہے، جو سیر و شاداب ہے، ابھی یہاں گندم ہری ہے، تا حد نظر کھیت نظر آتے ہیں، ہماری کار ہوا سے باتیں کرتی فراٹے بھرتی چلی جا رہی ہے۔ قریباً تیس میل پر ایک خوبصورت بستی ملی جس کا نام ناعور ہے، پھر نہر اردن سے گذرے، اردن چھوٹی سی نہر ہے۔ جس میں، اس وقت پانی تھوڑا سا ہے۔ اس پر خوبصورت پُل بنا ہے، پُل کے اس طرف کا

علاقہ اردن کہلاتا ہے۔ اور دوسری طرف کا علاقہ فلسطین ہے۔ یہاں کسی کو اترنے کی اجازت نہیں، پولیس کا پہرہ ہے، ہم اس پل کو پار کر کے فلسطین میں داخل ہو گئے۔ یہ علاقہ اردن سے بھی زیادہ سرسبز ہے۔ عمان سے بیت المقدس ۹۵ کیلو فاصلہ پر ہے۔ ۵۵ کیلو پر پہنچ کر بحیرہ لوط، یعنی بحیرہ المیت ہے، یہاں بہت خوبصورت غسل خانے، حمام بنے ہیں، جہاں اکثر عیسائی اور مغرب زدہ مسلمان مرد و عورت غسل کرنے آتے ہیں سمندر ربنا ہے، سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے یہ سمندر ہے۔ یہاں بہت لوگ نہا رہے تھے، یہاں آدمی ڈوبتا نہیں، پانی اس قدر کڑوہ ہے، کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا، ہم نے پانی چکھا تو زبان کٹ سی گئی، ہاتھ پاؤں پر نمک جم گیا۔ اس بحیرہ کے پاس، نمک جمانے کے کھیت سے ہیں، جہاں یہ پانی جمع کر کے خشک کر دیا جاتا ہے، سوکھ کر نمک بن جاتا ہے، یہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر پہنچے ⁂

مزار موسیٰ علیہ السلام

عمان سے ۴۳ کیلو راستہ طے کرنے کے بعد بائیں طرف ایک میل پختہ سڑک طے کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف ہے، یہ جگہ بیت المقدس سے ۲۷ کیلو کے قریب ہے، یہاں کوئی بستی نہیں، اس جگہ کا نام نبا موسلے ہے، حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مزار پر عمارت پرانی طرز کی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں، اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے، جس میں موسیٰ علیہ السلام کا مزار شریف واقع ہے، یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آٹھ فٹ اونچا ہے، قبر شریف کے آس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے، اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف چڑھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روئی والا گدہ بچھا ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیۃ لکھی ہے، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا حجرہ شریف مقفل رہتا ہے، یہاں مسلمانوں

کا قبضہ ہے، یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں، چار طرف بہت سے دبو مرا حجرے ہیں، جن میں فوج رہتی ہے۔ سخت پہرہ ہے ہم نے ایک فوجی سپاہی سے قبرانوار کا دروازہ کھولنے کو کہا تو اس نے جواب دیا کہ متولی صاحب گئے ہوئے ہیں، چابی ان کے پاس ہے دوسرے فوجی نے کہا کہ چابی میرے پاس ہے، چنانچہ حجرہ کھولا۔ ہم سب داخل ہو گئے حجرے میں فاتحہ پڑھنے کے لیے خوبصورت چٹائی بھی ہے۔ اور قبر کے جنوبی جانب نوافل کے لیے محراب بنی ہے۔ ہم نے مسجد میں بھی نوافل پڑھے۔ اور یہاں محراب میں بھی پڑھے۔ چٹائی پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ صحن میں نہایت شریں اور بہت ٹھنڈے پانی کا کنواں ہے، جو صرف چار پانچ ہاتھ گہرا ہے، وہاں پانی بھر کر خوب سیر ہو کر پیا، یہاں کے منتظم کا نام حاجی محمد ابن عبدالرحمٰن ہے، مزار شریف کے سرہانے پیسے ڈالنے کے لیے صندوقچی ہے۔ ہم نے وہاں سو فلس پلیٹ کئے مزور نے قبول نہ کیے۔ بلکہ فرمایا کہ اس صندوقچی میں ڈال دو، اس مسجد میں بہت سے قرآن کریم کے نسخے رکھے ہیں۔ تلاوت کے لیئے مزار مقدس میں بہت دلکشی بھی ہے ہیبت و جلال بھی وہاں پہنچ کر تمام واقعات موسوی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ فاتحہ اور دعاؤں میں بہت دل لگا قریباً ایک گھنٹہ وہاں ٹھہرے پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ یہ جگہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ اس کے قریب ایک سرخ رنگ کی پہاڑی ہے، بہت دل کش نظارہ ہے، مزار مقدس پر بہت فیض ہے۔ ہر زائر کو یہاں ضروری حاضری دینی چاہیئے۔

بیت اللحم

بیت اللحم شہر بیت المقدس سے قریباً تیس کیلو دور مشہور بستی ہے، بہت اچھا شہر ہے، اس کے اگلے کنارہ پر حضرت راحیل زوجہ یعقوب علیہ السلام یعنی یوسف علیہ السلام کی والدہ کی قبر شریف ہے، یہ قبر شریف یہاں کے قبرستان میں ہے، قبر شریف پر قبہ بنا ہوا ہے، آٹھ فٹ اونچی، پانچ ہاتھ لمبی قبر شریف ہے،

یہاں کے منتظم عیسائی ہیں، بیت اللحم میں دس فی صدی مسلمان ہیں اور نوے فی صدی عیسائی
بجلی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے، سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے، اس
کے مقابلہ میں تو سب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے، یہاں بہت
پرانا گرجا ہے اس گرجے کو بیت اللحم کہتے ۔ اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام
دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے عجیب قسم کی عمارت ہے ۔ ہم کو ایک عیسائی
انگریز اندر لے گیا ۔ بہت گہری عمارت چلی گئی ہے ۔ اندر جا کر دیکھا کہ ایک محراب
سی پتھر کی بنی ہوئی ہے، جس پر غلاف پڑا ہے، اور بہت آراستہ ہے محراب کے اندر اور
دروازہ پر سونی لٹک رہے ہیں ۔ غلاف اٹھا کر اصلی پتھر نظر آیا ۔ اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی ولادت ہوئی ۔ اصلی پتھر ویسے ہی محفوظ ہے، وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات نہایت
فصاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا ۔ حتیٰ کہ ہمارے رفیق
سفر حاجی نعمت اللہ صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ مسلمان ہے جاو ولادت کے قریب ہی
اسی کھجور کی جگہ ہے ۔ جس کے پھل حضرت مریم نے بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام
کھائے یہاں درخت تو نہیں ہے ۔ ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے جس
کے وسط میں کھجور کی جڑ کی برابر سوراخ ہے، میں نے آج تک ایسا خوبصورت گرجا نہیں
دیکھا ۔ یہاں بہت راہبہ عورتیں اور بڑے بڑے جبے پہنے ہوئے داڑھی والے پادری
صاحبان سے ملاقات ہوئی جو بڑے اخلاق سے ملتے تھے مرحبا تفضلو یعنی آئیے
خوش آمدید، اندرون گرجا ایک لڑکا ایک تھالی میں موم بتی جلائے بتی کے آس
پاس کچھ پیسے رکھے ہوئے ہمارے پاس آیا اور چندہ مانگا آخر ہم سے پچاس فلس
وصول کیے پھر ہم گرجا سے واپس آگئے سیر کرانے والے عیسائی نے ہم سے تین
شلنگ نہیں مانگی مگر ہم نے اسے کچھ نہ دیا بمشکل جان چھوڑائی جو گرجے میں پچاس
فلس دے آئے تھے اوس کا بھی افسوس ہے پھر ہم خلیل الرحمن کو روانہ ہوگئے ۔



خلیل الرحمٰن

خلیل الرحمٰن بہت اچھا خوبصورت شہر ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کا نام پہلے کنعان تھا۔ اللہ اعلم۔ یہ شہر بیت المقدس سے ۱۸ میل جانب جنوب مغرب ہے۔ بیت المقدس سے بہت سواریاں بس ٹیکسی وغیرہ چلتی ہیں اس شہر کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد ہے، اس مسجد کا نام خلیل الرحمٰن ہے۔ اس نام سے یہ شہر خلیل الرحمٰن کہلاتا ہے، اس مسجد کا فرش ایک بہت بڑے تہ خانہ پر بنایا گیا ہے، اس تہ خانہ کا نام غار انبیاء ہے۔ اس غار میں ۷۵ ہزار پیغمبروں کے مزارات ہیں۔ جن میں حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی رفقہ زوجہ اسحاق علیہ السلام بی بی لائقہ زوجہ یعقوب علیہ السلام کے مزارات قابل ذکر ہیں، ان مزارات کے اوپر فرش مسجد میں بہت اونچی اونچی قبریں بنادی گئی ہیں۔ جن قبروں پر بہت شاندار قبے ہیں۔ بیت اللحم سے الخلیل تک کا علاقہ بہت سرسبز ہے۔ تمام راستہ توت انجیر، سیب، خوبانی، زیتون کے درختوں سے بھرا ہوا ہے، بیت اللحم اور الخلیل کے درمیان بیت جالہ بستی فلیعہ مخیّب نام کی آبادیاں پڑیں جو کچھ تھوڑے سے فاصلہ پر ہیں۔ الخلیل بستی بہت نورانی ہے، وہاں سے آنے کو دل نہیں چاہتا۔ تمام مزارات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف بہت خوبصورت ہے۔ مسجد الخلیل کے فرش کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی چبوتری بنی ہے، جس کے وسط میں پیتل کی جالی ہے۔ وہ جگہ غار میں آر پار ہے۔ جالی سے جھانک کر دیکھا جاوے تو خوب نیچے ایک چراغ جلتا نظر آتا ہے۔ جو زیتون کے تیل سے روشن رہتا ہے۔ اوپر سے کسی ذریعہ سے اٹھا کر اس میں زیتون کا تیل ڈال دیتے ہیں، غرضکہ یہ جگہ بہت متبرک ہے۔ اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ کا مظہر ہے۔ ہم نے نماز عصر مسجد الخلیل میں پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے۔ نماز مغرب جامعہ اسلامیہ بیت اللحم میں پڑھی، جہاں رہے کہ بستی الخلیل کو حبران کہتے ہیں، عرب رامات الخلیل بھی کہتے ہیں، پھر ہم بعد نماز مغرب بیت اللحم سے روانہ ہوئے۔ نماز عشاء کے وقت بیت المقدس میں

زاویہ ہندیہ میں پہنچ گئے ٭

۲۴ محرم سنہ ۱۳۸۲ھ ۲ مئی سنہ ۱۹۶۲ء یک شنبہ

آج شب کو عشاء کے وقت ہم بیت المقدس پہنچے وسط شہر میں زاویہ ہندیہ کے نام سے ایک مسافر خانہ ہے، جس کے منتظم شیخ منیر اور ان کی والدہ بی بی مریم ہیں، شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ فی چار پائی دو روپیہ یومیہ کے حساب سے ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ جس میں چارپائیاں مع بستر نرم و گرم و مع لحاف نہایت صفائی سے بچھی ہوئی ہیں، بجلی و پانی کا اچھا انتظام ہے، یہاں بہت سردی ہے، ہم لحاف اوڑھ کر سو گئے، صبح بعد نماز فجر ناشتہ کیا، اور زیارات کو روانہ ہو گئے ٭

بیت المقدس

اس شہر کا انگریزی نام یروشلم ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے قدس کہتے ہیں، یہ شہر بڑا پرانا ہے۔ یہاں بہت سی زیارات گاہ ہیں، زاویہ ہندیہ سے بازار بہت قریب ہے، اور وسط شہر میں مسجد اقصلے واقعہ ہے اللہ اکبر مسجد ہے، کہ قدرت خداوندی کا نمونہ ہے، بازار کے بائیں ہاتھ بہت مضبوط دروازہ ہے۔ یہاں صد ہا کاریں زائرین کی کھڑی ہیں، اندرون دروازہ دور تک عظیم الشان بازار ہے، اس بازار سے ہم گذر رہے تھے، کہ ہم کو علامہ جمیل جو مسجد اقصلے کے خطیب و امام ہیں۔ مل گئے، ان سے ہم کو بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ کئی دروازے سے گذر کر مسجد اقصلے اور سامنے صخرہ شریف کی اعلےٰ عمارت نظر آئی، دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا اللہ اکبر مسجد اقصلے بہت وسیع۔ پر عالی شان عمارت ہے، جس کی چھت بے مثال ہے، جانب جنوب قبلہ ہے، محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے۔ یہ عمارت عبدالمالک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید

ولید ابن عبدالملک نے بنوائی ہے، اصلی مسجد اقصٰے اس کے نیچے ہے۔ جواب زمین معلوم ہوتی ہے، ہم نے یہاں محراب وغیرہ میں نوافل پڑھے، منبر پر چڑھ کر دیکھا بہت وسیع مسجد ہے۔ بعد نوافل ہم کو شیخ الخلیل انصاری اور شیخ الجود انصاری ملے جو مسجد اقصٰے کے مزدورین ہیں ان بزرگوں نے ہم کو زمین کے اندر سے جا کر اصل مسجد اقصٰے دکھائی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تعمیر کرائی ہے، یہ بھی بہت شاندار اور وسیع مسجد ہے۔ اس جگہ حسب ذیل چیزیں ہیں۔ جن کی زیارات کیں۔ محراب مریم جہاں ذکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو پرورش کے لیے رکھا تھا، اور جہاں ان پر جنتی میوے آتے تھے، جہاں آپ نے یحیٰی علیہ السلام کے پیدائش کے لیئے دعائیں فرمائیں یہ محراب شرقی دیوار میں واقع ہے۔ دوسرے محراب داؤد جہاں حضرت داؤد علیہ السلام عبادت فرماتے تھے۔ اور یہ محراب جنوبی دیوار میں محراب مریم سے بالکل قریب ہے، محراب داؤدی محراب مریم سے بالکل قریب ہے، محراب النبی یہ محراب داؤد کی محراب سے غربی جانب کچھ فاصلہ پر ہے اور ان محرابوں سے نسبتاً کچھ اونچی ہے، یہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب حضرات انبیاء اکرام کی امامت فرمائی۔ ہم نے یہاں ہر جگہ نوافل پڑھے، لوگ محراب مریم پر اولاد کے لیے اور محراب داؤد میں وسعت علم کے لیئے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر ہم اوپر آئے، وسط میدان میں صخرہ شریف کی عالیشان عمارت ہے، گول قبہ ہے، اوپر کا رنگ سنہرا ہے، اس میں چند دروازے ہیں۔ ہم شرقی دروازے سے داخل ہوگئے۔ اندرون عمارت دیکھ کر دنگ رہ گئے، صخرہ کی چھت ایسی خوبصورت نقشین ہے۔ جیسے زری کے کلاہ کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے، اس سے بھی اعلٰے ہے، جس میں پہاڑ نما بڑا پتھر ہے۔ جس کے آس پاس نہایت خوبصورت لکڑی کا کٹھرا ہے اس کٹھرے میں ایک جانب چھوٹا سا قبہ ہے۔ جس میں اوپر تو حضور کا بال شریف نیچے قدم شریف ہے۔ یہ جگہ ۲۷ رمضان کو زیارات کے لیے کھولی جاتی ہے۔ دوسری جانب یہاں بھی محراب داؤد ہے جہاں داؤد علیہ السلام عبادت

عبادت کیا کرتے تھے۔ صخرہ شریف کے دیوار میں سورہ طٰہٰ شریف نہایت خوبصورت لکھی ہوئی ہے۔ اس جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے آسمان پر سوار ہوئے، صخرہ شریف کی زیارت مسلمان عیسائی اور یہودی سب ہی کرتے ہیں۔ یہاں جب بجلی روشن کی جاتی ہے۔ تو چھت کا عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کو لوگ تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں، جو پہاڑ نما پتھر اس کے وسط میں ہے۔ اسے صخرہ معلقہ کہا جاتا ہے ہم نے یہاں دعائیں مانگیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قید خانہ جنات میں گئے۔ جو صخرہ سے غربی جانب ہے۔ یہاں بیرونی عمارت ہے، اس کے اندر ایک دروازہ چبوترہ سا ہے جس پر سبز غلاف ہے، یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے۔ جہاں آپ جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہاں شیشے کا صحن تھا، جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت وفات نماز میں کھڑے ہوئے تھے۔ یہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی یہاں سے فارغ ہو کر حرم شریف کی حدود سے باہر گئے۔ وہاں حضرت مریم علیہا السلام کی قبر شریف کی زیارت کی دیوار حرم اور قبر کے درمیان صرف سڑک ہے۔ یہ جگہ بہت نیچی تہ خانہ کی شکل میں ہے، اور بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے، ایک پادری وہاں موجود رہتا ہے، جو موم بتیاں جلا کر زائر کو دیتا ہے۔ ہم کو بھی دو بتیاں دے دیں۔ جن کی روشنی میں ہم تاریک پیچ دار سرنگ میں داخل ہو گئے، بہت محنت سے قبر مریم پر پہنچے۔ وہاں ایک دیوار پائی، جس پر جناب مریم کا پورا فوٹو نصب ہے۔ اس جگہ دیوار سی ہے جس کے آگے محراب نما طاق ہے۔ اس محراب میں بہت اعلیٰ موتی لٹک رہے ہیں۔ اور زیتون کے ہلکے ہلکے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی نہایت ہلکی دھندلی ہے، ان زیارات میں ہم کو دوپہر کا وقت ہو گیا بھوک لگی تھی۔ قبر مریم سے اوپر آتے ہی تل والی روٹیاں فروخت ہوتی ملیں، ہم نے روٹیاں اور مونگ کی دال کی پکوڑیاں خریدیں۔ وہاں ہی کھائیں بڑے مزے کی تھیں۔ پھر بس کے ذریعہ اپنی قیام گاہ زاویہ ہندیہ پر آ گئے۔ آرام کر کے پھر زیارات کے لیے چل دیئے۔ اولاً مسجد سیدنا عمر پہنچے جسے یہاں جامع عمر کہتے ہیں، یہ مسجد پرانے زمانہ کی تاریخی

عمارت ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔ مسجد اقصلےٰ سے قریب ہی ہے۔ اس کے اردگرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے متصل بہت بڑا گرجا ہے۔ جس کی عمارت دیکھنے ہم اندر چلے گئے۔ اس گرجا کی عمارت ایسی مضبوط اور عجیب ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا، یہ دو منزلی عمارت ہے۔ آج چونکہ اتوار ہے۔ اور بعد نماز عصر کا وقت ہے۔ اس لیئے بالائی عمارت پر کچھ عیسائی گا رہے ہیں۔ ہم کو اوپر جانے کی اجازت نہ دی گئی، نچلی عمارت کی سیر کی۔ یہاں سامنے ایک لمبا پتھر کا تختہ ہے۔ جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اس پر غسل دیا گیا، یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت سے آتے ہیں۔ اس کے شرقی جانب ایک اندھیری تہ خانہ نما عمارت ہے۔ یہاں موم بتی کی روشنی میں جاتے ہیں وہاں برآمدے ہیں۔ ایک اونچا پتھر ہے جس پر شیشا چڑھا ہے، اور چو طرفہ موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ مزدور وہاں موجود ہے۔ اس پتھر کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ اس پر جناب مسیح کو سولی دی گئی۔ اس کے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جسے عبور کر کے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے محراب کے دروازہ پر زیتون کے چراغ جل رہے ہیں جن کی روشنی بہت ہلکی ہے۔ ہم کو موم بتیاں دے کر بھیجا گیا۔ اس محراب کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام کا مصوبی فوٹو ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس جگہ جناب حضرت مسیح علیہ السلام سات دن دفن رہے۔ پھر یہاں سے زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے گئے یہاں چھ سات آدمیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، یہاں ہم دو تین مسلمان تھے باقی سب عیسائی تھے۔ جو قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر وہاں سے باہر آئے تو عجیب نظارہ دیکھا۔ وہ یہ کہ بالاخانہ پر گانے والے عیسائی گاتے ہوئے نیچے اترے جن کے آگے ایک پادری زری کا تاج پہنے خاموش آ رہا تھا، اس کے پیچھے گانے والوں کی جماعت تھی، پیچھے ایک اور پادری تھا۔ جس کے ہاتھ میں چھڑی تھی بہت سا لوبان سلگایا ہوا ہاتھ میں تھا یہ گانے والے خاموش

ہو گئے۔ اب یہ پادری اکیلا گانے لگا ان کے گیت نہ معلوم کس زبان کے تھے جو ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ بہت دیر یہ تماشا دیکھ کر ہم باہر آئے اور مسجد اقصٰے گئے۔ اس بار ہم نے مولوی محمد علی جوہر مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی مسجد اقصٰے کی غربی جانب صخرہ شریف سے قریب ایک طویل برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے دراز کمرہ ہے۔ اس میں کئی قبریں ہیں۔ مگر محمد علی مرحوم کی قبر بہت ممتاز ہے جالی دار کھڑکی اور جالی دار دروازہ کے اندر سو رہے ہیں۔ جس کے اوپر لکھا ہے۔ ہندی مجاہد اعظم محمد علی جوہر توفی بلندن نصف شعبان دفن فی القدس۔ جمعہ ۵ رمضان ۱۳۴۹ھ اور ایک گوشہ میں لکھا ہے۔ خادم کعبہ۔ یعنی یہ قبر خادم کعبہ مجاہد اعظم محمد علی جوہر ہندی کی ہے۔ جو نصف شعبان کو لندن میں فوت ہوئے۔ اور پانچ رمضان جمعہ کے دن ۱۳۴۹ھ میں قدس میں دفن ہوئے، عام لوگ اس قبر کی زیارت کرتے ہیں ہم نے بھی فاتحہ پڑھی مزار میں۔ بہت جاذبیت ہے وہاں سے فارغ ہو کر ہم اس پتھر شریف کی زیارت کرنے گئے۔ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا براق شب معراج میں باندھا گیا۔ یہ جگہ صخرہ شریف سے جانب مغرب ہے۔ کئی سیڑھیاں اتر کر اندر پہنچے۔ جہاں کچھ اندھیرا تھا۔ مزدور نے لیمپ جلا کر وہاں روشنی کی زمین سے قریباً دو فٹ اوپر یہ پتھر دیوار میں نصب ہے۔ جس میں سوراخ ہے سوراخ میں پیتل کا کڑا ہے جو بہت گھسا ہوا ہے۔ مزدور نے ہم کو بتایا کہ یہی کڑا وہ ہے جس سے براق باندھا گیا، اور پتھر کا یہ سوراخ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارہ سے ہوا وہاں نماز کے لیے چٹائیاں پڑی تھیں۔ مگر چونکہ ہم عصر پڑھ چکے تھے۔ اس لیے وہاں نوافل نہ پڑھ سکے دعائیں مانگیں۔ مزدور نے ہم کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھوایا۔ اب وہاں سے فارغ ہو کر مسجد اقصٰی کے طہارت خانوں میں گئے۔ جو مسجد اقصٰے کے بالکل قریب جانب مغرب ہیں، سولہ پاخانہ مردوں کے لیے ہیں سولہ عورتوں کے لیے۔ جن کی جگہ علیحدہ ہے۔ پھر ہم نے صحن میں آکر وضو کیا جہاں چھوٹا سا حوض ہے، حوض کے وسط میں پتھر کا بڑا سا پیالہ بنا ہے حوض کے اردگرد ٹوٹیاں لگی ہیں۔ اور پتھر کی آرام کرسیاں وضو کے لیے نصب ہیں۔ بعد وضو ہم مسجد اقصٰے میں منبر کے پاس صف اول میں آ بیٹھے نماز مغرب کا انتظار

انتظار کرنے لگے۔ آخر کار مؤذن نے اولاً مسجد اقصیٰ کے منارہ پر صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھا۔ پھر اذان دی مغرب کی اذان کے وقت تک بعض لوگ قرآن خوانی کرتے رہے۔ مؤذن داڑھی منڈائے، کوٹ پتلون پہنے۔ ننگے سر آئے تکبیر کہی۔ امام صاحب کی خشخشی داڑھی تھی۔ مطابق مذہب مالکی نماز پڑھائی صرف تین صف پیچھے تھیں۔ باقی تمام حرم خالی تھا حرمین شریفین کی شان کا پتہ لگا کہ وہاں نمازیوں کو سارے حرم میں جگہ نہیں ملتی مگر اقصیٰ میں جگہ کو نمازی نہیں ملتے۔

بیت المقدس کے موجودہ حالات

اس وقت بیت المقدس بہت خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ اس لیے کہ اس کے دو حصے کر دیئے گئے۔ آدھا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آدھے پر یہودی کی حکومت ہے۔ ہر وقت خطرہ ہے۔ اسلامی علاقہ میں عیسائی بہت کثرت ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں کی آپس میں چھیڑ چھاڑ نہیں۔ مسلمانوں پر مغربیت بہت غالب۔ عورتیں ننگے سر رانوں تک ننگی مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ پھرتی ہیں۔ یہاں کی عربی حجازی عربی سے کچھ مختلف ہے مشکل سے سمجھ آتی ہے۔ انگریزی زبان عام مروج ہے۔ بچہ بچہ انگریزی جانتا اور بے تکلف بولتا ہے۔ عموماً لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں یہاں کے لوگ بہت خوبصورت خوش اخلاق ہیں۔ پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں یہاں شراب عام ہے۔ یہاں کے سکے حسب ذیل ہیں۔ فلس یعنی ، پلیہ ، قرش یعنی دس فلس (دس پلیہ) نصف قرش یعنی پانچ۔ سو فلس، یعنی دس قرش۔ دینار یعنی ہزار فلس غرضکہ سو پلیہ کا روپیہ ہے۔ اور دس روپیہ کا دینار یعنی ہزار پلیہ کا دینار ہے۔ چیزیں بہت گراں ہیں ہم زاویہ ہندیہ میں دو روپیہ یعنی دو سو فلس روزانہ فی کس کے حساب سے ٹھہرے۔



۱۴ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

ہم نے کل بیت المقدس سے دمشق جانے کے لیے کار کے ٹکٹ خرید لیے تھے۔ بحساب ایک دینار سو فلس فی ٹکٹ اگرچہ ہمارا ٹکٹ ہوائی جہاز کا تھا۔ مگر ہم نے یہ سفر ترک کر دیا کار کا سفر اختیار کیا۔ اور صبح بعد نماز فجر سوا نو بجے پاکستانی ٹائم سے روانہ ہو گئے۔ کار نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ راستہ میں شعبہ جرش، رمتہ، اور درعا شام بستیاں ملیں۔ جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آباد ہیں۔ بستی رمتہ فلسطین کی سرحد پر ہے۔ درعا شام کی پہلی بستی ہے۔ جہاں شامی کسٹم چوکی ہے۔ یہاں اس قدر سخت تفتیش ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ ہر چیز کھول کر دیکھی گئی۔ اور ہم سے سلے ہوئے کپڑوں مصلے، رومالوں کا بھی ٹیکس مانگا گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وصول نہ کیا گیا درعا سے دمشق تک ۷ جگہ پاسپورٹ دیکھے گئے۔ دمشق کے قریب ایک پہاڑ دیکھا گیا۔ جو برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کا نام جبل الشیخ ہے، یہاں سے نہر اردن نکلتی ہے۔ اور قریباً ڈھائی بجے دوپہر پاکستانی ٹائم سے ہم دمشق پہنچ گئے۔ اور کار کے اڈے کے قریب فندق جمہوریہ ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔ یہاں فی کس تین لیرہ یومیہ (شامی روپیہ) کے حساب سے بہت شاندار کمرہ کرایہ پر ملا۔ آج ہم چونکہ تھکے ہوئے تھے۔ اس لیے کسی زیارت کے لیے نہ جا سکے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مدینہ منورہ سے ہم کو دستی خط بنام عبد الصمد صاحب افغانی کے لیئے دیا تھا۔ جن کی دوکان شارع خالد ابن ولید میں ہے۔ ان سے ملے دمشق میں پہنچ کر ہمارا دل اس قدر گھبرایا کہ پناہ بخدا۔ وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب عاصمی مقیم راولپنڈی نے فرمایا کہ چونکہ اہل بیت اطہار کا لٹا ہوا قافلہ قید کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور دمشق ہی یزید کا پایہ تخت تھا۔ اس لیئے اس کا اثر ہمارے دلوں پر پڑھتا ہے۔ یہ سنتے ہی ہمارے سامنے آل بیت اطہار کے قید کا تمام نقشہ آ گیا اور آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ جب خوب جی بھر کر رو لیئے اور اہل بیت اطہار کی فاتحہ پڑھ لی تب دل میں سکون ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ رات کو نیند آ گئی ⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۶ مئی ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ جناب محترم عبدالصمد صاحب افغانی نماز اشراق پڑھتے ہی شارع خالد ابن ولید سے تشریف لے آئے اور بولے کہ چلئے آپ کو زیارات کرائیں۔ کرایہ کی کار ساتھ ہے۔ چنانچہ ہم مع اہلیہ اور رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ شہر کی سیر کرتے ہوئے محلہ صالحیہ، شارع بغداد ہوتے ہوئے اولاً مولانا خالد غوث دمشق کے مزار پر پہنچے جو کاد میں واقعہ ہے بہت بلندی پر ہے۔ یہاں سے تمام دمشق نظر آتا ہے یہاں سے جبل ابدال کا پہاڑ بھی دکھائی دیتا ہے۔ آپ مع اپنی اولاد کے یہاں مدفون ہیں۔ برابر میں مسجد ہے۔ اور حلقہ ذکر کی جگہ ہے۔ جہاں علماء دمشق ہر پیر کو جمع ہو کر ذکر نقشبندیہ کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے واپس محلہ صالحیہ میں آئے۔ وہاں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے مسجد میں مزار ہے۔ ہر طرف جالی والا کٹھرا ہے۔ نیچے تہ خانہ کی شکل میں پھر آپ کے صاحبزادے عبدالقادر الجزائری کے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھ کر چلے کچھ آگے جا کر حضرت شاہ عبدالغنی نابلسی اور ان کے فرزند مصطفیٰ نابلسی کے مزار پر حاضر ہوئے جو یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے قریب محلہ براکہ ہیں۔ سلطان سلیم کے مزار حاضر ہوئے۔ پھر دمشق کے قبرستان میں گئے۔ جہاں بی بی سکینہ، زینب، اور ام کلثوم حضرت امام حسین کی صاحبزادیوں کا مقبرہ ہے، وہاں پہنچ کر واقعہ کربلا حضرت سکینہ کا قید خانہ میں رونا یاد آگیا۔ بہت ہی رقت طاری ہوئی۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آگے بڑھے اسی قبرستان میں یہاں سے قریب ہی حضرت بلال حبشی مؤذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ دونوں مزارات متصل واقع ہوئے ہیں۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ بہت سرور حاصل ہوا۔ اسی قبرستان کے بالمقابل سڑک کے دوسرے کنارہ پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جہاں بہت سے

اہل بیت رسول اللہ مدفون ہیں۔ ان کے مزارات پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ مگر ان مدفونین کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ پھر یہاں سے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ جو حضرت امام حسین کی بڑی بہن ہیں۔ ان کے مزار شریف پر روانہ ہو گئے۔ یہ مزار شریف دمشق سے دس کیلو میٹر دور ہے۔ راستہ میں غوطہ مقام ملا۔ جو زیتون کے باغات سے پر ہے۔ بہت سرسبز ہے۔ پھر حضرت زینب کے مزار مقدس پر پہنچے یہاں بہت وسیع اور شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ اور اس مزار کی وجہ سے یہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی ہے۔ اس آبادی کا نام محلہ سبطیہ ہے۔ شاید سبط رسول سے ماخوذ ہے۔ بڑا وسیع احاطہ ہے۔ درمیان احاطہ میں حضرت زینب کا قبہ واقع ہے۔ دروازہ پر چوطرفہ چاندی کا مضبوط کٹہرا ہے۔ اندر ایک اور خوبصورت جالی ہے۔ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے ہم نے یہاں نوافل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آپ وہ ہی زینب بنت علی ہیں۔ جو کربلا معلی سے بعد شہادت حضرت امام حسین کا لٹا ہوا قافلہ لے کر دمشق آئیں:۔ آپ نے ہی حضرت امام حسین کو بعد شہادت رفقاء گھوڑے پر سوار کیا یہاں حاضر ہوتے ہی یہ تمام واقعات سامنے آ گئے بہت رقت طاری ہوئی۔ اس قبہ کے دروازہ پر ہر طرف اہل بیت اطہار پر سلام لکھے ہوئے ہیں۔ وہاں قریباً آدھ گھنٹہ قیام کیا۔ پھر دمشق کو واپس ہوئے۔ راستہ میں حضرت مقداد ابن اسود اور، حضرت ابی ابن کعب صحابہ کے مزارات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جو آتے ہوئے شہر کے کنارہ پر ہے۔ شہر میں داخل ہو کر حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ چھوٹی سی قبر نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ پھر شہر میں پہنچے۔ یہاں سوق حمیدیہ کے آخری کنارہ پر جو چھتا ہوا بازار ہے۔ جامع اموی بنی امیہ کی بہت شاندار مسجد ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں۔ بہت وسیع عمارت ہے۔ ساری مسجد میں اعلےٰ درجہ کے قالین بچھے ہیں، وہاں پہنچے۔ اس مسجد کے اندر محراب کے قریب شاندار قبہ ہے۔ جس کا گنبد مسجد کے اندر ہے۔ اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے یہاں

دو رکعت نفل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ اس سے قریب ہی سلطان صلاح الدین کا مزار ہے۔ جو جامعہ اموی سے متصل ہے۔ مگر باہر ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھی۔ اس کے شرقی جانب سجن اہل بیت ہے۔ جہاں واقع کربلا کے بعد حضرات اہل بیت کا قیدی قافلہ ٹھہرایا گیا۔ اس کے قریب ہی یزید کے دارالحکومت کی جگہ ہے۔ یہاں حضرت حسین کا سر مبارک یزید پلید کے سامنے رکھا گیا۔ عجیب منظر ہے۔ کچھ آگے جا کر سلطان نورالدین کا مزار پرانوار ہے۔ یہ نورالدین وہ ہی سلطان ہیں۔ جنہوں نے ان عیسائیوں کو پھانسی دی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر انوار کی طرف سرنگ لگا رہے تھے۔ نہایت ناپاک ارادہ سے۔ انہیں سلطان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں خبر دی تھی۔ پھر انھیں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ارگرد پانی کی تہ تک سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ یہاں سے جامعہ ابوالدرداء پر گئے۔ یہاں کے متعلق مشہور یہ ہے۔ کہ حضرت ابوالدرداء کی قبر شریف اس جگہ ہے۔ واللہ اعلم مسجد اچھی خاصی ہے۔ جو صاحب دمشق کی حاضری دیں۔ وہ ان مقامات کی زیارات ضرور کریں۔ یہاں کار اور ایک مزدور ضرور ساتھ لینا پڑتا ہے۔ دمشق میں ہی یزید مردود کی قبر ہے۔ جہاں ایک شخص نے سیسہ پگھلانے کی بھٹی بنا رکھی ہے۔ یعنی اس قبر کے اوپر بھی آگ ہے۔ اندر بھی آگ ہی کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مزار بھی دمشق میں ہی ہے۔ یہاں ہم کو اجنبیت سے بہت دشواریاں پیش آئیں۔ یہاں کے لوگ بہت بے رخے ہیں۔ خصوصاً ہمارے ہوٹل کا منتظم کاظم ہندی ہم سے اس لیئے ناراض ہے کہ ہم نے اس کے ساتھ زیارات نہ کیں۔ وہ ہم سے اس فی کس پانچ لیرہ سے یعنی تینوں کے پندرہ لیرہ مانگتا تھا۔ ہم نے جامعہ امیر پر ٹیکسی چھوڑی اس کا کرایہ گیارہ لیرہ سے ادا کیا۔ پھر ہوائی جہازوں کے دفتر گئے۔ وہاں بغداد شریف کے لیے دو سیٹ رزرو کرائیں اور ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب نے استنبول کے لیئے ہوائی جہاز سے روانگی کی تیاری کی پھر ہم کو حضرت الحاج عبدالصمد افغانی صاحب اپنی دوکان واقع جامع خالد ابن ولید میں لے گئے۔ اور ہم دونوں کی دعوت کی جس میں زیتون کا اچار۔ شام کا شہد اور شامی کھانے تھے۔ شامی شہد

میں عنبر کی سی خوشبو آتی ہے۔ پلاؤ عجیب قسم کا تھا۔ عربی پھول کی دال کا پلاؤ تھا۔ اور اس میں قیمہ پڑا ہوا تھا۔ اچھا لذیذ۔ اپنی گھر کی مرغیوں کے انڈے تھے۔ جو ہمارے ہاں کے بلبخ کے انڈوں کی طرح تھے۔ بعد عصر ہم نے وہ پہاڑ بھی دیکھا جس کی چوٹی پر قتل ہابیل کی جگہ ہے، اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مصلے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے جمہوریہ ہوٹل سے بالکل قریب ہے۔ سامنے نظر آتا ہے۔

۱۶ محرم ۱۳۸۴ھ، ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح چھ بجے ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب عاصمی استنبول روانہ ہو گئے، وہ انشاء اللہ پرسوں جمعہ کو بغداد شریف واپس پہنچیں گے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج شام کو بعد عصر بغداد شریف روانہ ہو رہے ہیں۔ ٹکٹ اور سیٹ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور آج رات انشاء اللہ بغداد شریف میں آ جائے گی۔

دمشق کے موجودہ حالات

دمشق ملک شام کا پایہ تخت ہے۔ یہ بہت ہی سر سبز و شاداب علاقہ ہے۔ جو علاقہ ہم نے دیکھا ہے۔ وہ فلسطین و اردن سے زیادہ سر سبز و شاداب ہے حدود شام میں داخل ہوتے ہی تاحد نظر سبزہ نظر آنے لگا۔ یہاں پھل بہت زیادہ سستے ہیں، چنانچہ ایک لیرے کا ایک کیلو لکاٹ ملتا ہے۔ مگر لکاٹ ایسے شیریں کہ ایسے لکاٹ آج تک نہیں کھائے۔ گیارہ آنے کیلو اعلیٰ درجہ کے شیریں سیب ملتے ہیں۔ جو نہایت خوشبودار بہت نرم بہت میٹھے ہیں۔ دیگر پھل کا ابھی موسم نہیں ہے۔ یہاں کا لباس عموماً انگریزی ہے۔ مگر یہاں کے باشندے انگریزی بہت کم جانتے ہیں، یہاں تاریخ و ماہ فرنچ کا چلتا ہے۔ چنانچہ آج ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء ہے مگر جب ہم نے ہوٹل کا بل دیا تو ہوٹل والوں نے ۱۶ مایار ۱۹۶۴ء کی تاریخ ڈالی۔ یہاں بمقابلہ پاکستان کے انڈیا کا پروپیگنڈا زیادہ ہے۔ ہم نے کئی جگہ انڈیا کے سائن بورڈ لگے دیکھے مگر مسلمانوں

کو عموماً پاکستان سے محبت ہے۔ اہل شام ہم سے بہت محبت سے پیش آئے۔ یہاں کے لوگ بااخلاق ہیں۔ ہم نے جب کسی سے کسی جگہ کا راستہ پوچھا۔ تو اگر وہ جگہ زیادہ دور نہ تھی تو وہ ہم کو خود اسی جگہ پہنچا آیا۔ یہاں حکومت اور عوام میں کچھ کشمکش سی معلوم ہوتی ہے۔ لوگ عموماً حکومت سے شاکی پلٹے گئے۔ یہاں کے دکاندار اکثر چیزیں دھوکا کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی شراب کھلا عام ہے۔ یہاں کے سکے عجیب قسم کے ہیں ایک پیسہ کو قرش کہتے ہیں۔ سو قرش کا ایک لیرا ہے۔ دس لیرے کا ایک پونڈ نصف لیرے ربع لیرے پانچ دس ڈھائی لیرے ایک قرش کے بھی سکے ہیں، پاکستانی سو روپیہ کے ۷٫۸ لیرے ملتے ہیں۔ ہم بعد نماز عصر اپنے ہوٹل سے بذریعہ کار ہوائی اڈہ کے دفتر پر گئے۔ جسے یہاں مکتب الخطوط الجویہ کہتے ہیں، سات بجے شام وہاں سے مکتب کی بس ملی۔ جس سے ہم مطار یعنی ہوائی اڈہ پر آگئے۔ یہاں علیحدہ علیحدہ فارم پُر کئے۔ نو بجے شب کو دمشق سے ہوائی جہاز نے پرواز کی۔ راستہ میں ہم کو بہت پر تکلف کھانا دیا گیا۔ پورے دو گھنٹہ میں یعنی گیارہ بجے پاکستانی ٹائم سے اور ایک بجے شب عربی ٹائم سے ہم بغداد شریف کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے، یہاں ہوائی جہاز میں ہی ہم سے پاسپورٹ لیے گئے۔ مسافر خانہ میں ہم پہنچے تو ہمارا سامان بھی آگیا۔ بہت سخت تفتیش شروع ہوئی۔ لوگوں کے روپیہ جیب سے نکلوا کر دیکھے گئے۔ مگر حضور غوث پاک کی خاص کرامت ہم پر یہ ظاہر ہوئی کہ ہم سے کسی قسم کی کوئی تفتیش نہ کی گئی ہم سے کہہ دیا جاؤ، ہم سیدھے مطار سے غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو گئے۔ چھ در ہم یعنی تین سو فلس میں ٹیکسی لی، یہاں دروازہ بند ہو چکا تھا ڈرائیور نے ہم سے کہا کہ کس ہوٹل میں آپ کو پہنچا دوں ۔ ہم نے کہا حضور غوث پاک کا دروازہ اور یہاں کی خاک ہوٹلوں کی آرام دہ بستروں سے افضل ہے۔ چنانچہ ہم نے دروازہ شریف پر ہی بستر جما دیا اور وہاں ہی نماز عشاء ادا کی مگر آج کی عشاء میں ایسا دل لگ رہا جو اس سے پہلے بہت کم نصیب ہوا ہوگا۔ بار بار خیال آتا تھا کہ آج ہم فقیر کریم ابن کریم کے دروازہ پر حاضر ہیں۔ اور حضور غوث پاک کا یہ

فرمان زبان پر جاری تھا۔

قف عند بابی اذا السد کل باب

جب سارے دروازے بند ہو جاویں تو میرے دروازہ پر آؤ۔ دل کہتا تھا کہ یہ اس کریم غوث کا دروازہ ہے۔ جس نے چور کو یک نظر قطب بنا دیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل ہر رکعت میں گیارہ بار قل ھو اللہ شریف پڑھی۔ جس کا ثواب سرکار بغداد کی بارگاہ میں ہدیہ کیا۔ آج کی رات بھی ہماری زندگی کی تاریخی رات ہے۔ ڈھائی گھنٹہ بعد یعنی پاکستانی ساڑھے چار بجے دروازہ کھلا۔ ہم دروازہ کھلتے ہی اندر حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ صحن مسجد دورویہ بلبوں کی قطار نمازیوں کی چہل پہل تہجد کی تیاری وہ لطف دے رہی تھی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر تلاوت قرآن مجید شروع کر دی بعد تلاوت صلوٰۃ والسّلام الصلوٰۃ والسّلام علیک یاسیدی یارسول اللہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ اذان فجر تک یہ سلسلہ رہا بعد میں اذان فجر ہوئی۔ اذان ہوتے ہی شوافع کی جماعت ہوئی۔ ایک گھنٹہ کے بعد احناف کی جماعت ہوئی۔ شوافع کی جماعت ابراہیم لائی نے پڑھائی اور احناف کی جماعت محمود بلوچستانی نے یہ دونوں حضرات مدرسہ غوثیہ واقع درگاہ شریف کے طالب علم ہیں۔

۱۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان واعظ خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا خط پیش کیا آپ خود تو نابینا ہو چکے ہیں۔ اپنے خادم احمد سے اپنے وہ خط پڑھوایا مضمون سن کر ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سامان اپنے کمرے میں رکھوایا اور ہم سے فرمایا کہ تم رات بھر جاگے ہو، ہمارے بستر پر سو جاؤ۔ چنانچہ ہم سو رہے کچھ دیر بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا۔ بعد نماز ظہر کھانا کھلایا۔ اور حضرت عبدالقادر گیلانی جو یہاں چاکرشی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان

نے ہم کو اوپر ایک وسیع کمرہ دلوایا۔ جس میں کنڈی قفل کچھ نہ تھا۔ اپنے ایک دوست الحاج صلاح الدین صاحب کو ٹیلی فون سے کہا کہ ہمارے ایک مہمان آئے ہوئے ہیں۔ انہیں زیارات کرانی ہیں۔ آپ اپنی کار سے کرائیں۔ چنانچہ وہ مغرب سے کچھ پہلے اپنی کار لائے اور ہم کو زیارات کرانے لے گئے۔ سب سے پہلے ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر گئے۔ جو محلہ باب الشیخ سے قریباً ۸ کیلو دور ہے۔ دجلہ کے پل کے اس ہی طرف واقع ہے۔ اس محلہ کا نام اعظمیہ ہے۔ اور یہاں باشندوں کو اعظمین کہتے ہیں۔ وقت مغرب قریب ہے۔ امام اعظم کا مزار پرانوار دیکھ کر حیرت ہو گئی، لب سڑک کمان نما دیوار ہے، زمین کمائیں، بہت شاندار ہیں۔ اندر وسیع صحن ہے۔ جس کے کنارہ پر بہت شاندار ٹاور لگا ہے۔ جو بہت اونچا ہے۔ اس میں چوطرفہ گھڑیاں نصب ہیں۔ جو دور سے نظر آتی ہیں۔ دوسرے کنارہ پر منارہ ہے۔ جس پر گول دائرے کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں۔ مینار کی کلغی پر ٹیل ٹیوبوں سے بہت جلی حروف میں اللہ بنایا گیا ہے۔ اس دائرے اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے کئی دروازے طے کر کے امام اعظمؒ کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے۔ مزار پرانوار کے اردگرد چاندی کا کٹہرہ ہے۔ جس میں امام اعظم کی قبر شریف واقع ہے، یہ قبرانور جس ہال کمرہ میں ہے، وہ کمرہ بہت وسیع اور بہت خوبصورت ہے کیوں نہ ہو کہ یہ امام الائمہ کاشف الغمہ، سراج الامت امام اعظم کا مزار عالی ہے، یہ مزار قبول دعا کے لیے اکسیر ہے، اس مزار پر حضرت امام شافعی اپنی حاجت روائی کے لیے آتے تھے، قبر انوار میں ایسی جاذبیت وکشش ہے۔ کہ وہاں پہنچ کر ہٹنے کو دل نہیں کرتا۔ زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ کسی عالم کی قبر شریف اس قدر شاندار اور مرکز انوار مرجع خلائق میں نے نہ دیکھی تھی فاتحہ پڑھی، وقت کم تھا۔ بادل ناخواستہ بعد فاتحہ دو عا روانہ ہوئے۔ برابر میں بائیں جانب ایک قبرستان ہے۔ اس کے آخری کنارہ پر حضرت شبلی رحمتہ اللہ کا مزار شریف ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ کہ امام اعظم رح کے مزار پاک پر مغرب کی اذان

ہوئی۔ ہم جلدی امام اعظمؒ کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمدللہ با جماعت نماز پڑھی۔ بہت بڑی بڑی سات صفیں تھیں۔ سب نمازی حنفی تھے۔ بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے، اس پل کو اب جسر ائمہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے اسی کنارہ پر حضرت امام احمد ابن حنبل رح کا مزار شریف تھا۔ جواب دریا کے نیچے آگیا ہے۔ زیر آب ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔ اس کنارہ امام اعظم دوسرے کنارے امام ابو یوسف رح اور امام موسیٰ کاظم امام محمد جواد ابن امام رضا کے مزارات ہیں۔ اس لیے اس کو جسر ائمہ یعنی اماموں کا پل کہا جاتا ہے۔ ہم یہاں سے آگے بڑھے۔ دجلہ کا پل پار کیا تو سامنے کاظمین شریف ہے۔ سبحان اللہ عجیب عمارت اور عمارت پر عجیب روشنی ہے۔ آج چونکہ جمعہ کی رات ہے۔ اس لیے ہجوم زائرین بے پناہ ہے۔ عورتوں مردوں کے ازدحام ہیں۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ اس عمارت کے چار مینار سے دو سنہرے گنبد ہیں۔ اندر تمام دیواروں اور چھتوں میں شیشے نصب ہیں۔ بہت اعلیٰ درجہ کی روشنی ہے، چھت اور دیواریں جگمگا رہی ہیں، قبر انوار کے اردگرد سنہری جالیوں کا احاطہ ہے۔ جس کے آس پاس لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں، دیواروں سے تسبیح۔ رومال ٹوپیاں مس کرتے ہیں بمشکل تمام ہم اندر پہنچے۔ پھر باہر نکلنا مشکل ہو گیا، ان قبور کے باہر نصیر الدین طوسی شیعہ کی قبر ہے۔ جس پر شیعہ فاتحہ و سلام پڑھ رہے ہیں۔ کل قبور یہاں تین ہیں۔ امام موسیٰ اور امام محمد جواد ابن امام رضا۔ اندرونی حصہ میں اور پھر نصیر الدین طوسی شیعہ باہر حصہ میں دعا و سلام کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہم فاتحہ پڑھ کر بمشکل آگے نکلے تو یہاں سے بائیں طرف اس احاطہ میں حضرت امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے یہاں شاندار مسجد ہے۔ اور مسجد سے بائیں جانب حضرت امام ابو یوسف کے مزار کا قبہ۔ مسجد میں تو روشنی ہے۔ مگر قبہ انور میں اندھیرا تھا۔ بجلی خراب ہو گئی تھی۔ مگر کچھ باہر سے روشنی آرہی تھی، فاتحہ پڑھی۔ پھر امام و خطیب سے ملاقات ہوئی، خطیب صاحب کا نام شریف سید احمد ابن ابراہیم ہے عالم ہیں

سنتی ہیں۔ مگر داڑھی منڈاتے ہیں۔ جو یہاں عام ہے۔ مسجد سے متصل ایک کتب خانہ ہے جسے مکتبہ ابو یوسف کہا جاتا ہے۔ اس کی سیر کی، بہت حضرات نے اس کتب خانہ کی ملاحظہ بک میں اپنے معائنہ لکھے تھے۔ ہم سے بھی امام صاحب نے معائنہ لکھوایا اس محلہ کا نام کظمیہ ہے۔ نماز عشاء یہاں جامعہ ابو یوسف میں ہی پڑھی بعد عشاء پھر امام اعظم کے مزار پر حاضر ہوئے۔ خیال رہے کہ امام اعظم کے مزار پاک سے متصل ہی کلیۃ اسلامیہ ہے۔ جہاں عورتیں تعلیم کے بہانہ آتی ہیں اور عریانی کے پروگرام کرتی ہیں، اس سے بہت افسوس ہوا پھر بعد میں ہم باب الشیخ درگاہ غوثیہ شریف میں پہنچ گئے۔

۱۸ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج صبح ہی ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ عاصمی صاحب استنبول سے یہاں پہنچ گئے۔ ہم کو درگاہ شریف کی طرف سے ایک وسیع کمرہ دے دیا گیا۔ جس کے دروازہ میں زنجیر نہ تھی۔ ہم نے خود بازار سے خرید کر زنجیر لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد چاؤشی عبدالقادر صاحب کی طرف سے درویش عبدالغفور صاحب نے نذرانہ کا تقاضا کیا۔ اور کہا کہ ایک دینار نذرانہ پیش کرو۔ ہم چاؤشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر انہوں نے قبول سے انکار کر دیا۔ فرمایا بکرہ انشاء اللہ یعنی کل لیں گے پھر عبدالغفور صاحب پیغام لائے۔ کہ دو دینار دو، ہم اس پر بھی راضی ہو گئے۔ مگر پھر پیغام آیا کہ یا پانچ دینار آج شام تک دو، ورنہ کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے صرف دو تین دن قیام کر کے زیارات کرنا ہے فرمایا خواہ دو دن رہو یا دو ماہ پانچ دینار یعنی پانچ پونڈ نذرانہ دو بہت پریشانی ہوئی سرکار غوثیہ میں عرض کیا فوراً حضور نے حاجت روائی فرمائی جیسا کہ آئندہ عرض کیا جاوے گا۔ صبح دس بجے سے ہی اوپر عورتیں آنی شروع ہو گئیں۔ نماز جمعہ کے لیے ہم نے غسل کیا کپڑے بدلے گیارہ بجے ہی مسجد

میں پہنچ گئے مسجد میں جگہ نہ ملی جناب غوث پاک کے حجرہ شریف کے سامنے جگہ ملی، یہاں روضہ شریف کے داہنے ہاتھ دو مسجدیں ہیں۔ متصل ہیں ایک مسجد شافعی دوسری مسجد حنفی۔ بالکل متصل ہے، اولاً مسجد حنفی میں خطبہ و نماز ہوتی ہے۔ پھر شوافع کی نماز حنفی بہت شاندار ہوتی ہے۔ چنانچہ سوا بارہ بجے اذان خطبہ ہوئی۔ خطیب نے خطبہ پڑھا فصاحت پر تقریر فرمائی۔ بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر داڑھی ابھی ابھی شیو کر کے آئے ہیں، بالکل داڑھی نہیں۔ نماز جمعہ پڑھی بعد میں عام ہجوم روضہ پاک میں داخل ہوا، بہت شاندار طریقہ سے زیارت ہوئی، لوگ مناقب پڑھتے تھے۔ روتے تھے، زیارت کرتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہی درگاہ شریف میں عبدالمجید صاحب گجراتی ہم کو تلاش کرتے ہوئے مل گئے۔ پٹ گئے ہوئے تھے ہم جا رہے تھے کہ یہ تھے وہ ہم کو روضہ پاک سے قریب ہی برخوردار احمد حسن صدیقی ساکن کارہ دیوان سنگھ جو منشی احمد دین صاحب کے بھانجے ہیں، یہاں لے آئے، انہوں نے ہم کو اپنے گھر بلا لیا۔ یہاں اور بھی گجرات کے زائرین موجود تھے۔ بڑا سکون نصیب ہوا۔ یہ سرکار غوث کی خاص نگاہ کرم ہوئی، احمد حسین اور عبدالمجید صاحب، ہم کو لے کر زیارات کے لیئے حاضر ہوئے، اس گھر سے قریب ہی سبزی منڈی ہے، جہاں سبزیاں اور اونٹ دنبے کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے، اس منڈی کے وسط میں حضرت شیخ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی مقری کا مزار ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں، یں سامنے درگاہ شریف کے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے، یہاں فاتحہ پڑھی، وہاں سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔ حضور غوث پاک کی درگاہ شریف کے سامنے جو سڑک ہے۔ اس کے کنارے پر کچھ ہوٹل ہیں، اس سے کچھ آگے بڑھ کر قبرستان ہے۔ مقبرہ غزالی، اس قبرستان میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں۔ وسط میں امام غزالی کا روضہ ہے، روضہ شریف بہت پرانا ہے۔ بند رہتا ہے، زیارات کے موقعہ پر مجاور کھول دیتا ہے، ہمارے لیئے بھی کھولا گیا۔ اندر جا کر معلوم

ہوا کہ جگہ بوسیدہ ہے صفائی بھی کوئی نہیں۔ مزار شریف بوسیدہ سے، پرانا پھٹا ہوا غلاف پڑا ہے بہت افسوس ہوا کہ ایسا عالی شان امام اس کی قبر ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہے، وہاں سے فارغ ہو کر واپس درگاہ شریف آ گئے، رات کو بہار سے محترم عزیزنا احمد حسن نے ہم لوگوں کی دعوت کی بالکل گجرات سا معلوم ہونے لگا۔

۲۰ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۴ء یک شنبہ

ہم نے باہر کی زیارات کے لیے ۷ دینار میں ایک شاندار کار کرایہ پر لے لی اور ہم پانچ آدمی چھوٹے سردار علی صاحب رہبر صبح چار بجے نماز فجر پڑھ کر زیارات کے لیے کربلا روانہ ہو گئے۔ کربلا کی سڑک بالکل پختہ ہے پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ملی، محمودیہ وہاں کچھ ٹھہرے، پھر چل پڑے۔ ۱۰ میل فاصلہ پر بستی ملی، محاذی یہاں سے دو سڑکیں جاتی ہیں، ایک کربلا کو دوسری حلّہ جاتی ہوئی کوفہ کو ہم کربلا کی سڑک پر روانہ ہو گئے، کچھ دور جا کر مسیب پہنچے۔ یہ بستی فرات کے کنارہ پر واقع ہے، معمولی سی بستی ہے۔ یہاں سے تقریباً دو میل کچی سڑک پر چلے، وہاں حضرت عون و محمد فرزندان مسلم کے مزارات ہیں، بڑی سی عمارت ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے دو سبز گنبد برابر برابر بنے ہوئے ہیں، یہ جگہ بغداد شریف سے ۵۰ کیلو پر واقع ہے، یہاں دو نفل پڑھے، فاتحہ پڑھی، بہت رقت طاری ہوئی، درگاہ کے دروازے پر فرزندان مسلم کو ذبح کرنے کے فوٹو دیئے گئے ہیں، کہ حارث نے ان کے منہ پر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ ایک کو ذبح کر رہا ہے، خون بہہ رہا ہے، دوسرے کو باندھا ہوا ہے، ذبح کرنے کے لیے غرضکہ پورا نقشہ دیا ہوا ہے۔ پھر یہاں سے فارغ ہو کر کربلا کی طرف روانہ ہو گئے، ۱۱ بجے دوپہر کربلا پہنچ گئے۔ دور سے ہی دو سنہرے گنبد نظر پڑے، ایک حضرت امام حسین کا دوسرا حضرت عباس علم دار کا ہم پہلے امام حسین کے گنبد میں پہنچے سب سے پہلے حضرت حسین کے دوسرے پہنچے اما ... [illegible]

کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں امام حسین دوسرے سے

علی اکبر کے مزارات ہیں، یہاں بہت رقت طاری ہوئی، ہمارے ساتھ کی بیبیاں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں بہت روئیں اسی عمارت میں یہاں سے قریب ہی سید ابراہیم مجاب ابن امام موسیٰ ابن جعفر کی قبر ہے۔ کچھ آگے حبیب ابن مظاہر علم بردار کربلا کی قبر کچھ آگے امام قاسم ابن امام حسن کا مزار قریب ہی ۷۲ شہداء کربلا کے مزارات ہیں، یہ سب قبریں چھوٹے چھوٹے حجروں میں اسی عمارت کے اندر ایک مضبوط اور خوبصورت حجرہ بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر تہ خانہ یعنی بہت گہرا غار ہے، غار کے منہ پر جال لگی ہے، جال پر مضبوط کواڑ ہیں، وہ کواڑ اٹھا کر جھانکا تو اندر اندھیرا تھا۔ کچھ نظر نہ آیا یہ جگہ حضرت امام حسین کی خاص قتل گاہ ہے، یہاں کی زیارت بڑے اہتمام سے کرائی جاتی ہے، قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہاں سے فارغ ہوئے، اور حضرت عباس علم دار کربلا کے روضہ شریف پر حاضر ہوئے، یہاں بھی عالی شان عمارت ہے، وہاں فاتحہ پڑھی، یہ دونوں قبے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہاں سے فارغ ہوئے تو ہماری کار خراب تھی، دو گھنٹہ کربلا شریف میں ٹھہرے رہے، پھر حضرت حر ابن یزید ریاحی کے مقبرے پر حاضر ہوئے یہ جگہ کربلا معلےٰ سے تین میل دور کچی سڑک پر ہے، بہت شاندار گنبد بنا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دروازہ درگاہ پر بہت بڑے چوکھٹے لگے ہیں۔ ایک میں یہ نقشہ دکھایا ہے کہ حضرت حر امام حسین کے سامنے توبہ کر رہے ہیں، اور حضرت امام حسین اپنا دست اقدس حر کے سر پر رکھے انہیں تسلی تشفی دے رہے ہیں اردگرد تمام معاندین کربلا کھڑے ہیں۔ دوسرے چارٹ میں جنگ کا نقشہ دکھایا ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے۔ کہ حضرت حر اس یزیدی لشکر سے جنگ کر رہے ہیں، جس کے افسر بن کر آئے تھے، یزیدیوں کے بہت سر کٹے پڑے ہیں، ان کی لاشیں حضرت حر گھوڑے سے روند رہے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر نجف شریف روانہ ہوئے، خیال رہے کہ بغداد شریف سے کربلا معلیٰ ۶۰ کیلو فاصلہ پر ہے۔ اور کربلا معلی سے نجف ۵۰ میل فاصلہ پر ہے، ہم نجف شریف ۲ بجے پہنچ گئے۔ حضرت علی

کا سنہر اگنبد دور سے نظر آرہا تھا، یہاں بہت خوبصورت چھتا ہوا بازار ہے، اس کے کنارہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شاندار روضہ مطہرہ ہے، بہت خوبصورت جالیوں کے اندر قبر انور واقع ہے یہاں تقریباً ایک گھنٹہ قیام کر کے کوفہ روانہ ہو گئے، نجف اشرف سے کوفہ میل فاصلہ پر ہے، کنارہ کوفہ پر بہت بڑی شاندار مسجد ہے جس کے دیوار قبلہ کے وسط میں! محراب ہے، جو سنہری جالی دار کواڑوں سے بند ہے، یہ جگہ حضرت علی کی شہادت گاہ ہے۔ یہاں عبدالرحمٰن ابن ملجم شقی نے آپ پر وار کر کے زخمی کیا تھا، یہاں زیارت کی اس مسجد میں وسیع صحن ہے، جس میں چار محرابیں ہیں، چار مصلے کہلاتے ہیں، مصلی جبریل، مصلی آدم مصلے امام زین العابدین، مصلے خضر علیہ السلام۔ ان مصلوں کے متعلق عجیب عجیب روایات سنیں۔ مثلاً مصلی جبریل کے متعلق ہم سے ہمارے مزدور حسن نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت علی یہاں تشریف فرما تھے۔ بہت مجمع ارد گرد تھا، کہ آپ نے فرمایا عرش و فرش میری نگاہ میں ہیں، ہر جگہ کو اپنی نظر سے دیکھ رہا ہوں وہاں۔ شمر بھی موجود تھا۔ بولا کہ بتایئے میرے سر میں سفید بال کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا اکتیس ہیں، ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہے۔ ایک آدمی بولا کہ بتایئے اس وقت جبریل کہاں ہیں، آپ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے فرمایا کہ سدرہ، آسمان، زمین کے کسی کونہ میں نہیں ہیں، بلکہ اس مجمع میں ہیں، اور تم ہی جبریل ہو، جو شکل انسانی میں یہاں جلوہ گر ہو، اس لیے اس جگہ کا نام مصلے جبریل ہوا۔ اس صحن میں دو محرابیں اور بھی ہیں ایک کا دارالقضاء علی ہے، جہاں بیٹھ کر آپ عدالت فرماتے تھے، دوسری محراب کا نام محکمہ علی ہے، جہاں بیٹھ کر آپ احکام نافذ کرتے تھے اس صحن میں ایک بہت وسیع گہرا غار ہے، جو لوہے کے جنگلے سے گھیرا ہوا ہے۔ نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہ تنور نوح علیہ السلام ہے، اس کے نیچے کئی دالان ہیں، اور سامنے والی دیوار کی جڑ میں پانی کا چشمہ ہے، جس میں تھوڑا پانی ہے، اصل تنور یہ ہے۔ طوفان نوحی یہاں سے شروع ہوا، کہ یہاں سے پانی ابلنا شروع ہوا، آگ بجھ گئی، روٹیاں بھیگ گئیں، ہم نے یہ مقامات دیکھے پھر اس مسجد کی چوگردی عمارت میں گئے، شرقی دیوار میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے، جس پر سبز گنبد ہے، یہ حضرت مسلم کی قبر شریف ہے۔ جالی کے اندر نہایت

خوبصورت قبر ہے، یہاں بہت عورتوں کا مجمع ہے، بعض عورتیں جالی پکڑ کر زار زار رو رہی ہیں، حضرت مسلم ابن عقیل کی شہادت دار القضاء میں ہوئی جو مسجد سے کچھ دور ہے، اور اب وہاں کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کے مقابل غربی دیوار میں ایک سبز گنبد ہے۔ جس میں حضرت ہانی ابن عروہ کی قبر ہے، یہ ہانی وہ ہی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کے بعد اپنے گھر میں جگہ دی اور آپ کی حفاظت میں خود بھی شہید ہو گئے، اس حجرے سے متصل ایک گوشہ میں ایک اور حجرہ ہے، جس میں مختار ابن عبید کی قبر ہے، یہاں بھی شیعہ اور انجان سنی بڑی عقیدت سے فاتحہ پڑھتے ہیں، یہ مختار وہ ہی ہے، جس نے واقعہ کربلا کے بعد یزیدیوں سے امام حسین کا بدلہ لیا، عبید اللہ ابن زیاد کو بھی قتل کرایا، مگر بعد میں نبوت کا دعویدار ہو گیا، اور عبد الملک ابن مروان نے قتل کیا، یہ مرتد ہو کر مارا گیا۔ لوگ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں شیعہ اس کے بڑے معتقد ہیں، اس کی قبر کو خوب بجایا ہوا ہے اس سے کچھ تھوڑے سے فاصلہ پر دار القضاء ہے، جہاں عبید اللہ ابن زیاد ٹھہرا تھا، اس جگہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر لایا گیا پھر عبد الملک کے سامنے مختار کا سر لایا گیا، پھر عبد الملک نے اسی عمارت کو منحوس کہہ کر گرا دیا، اس جگہ حضرت مسلم کی شہادت ہوئی، اب وہ جگہ بالکل ویران پڑی ہے، اس پر کوئی علامت یا نشان نہیں ہے، تقریباً دو گھنٹہ ہم یہاں ٹھہرے اس مسجد میں ہم نے نماز ظہر با جماعت پڑھائی، سب شیعہ ہماری نماز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے سمجھ گئے، کہ ہم سنی ہیں۔ مگر کسی نے ہم سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بلکہ ہم کو اسی مسجد کے خادم نے تمام زیارات کرائیں، جس کا نام حسن ہے، دروازہ مسجد پر سوڈے وغیرہ کی دو کانیں ہیں، پھر ہم نے کوفی کی بستی ٹیکسی کار میں بیٹھ کر دیکھی یہ جگہ بصرہ سے چھوٹی ہے، دریائے فرات کے کنارہ پر واقع ہے، پھر ہم کوفہ سے حلّہ کی طرف چل پڑے، کوفہ سے قریب بر لب دریا ایک مقام ہے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تھا۔ کوفہ سے حلّہ ۰۶ میل کیلو کی جانب بغداد ہے۔ مگر ہم آئے تھے، اور راستہ سے اب جا رہے ہے، دوسرے راستہ ہم ایک گھنٹہ میں

حلہ پہنچ گئے حلہ خوبصورت پل ہے پختہ سڑک سے فاصلہ پر کچی سڑک دریا فرات کے
کنارے گئے بالکل فرات کے کنارہ میں ایک جگہ ایسی ہے۔ جسے مقام ایوب کہتے ہیں
وہاں ایک گنبد ہے جس میں ایک کٹہرے میں حضرت رحمت زوجہ ایوب علیہ السّلام کی قبر
شریف ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ یہاں شیعہ عورتیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک خادم رہتا ہے،
اس کے پیچھے دو چشمے ہیں۔ جو کنوؤں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانہ ہیں۔ ایک مردانہ
اور ایک زنانہ، یہ حجرہ وہ ہے جہاں ایوب علیہ السّلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گذارا اور آپ
کی زوجہ رحمت نے آپ کی خدمت کی یہ چشمے وہ ہی ہیں۔ جو آپ کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔
ایک چشمہ پینے کا ہے۔ دوسرا غسل کا۔ ہم نے دونوں چشموں سے پی بھی لیا اور وضو بھی کر لیا،
کچھ جسم پر بھی ڈال لیا یہاں بہت موٹریں گھوڑا گاڑیاں کھڑی تھیں، لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی
پلانے نہلانے لاتے تھے۔ جو چشمہ پینے کا ہے اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا
ہے۔ ان چشموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ هٰذَا مُغْتَسَلٌ ۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یہاں
کچھ کھجوروں کے بھی درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے۔ کہ ایوب علیہ السّلام
کے زمانہ کی ہے لوگ اس کھجور کی چھال شفاء کے لیے لے جاتے ہیں، اسے گھس کر بیمار پر لگاتے
ہیں۔ شفاء پاتے ہیں۔ ہماری بیگم صاحبہ بھی وہ چھال لائیں۔ ہمارے رفیق سفر الحاج!
نعمت اللہ عاصمی راولپنڈی اور وکیل سعد اللہ صاحب ع۲ کراچی اور ان کی زوجہ یہاں
سے چل دیں، ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ حلہ بذریعہ ریل بصرہ جا رہے ہیں، چنانچہ ہم انہیں۔
پہنچانے حلہ اسٹیشن پر گئے بہت خوبصورت اسٹیشن ہے، بغداد سے عراق ریلوے کا میل
شام کو ساڑھے پانچ بجے بصرہ کی طرف چلتا ہے۔ درمیان میں حلہ اسٹیشن آتا ہے۔
عاصمی کا ارادہ تھا کہ یہ گاڑی بغداد سے پکڑیں مگر اب ہم ساڑھے پانچ بجے تک بغداد
پہنچ نہیں سکتے، اس لیے انہوں نے حلہ اسٹیشن پر قیام کر لیا۔ ہم انہیں حلہ میں
اتار کر بغداد چل پڑے، حلہ سے کچھ دور کچی سڑک پر تین میل فاصلہ پر شہر بابلین ہے،
یہاں نمرود کی تخت گاہ تھی اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لیے آگ بھڑکائی
گئی تھی۔ اور آپ کو اس میں جلانے کی کوشش کی تھی، جو بعد میں آپ پر گلزار بن گئی

مگر اب وہاں کوئی آبادی نہیں۔ ویران سنسان جنگل پڑا ہے۔ کہیں کہیں کھنڈرات اور کچھ نشانات معلوم ہوتے ہیں۔ ہم پھر حلّہ سے عادی پہنچے۔ صبح اس جگہ سے ہم کربلا کی سڑک پر گئے تھے۔ اب حلّہ سے یہاں پہنچے اور پھر ۶ بجے شام بغدادی ٹائم سے یعنی آٹھ بجے شام پاکستانی ٹائم سے بغداد شریف پہنچ گئے، پہلے حضور سرکار بغداد کے آستانہ عالیہ پر فاتحہ پڑھی، پھر نماز عصر ادا کی پھر بعد نماز عصر مکتبہ مدرسہ قادریہ میں اوپر گئے۔ وہاں ایک عمدہ لائبریری ہے، جس میں نایاب کتب ہیں، چنانچہ ہم نے وہاں ایک کتاب دیکھی الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ مصنفہ محمد عبدالقادر ابن ابی وفاریہ کتاب حیدرآباد دکن میں چھپی ہے۔ اس میں تمام ان اولیاء و علماء کے فہرست مع حالات ہے، جو مذہب حنفی میں تھے۔ بہت موٹی کتاب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ سے شروع کیا ہے، پھر تمام ائمہ حنفیہ کے حالات لکھے۔ حروف ابجد کی ترتیب سے ہم نے اس سے کچھ چیزیں نوٹ کیں، پھر نماز مغرب درگاہ شریف میں ہی پڑھی:-

۲۱ محرم ۱۳۸۴ھ یکم جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب ہم نے درگاہ شریف غوثیہ میں محفل میلاد شریف دیکھی لاؤڈ سپیکر پر یہ محفل ہوئی ایک صاحب کرسی پر رونق افروز تھے، ان کے نیچے دس بارہ آدمیوں کا حلقہ تھا، اولاً کرسی والے نے تلاوت قرآن مجید کی پھر نچلے حلقہ نے عربی یا ترکی زبان میں کوئی قصیدہ پڑھا۔ مگر دف کے ساتھ پھر کرسی والے نے کوئی قصیدہ پڑھا، بغیر دف کے، پھر اس مجمع نے دف سے قصیدہ پڑھا، سننے والے جو سمجھ رہے تھے، مزے لے رہے تھے ہم لوگ بدھو بنے بیٹھے تھے۔ نہ معلوم کس زبان میں نعت خوانی ہوئی۔ کہ ہم ایک حرف نہ سمجھ سکے۔ آج بعد نماز ظہر ہم اپنے میزبان احمد حسن صاحب گجراتی کے ساتھ زیارات کے لیئے گئے۔ دو دینار میں ایک ٹیکسی کرایہ پر لی اولاً سلمان پاک روانہ ہوئے۔ دس میل راستہ طے کرنے پر ایک بستی ملی، جسر دیالیہ یہاں سے ایک ندی ہے۔ جس پر آہنی پل ہے، یہاں سڑک پر چلا ہے۔ ۲۵م

۵ بج کر ۴۰ منٹ وہاں پہنچ گئے، اس بستی کا نام سلمان پاک ہے۔ بغداد شریف سے ۲۰ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی صحابی رسول کا مزار پرانوار ہے، بہت بڑی اور وسیع عمارت ہے، شاندار دروازہ ہے۔ اندر بڑا فراخ صحن ہے، اور شاندار قبہ ہے۔ جس کے اندر جالیوں میں، حضرت سلمان فارسی کا مزار ہے، اس کے بائیں ہاتھ دوسری عمارت ہے جس میں حضرت حذیفہ ابن یمان صحابی رسول مدفون ہیں، برابر میں دروازہ ہے، اس میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری صحابی رسول اور محمد طاہر ابن ابن امام زین العابدین مدفون ہیں، ان مزارات میں بہت کشش ہے۔ ہر جگہ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ ان دونوں حجروں کے درمیان میں چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس مسجد میں نماز عصر ادا کی، اللہ اکبر آج ہم نماز عصر، اصحاب رسول اللہ کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہیں، یہاں نماز عصر و زیارات سے فارغ ہو کر ہم قصر کسریٰ گئے، یہ کسریٰ شاہ فارس کا محل ہے، جو یہاں سے صرف ایک فرلانگ پر واقع ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر اس قصر میں زلزلہ آیا جس سے اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے، اور دیوار شق ہو گئی۔ وُہ گرے ہوئے چودہ کنگرے اور پھٹی ہوئی دیوار ویسے ہی اب تک موجود ہے۔ حکومت نے روک کے لئے اس محل کے متصل پشتہ بان دیوار بنا دی ہے، تاکہ یہ تاریخی عمارت ضائع نہ ہو جائے۔ یہ محل دیکھ کر بے اختیار منہ سے درود شریف جاری ہو گیا، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شوکت و عظمت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا، پھر وہاں سے بغداد شریف ہوتے ہوئے لوٹے آتے جاتے راستہ میں حکومت کی طرف سے سخت چیکنگ ہوئی۔ بار بار ہمارے پاسپورٹ دیکھے گئے، واپس بغداد شریف پہنچ کر ہم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی المعروف بہ شیخ عمر کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے۔ یہاں مسجد عظیم الشان ہے۔ مسجد کے گوشہ میں حضرت شیخ کا مزار پرانوار ہے۔ جالیوں کے کٹہرہ میں مزار شریف ہے یہ جگہ بغداد میں ہی ہے، باب الشیخ سے چار میل دور ہے، شارع رشید کے متصل ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھ کر ہم حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار بڑے وسیع قبرستان میں واقع ہے، سبز گنبد کی عمارت ہے، جالی کے اندر قبر شریف واقع ہے، یہ قبرستان اس قدر وسیع ہے، کہ اس کے درمیان پختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں چلتی ہیں۔ اس سڑک کے پار زبیدہ زوجہ ہارون الرشید کی قبر ہے، یہ زبیدہ وہ ہی خوش نصیب بی بی ہے، جس نے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ کے ذریعہ پانی پہنچایا ہے، اس کی نہر مکہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ ساقیہ حجاج ہے، مگر اس کی نہر بہت کس مپرسی کی حالت میں ہے، قبر بڑی اونچی برجی ہے برجی بجلی کے دو سرخ رنگ کے بلب روشن ہیں۔ قبر کے اردگرد بہت نجاست ہے، لوگ غالباً یہاں پاخانہ کرتے ہیں، جھاڑو وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ قبر کا یہ حال دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی، کہ ملکہ بیگم کی قبر کا یہ حال ہے۔ شعر

جن کی نوبت کی صدا سے گونجتے تھے آسماں

مقبروں میں چپ پڑے ہیں ہوں ہاں کچھ بھی نہیں

یہاں فاتحہ پڑھی اور آگے بڑھے، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، اس میں حضرت جنید بغدادی اور کچھ فاصلہ پر حضرت بہلول دانا کے مزارات ہیں، ہم یہاں بعد مغرب پہنچے، شب تاریک میں زیارات اچھی طرح نہ ہو سکیں۔ بہرحال یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں، واپس ہوئے، یہاں متصل ہوائی اڈہ اور سامنے محطہ عالمی یعنی انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن دیکھا یہ بغداد شریف کا بڑا اسٹیشن ہے یہاں سے ریل موصل۔ شام۔ ترکی۔ ہوتی ہوئی بہت ملکوں کو طے کرتی ہوئی سیدھی لندن پہنچتی ہے، راستہ میں چالیس میل سمندر پڑتا ہے، وہاں ریلوے لائن والے جہاز سے ان ڈبوں کو گزار دیا جاتا ہے، آٹھویں دن لندن پہنچ جاتی ہے، بڑی لائن کی ریل ہے، ہر ہفتہ میں جمعہ و پیر کو چلتی ہے، آج پیر کا دن ہے، پلیٹ فارم پر گاڑی کھڑی ہے، روانہ ہونے والی ہے، میں نے آج تک ایسا حسین اسٹیشن اور ایسے خوبصورت ریلوے کے ڈبے نہ دیکھے پھر دجلہ کا وہ پل دیکھا جس کی سیر کرنے شاہ بغداد قریباً روزانہ آتے ہیں، بہت خوبصورت پل ہے۔ کنارہ دجلہ پر بہت ہوٹل ہیں، جنگی روشنی بہت بھلی معلوم ہوتی ہے،

بغداد شریف کے مزارات

بغداد شریف اولیاء اللہ کا مرکز ہے، یہاں کا ہر ذرہ زیارات گاہ ہے۔ زائرین کو چاہیئے کہ شہر بغداد میں حسب ذیل زیارات ضرور کریں، حضور غوث پاک، صاحبزادہ عبدالجبار۔ امام اعظم ابو حنیفہ، کاظمین شریفین، سلمان پاک۔ جنید بغدادی، امام غزالی۔ بشر حافی، رابعہ عدویہ، شیخ حماد، شیخ شہاب الدین سہروردی، معروف بن شیخ عمر، ابو یوسف انعام، ابراہیم خواصی، منصور حلاج، شیخ سراج الدین۔ شیخ صدر الدین، سید احمد رفاعی، ابو شیبہ بدری، معروف کرخی ہر زائر کو چاہیے کہ ان زیارات پر ضرور حاضری دے، اگر ممکن ہو تو موصل بھی حاضری دے کہ وہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار ہے، یہ جگہ بغداد شریف سے تقریباً دو سو میل فاصلہ پر ہے۔ اور سامرہ بھی ضرور حاضری دے کہ یہاں امام تقی کا مزار ہے، اور بر عقیدہ شیعہ یہاں غار امام مہدی ہے، جہاں سے امام مہدی ان کے عقیدے میں غائب ہو گئے، لیکن ان تمام مقامات و مزار پر کوئی مزدور جو رہنمائی کرے ضرور ساتھ لے لے کہ بغیر مزدور صحیح پتہ لگتا نہیں ہے۔

۲۲ محرم سنہ ۱۳۸۲ھ ۲ جون سنہ ۱۹۶۲ء منگل

آج شب ہماری ملاقات حلب کے ایک عالم سے ہوئی، جن کا نام محمود ہے، یہ بڑے تاجر ہیں آپ کی دوکانیں حلب میں بھی ہیں، بغداد شریف میں بھی۔ یہ حضرت بعد نماز عشاء درگاہ شریف کی مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ اس پاس عراقیوں کا مجمع تھا، ہم بھی جا بیٹھے، سبحان اللہ ایسے ایسے قرآنی نکات بیان کئے، کہ ایمان تازہ ہو گیا، ہم ناظرین کے لیے چند نکات بیان کرتے ہیں، فرمانے لگے کہ رات کا اولین حصہ مخلوق کی معصیتوں اور نزول قہر الٰہی کا ہے۔ کہ زنا، گانے، شراب، خوریاں، چوریاں، اسی حصہ میں ہوتی ہیں، آخری حصہ نزول رحمت کا ہے، کہ اس وقت کوئی گناہ نہیں ہوتا، اس لیے اللہ والے شروع رات میں عشاء پڑھتے ہی سو جاتے ہیں، کہ نزول قہر کے وقت بیدار نہ ہوں

آخری حصہ میں جاگتے ہیں کہ نزول رحمت کے وقت سوتے نہ ہوں ہم نے سوال کیا کہ بہت قوموں پر صبح کے وقت عذاب الٰہی آئے اگر یہ وقت نزول رحمت کا ۔ تو عذاب اس وقت کیوں آئے ، رب فرماتا ہے ، اِنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ فرمایا کہ یہ عذاب مومنوں کے لیے رحمت تھے لہٰذا اسی وقت مومنوں پر رحمت ہی آئی ، فرمانے لگے کہ بجلی پاور ہاؤس میں آگ دیتا ہے پنکھے میں ہوا اور ٹھنڈ میں سخت سردی کہ پانی کو جما دیتا ہے ، پاور ایک ہے ۔ مگر اثر لینے والے مختلف یوں ہی اللہ کی نور کا کرم ۔ جناب غوث کا خوان ایک ہے ، مگر لینے والے مختلف ہیں کوئی اسے عذاب بنا کر لیتا ہے ، کوئی رحمت ہی حاصل کرتا ہے ، پھر فرمایا قومی غذا کے لیے معدہ بھی قومی چاہیے ، تو ہی ہدایت کے لیے معدہ مومن چاہیے فرمایا گیا ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ، دوران گفتگو میں عصمت انبیاء کا ذکر آیا ، کسی نے حضرت یوسف علیہ السّلام کے متعلق دریافت کیا ۔ کہ انہوں نے زلیخا کا قصد کیوں کیا ۔ یہ عصمت کے خلاف ہے ۔ رب فرماتا ہے ۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ فرمایا فقیر کے نزدیک آیتہ کے معنی یہ ہیں ، کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا ۔ فحش کے لیے اور جناب یوسف علیہ السّلام نے زلیخا کا ارادہ کیا ، قتل یا سزا دینے کا ، آپ اگر برہان رب نہ دیکھ لیتے تو اسے ختم ہی کر دیتے ، رب نے برہان دکھا کر فرمایا کہ زلیخا کو قتل نہ کرو ، یہ مومنہ عارفہ بننے والی ہے ، زلیخا اس زمانہ میں بھی بڑی قوت کی حامل تھی ۔ دیکھو زنان مصر ایک جھلک دیکھ کر ہاتھ کاٹ بیٹھیں ۔ مگر زلیخا نے برسوں جمال یوسف دیکھا انگلی بھی نہ کاٹی ، پھر کہنے لگے کہ یعقوب علیہ السّلام حسن یوسف پر فریفتہ نہ تھے ۔ اللہ والے مخلوق کی محبت کو کبھی دل میں جگہ نہیں دیتے ۔ بلکہ ان کے لیے حسن یوسفی طور موسوی تھا ۔ کہ ان کے رخسار میں یار کے جلوے نظر آتے تھے ، ۔ جدائی کے زمانہ میں اسی یار کے جلووں کو یاد کر کے روتے تھے ، ان کا یہ رونا ہی ترقی درجات کا ذریعہ بنا ۔ صوفیا کے ہاں رونا بہت بڑی عبادت ہے ۔

شعر

خوش بر آید نالۂ شبہائے تو

ذوقہا دارم بیاربہائے تو

پھر فرمایا کہ شیطان نے جناب آدم علیہ السّلام کی سرشت میں آگ مٹی ہوا پانی دیکھ کر اندازہ

لگایا کہ ان میں کثنت خون کا مادہ ہے، آگ میں غصہ ہے فرشتوں کو اس نے سمجھایا تھا۔ کہ یہ فسادی، خون ریز ہوگا فرشتوں نے ابلیس کا بنایا ہوا۔ اعتراض ہی رب کی بارگاہ میں پیش کیا کہ کہا:۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ۔ ہم کہتے ہیں کہ واقعی ہم خونریزی کرتے ہیں، مگر کس کی کفار کی راہ خدا میں بے شک ہم فساد کرتے ہیں۔ مگر طالب کے دل کی زمین میں، کہ اس کے نفسانی خواہشات کو مٹا کر رحمانی ارادات پیدا کرتا ہے۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا۔

غرضکہ عجیب تقریر تھی۔ فرمایا کہ بعد حج حضرت الیاس و خضر عرفات میں جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے کا حلق کرتے ہیں، حضرت الیاس کہتے ہیں، بسم اللہ ماشاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ حضرت خضر جواباً کہتے ہیں، بسم اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ، پھر حضرت الیاس کہتے ہیں۔ بسم اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ جواباً حضرت خضر کہتے ہیں بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، جو مسلمان سوتے وقت تازہ وضو کر کے یہ کلمات کہہ کر سو جائے بغیر دنیاوی بات کئے تو ان شاء اللہ ولی ہو جائے ۔ آج ہم نے بغداد شریف کے بازاروں کی سیر کی۔ شارع جمہوریہ، شارع رشید، باب الشرجی، باب الشیخ، باب المعظم، باب اعظمیہ، وغیرہ تمام جگہ خوب پھرے، کیونکہ کل صبح بعد فجر فوراً ہماری روانگی ہے۔

۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۳ جون ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ساڑھے پانچ بجے ہم اپنے قیام گاہ سے اپنی ٹیکسی کر کے مطار یعنی ہوائی اڈہ پر روانہ ہوئے۔ ربع دینار یعنی پانچ درہم میں ٹیکسی کی وہاں ہم سے حکومت عراق نے ایک دینار یعنی بیس روپیہ ٹیکس وصول کیا۔ فی کس دس روپیہ یہ ٹیکس آج تک کسی حکومت نے ہم سے وصول نہ کیا۔ پھر ساڑھے سات بجے صبح یعنی پاکستانی ساڑھے نو بجے بغداد سے طہران ہوائی جہاز روانہ ہوا۔

بغداد شریف کے حالات

بغداد شریف کے حالات ہم سفر نامہ کی پہلی جلد میں لکھ چکے ہیں، وہ ہی حالات بدستور اب بھی ہیں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، البتہ متواتر انقلابات کی وجہ سے عوام کو اطمینان نہیں، ہر شخص کو خطرہ ہے، کہ نہ معلوم کب انقلاب ہو جائے درگاہ غوثیہ میں نماز فجر نماز جمعہ دو ہوتی ہیں، فجر پہلے شوافع کی پھر احناف کی مگر نماز جمعہ پہلے احناف کی پھر شوافع کی، احناف کے جمعہ میں بہت مجمع ہوتا ہے، شوافع کے جمعہ میں تھوڑے سے آدمی ہوتے ہیں بعد نماز جمعہ سرکار بغداد کے مزار پرانوار پر لوگوں کا اس قدر ازدہام ہوتا ہے، کہ سبحان اللہ لوگ عربی میں منقبت غوث پاک کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں، کبھی کبھی بعد نماز عشاء ذکر اللہ کا حلقہ ہوتا عراق کے تعلقات، اس وقت مصر سے بہت ہی اچھے ہیں، اور عراق جمہوریہ عربیہ کا رکن بن چکا ہے، عموماً جمال ناصر صدر مصر کے فضائل علماء وعظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اور جمہوریت کی بہت تعریفیں کرتے ہیں، فی الحال عراق کے صدر الحاج عبدالسلام عارف ہیں، اس سے پہلے عراق میں جو انقلاب آچکے ہیں، وہ سب کو معلوم ہی ہیں، عراق کا وقت پاکستانی وقت سے دو گھنٹہ پیچھے ہے، یعنی جب بجتے ہیں تو پاکستان میں بجتے ہیں فلس درہم دینار کے سکے چلتے ہیں پچاس، فلس کا ایک درہم اور بیس درہم کا ایک دینار ہے پانچ دس پچیس، پچاس، سو فلس کے سکے چلتے ہیں۔ حضور غوث اعظم، اور حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہاں لوگوں میں سنیت اور دینداری قائم ہے، جو لوگ ان سے متعلق ہیں۔ دیندار ہیں، باقی لوگ دین سے بہت دور جا چکے ہیں، یہاں بے پردگی عام ہے شراب عام ہے، داڑھی شرعی کا رواج تو بالکل ہی ختم ہو چکا ہے، حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے درگاہ کے، خطیب صاحب کی داڑھی پوری ہے۔ باقی ائمہ داڑھی منڈے ہیں جمعہ کو خطیب صاحب شیو کر کے آتے ہیں، یہ ہی حال پنج گانہ امام صاحب کا ہے، عراق میں قبلہ جانب جنوب ہے، سرکار غوث پاک کی درگاہ شریف میں مدرس عربیہ ہے جس کا نام ہے، مدرسہ قادریہ، یہاں فی الحال پندرہ طلباء اور مدرسین ہیں، مدرسہ اول کمال الدین صاحب کی تنخواہ بیس دینار ہے، یعنی پاکستانی چھ سو روپیہ سے کچھ زیادہ

مدرس دوم کبیرالدین صاحب کی تنخواہ بیس دینار ماہوار ہے، یعنی پاکستانی چار سو روپیہ سے کچھ زیادہ، ہفتہ میں منگل و جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے، طلباء کو پانچ دینار ماہوار وظیفہ ملتا ہے، کھانا اس کے علاوہ مگر تعلیم بہت ناقص ہے، کوئی نصاب مقرر نہیں طلبہ جو کتاب چاہیں پڑھیں، باقاعدہ امتحان کا انتظام نہیں۔ وقت تعلیم مقرر نہیں، مدرس صاحب صرف ایک گھنٹہ کے لیے مدرسہ آتے ہیں، مدرسہ کے ملحق ایک کتب خانہ بھی ہے، جس کا نام ہے، مکتبہ مدرسہ قادریہ اس کتب خانہ میں نایاب کتب موجود ہیں۔ ہم نے بھی یہاں سے جواہر فی طبقات الحنفیہ کتاب لے کر مطالعہ کی، مگر وہاں بیٹھ کر ہی مطالعہ کرنا لازم ہے، ہم نے بھی اس کتاب سے کچھ مضامین نقل کئے، ہم نے آج صبح نماز فجر پڑھ کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف میں الوداعی سلام عرض کیا، پھر ناشتہ کر کے طہران روانہ ہوئے۔ صرف پونے دو گھنٹہ میں طہران پہنچ گئے۔ یعنی سوا نو بجے چونکہ بغداد مقدس میں ہی ہماری سیٹیں کراچی تک ریزرو ہو چکی تھیں۔ اس لیے ہم کو اسٹیشن یعنی ہوائی اڈہ پر پی، آئی، اے کا آدمی مل گیا جس نے ہمارا سامان وہاں ہی رکھوا کر ہم کو ایک نہایت شاندار ہوٹل میں بھیج دیا۔ جس کا نام ہے، نو نادری ہوٹل، جو کوچہ نادر شاہ محلہ جہاں بانہ نادری میں واقع ہے۔ یہاں دوپہر کا کھانا کھا کر آرام کیا۔ بعد نماز ظہر کمپنی کی بس آئی جنہے ہم کو حضرت قاسم ابن امام حسن کے مزار پر پہنچایا۔ جو شمیران پہاڑ پر واقع ہے، اس جگہ کے حالات ہم سفرنامہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں، وہاں سے واپسی پر ہم دو سے ۷۲ روپیہ کرایہ وصول کیا۔ شام کو ہوٹل کی طرف سے بہت شاندار اور پرتکلف دعوت کی یہ سب خرچہ پی، آئی، اے، نے برداشت کیا۔

۲۴ محرم سنہ ۱۳۸۴ھ ۴ جون سنہ ۱۹۶۴ء جمعرات

آج صبح ساڑھے پانچ بجے کمپنی کی کار ہمارے ہوٹل پر آگئی۔ جو ہم کو لے کر ہوائی اڈہ پر پہنچ گئی۔ وہاں ضروری تفتیش کے بعد ۷ بجے صبح ہمارا جہاز کراچی روانہ ہو گیا۔ یہ جہاز بہت بڑا ہے، سوا دو گھنٹہ میں یعنی سوا نو بجے صبح ہم کراچی پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز اٹھائیس ہزار فٹ بلندی پر اڑتا رہا، کراچی ہوائی اڈہ پر پہنچ کر ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا کہ ہمارے پاس

پاکستانی سو روپیہ کے پندرہ نوٹ تھے۔ کچھ تو امانت تھے۔ جو اہل مدینہ نے ہماری کتب کے لیے دیئے تھے، کچھ وہ تھے، جو اہل مدینہ نے تحفہ کے طور پر دیئے تھے۔ ہم کو ہوائی جہاز میں پُر کرنے کے لیے فارم دیئے گئے تھے، اس میں کرنسی کا بھی سوال تھا، ہم نے صاف لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارے پاس کونسی نوٹ پندرہ سو کے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر وہ فارم ہم نے دے دیا۔ یہاں کے کسٹم افسر نے وہ سب نوٹ ہم سے لے لیے اور رسید دے دی بولے کہ اب آپ کو یہ رقم اسٹیٹ بنک سے ملے گی، ہماری سچائی کی یہ قدر ہوئی، اس وجہ سے ہم کو کراچی میں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے بغداد شریف سے برخوردار ظفر علی خان شیروانی سلمہ کو خط لکھا تھا، جس میں ہم نے اپنے کراچی میں پہنچنے کی تاریخ و وقت سے مطلع کیا تھا۔ مگر وہ خط ان کو نہ ملا، جس کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر کوئی نہ پہنچا۔ اور ہم کو دشواریاں پیش آئیں ۞

۲۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۴ھ ۸ جون سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج ہم نے آرام باغ کی جامع مسجد میں حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی دامت برکاتہم کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی لوگ برابر ملاقات کرنے آتے ہیں، حالات سفر نہایت شوق سے سنتے ہیں ۞

۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۴ھ ۸ جون سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج کا دن کراچی میں بہت مشغولیت میں گذرا۔ جناب شیخ محمد شریف صاحب گجراتی ٹوپی والا نے ہمارے کام میں بہت محنت فرمائی، ان کی واقفیت اسٹیٹ بنک میں خوب ہے، اس لیے انہوں نے ہمارے ساتھ جا کر اجازت نامہ طیار کرایا۔ جس کی رو سے ہمارا پندرہ سو روپیہ جو کسٹم والوں نے ہوائی اڈہ پر سے لیا ہے، واپس مدینہ منورہ پہنچ سکے گا، اور وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو انشاء اللہ واپس ملے گا یہاں سے یہ کام کر کے ہم پھر ہوائی اڈہ پر آئے، کیونکہ کسٹم والوں کے ذریعہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچی ہے، مگر! وہاں کے افیسروں نے بات نہ کی، وہاں ہی شیخ عبدالحفیظ صاحب کے پاس گئے،

انہوں نے اسٹینٹ بنک کا کاغذ مجھ سے لے لیا۔ اور فرمایا کہ آپ چاہئیے، انشاءاللہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچ جاوے گی ہم نے یہ پندرہ سو روپیہ بنام الحاج غلام حسین صاحب، مالک پاکستانی ہوٹل باب سیدنا عمر مدینہ منورہ بھیج دی ہے، انشاءاللہ وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو وصول ہو جاوے گی۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر پی، آئی، اے، کے دفتر گئے، وہاں کے ہوائی جہاز کے دو سیٹ لاہور کے لیے بک کرائیں، پھر ڈاک خانہ پہنچ کر حکیم سید بہار شاہ صاحب کو گجرات تار دی کہ ہم ۱۰ جون کو بدھ کے دن ۹ بجے صبح ہوائی جہاز لاہور پہنچ رہے ہیں، یہ تمام کام جناب شیخ محمد شریف صاحب ٹوپی والے کی رہنمائی میں ہوئے، انہوں نے آج اپنا تمام کام چھوڑ کر تمام دن ہمارے ساتھ رہ کر بہت کام کرائے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ پھر ان کاموں سے فارغ ہو کر ہم کھوکھراپار واپس ہوئے، غرضکہ آج کا دن بہت مصروفیت میں گذرا۔

۲۹ محرم سنہ ۱۳۸۳ھ ۹ جون سنہ ۱۹۶۴ء منگل

آج عزیز و اقارب ملاقات کے لیے کھوکھراپار آتے رہے، بعد عصر عزیز گرامی قیصر علی خان سلمہٗ اپنے ساتھ ہم سب کو ریڈیو اسٹیشن کراچی پر لے گئے، جو لانڈھی میں واقع ہے، تمام مشینری کی سیر کرائی عجیب عجیب چیزیں دکھائیں۔ اس سیر و تفریح میں رات ہو گئی۔ آج صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز گجرات روانگی ہے۔

۳۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۴ھ ۱۰ جون سنہ ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح چار بجے بیدار ہوئے، نماز فجر ادا کر کے بذریعہ ٹیکسی کراچی کے ہوائی اڈہ پر آ گئے۔ سات بجے صبح جہاز نے پرواز کرنا تھا، اس حساب سے ہم کو سوار کر لیا گیا، مگر معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز آدھ گھنٹہ لیٹ روانہ ہوگا۔ کیونکہ جہاز میں کچھ خرابی ہے سب مسافر واپس اتر آئے، ساڑھے سات بجے جہاز نے

پرواز کی، پرواز ۱۸ ہزار فٹ بلندی پر تھی، اور پورے دس بجے جہاز لاہور کے ہوائی اڈہ پر
پہنچ گئے یہاں حکیم سید بہار شاہ صاحب تحصیل دار محترم علی صاحب ہاشمی مع اہلیہ اور
مفتی مصطفےٰ میاں صوفی رشید صاحب حاجی غلام قادر صاحب غلام علی صاحب
وغیرہم احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے ان بزرگوں نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا دوپہر
کا کھانا الحاج شیخ منظور حسین صاحب کے دوکان پر کھایا حضور داتا صاحب رحمتہ
اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئے، وہاں ہی نماز ظہر باجماعت
ادا کی پھر نوری کتب خانہ حاضر ہوئے حضرت قبلہ شاہ سید معصوم صاحب موجود نہ
تھے۔ ان کے صاحبزادہ محمد حسن صاحب سے بہت روا داری میں ملاقات ہوئی
کیونکہ گاڑی کا وقت بہت قریب تھا تین بج کر پچیس منٹ پر گاڑی لاہور سے چلی
اور سوا پانچ بجے گجرات پہنچ گئی، گجرات اسٹیشن پر احباب کا جم غفیر موجود تھا،
بہت محبت و احترام سے ملے، حضرت قبلہ سید شاہ ولایت صاحب و صاحبزادہ
بلند اقبال الحاج سید احمد صاحب شاہ اور صاحبزادہ سید حامد شاہ صاحب بھی اسٹیشن
پر موجود تھے، سید حامد شاہ صاحب اپنی کار لائے ہوئے تھے، اسی پر شہر پہنچے،
اولاً جامع مسجد غوثیہ میں نفل قدوم ادا کیے پھر باجماعت نماز عصر پڑھی پھر گھر آ گئے،
مدینہ منورہ میں آج ۳۰ محرم ہے، مگر پاکستان میں آج ۲۸ محرم ہے، دو دن
کا فرق ہے، ہمارا یہ سفر ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۱۹ جنوری ۱۹۶۴ء یک شنبہ
کا شروع ہوا، اور آج ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۱۰ جون ۱۹۶۴ء چہار شنبہ ختم
ہوا کل چار ماہ ۲۷ دن میں یہ سفر طے ہوا تین ماہ تیرہ دن مدینہ منورہ میں قیام رہا، حج
کے لیے ۱۴ دن مکہ معظمہ میں ۲ دن بغداد شریف میں باقی دو دو دن بیت المقدس و
دمشق میں، اس سفر میں ہم دونوں کے خرچ کی تفصیل یہ ہے۔ ہوائی جہاز ۵۰۷۸
تبادلہ ۲۲۴ روپیہ، ٹیکس حکومت سعودیہ کراچی میں ۵ ۲ روپیہ ایئر پورٹ کراچی
میں سعودی ٹیکس ۱۰ روپیہ جدہ میں معلم ۱۷۴ ریال بعد حج تنازل ۲۲ ریال جدہ
میں تنازل مدینہ منورہ ۹۰ ریال تبدیل نوٹ برائے فلسطین و عراق و شام ۲۰۰ ریال ۶

سعودی ریال دو روپے کا ہوتا ہے، اس حساب سے کل خرچہ آٹھ ہزار چھ سو اناسی روپیہ ہوا باقی حج و کھانے پینے کے مصارف علیحدہ ہیں، کل خرچہ مع خوراک وغیرہ نو ہزار تین سو روپیہ ہوا پھر لفت ہنسا کمپنی نے ہم کو ایک سو بیس روپیہ واپس کئے جو زیادہ وصول کر لیے تھے۔

ضروری ہدایات

ہر حاجی و زائر کو حسب ذیل امور خیال رکھنے چاہئیں

عـ۱ـ حج و زیارات کو اپنی کوشش یا اپنی دولت کا نتیجہ نہ سمجھے بلکہ اسے محض فضل رب العالمین جانے بڑے دولت مندان نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور بہت غریب غربا حج کر لیتے ہیں مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

شکر ایں فضل از کجا آرم بجا
من کیم توفیق از تست اے خدا

لہٰذا اس نعمت کے ملنے پر فخر نہ کرے شکر کرے اور حج و زیارات کا شکر یہ ہے کہ آئندہ گناہ کرنا چھوڑ دے نیکیاں لازم کرے کوشش کرے کہ حج برباد نہ ہو جاوے حج کرنا آسان ہے، مگر کر لینے کے بعد اس کا سنبھالنا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ سنبھالنے کی توفیق دے،

عـ۲ـ فی زمانہ حرمین طیبین میں لوگ بہت بے ادبیاں کرتے ہیں بلکہ ہمارے پاکستانی حجاج بھی ان کو دیکھ کر بے ادبیاں کرنے لگتے ہیں لوگ قرآن مجید کے اوپر سے جوتیاں لیے پھرتے ہیں، بلا ضرورت قرآن مجید کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں قبلہ کی طرف بلکہ روضہ مطہرہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں، عام طور پر جوتے بغلوں میں دبائے مواجہہ شریف میں پہنچ جاتے ہیں اسی حالت میں سلام عرض کرتے ہیں جوتوں سے حرم شریف کو بھر دیتے ہیں زائرین کو چاہیئے کہ ان حرکتوں سے بچیں حرم شریف کا ادب دل و جان سے کریں، عـ۳ـ حرم شریف میں وہابیوں کے علما خصوصاً دیوبندی

جماعت روزانہ بعد نماز مغرب وعظ کرتے ہیں مگر سوائے شرک وکفر کے کچھ نہیں کہتے حرم شریف کے آداب کی پرواہ بالکل نہیں کرتے بلکہ بے ادبی سکھاتے ہیں، مسلمان ان وعظوں سے دور رہیں، عم تبلیغی جماعت والوں کی ٹولیاں مدینہ منورہ سے حجاج کو مسجدیں میں جانے وہاں شب گذارنے کی رغبت دیتے ہیں صرف اس لیے کہ ان غریب حاجیوں کو جنہیں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے صرف آٹھ دس دن مدینہ پاک کی حاضری کے میسر ہوتے ہیں اس بہانہ سے مسجد نبوی شریف کی حاضری سے محروم کریں خبردار خبردار ہرگز ان کی باتوں میں نہ آؤ حرم شریف کی نماز مدینہ پاک کی حاضری کو غنیمت جانو نہ معلوم پھر یہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔ عہ مدینہ منورہ کی حاضری کے زمانہ اکثر اوقات حرم شریف میں گذارو نماز بھی یہاں ہی پڑھو نمازوں کے اوقات کے علاوہ حالی وقت میں مقدس ومتبرک مقامات کی زیارات کرو ہم نے وہ مقامات اپنے دونوں سفرناموں میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں اس فقیر گناہ گار کو بھی مدینہ پاک کی دعاؤں میں یاد رکھو، اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ عہ کوشش کرو کم از کم ایک بار مدینہ پاک میں رمضان و اعتکاف نصیب ہو عہ حکومت سعودیہ پاسپورٹ والے حجاج سے تنازل اور مدد کے بہانہ سے بہت ریال وصول کرتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جدہ اترتے ہی وکیل معرفت اپنے پاسپورٹ پر مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے لیے حق المرور کی مہر لگوائیں قریباً دو سو ریال حکومت لے گی اور یہ مہر لگا دے گی جس سے آپ کو مدینہ منورہ ومکہ معظمہ کے درمیان آمد ورفت میں آزادی ہوگی عہ درخواست پر حج کو جانے والے حضرات کو اکثر مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ قرعہ میں ان کا نام نہیں نکلتا اس لیے پاسپورٹ پر حج وزیارات کرو کوشش کرو کہ انٹرنیشنل پاسپورٹ بنواؤ یا تمام ممالک اسلامیہ کا پاسپورٹ بنواؤ کسی آٹھ سو روپیہ امانت کے کہ یہ پاسپورٹ جاتا ہے یہ رقم بعد میں واپس مل جاتی ہے، اس

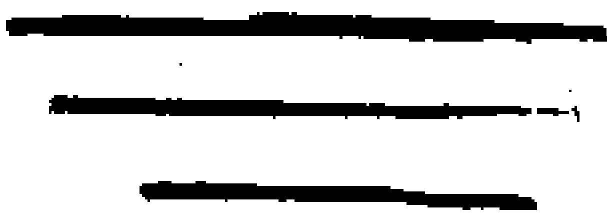
سے آپ کو بہ آسانی حج و زیارات نصیب ہو جائے گی، وسعت و گنجائش ہو تو ہوائی جہاز سے سفر کرو اس میں آسانی بہت ہے خرچہ بہت زیادہ نہیں ماہ رمضان اگر مدینہ میں گذارا جائے تو بہت برکات حاصل ہوں۔ ع ۹

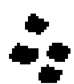
ہم سے ہائی لینڈ کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ہوائی جہاز کا ٹکٹ آپ اس سفر میں استعمال نہ کریں گے اس کی رقم آپ کو واپس دی جاوے گی، دس فی صدی کمیشن کٹ جاوے گا ہم نے مجبوراً تین ٹکٹ استعمال نہ کئے عمان سے یروشلم پھر یروشلم پھر دمشق سے بیروت واپسی پرانی ٹکٹوں کا کرایہ واپس مانگا مگر نہ ملا اپنا وعدہ پورا نہ کیا وعدہ خلافی تجارتی اصول کے خلاف ہے، جو صاحب اس سفر نامہ سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ فقیر بے نوا کے لیے دعا کریں رب تعالیٰ پھر رمضان و اعتکاف مدینہ پاک کا نصیب کرے اور حج و عمرہ مکہ معظمہ کا میسر فرماوے اور نیک اعمال و ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و اصحابہ اجمعین۔ آمین یا رب العالمین۔

احمد یار خاں مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

۱۹ ربیع آخر ۱۳۸۴ھ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ





نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفرنامہ

حصّہ سوم

۲۸ شعبان ۱۳۸۹ھ ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

روانگی از گجرات بذریعہ شاہین ایکسپریس وزیرآباد ذوبسیں دوکاریں وزیرآباد تک پھونچانے کے لیے آئیں قریبا تین بجے گاڑی روانہ ہوئی روانگی کے پہلے بشیر نعت خوان جلالپوری نے اسٹیشن کے پاس ریل کے سامنے جو! نعت شریف پڑھی اس کا لطف بیان نہیں کیا جاسکتا برخوردار محمد میاں مصطفےٰ میاں اپنے اہتمام سے کاریں بسیں لائے الحاج مستری غلام نبی اپنی کار لے کر وزیرآباد لائے اپنے کارخانہ میں اوتار کر دعا کرائی :-



۲۹ شعبان ۱۳۸۹ھ ۱۱ نومبر ۱۹۶۹ء منگل

آج ۲ ½ بجے بعد دوپہر ہم بفضلہ تعالیٰ کراچی پہنچے اسٹیشن پر عبدالرؤف اور ظفر موجود تھے ہم ان کی کار میں ان کی کوٹھی روانہ ہوئے ۔ راستہ میں ہسپتال گئے وہاں رؤف صاحب کی اہلیہ نسرین زیر علاج ہیں وہاں ان سے ملاقات کی ممتاز بیگم صاحبہ ان کے ساتھ ہیں ، جو اپنی بیٹی نسرین کی تیمارداری کر رہی تھیں رات کو رؤف صاحب کی کوٹھی میں قیام رہا وہاں ہی ظفر صاحب کی والدہ اور بچے اس جگہ تشریف لائے ، آج ماہ رمضان شریف کا چاند نظر آ گیا ہم نے خود دیکھا رات بعد نماز عشاء تراویح پڑھ کر سو گئے سحری کھائی ۔ آج رات ہی ہماری سیٹیں ہوائی جہاز کی بک ہو کر آئیں ہے ۔

یکم رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء بدھ

آج سحری کھا کر احرام کے لیے غسل کیا پھر کچھ دیر بعد نماز فجر پڑھی بعد اشراق احرام کے نفل پڑھ کر احرام باندھا میں نے بھی اور میری اہلیہ خدیجہ بیگم نے بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، آج ہی ہمارے قرآن مجید کی منزل ختم ہوئی مکان پر ملنے کے لیے شیخ محمد شریف مع اہلیہ تشریف لائے ، آج ہماری عید کا دن ہے وہ دن والی عید نہیں بلکہ عمر بھر والی عید وہ بھی کسی کسی کو میسر ہوتی ہے ہم بابو اسحاق و بابو رؤف صاحبان ہمراہ ان کی کار میں ہوائی اڈہ پہنچے راہ میں جناب محترم وکیل احمد صاحب قدوائی کے بنگلہ میں ان کی ملاقات کے لیے پہنچے بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں انھوں نے جدہ میں تیاری وغیرہ کے قواعد بتائے پھر ایرپورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے یہاں باوجود خبر نہ ہونے کے ملاقاتیوں کا ہجوم تھا ۔ تمام ضروری کام کا انجام دے کر ٹھیک نو بجے ہوائی جہاز پر پہنچے اللہ اکبر

پی۔ آئی۔ اے کا دیوہیکل پہاڑ نما جہاز سامنے ہے عجیب نظارہ ہے عورتوں مردوں کا تانتا بندھا ہوا ہے جو احرام میں ہیں ایک ننھا سا بچہ احرام باندھے ہے بڑا پیارا معلوم ہو رہا ہے، لبیک اللھم لبیک کا شور مچا ہوا ہے جہاز میں داخل ہوئے تو یہاں حسب معمول باجہ بج رہا تھا حجاج نے کہا کہ یہ حاجیوں کا جہاز ہے یہاں گانا بند کیا جائے فوراً بند ہو گیا۔ میری تمنا تھی کہ نعت خوانی ہو مگر افسوس کہ کوئی نعت خواں نہیں نہ آپ کا ڈر تھے ہم اس وقت جہاز میں اڑ رہے ہیں اور میں یہ سطور ہوائی جہاز میں لکھ رہا ہوں۔ نیچے سمندر ہے اوپر آسمان حسب معمول ہم جہاز میں عملے کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا مگر قریباً سب روزے سے ہیں سب نے انکار کر دیا ہمارا جہاز بوئنگ سوا نو بجے صبح کراچی سے روانہ ہوا ہے اور انشاء اللہ چار گھنٹے میں جدہ پہنچ جائے گا، الحمد للہ کہ ہمارا ہوائی جہاز پورے سوا دو بجے جدہ پہنچ گیا۔ یہاں اگر معلوم ہوا کہ آج بدھ ۱۲ نومبر کو کراچی میں تو پہلا روزہ ہوا مگر یہاں آج تیسرا روزہ ہے، یہاں بندرگاہ پر پہنچے تو ہم مدینۃ الحجاج عطاریہ میں ٹھہرے۔ یہاں جدہ میں دو مدینۃ الحجاج ہیں ایک مطار کا دوسرا بافرہ یعنی بحری جہاز کا۔ قریباً تین گھنٹے یہاں ٹھہرے ہم سے فی کس بچانوے ریال وصول کئے گئے، اس طرح کہ چوہتر ریال فیس معلّی مکہ دس ریال معلّی مدینہ منورہ اور گیارہ ریال مکہ معظمہ کا تناول پھر چھ ریال فی کس کے حساب سے کار کرایہ پر لی اور عصر کے وقت بفضلہ تعالیٰ مکہ معظمہ پہنچ گئے یہاں راستہ میں حدیبیہ کے علاقہ میں ایک مسجد دیکھی جسے مسجد حدیبیہ کہتے ہیں،

۲ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء جمعرات

آج ہم عربی تاریخ میں چار رمضان ہے۔ ہم نے آج تراویح حرم شریف میں دیکھی، سبحان اللہ تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں، مگر دو امام پڑھاتے ہیں، فرض اور دس تراویح الگ امام اور دس اور وتر دوسرے امام۔ عین تراویح بعد طواف ہوتا رہتا ہے ختم ہو جانے پر سیٹھ محمد حسین رمضی اصناف کو وتر نماز

احناف کے طریقہ پر پڑھاتے ہیں، حرم شریف میں جگہ جگہ مختلف جماعتوں میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔ سارا حرم رات بھر جگ مگاتا رہتا ہے، غرضیکہ عجیب نظارہ ہے

۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۴ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم عربی ٹائم سے گیارہ بجے صبح سویرے اٹھے اور حرم شریف چل دیئے۔ راستہ میں سحری بند ہونے کا گولا چلا، حرم شریف میں پہنچے طواف کیا پھر اذان ہوئی فجر پڑھی اور بعد فجر عمرہ کرنے سیٹھ رمضی کے ساتھ گئے، باب ابراہیم وغیرہ پر بہت سی چھوٹی بڑی موٹریں کھڑی تھیں۔ عمرہ عمرہ کی آوازیں لگ رہی تھیں چھوٹا عمرہ ایک ریال میں جاتے ہیں یہ مقام تنعیم سے اس کا احرام باندھا جاتا ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے صرف تین میل دور ہے اب یہاں مسجد عائشہ صدیقہ بہت ہی شاندار بن گئی ہے۔ وہاں احرام باندھا، حرم شریف میں عمرہ کیا۔ پھر گھر واپس ہوئے دوپہر کے قریب حرم شریف گئے۔ جمعہ کی اذان ساڑھے چھ بجے دوپہر ہوئی اس تین منٹ کے بعد دوسری اذان خطبہ کی ہوئی بہت مختصر اور سادہ خطبہ پڑھا، چھوٹی قرات سے نماز جمعہ بڑے شوق سے دیکھی اور ادا کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

شنبہ

م مقام جعرانہ سے
مضانی صاحب کے
راستے میں ہی تھے
ں بڑے زور وشور
نماز پڑھی اور بڑا
مکہ معظمہ سے غالباً
پڑتا ہے،

کے لیے
دو دن والی عید
بابو روٗف صاحبان
احمد صاحب قدوائی کے
کے بزرگ ہیں انھوں نے جدہ
یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچے یہاں باوجود خبر نہ
تمام ضروری کام کا انجام دے کر ٹھیک نو بجے

طائف کے راستہ میں ہے اب یہ سڑک طائف کی بند ہے۔ نئی سڑک بنا دی گئی ہے، یہاں یہ لوگ اس سڑک پر صرف جعرانہ تک آتے ہیں، ہم جب یہاں پہنچے تو سورج نکل رہا تھا یہاں بھی تنعیم کی طرح بہت شاندار مسجد ہے، استنجا اور وضو کا انتظام ہے پانی کی ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے نفل ادا کر کے احرام باندھا، مکہ معظمہ آکر عمرہ ادا کیا۔ حضرت آمنہ والدہ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چونکہ خیال تھا کہ آج تنازل بن جاوے اور ہم آج ہی مدینہ منورہ پہنچ جاویں اس لیے باب عبدالعزیز کی طرف موٹریں دیکھنے گئے، اتفاقاً ایک شاندار کار میں حضرت صاحبزادہ جمیل صاحب شرقپوری بیٹھے مل گئے، وہ مدینہ منورہ کے لیے اس کار میں بیٹھے تھے، سواریاں ملنے کا انتظار تھا، وہ ہم کو دیکھتے ہی لپٹ گئے فرمایا چلو، ہم نے کہا کہ ہمارا سامان معلم صاحب کے ہاں ہے اور ابھی تنازل بنوانا ہے، ڈرائیور بولا چلو تمہارا سامان بھی اپنی اس کار میں لے آتا ہوں اور تنازل راستہ میں چوکی پر بنوا لیں گے چنانچہ وہ ہم کو اسی کار میں بیٹھا کر معلم صاحب کے ہاں محلہ مقلہ پر لایا، ہمارا سامان لیا۔ ہم نے معلم کو بہت آوازیں دیں انہوں نے کہا کہ آتا ہوں مگر نہیں، وہ بالاخانہ تھے، آخر ہم سامان لاد کر چل دیئے، بیس ریال فی کس کرایہ طے ہوا، پانچ سواریاں ! چاہیئے تھیں، اس کے پاس چار تھیں۔ لگا انتظار کرنے ہم نے کہا کہ اس ایک سواری کا کرایہ ہم ادا کریں گے۔ تو چل۔ وہ چل پڑا۔ پٹرول پمپ پر پٹرول لیا۔ ہم سے کرایہ وصول کیا، ایک سو بیس کیلو کی رفتار چلا، اس پر لکھا تھا اجرہ طائف ۳۲ ڈرائیور کا نام عبدالعزیز تھا، مگر مجھے عبدالرحمان بتایا، ہم سے دونوں تنازلوں کا ایک سو ریال وصول کیا، مگر تنازل نہ بنوایا، بہت سختی سے ہم سے سو ریال لے لیئے، ہماری کار چار بجے صبح مکہ معظمہ سے چلی، سوا سات بجے بدر منزل پہنچی۔ مگر جدہ کے راستہ سے نہ آئی بلکہ وادی فاطمہ کے راستہ سے آئی۔ بدر میں نماز ظہر پڑھی پون گھنٹہ لگا۔ ۸ بجے وہاں سے روانہ ہوئے اور ساڑھے نو بجے مدینہ منورہ باب مجیدی پر پہنچے۔ حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل پر اترے، حاجی صاحب ہم کو دیکھ کر لپٹ گئے، بہت ہی خوش ہوئے،

احناف کے طریقہ پر پڑھاتے ہیں، حرم شریف میں جگہ جگہ مختلف جماعتوں میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔ سارا حرم رات بھر جگ مگاتا رہتا ہے، غرضیکہ عجیب نظارہ ہے

۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۴ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم عربی ٹائم سے گیارہ بجے صبح سویرے اٹھے اور حرم شریف چل دیئے۔ راستہ میں سحری بند ہونے کا گولا چلا، حرم شریف میں پہنچے طواف کیا پھر اذان ہوئی فجر پڑھی اور بعد فجر عمرہ کرنے سیٹھ رمضی کے ساتھ گئے، باب ابراہیم وغیرہ پر بہت سی چھوٹی بڑی موٹریں کھڑی تھیں۔ عمرہ عمرہ کی آوازیں لگ رہی تھیں چھوٹا عمرہ ایک ریال میں جاتے ہیں یہ مقام تنعیم سے اس کا احرام باندھا جاتا ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے صرف تین میل دور ہے اب یہاں مسجد عائشہ صدیقہ بہت ہی شاندار بن گئی ہے۔ وہاں احرام باندھا، حرم شریف میں عمرہ کیا۔ پھر گھر واپس ہوتے دوپہر کے قریب حرم شریف گئے۔ جمعہ کی اذان ساڑھے چھ بجے دوپہر ہوئی اس تین شکر ٹ، کے بعد دوسری اذان خطبہ کی ہوئی بہت مختصر اور سادہ خطبہ پڑھا، چھوٹی قرأت سے نماز جمعہ بڑے شوق سے دیکھی اور ادا کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ،

۴ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۵ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج رات سے ہی خیال تھا کہ ہم بڑا عمرہ کریں جس کا احرام مقام جعرانہ سے باندھا جاتا ہے چنانچہ گیارہ بجے شب کو ہم اپنے معلم محمد رمضانی صاحب کے گھر سے سحری کھا کر حرم شریف کی طرف چل پڑے راستے میں ہی تھے کہ ختم سحری کی توپ چل گئی حرم شریف میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہاں بڑے زور و شور طواف ہو رہا تھا، ہم نے طواف کیا کہ فجر کی اذان ہو گئی، خیر نماز پڑھی اور بڑا عمرہ لینے دو ریال فی کس کرایہ پر جعرانہ روانہ ہوئے۔ جعرانہ مکہ معظمہ سے غالباً" بارہ یا پندرہ میل جانب شمال ہے، راستہ میں جبل ثور پڑتا ہے،

طائف کے راستہ میں ہے اب یہ سڑک طائف کی بند ہے، نئی سڑک بنا
دی گئی ہے، یہاں یہ لوگ اس سڑک پر صرف جعرانہ تک آتے ہیں، ہم جب
یہاں پہنچے تو سورج نکل رہا تھا یہاں بھی تنعیم کی طرح بہت شاندار مسجد ہے،
استنجا اور وضو کا انتظام ہے پانی کی ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے نفل ادا کر کے احرام
باندھا، مکہ معظمہ آکر عمرہ ادا کیا۔ حضرت آمنہ والدہ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے چونکہ خیال تھا کہ آج تنازل بن جاوے اور ہم آج ہی مدینہ منورہ پہنچ جاویں
اس لیے باب عبدالعزیز کی طرف موٹریں دیکھنے گئے، اتفاقاً ایک شاندار کار میں
حضرت صاحبزادہ جمیل صاحب شرقپوری بیٹھے مل گئے، وہ مدینہ منورہ کے لیے
اس کار میں بیٹھے تھے، سواریاں ملنے کا انتظار تھا، وہ ہم کو دیکھتے ہی لیٹ گئے فرمایا
چلو، ہم نے کہا کہ ہمارا سامان معلم صاحب کے ہاں ہے اور ابھی تنازل بنوانا ہے، ڈرائیور
بولا چلو تمہارا سامان بھی اپنی اس کار میں لے آتا ہوں اور تنازل راستہ میں چوکی پر بنوا
لیں گے چنانچہ وہ ہم کو اسی کار میں بیٹھا کر معلم صاحب کے ہاں محلہ مقلہ پر لایا، ہمارا
سامان لیا۔ ہم نے معلم کو بہت آوازیں دیں انہوں نے کہا کہ آتا ہوں مگر نہیں، وہ بالاخانہ
تھے، آخر ہم سامان لاد کر چل دیئے، بیس ریال فی کس کرایہ طے ہوا، پانچ سواریاں !
چاہیئے تھیں، اس کے پاس چار تھیں۔ لگا انتظار کرنے ہم نے کہا کہ اس ایک سواری
کا کرایہ ہم ادا کریں گے۔ تو چل۔ وہ چل پڑا۔ پٹرول پمپ پر پٹرول لیا۔ ہم سے کرایہ وصول
کیا، ایک سو بیس کیلو کی رفتار چلا، اس پر لکھا تھا اجرہ طائف ۳۲ ڈرائیور کا نام عبدالعزیز
تھا، مگر مجھے عبدالرحمان بتایا، ہم سے دونوں تنازوں کا ایک سو ریال وصول کیا، مگر تنازل
نہ بنوایا، بہت سختی سے ہم سے سو ریال لے لیے، ہماری کار چار بجے صبح مکہ معظمہ سے چلی،
سوا سات بجے بدر منزل پہنچی۔ مگر جدہ کے راستہ سے نہ آئی بلکہ وادی فاطمہ
کے راستے سے آئی۔ بدر میں نماز ظہر پڑھی پون گھنٹہ لگا۔ ۸ بجے وہاں سے روانہ ہوئے اور ساڑھے
نو بجے مدینہ منورہ باب مجیدی پر پہنچے۔ حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی
ہوٹل پر اترے، حاجی صاحب ہم کو دیکھ کر لیٹ گئے، بہت ہی خوش ہوئے،

سامان وہاں ہی چھوڑا اور ہم نماز عصر کے لیے حرم شریف حاضر ہوئے بعد نماز سلام کے لیے حاضر ہوئے اللہ اکبر ہیبت و جلال کا یہ حال کہ تھر تھر کانپنے لگے ۔ اپنے سارے گناہ سامنے آگئے ۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی، پھر اپنی بیوی کو سلام پڑھایا اہل مدینہ جوق در جوق ملنے آنے لگے ۔

الحمد للہ کہ بعد عصر خوب بارش ہوئی، گنبد خضرا شریف کا پانی جو پرنالہ سے گرتا ہے اس کے نیچے ہم کھڑے ہو گئے اور سر وغیرہ پر خوب پانی بہایا، لطف ہی آگیا، روزہ افطار کیا نعمتوں کے ڈھیر لگ گئے، مدینہ پاک کی جنگلی کھجوریں اور ککڑیاں کھائیں ایسی مزے کی کھجور اور ککڑی آج تک نہیں کھائی تھیں پھر الحاج غلام حسین صاحب نے اپنے ہوٹل میں ہم کو کھانا کھلایا بعد کھانے کے میں نے ان سے اپنے ریال کا ذکر کیا جو ڈرائیور عبدالعزیز نے ہم سے وصول کر لیے تھے ۔ اور ہم کو منزل نہیں دیا تھا ۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ تم نے اس وقت ہم سے کیوں نہ کہا جب ڈرائیور یہاں موجود تھا، پھر فوراً اپنے بیٹے محمد ظفر اقبال کو فرمایا کہ اپنی کار میں مفتی صاحب کو لے جاؤ، موقف سیارات یعنی بسوں کے اڈے پہنچو ۔ ع ۲۲۶ اجرہ ! طائف کا پتہ کرو ۔ چنانچہ وہ مجھے اڈہ پر لے گئے، اللہ کی شان کہ وہ وہاں موجود تھا ۔ اسے پکڑ لیا ۔ وہ ڈر سے کانپنے لگا، دوسرے ڈرائیور بیچ میں پڑ گئے، اور ساٹھ ریال واپس کرائے وہ قسمیں کھا گیا کہ میں نے ان سے یہ رقم نہیں لی ہے ۔ آخر جھوٹ کے پاؤں کہاں، جب ہم یہ رقم لے کر پاکستانی ہوٹل پہنچے تو حاجی غلام حسین نے کہا کہ آپ نے چالیس ریال کیوں چھوڑے، پھر جاؤ مگر اب پولیس کے دفتر جا کر وہاں رپورٹ درج کراؤ پھر بذریعہ پولیس اسے پکڑو ۔ چنانچہ حضرت صاحب زادہ محمد ظفر اقبال مجھے اور اپنے استاذ حمزہ مدنی کو اپنی کار میں لے کر پولیس اسٹیشن پہنچے وہاں کے ہر منشی نے اپنے عسکری (شرطہ) یعنی سپاہی کو ہمارے ساتھ اڈہ پر بھیجا بہت تلاش کیا مگر اس دوران میں وہ ڈرائیور کار لے کر بھاگ چکا تھا ۔ پولیس اس کے پیچھے لگی ہے دیکھئے کیا ہو ۔

٭٭٭

۷ رمضان ۱۳۸۹ھ ، ۱۷ نومبر ۱۹۶۹ء

آج صبح ہم نے گوشت اور کھجوروں سے سحری کھائی ، گوشت ایک قسم کا ! مکھن ہے جو ہالینڈ سے ڈبوں میں بند آتا ہے ۔ چھوٹا ڈبہ پندرہ قرش کا آتا ہے بڑا ڈبہ ڈیڑھ ریال کا ، اسے برف میں لگا کر دکاندار رکھتے ہیں ، یہ بڑی لذیذ کریم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یہاں بہت ہیں :-

۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۹ نومبر ۱۹۶۹ء چہارشنبہ

الحاج سیٹھ آدم جی کراچی والے جو کہ ایک عاشق رسول نعت خواں ہیں ہمارے ساتھ بہت ہی مہربانی سے پیش آتے ہیں ۔ وہ چار سال سے یہاں مدینہ منورہ میں مقیم ہیں ۔ وہ ہم کو تمام چیزیں خریدنے کے لیے بازار لے گئے اس دوران میں انہوں نے ہم کو حضرت عکاشہ ابن محصن کی قبر مبارک کی زیارت کرائی ، جو ایک گلی میں ایک مکان کے حجرے میں ہے اور نجدیوں کی دستبرد سے محفوظ ہے پھر حضرت مالک ابن سنان کے مزار کی زیارت کرائی جو ایک پختہ مکان میں ہے جسے نجدیوں کی دستبرد سے پھر سیدنا عبداللہ والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور والے مکان کی زیارت کرائی جو محلہ عبداللہ میں واقع ہے ، پھر ہم کو گھی مرچ مصالحہ جھاڑو وغیرہ خرید وائیں گذشتہ شب یہاں بہت بارش ہوئی تمام سڑکیں گلیاں پانی بھری ہوئی ہیں ۔ پانی کی نکاس کا انتظام ناقص ہے ۔ ہم یہاں الحاج احمد بخش صاحب سندھی عرف وڈیرا صاحب کے مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں ، آپ میرپور خاص (سندھ) کے رہنے والے ہیں آپ نے اپنے مکان کا ایک حصہ حجاج کے لیے چھوڑا ہوا ہے جس میں صحن اور چار بڑے بڑے کمرے ہیں ، پانی استنجا خانہ کا اچھا انتظام ہے ۔ آپ یہاں حجاج کو بغیر کرایہ ٹھہرایا کرتے ہیں ، بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں :-

۱۰ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج ہم نے نماز جمعہ حرم شریف میں ادا کی۔ ہمارا خیال تھا کہ چونکہ حجاج نہیں آئے ہیں لہٰذا حاضرین کم ہوں گے۔ مگر اللہ اکبر اتنے بڑے حرم شریف میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، باہر سڑکوں پر نمازیوں کی صفیں تھیں۔ خطیب عبدالعزیز نے بہت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں فضائل ماہ رمضان بہت وضاحت سے بیان کئے۔ مسلمانوں کو گناہ چھوڑنے نیک اعمال کرنے کی رغبت دی۔ خطبہ بہت ہی اچھا تھا۔ بعد نماز جمعہ حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کے دولت خانہ پر حاضری دی وہاں کلیہ شریف کے صاحب سجادہ بھی تشریف فرما تھے مل کر بہت خوش ہوئے۔ بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں۔ ہر وقت درود شریف پڑھتے ہیں۔ حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب کے صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جمعہ شریف کا ذکر ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ یہاں حرم شریف جمعہ کو ایسے ہی بھرا ہوتا ہے ہر حجاج کے ہونے نہ ہونے کا جمعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سال یہاں قانون بنا ہے کہ افطار کے وقت سوا روٹی اور کھجور کے کوئی سامان افطار حرم شریف میں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ قالین بہت ہی قیمتی بچھائے گئے ہیں۔ لوگ انہیں خراب کرتے تھے۔ آج گجرات والی مائی فضلاں نے ہماری دعوت کی۔ سامان خوردنی حرم شریف میں لے جانا چاہا۔ دروازے پر چھین لیا گیا۔ بعد نماز مغرب کھانا وصول کیا اور حاجی غلام حسین صاحب کے ہوٹل میں بیٹھ کر کھایا۔

مائی فضلاں گجراتی قریباً بیس سال سے قریباً مدینہ منورہ میں رہتی ہیں۔ حجاج کی خدمت کا مشغلہ ہے، بہت خوبیوں کی بزرگ ہیں، گجرات والوں کی خدمت کرتی ہیں۔

۱۱ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

آج مدینہ منورہ میں خوب بارش ہوئی حرم شریف کے پرنالے خوب چلے، مغرب کے وقت ایک صاحب اس پانی کی صراحی بھر لائے جو روضہ اطہر کا غسالہ شریف تھا یعنی اس پرنالے سے گرتا ہے جس پر علی لکھا ہے ہم نے روزہ اسی پانی سے افطار کیا وہ ہی پانی پیا۔

۱۲ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲ نومبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

یہاں باب العوالی میں کچھ ملتان کے حجاج مقیم ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ بہت مالدار ہیں۔ اُن کے ہاں ہر پیر کی شب میلاد شریف ہوتا ہے۔ آج حاجی سیٹھ آدم جی نے ہم کو بھی ان سب کی طرف سے دعوت دی۔ نماز مغرب سے ا پندرہ منٹ پہلے حاجی صاحب اپنی کار میں ہم کو لے گئے۔ پانچ منٹ کا راستہ ہے۔ ہم نے وہاں ہی روزہ افطار کیا قریباً بیس آدمی تھے۔ سب کو کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد نعت خوانی پنجابی اور ملتانی زبان میں ہوئی، ہم نے جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کئے۔ بہت ہی لطف آیا۔ نماز عشاء سے پہلے ہم واپس حرم شریف پہنچ گئے اور حضرات نے جمعرات یعنی جمعہ کی شب کے لیے پھر دعوت دی ہے، وہ لوگ اس شب ختم خواجگان کیا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ حاضری دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ عشاء حرم شریف میں ادا کریں۔ وہاں ان حضرات نے ایک مسجد بہت ہی اچھی بنائی ہوئی ہے اس مسجد میں جلسے ہوتے ہیں۔ یہ جگہ باغ سلمان فارسی کے راستہ میں ہے:-

۱۵ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲ نومبر ۱۹۶۹ء بدھ

آج مدینہ منورہ سترہ رمضان ہے۔ یہاں اہل مدینہ عموماً رمضان کی سترہ اور ستائیس تاریخ کو مسجد قبا شریف میں جا کر نفل ادا کرتے ہیں۔ ہم بھی آج مسجد نبوی شریف میں اشراق پڑھ کر مسجد قبا شریف روانہ ہو گئے۔ حرم شریف کے دروازہ پر ٹیکسی عام ملتی ہے مگر وہ پانچ سواری سے کم پر روانہ نہیں ہوتے اور فی سواری ایک یا آدھا ریال لیتے ہیں۔ اس لیے ہم مسجد غمامہ چلے گئے وہاں سے عام چھوٹی بڑی بسیں کاریں قبا جاری تھیں۔ چار قرش کرایہ پر بسے جا رہی تھیں۔ ہم اس بس میں بیٹھ گئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ زائرین کا ہجوم لگا ہے۔ ہم نے بھی دو نفل مسجد قبا کی محراب میں دو نزول آیہ قرآنی مسجد اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى کے نزول کی جگہ دو طاق الکشف کی جگہ ادا کیں۔ پھر چار قرش دے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ راستہ میں سوق الخضروات سے گوشت خریدا یہ بازار مسجد غمامہ سے بالکل متصل ہے، یہاں آج کل بارشیں قریباً روزانہ ہو رہی ہیں۔ یہاں سال میں صرف دو موسم ہوتے ہیں۔ نومبر سے اپریل تک سردی اور مئی سے اکتوبر تک گرمی۔ سردی بارشیں بہت ہوتی ہیں۔ گرمی کے چھ ماہ میں بارشیں نہیں ہوتیں۔ کیونکہ زمانہ کھجور کے پکنے کا ہے اسے بارش سے نقصان ہوتا ہے،

بے مثال دعوت

آج چونکہ یہاں ۱۷ رمضان مبارک ہے اور اہل مدینہ اس تاریخ کو عموماً حضرت امیر حمزہ اور شہداء احد کی زیارات کرتے ہیں۔ اس دستور کے مطابق، حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے ہماری اور چند حجاج کو احد شریف چلنے کی دعوت دی۔ ہم بعد نماز عصر قریباً ۱۱ بجے کے بعد تین کاروں میں احد شریف روانہ ہوئے۔ دس منٹ میں وہاں پہنچ گئے حضرت امیر حمزہ کے مزار اقدس کی زیارت کی۔ :

آپ کے پاس حضرت امیر محمہ ابو عبیر حضرت عبداللہ ابن جحش اور عثمان ابن شماس مدفون ہیں۔ مگر اُن کی قبور ظاہر نہیں۔ صرف آپ کی قبر ظاہر ہے۔ احاطہ ہے جس میں یہ قبریں واقع ہیں شہداء احد کے مزارات اس احاطہ سے باہر ہیں۔ اس احاطہ کے دروازہ پر بڑا سا سائن بورڈ لگا ہے۔ جس میں عربی میں یہ عبارت لکھی ہے :-

الصلوٰۃ عند القبور و التمسح بھا و رمی النقود علیھا لا تجیزہ الشریعۃ الاسلامیہ۔ پھر دوسری سطر میں فارسی میں ترجمہ لکھا ہے۔ ترجمہ یعنی قبروں کے پاس نماز پڑھنا۔ اور نہیں ہاتھ لگانا۔ اور اُن پر پیسے ڈالنا! شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں :-

زیارات میں بہت لطف آیا۔ پھر روزہ افطار کیا۔ کھایا کھایا بعد میں نماز مغرب پڑھی۔ پھر ایک بجے سے پہلے حرم شریف آ گئے۔ کھانے عجیب تھے۔ کھجور کا حلوہ۔ بریانی۔ شلغم گوشت شوربے والے اور دو قسم کی روٹیاں تھیں جنہیں بریک کہتے ہیں۔ ایک بریک حلو دوسرا بریک مالح۔ نمکین بریک میں قیمہ انڈے سے بھرے ہوئے تھے۔ میٹھے نامعلوم کیا تھا۔ بہت ہی لذیذ۔ ایسی نعمتیں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ اس دعوت میں گوجر خان کے سید نبی الدین صاحب گوجر خان والے مہمان خصوصی تھے۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی :-

۱۷ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ، ۲ نومبر ۱۹۶۹ء جمعرات

آج شب عوالی مدینہ میں ہماری تقریر ہوئی۔ حاجی سیٹھ آدم جی کراچی والے نے ہم کو حاجی نذر حسینی صاحب کی طرف سے ہم کو وعظ اور کھانے کی دعوت دی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا عرس تھا اور بعد میں ختم خواجگان :- مدینہ منورہ سے بہت سے سُنی حضرات تقریر سننے کے شوق میں گئے تھے، حتیٰ کہ ہمارے صاحب خانہ احمد بخش صاحب یعنی وڈے صاحب اور محمد یار صاحب وغیرہ بھی گئے تھے۔ وہاں کھجوریں اور انگور سے روزہ

افطار کیا۔ بعد نماز مغرب مرغ کا گوشت خمیری روٹیاں اور زردہ کھلایا گیا۔ قریباً ۲۵ بلکہ تیس آدمی تھے۔ مسجد میاں نور الٰہی میں یہ تقریب تھی۔ بعد کھانے کے سوا گھنٹہ ہم نے حضور انور کے معجزات خصوصاً معجزہ شق القمر پر تقریر کی۔ پھر حضرت آمنہ کے فضائل۔ عرس کے معنی اس حقیقت پر تقریر کی۔ پھر حاضرین کے اصرار پر تراویح وہاں ہی ادا کی، بعد تراویح واپس ہوئے، حاجی آدم جی اور حاجی نذر حسین صاحب کار پر ہمیں پہنچا گئے۔

۱۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۲۹ نومبر ۱۹۶۹ء شنبہ

چونکہ آج مدینہ منورہ میں ۲۰ رمضان ہے اس لیے آج لوگ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ رہے ہیں، ہم بھی ان شاء اللہ تعالےٰ عصر کی نماز سے اعتکاف میں بیٹھ جائیں گے آج چونکہ شنبہ کا دن ہے اس دن مسجد قبا کی حاضری سنت ہے، ہم بھی مع اپنی اہلیہ بعد نماز اشراق باوضو مسجد قبا گئے۔ وہاں متعدد مقامات پر نوافل ادا کئے سر در جسے خاتم کہتے ہیں۔ بالکل بند کر دیا گیا ہے، یعنی اس کا نشان بھی نہیں چھوڑا قبا میں بچوں کا اسکول ہے، اسکول کے سامنے وہ مکان ہے جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر چند دن قیام فرمایا تھا۔ اس کی زیارت کی کچھ آگے پانی کی مشین ہے جس سے پانی زمین میں سے نکالا جاتا ہے۔ بہت بڑا انجن لگا ہے سنا ہے کہ سارے مدینہ منورہ کو پانی وہاں سے ہی سپلائی ہوتا ہے۔ قریباً ایک فرلانگ آگے وہ جگہ ہے جہاں سے انصار مدینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت ہجرت بطور استقبال لیا تھا۔ وہاں ایک شکستہ مسجد ہے۔ وہاں ہم نے نوافل ادا کیے، واپسی پر گوشت مارکیٹ سے قیمہ ہری مرچیں سبز دھنیا۔ انگور خرید کر پھر گھر واپس ہوئے۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب کے بھائی حافظ محمد حسین صاحب کا ختم قرآن تھا۔ بعد تراویح باب عمر اور باب سعود کے درمیان نوافل میں ختم قرآن کیا گیا۔ بعد ختم دعا ہوئی۔ حاجی غلام حسین صاحب

نے بالوشاہی۔ لڈو اور کھجوریں تقسیم کیں مجھے بہت زیادہ کھجوریں دیں اور فرمایا کہ کہ یہاں ختم بہت ہوں گے ۔ ساری کھجوریں جمع کر کے گجرات لے جاؤ :۔

۱۹ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

آج یہاں اعتکاف کا پہلا دن ہے یہاں آج ۲۱ رمضان ہے۔ ہم باب سیدنا عمر کے پاس اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ساتھ اعتکاف میں کل تیرہ حضرات ہیں، حاجی غلام حسین صاحب علی ابن کریم بخش ۔صوفی محمد یار صاحب فریدی۔ کریم بخش صاحب صوفی عبدالرسول صاحب ۔ محمد اسماعیل صاحب سبحانی ۔ امام علی صاحب صدیقی ملک احمد بخش صاحب ملتانی ۔ حافظ کوثر صاحب ملتانی ۔ حاجی علی محمد صاحب وغیرھم ۔ یہاں اعتکاف کا منظر دیکھنے کے قابل ہے ۔ معتکفین کی ایک بستی بنی ہوئی ہے جمعہ کے دن ایک شخص کو باب سلام کے سامنے قصاص میں قتل کیا، گیا ہے۔ قصاص کا اعلان ہوا۔ بعد نماز جمعہ تمام لوگ جمع ہوئے۔ اولاً اُس کا جرم لوگوں کو سنایا گیا۔ پھر اس کی گردن پر تلوار ماری گئی۔ ایک پل میں گردن کٹ کر دور جا پڑی ۔ بڑی بھیڑ تھی۔ تماشائیوں کی یہاں قصاص بازار میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ لیا جاتا ہے۔ عجیب نظارہ ہوتا ہے :۔

۲۰ رمضان ۱۳۸۹ھ یکم دسمبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج یہاں ۲۲ رمضان مبارک ہے حجاج اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے بعد نماز عصر درس قرآن شروع کر دیا ہے کل ہم نے پہلا درس دیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس وقت پانچ نعمتیں بخشی ہیں (۱)۔ رمضان کا مہینہ۔ زمین مدینہ ۔ مسجد نبوی۔ اعتکاف اور اس وقت کا یہ اجتماع ذکر اللہ رسول کے لیے ۔ کلمہ اور ہماری عبادات ڈھانچہ ہیں۔ ان سب کی روح ادب رسول ہے ۔ بے ادب

کلمہ پڑھے تو بھی مومن نہیں ہوتا۔ جیسے منافقین مخلص بندہ اگر مجبوراً کفر بھی بولے تب بھی کافر نہیں ہوتا ہے جیسے حضرت جندع ابن عمرہ لیثی بہت لطف رہا رہا۔ آج رات ہمارے اعتکاف گاہ میں حافظ نور الہٰی ابن مولوی حاجی محمد یار صاحب فریدی کا ختم قرآن تھا جو انہوں نے نوافل میں بعد مغرب روزانہ پڑھا ہے۔ دو نفل میں پاؤ پارہ و الضحیٰ سے والناس تک تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد میں دعا۔ پھر کھجوریں تقسیم ہوئیں۔ حاجی غلام حسین نے تقسیم فرماتے ہوئے میری تو جھولی بھر دی۔ اس بار اعتکاف کے زمانہ میں ہمارے گھر کی خدمت علی گڑھ کے حاجی کریم اللہ صاحب ولد عبدالرزاق صاحب کر رہے ہیں، جو یہاں مدینہ منورہ میں پندرہ سال سے ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ بازار سے سودا سلف یہ ہی لاتے ہیں۔

۲۲ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ حرم شریف میں بعد نماز عصر ہم اپنے اعتکاف گاہ میں درس دے رہے ہیں۔ کل کہا گیا تھا کہ دوستو ماہ رمضان ہے۔ مدینہ پاک کی زمین ہے خیال رکھنا۔ اپنے اعضا کو ہر قسم کے گناہ سے بچانا۔ نبی اکرم حیوٰۃ ہیں تم کو دیکھتے تمہاری آوازوں کو سن رہے ہیں۔ اُن سے غیرت کرو۔ اس سلسلہ میں مسئلہ حیوٰۃ النبی پر مدلل تقریر کی۔ ہم نے کہا کلمہ طیبہ حیوٰۃ النبی کی دلیل ہے۔ اس میں کہا جاتا ہے۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ کے رسول تھے۔ نیز التحیات وغیرہ میں سلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیوٰۃ کی دلیل ہے۔ کہ جو سلام سن نہ سکے یا جواب دے نہ سکے اسے سلام کرنا ممنوع ہے کہ سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے۔ سورج غروب ہو کر مٹ نہیں جاتا۔ چھپ جاتا ہے یوں ہی حضور انور

وفات پاکر ہم سے چھپ گئے ہیں ۔ شعر

جلوہ سا دکھا کر چھپ گئے ہیں

دیوانہ بنا کے چھپ گئے ہیں

ڈھونڈوں ہوں انہیں میں کوچہ کوچہ

وہ دل میں سما کے چھپ گئے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایسا اثر ہوا کہ سامعین کی ہچکی بندھ گئی ۔ بعد لوگ ہم سے پسٹ کر رونے لگے ۔ ہم نے کہا کہ سورج چمکے تو ظہر و عصر کا وقت بنائے ۔ ڈوبے تو مغرب عشا تہجد فجر کی نمازیں پڑھائے ۔ چمکے تو ذرے سے چمکائے ڈوبے تو تاروں چاند کو چمکائے ۔ حضور انور ظاہری حیات میں صحابہ بنا رہے تھے بعد وفات اولیاء اللہ بنا رہے ہیں ۔ اس مدلل تقریر کا اثر یہ ہوا کہ پیغام آگیا کہ اپنی تقریر کی احتیاط کرو ۔ معلوم ہوا کہ موجودہ حکومت حیٰوۃ النبی کی قائل نہیں ۔ اس لئے کسی کو ایسی تقریر کی اجازت نہیں دیتی :۔

۲۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۹ء پنجشنبہ

آج یہاں ۲۵ رمضان مبارک ہے ۔ بڑی چہل پہل ہے ہم نے یہاں کی سی رونق کہیں نہیں دیکھی ۔ کل جمعۃ الوداع ہے ہم نے بعد نماز عصر تقریر کی جس میں عرض کیا کہ ہم کو ہر سال پاکستان کے رمضان ملتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال مدینہ کا رمضان عطا فرمایا ماہ رمضان تو ایک ہے مگر اس کے فیوض مختلف مقامات پر مختلف ہیں جیسے ایک بادل کی بارش کے قطرے جو کھیت میں گریں وہ دانہ بناتے ہیں ۔ جو باغ میں گریں وہ پھل فروٹ پیدا کرتے ہیں جو سیپ میں گریں وہ موتی اور جو عام زمین پر گریں وہ گھاس سبزی پیدا ہوتے ہیں ۔ رمضان کی جو گھڑیاں مدینہ پاک کی زمین میں گزریں ان میں عبادات موتیوں کی طرح قیمتی ہیں اس کے ساتھ ہی دعائیں مانگنے کا طریقہ ۔ مدینہ منورہ کے آداب ۔ یہاں کے فیوض و برکات

بیان کئے۔ لوگوں نے بہت ہی اثر لیا

۲۴ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج صبح گجرات کی سات عورتوں کا قافلہ جو کراچی سے پہلے جہاز سے روانہ ہوا تھا پہنچا۔ جس میں پروین اختر۔ رشیدہ بیگم یعنی عبدالرؤف شہزادہ صاحب کی والدہ۔ اقبال بیگم۔ زرینہ بیگم۔ سردار بیگم وغیرہ ہیں انہوں نے یہاں دو ماہ کے لیے پانچ سو ریال میں رہائش کا پرمٹ لیا ہے۔ ان کے بخیریت پہنچنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ آج جمعۃ الوداع ہے۔ خلقت کا ہجوم اندازے سے زیادہ ہے۔ آج یہاں ۲۶ رمضان ہے صبح سے حرم شریف میں نمازیوں کا ہجوم ہو گیا ہے۔ امام نے ماہ مبارک وداع اور دنیا کی فنا اللہ کی بقا پر بہت پر درد خطبہ پڑھا تھا، کہ رمضان جا رہا ہے کوشش کرو اس کا اثر ہمارے دلوں سے نہ جائے۔ ہمارے دل پختہ رنگ جاویں۔ جسے کوئی پانی دھو سکے:

۲۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۷ دسمبر ۱۹۶۹ء یک شنبہ

آج یہاں ۲۸ رمضان ہے۔ ہمارا درس برابر جاری ہے ہم نے آج کے درس میں کہا کہ ماہ رمضان اور شب قدر کی عظمت اس لیے ہے کہ آج سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال پہلے ایک بار اس میں قرآن مجید نازل ہو چکا۔ قرآن اشرف ! کتاب ہے اس نے ہمیشہ کے لیے رمضان کو اشرف ماہ بنا دیا۔ قرآن کو تمام کتب پر شرف اس لیے کہ وہ اشرف بنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، ورنہ دوسری آسمانی کتب بھی مکرم الہی تھیں وہ بھی بذریعہ جبریل آئی تھیں، چونکہ قرآن کو حضور نے پڑھا اس لیے تا قیامت اشرف الکتب بنا دیا۔ قرآن کے سوا سوز و گداز کسی آسمانی کتاب میں نہ تھا۔ قرآن کو یہ سوز و گداز حضور کی زبان سے ملا۔ اس بیٹری کو چارج کرنے والی مشین زبان پاک مصطفوی ہے۔ دیکھو یہ بغیر جانے

بغیر سمجھے بھی لوگوں کو تڑپا دیتا ہے:۔ و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول
تری اعینھم تفیض من الدمع ۔ اس آیت میں القرآن نہ کہا بلکہ ما انزل الی
الرسول فرمایا ۔ اسی طرف اشارہ فرمانے کے لیے
آج صبح سلام ہو رہا تھا ۔ بھیڑ بہت زیادہ تھی ۔ ایک حبشی سلام پڑھ رہا تھا کہ
مجمع سے کسی کا دھکا اسے بہت زور سے لگا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولا گدام النبی
گدام النبی یعنی کیا نبی کے سامنے تم مجھے دھکا دیتے ہو ۔ پھر بولا سامحکم اللہ
اللہ تم کو معاف کرے اس فقرے نے مجھے تڑپا دیا ۔ گدام النبی سبحان اللہ کیسا
پیارا لفظ ہے ۔ آج رات حرم کے گوشہ میں ختم قرآن تھا ۔ ایک بچے نے نوافل میں
ختم قرآن میں ایسی پیاری قراءت کی کہ سبحان اللہ بعد ختم قرآن اس بچے کے استاد شیخ
حسن نے بہت دردناک دعائیں مانگیں ۔ پتہ لگا کہ شیخ حسن کی عمر ایک سو پچاس سال ہے
آپ مصری ہیں ۔ اسی سال سے مدینہ منورہ میں ہیں حضور انور نے انہیں مدینہ منورہ میں بلا
لیا ہے ۔ یہاں کے سارے قاریوں کے استاد ہیں ۔ حتیٰ کہ حرم کا امام بھی ان کا
شاگرد ہے ۔ ان سے مل کر بہت بڑی خوشی ہوئی ۔

۲۷ رمضان سنہ ۱۳۸۹ھ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء دوشنبہ

یہاں آج ۲۹ رمضان ہے آج شب حرم شریف میں تراویح میں ختم قرآن ہوا ،
امام حرم نے بیسویں تراویح و الناس پر ختم کی سورہ بقرہ شروع نہیں کی ۔ رکوع
سے پہلے بہت رقت انگیز دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھیں ۔ پھر رکوع کیا ۔
امام صاحب خود بھی روتے تھے مقتدیوں کی بھی ہچکی بندھی تھی پھر عربی وقت سے
آٹھ بجے تہجد پڑھی اس میں بھی قرآن مجید ختم کیا اور رکوع سے پہلے قریباً
بیس ، ۲۰ منٹ تک دعائیں پڑھیں ۔ اس وقت رقت رات سے بھی زیادہ
تھی ہزار ہا عورتوں مردوں کا اجتماع تھا ۔ آج چاند کا انتظار ہے یہاں تبلیغی
جماعت والے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں حجاج کو فوراً اور اجتماع

تبلیغ برابر کر رہے ہیں مجھ سے کہا کہ مجھ سے ایک حاجی سید واجد حسین صاحب مجھ سے کہا کہ مجھے ایک تبلیغی جماعت والے نے کہا کہ حضور انور کو ہمارے درود کی خود حاجت ہے آپ سے کچھ مانگنا اول درجے کی بے وقوفی ہے۔ خدا سے مانگو۔ یہ ہے اُن کی تبلیغ مگر بقول شاعر

رہے گا یونہی اُن کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

یہاں رمضان بھر بعد عصر بخاری کا دورہ ہوتا تھا۔ کل یک شنبہ کو بعد عصر ختم بخاری ہوا۔ مولانا محمد صالح صاحب مصری اس کا انتظام کرتے ہیں ختم کے وقت بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر ملک کے علماء کا اجتماع ہوتا رہا۔ بہت دردناک دعائیں مانگی گئیں۔ بہت لطف رہا۔ مغرب سے کچھ پہلے یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا:۔

۲۸ رمضان ۱۳۸۹ھ ۹ دسمبر ۱۹۶۹ء سہ شنبہ

آج رات حرم شریف بھرا ہوا تھا۔ تراویح کا انتظار تھا کہ عشاء کے فرض پڑھا کر خطیب صاحب نے اعلان کر دیا کہ ریاض سے اطلاع آگئی کہ چاند ہو گیا بس پھر کیا تھا مدینہ کی چہل پہل شروع ہو گئی۔ رات بھر تمام مدینہ منورہ میں رونق رہی کہ سبحان اللہ ہم صبح پونے گیارہ بجے جب کہ تہجد کی اذان ہوئی۔ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ بارہ بجے کے بعد نماز فجر پڑھی ڈیڑھ بجے تک تکبیر اور دور د شریف ہوتا رہا۔ لاؤڈ اسپیکر پر ڈیڑھ بجے نماز عید ہوئی۔ خطیب عبدالعزیز صاحب نے دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے عید کی تکبیریں کہیں۔ اول رکعت میں سات دوسری میں پانچ بعد نماز اہل مدینہ کے ساتھ جنت البقیع میں گئے۔ وہاں زائرین کا میلا لگا ہوا تھا:۔



۲ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

ہم آج سے یہاں کی تاریخ کے لحاظ سے سفر نامہ لکھتے ہیں، آج یہاں دوسری شوال ہے پاکستان ۲۹ رمضان ہوگی۔ آج ہم کو حاجی نور الٰہی جہلم والے اپنے گھر لے گئے۔ ان کا گھر دیکھ کر ہم کو حیرت ہوگئی۔ انہوں نے اسی ہزار ریال خرچ کر کے باب العوالی مدینہ منورہ میں مسجد شاندار بنوائی ہے مگر اپنے رہنے کا گھر صرف ایک جھگی جھونپڑی ہے۔ ان کا بیٹا غلام رسول جدہ میں سوا سو ریال ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ مگر اس کی اور اپنی آمدنی اس مسجد میں پر خرچ کر ڈالتے ہیں :۔ واقعی انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر۔ حاجی صاحب فنانی المسجد ہیں۔ مسجد تو مکمل ہو چکی ہے منارہ کی تعمیر باقی ہے۔ ایک سو ریال ماہوار امام کو تنخواہ دیتے ہیں۔ اپنے پاس سے جہلم کے رہنے والے ہیں یہاں پندرہ سال سے ہیں :۔

۴ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں عربی میں سالانہ محفل میلاد شریف ہوا۔ ہم بھی وہاں مدعو تھے ایک حضرت مصری نے بہت ہی اعلیٰ نعت خوانی کی محفل کے دوران میلاد میں پودینہ کی چا سے حاضرین کی تواضع کی گئی ساڑھے سات بجے شب یعنی چار بجے صبح تک میلاد شریف ہوا۔ پھر حسب دستور کھانا کھلایا گیا۔ آج بعد نماز فجر حاجی عبد المجید صاحب قریشی سے ملاقات ہوئی۔ آج ہی کویت سے عبد الحفیظ صاحب یعنی عبد الرؤف کے بھائی صاحب آئے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ عمرہ کے لیے کویت سے آئے ہیں :۔

۱۴ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

آج معلم حیدر الحیدری صاحب نے ہم کو پاکستانی ہوٹل میں بلایا جانے پر معلوم ہوا کہ عبد العزیز ڈرائیور کو اپنے ساتھ لائے ہیں اور یہ وہ ڈرائیور ہے جو ہم کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ لایا تھا جس نے ہم سے ایک سو ریال لے لیے تھے۔ پھر ساٹھ ریال واپس دیئے وہ آج بقیہ چالیس ریال بھی ہم کو دے گیا اسے پولیس نے طائف سے پکڑا اور جیل میں بند کر دیا۔ اُسے معافی مانگنے ہمارے پاس بھیجا۔ پھر ہم مع معلم صاحب حمزہ مدنی صاحب کے ہاں گئے انہیں ساتھ لیا اور پولیس اسٹیشن پہنچے۔ وہاں تنازل لکھ دیا یعنی ہم نے مقدمہ واپس لے لیا۔ غالباً اُسے اب چھوڑ دیا ہوگا۔ یہ ہے حکومت اگر ہمارے پاکستان میں یہ واقعہ ہوا ہوتا تو برسوں دیوانی مقدمہ چلتا اور ہم کو بجائے کچھ ملنے کے اور بہت خرچ کرنا پڑتا۔

۱۵ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج رات مسجد اجابہ کے پاس حاجی خدا بخش مہاجر کے ہاں ہماری تقریر ہوئی۔ مدینہ منورہ کے فضائل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم درجات کمالات پر تقریر ہوئی۔ اور یہ کہ حضور دنیا میں کیوں تشریف لائے۔ اور اس شعر پر تقریر ہوئی۔ کہ شعر

نشان بے نشان ہو کر زبان بے زبان ہو کر
وہ آئے اس جہاں میں حسن مطلق کی ادا ہو کر

اللہ تعالیٰ بے نشان لاپتہ ہے۔ جہت و مکان سے پاک ہے اگر اس سے ملنا ہو تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اس سے ملو۔ بہت پر لطف مجلس رہی آج صبح مسجد نور کے پاس عوالی میں عبید اللہ بواب کے ہاں میلاد شریف ہوا وہاں شرک و بدعت پر تقریر کی۔ اس محلہ میں آج کل تبلیغی پارٹی کا بہت زور ہے

۱۰ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۹ء پنجشنبہ

آج ہماری قیام گاہ یعنی احمد بخش صاحب سندھی کے مکان پر میلاد شریف کی مجلس ہوئی۔ جس میں نعت خوانی کے علاوہ ہماری تقریر ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ کعبہ معظمہ ہے خدا کا گھر مگر حضور کا آستانہ ہے خدا کا در۔ گھر کی نعمتیں در سے ملتی ہیں جو در چھوڑ کر چھت سے کود کر گھر میں جائے وہ چور ہے بجائے بھیک کے سزا پائے گا۔ نیز خود گھر والے سے ملاقات در پر ہوتی ہے۔ نیز در برزخ کبری ہے اندر اور باہر کا۔ جو باہر سے اندر پہنچے وہ در سے اور جو اندر سے باہر آئے وہ در سے گنہگار رب تک پہنچیں وہ یہاں سے اور رب کی رحمتیں گنہگاروں تک پہنچیں وہ اسی راستہ سے ؎ شعر

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر،
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

جمیل صاحب شرقپوری نے اپنی قیام گاہ پر ہماری دعوت کی بہت پر تکلف کھانا پھل وغیرہ کھلائے، وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی تینوں سلام پڑھ کر پھر حضور انور پر اس طرح سلام پڑھے کہ مواجہ شریف میں حضور کے سامنے کھڑا ہو۔ یہ آیۃ ولو ۲نہم ۲ذ ظلمو ۲نفسہم ۲لخ پڑھے پھر لقد جاءکم رسول ۲لخ پھر ان اللہ وملائکتہ ۲لخ پھر صلی ۲للہ علیک یاسیدی یا رسول ۲للہ، ۷ بار پڑھے پھر یہ دو شعر پڑھے ؎

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ !!	فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی فداء القبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

پھر دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہو گی۔ چنانچہ آج سے ہم نے یہ عمل شروع کر دیا۔ آج شب یعنی شب جمعہ کو باب العمرہ گلی میں دین محمد صاحب کے ہاں جلسہ گیارہویں شریف ہوا جس میں نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے ضرورت اولیاء اللہ اور گیارہویں شریف کی اصل حضور غوث پاک کے فضائل پر مدلل تقریر کی! بہت مجمع تھا۔ نہایت ہی لطف آیا بعد میں حاجی دین محمد صاحب نے پلاؤ اور فرنی سارے حاضرین کو کھلائی۔ بہت ہی لذیذ تھیں۔ آج محمد میاں مصطفےٰ میاں اور نظام علی شاہ کے خطوط آئے تھے محمد میاں کے خط میں مولوی مرزا محمد بشیر صاحب کا بھی پرچہ ہے۔ ان سب نے بڑے درد و سوز و گداز سے حضور انور کی بارگاہ میں سلام اور درخواست حاضری دی ہے۔ ہم نے ان سب کی درخواستیں اور سلام بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے ہیں۔

۱۲ شوال ۱۳۸۹ھ - ۲ دسمبر ۱۹۶۹ء سہ شنبہ

آج بعد نماز عصر ہم کو حاجی غلام حسین اپنے باغ میں لے گئے آج ہی انہوں نے ایک کار اڑھائی ہزار ریال میں خریدی۔ اس سے پہلے ان کے پاس چار موٹریں اور تھیں یہ پانچویں خریدی۔ اس میں ہم کو وہ لے گئے ان کا باغ پچاس بیگہ میں ہے احد شریف کے دامن میں ہے اس میں کھوریں۔ انار انگور وغیرہ لگائے ہیں برسین یعنی بکری کا چارہ لگایا ہوا ہے۔ ٹیوب ویل ستر ہاتھ گہرے کنویں میں لگایا ہے۔ عجیب دلکش نظارہ ہے۔ حرم شریف دور سے نظر آتا ہے۔ غرضیکہ عجیب و غریب منظر ہے بعد نماز نماز مغرب ہم حرم شریف میں واپس پہنچے۔ نماز مغرب ادا کی۔

۱۴ شوال ۱۳۸۹ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز دوشنبہ

آج پانچ بجے صبح یعنی نماز اشراق کے بعد الحاج احمد بخش صاحب وڈیرے کے ہاں عورتوں کا جلسہ عید میلاد منعقد ہوا۔ جس میں گجرات کی چند نعت خواں

سیہ ؛ ان نے نعت خوانی کی ۔ اور برخورداری ونور چشتی پروین اختر نے بہت اچھی تقریر کی جس میں آیات واحادیث سے ثابت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے نبی ہیں ۔ حضور کی حکومت ساری خدائی پر جاری ہے ۔ بعد قیام سلام حاجی احمد بخش صاحب کی طرف سے بالوشاہی تقسیم کی گئی ۔ یہ مجلس مدینہ منورہ میں عورتوں کی پہلی مجلس ہے خدا کرے کہ مدینہ منورہ میں یہ مجلس جاری ہو جاویں ۔ ایک نعت خواں سردار بیگم نے جو گجرانوالہ کی رہنے والی ہے بہت اچھی نعتیں پڑھی :-

۱۸ شوال ۱۳۸۹ھ ، ۲ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس ہوا ۔ جس میں اوّل تلاوت قرآن مجید پھر نعت خوانی پھر ہماری تقریر ہوئی ۔ ہم نے عرس کے معنی اس کا مقصد شہید کے تین معنی ۔ حاضر ، گواہ ۔ مشاہدہ کرنے والا عالم پر مطلع پھر حیات شہدا پھر نبی اور شہید کی حیات میں فرق پھر یہ کہ نبی کی حیات بعد وفات ایسی کامل ہے کہ ان کی ازواج سے کسی کا نکاح درست نہیں ۔ ان کی میراث تقسیم نہیں ۔ ان پر مدلل تقریر کی بہت لطف آیا ۔ اس ضمن میں ذکر کیا کہ نبی اور شہید کی زندگی مقید نہیں کہ کسی جگہ وہ بند ہوں بلکہ مطلق ہے کہ عالم میں ہر جگہ سیر کرتے ہیں ۔ ایک دوسرے سے ملتے ہیں ۔ قل تلک فی موسیٰ اور آیۃ کریمہ یہ پڑھی ۔ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الھۃ یعبدون سے اور حدیث حجۃ الوداع کہ اس جنگل میں حضرت یونس علیہ السلام تلبیہ پڑھتے ہوئے اور فلاں جنگل میں موسیٰ علیہ السلام تلبیہ پڑھتے گذر رہے ہیں ان سے استدلال کیا :- آج شام بعد نماز عصر برخوردار ظفر علی خان پہنچ گئے یہ کراچی سے مدینہ منورہ ہسپتال میں سرکاری طور پر بھیجے گئے ہیں بہت خوشی ہوئی !

۲۱ شوال ۱۳۸۹ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج صبح چار بجے یعنی بوقت اشراق ہمارے قیام گاہ میں الحاج سید حسین شاہ صاحب گوجرخان والے کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی مجمع اچھا تھا۔ ہماری تقریر کا خلاصہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان انسانوں کو ملانے آئے جنہیں زبان، ملک غذا لباس نے جدا کر دیا تھا۔ اور یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں دینے آئے، پھر اس پر آیات واحادیث پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دینے ہی کو آتے ہیں۔ بعض مخلوق دینے کو آتے ہیں بعض لینے کو۔ سورج بادل دینے کو آتے۔ بعض زمینی باغات کو دیکھ کر بہت لطف آیا۔ پھر حاجی احمد بخش صاحب نے اعلان فرمایا کہ جب تک مفتی صاحب یہاں ہیں تب تک ہر دوشنبہ کو مفتی صاحب کا وعظ ہوا کرے گا۔

۲۳ شوال ۱۳۸۹ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

آج بعد نماز عصر ہم ترکی کتب خانہ دیکھنے جا رہے تھے ظفر علی خاں ہمارے ساتھ تھے کہ اچانک ہم کو سیٹھ آدم جی اور ان کے بھائی عبدالغفور صاحب کراچی والے ملے۔ بولے کہ ہم نے احد شریف کے لیے کار کرلی ہے آپ بھی چلو ہم اور ظفر علی خاں شیروانی سیٹھ احمد میمن بیرسٹر ان کے ساتھ احد شریف حاضر ہوئے۔ عجیب منظر تھا۔ اور سید الشہدا امیر حمزہ مصعب ابن عمیر۔ عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہم کے مزارات پر جو کہ ایک ہی احاطہ میں ہیں فاتحہ پڑھی پھر اس احاطہ کے باہر تقریباً پاؤ فرلانگ پر دوسرے شہداء کے مزارات ہیں وہاں فاتحہ پڑھی۔ پھر خاص احد شریف پر گئے۔ دہاں راستہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے کی جگہ جہاں چھوٹی سی مسجد ہے، حاضر ہوئے۔ پھر وہ پتھر جس میں سر کا نشان ہے وہاں پہنچے پھر احد شریف

پر چڑھ گئے۔ جہاں حضور انور نے احد شریف چند روز قیام فرمایا۔ وہاں حاضر ہوئے راستہ میں واپسی پر مسجد سنیق، الخیل یا ثنیہ وداع دیکھی، پھر حرم شریف واپس ہوئے۔ یہاں نماز مغرب کی دوسری رکعت ہو رہی تھی بہت لطف آیا۔ آج رات حضرت مولانا علاؤالدین صاحب سے اُن کے ہوٹل فندق طیبہ میں ملاقات کی، بہت بزرگ آدمی ہیں:۔

حضرت مولانا بزرگوں کی اولاد سے ہیں۔ اس ہوٹل کے واحد مالک ہیں، بڑی محبت سے پیش آئے۔ چونکہ آج بدھ بھی تھا اور پاکستانی حساب سے شوال اکیس ۲۱ تاریخ بھی جو کہ غزوہ احد کی تاریخ و مہینہ ہے اس لیے آج زیارات امیر حمزہ و شہداء احد بہت ہی روحانی ایمانی لذت و سرور کا باعث ہوئی:۔

۲۴ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ یکم جنوری سنہ ۱۹۶۹ء پنج شنبہ

الحاج غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے گھر پر۔ مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی۔ جس میں بہت کافی مجمع تھا۔ اولاً تلاوت قرآن مجید پھر دو نعتیں ہوئیں پھر ہماری تقریر ہوئی ہم نے یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا پر تقریر کی۔ سوا گھنٹہ تقریر جاری رہی جس میں ندا کے مختلف مقاصد۔ نبی کے تین معنی اور رسول کے دو ۲ معنی ۲ اور مرسل کے دو ۲ معنی پر تفصیلی گفتگو کی کہ نبی کے معنی ہیں۔ خبر والا یعنی خبر دینے والا۔ خبر رکھنے والا۔ خبر لینے والا رسول کے معنی ہیں فرمان رساں اور فیضان رساں۔ کچھ عمرہ و حج کے مسائل بیان کئے۔ بہت ہی لطف رہا۔

۲۶ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ ۳ جنوری سنہ ۱۹۶۹ء شنبہ

آج قبل مغرب حرم شریف میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

کے دو طالب علم عبدالکریم نجدی اور ربیر طائفی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ جن کے پاس حدیث کی ایک کتاب سبیل السلام شرح بلوغ المرام تھی۔ جامعہ والوں کا خیال ہے کہ قرآن و حدیث اُن کی طرح کوئی نہیں جانتا۔ ہم نے پوچھا کہ کیا آپ حضرات حدیث پڑھتے ہیں بولے ہاں۔ ہم نے کہا کہ کیا میں ایک بات آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔ بولے ہاں۔ ہم نے کہا کہ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے بہت سوچ کر بولے کہ حدیث کے معنی ہیں بات کلام اور سنت کے معنی ہیں طریقہ۔ ہم نے کہا کہ میں ان کے لفظی معنی نہیں پوچھتا۔ بلکہ ان کے مصداق میں فرق پوچھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیکم بسنتی یہ نہ فرمایا علیکم بحدیثی حضور انور کی نگاہ شریف میں ان میں کیا فرق ہے جب ہم نے یہ سوال کیا تو بہت اُلجھے پیچ کھائے مگر فرق نہ بتا سکے۔ ہم نے کہا کہ! آپ اپنے سارے اوستاذوں سے پوچھ کر کل اسی وقت اسی جگہ تشریف لاویں اور ہم کو فرق بتاویں۔ بولے بہت اچھا۔ وہ بولا آپ بتائیے کہ حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے ہم نے کہا کہ قرآن مجید کا مضمون اور الفاظ سب رب تعالیٰ کے ہیں۔ مگر حدیث قدسی کے مضامین رب تعالیٰ کے ہیں اور الفاظ حضور انور کے اپنے ہیں اس لیے! اس سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں مگر اس کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی۔ اس پر وہ کوئی اعتراض نہیں کر سکے :-

۲۸ شوال ۱۳۸۹ھ ۵ جنوری ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج ہماری قیام گاہ یعنی حاجی وڈیرے صاحب کے گھر پر میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی رسول کے معنی کا لطیفہ ہم نے عرض کیا بہت مبارک مجلس رہی۔ پھر ابوا شریف کی حاضری کا پروگرام بنایا۔ بیس ۲۰ آدمی کا قافلہ بنا۔ میر قافلہ حاجی فضل الرحمٰن صاحب مقرر ہوئے۔ سردار قافلہ الحاج صالح سعید حیدری صاحب مقرر ہوئے۔ پھر اچانک ہم گر پڑے۔ ہاتھ میں سخت چوٹ آئی۔ غلام رسول مدنی سندھی نے دیکھ کر کہا کہ کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی :-

مگر الحمدللہ یہ بات درست نہیں تھی۔ بہرحال۔ ہاتھ باندھ دیا:۔

۲ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء شنبہ

بدر اور الواء کی حاضری

ہم بہت روز سے کوشش میں تھے کہ بدر شریف اور الواء شریف کی حاضری میسر ہو۔ بدر کی حاضری تو آسان تھی۔ کیونکہ اس درمیان میں کوئی چوکی نہیں مگر الواء کی حاضری مشکل تھی کیونکہ بدر کے بعد مستواہ سے پہلے ایک چوکی مفرق ہیں بہت سختی ہے مفرق وہ جہاں ہے سے ینبوع کو سڑک نکلتی ہے۔ یہاں سخت مرکز تفتیش ہے۔ وہاں کے افسر کا نام ابراہیم ہے وہ ہمارے! دوست حاجی صالح صاحب کا خاص دوست ہے حاجی صالح باوجود اپنی سخت ڈیوٹی کے ہمارے ہمراہ ہوئے برخوردار عزیز سوئی پوروالے سید عمر شاہ صاحب سلمہ اتفاقاً جدہ سے کار میں آئے تھے وہ بھی ہمارے ہمراہ اس طرح ہو لئے کہ مجھ کو میری بیوی کو حمیدہ بیگم کو اور حاجی صالح مولانا فضل الرحمٰن بن مولانا ضیاء الدین صاحب کو اپنی کار میں سوار کریں۔ ہمارے باقی ساتھی بس میں سوار ہوئے۔ بس تین سو ریال میں کی تھی۔ آج ہماری عید ہے۔ حاجی غلام حسین صاحب نے ہم کو دو سیر گوشت اپنے ہوٹل سے پکوا کر ہمارے ہمراہ کر دیا۔ ہم بعد نماز اشراق مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے چار گھنٹہ میں بدر پہنچے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔ سیدھے مستورہ پہنچے۔ وہاں سے رہبر ساتھ لیا بیس ریال میں وہاں حاجی عمر شاہ کی کار خراب ہو گئی۔ وہ مستورہ چھوڑی اور ہم نے ان کو اپنے ہمراہ لیا اور الواء روانہ ہو گئے۔ عصر کے قریب الواء شریف پہنچ گئے۔ الحمد بارش شروع ہو گئی۔ مزار مقدس پہنچے تو بارش اور

بھی تیز ہوگئی مگر کسی کو اس کی پرواہ نہ ہوئی۔ حاجی سیٹھ محمد حسین صاحب نے اولاً ختم شریف پڑھا۔ پھر نعت شریف سب نے مل کر پڑھی۔

۞ یا آمنۃ بشرٰاک	سبحان من اعطاک
بحملک محمد	رب السماء اصطفاک
یا مصطفیٰ سعدک غلب	لما حملت فی رجب
وما تری منہ لعجب	ھذا النبی ذاک

یا آمنۃ بشراک

شعبان شھر ثان	بالمصطفی العدنان
رمضان جاء بامان	وحسنک وافاک

یا آمنۃ بشراک

شوال شھر رابع	والنور منہ ساطع
والخیر فیہ تابع	وربک ھیاک
ذو القعدۃ جاء بالوفا	وشرفک بالمصطفیٰ
وربہ عنک عفا	واللہ قد اعطاک

یا آمنۃ بشراک

ذو الحجۃ سادس شھرک	یا آمنۃ یا اسعداک
اللہ یجمع شملک	یا السید وافاک

یا آمنۃ بشراک

ومحرم شھر ھنا	وما تری منہ عنا
وحظی قلبک بالمنی	وعمت بہ دنیاک

یا آمنۃ بشراک

وفی الصفر شاع الخبر	بذی الیتیم المفتخر
من اجلہ شق القمر	فاللہ قد اعطاک

وفی الربیع الاول ولد الحبیب المرسل
یا آمنہ فتجملی فاللہ قد ھناک
یا آمنہ بشراک

ولد النبی مختونا مکحلا موھونا
واحاجب مقرونا وحسنہ وافاک
یا آمنہ بشراک

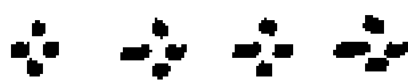
ھذا نبی الامۃ قد جاءک بالرحمۃ
یشوقنا للجنۃ بصحبتہ الافلاک
یا آمنہ بشراک

ضوء علی المختار وصار الانوار
وسید الابرار فھو النبی الذاک
یا آمنہ بشراک

اس کے بعد ہماری لکھی ہوئی منقبت پڑھی۔ دیوان سالک

صدقہ ہوں تم پر دل وجان آمنہ
تم محمد کی ہیں ماں آمنہ

بارش ہوتی رہی نیز اور یہاں سب لوگ بھیگتے ہوئے باقاعدہ میلاد شریف پڑھتے رہے۔ قریباً سوا گھنٹہ حاضری رہی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ مٹھائی پھل تقسیم ہوئے۔ جہاں موٹر کھڑی تھی۔ وہاں وضو کر کے نماز عصر پڑھی۔ واپس روانہ ہوئے۔ مفرق میں آکر معلوم ہوا کہ آگے راستہ بند ہے بارش نے سڑک کاٹ دی ہے۔ رات وہاں ہی گزاری۔ ایک چارپائی کے فی رات دو ریال دیئے میرے کمبل بھیگے ہوئے تھے۔ نیند بہت کم آئی۔ صبح کو ڈرائیور کسی اور راستہ سے ہم کو بدر لایا۔



۴ ذیقعدہ ۱۳۸۹؁ھ ۱۱ جنوری ۱۹۷۰؁ء یکشنبہ

آج حاجی محمد حسین صاحب رمزد کے مکان پر ہم نے قیام کیا۔ یہ مکان بدر میں مسجد عریشش اور مسجد نصر سے متصل ہے۔ حاجی صاحب نے ہم سب کی دعوت کی چاول اور مچھلی سے۔ ہم لوگوں نے آج زیارات کیں۔ سب سے پہلے شہدائے بدر کے مزارات پر حاضری دی۔ میلاد شریف پڑھا فاتحہ پڑھی پھر بدر کا کنواں چاہ بدر دیکھا پھر نزولِ ملائکہ کی جگہ کی زیارات کیں۔ واپسی پر کھانا کھایا۔ پھر نماز ظہر مسجد عریشش میں ادا کی۔ وہاں ہی عصر و مغرب پڑھی۔ مسجد عریش رات کو کھلی رہتی ہے۔ وہاں سونے کی اجازت ہے ہم میں سے اکثر لوگ تو حاجی رمزد صاحب کے مکان پر سوئے مگر ہم تھوڑے اسی مسجد عریشش میں سوئے۔ وہاں تہجد ادا کی۔ شب دوشنبہ تھی۔ بہت ہی لطف آیا۔ خدا کا شکر ادا کیا:۔

۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹؁ھ جنوری ۱۹۷۰؁ء دوشنبہ

آج شب کو سیٹھ رمزد صاحب کے مکان واقع بدر میں حاجی صاحب نے میلاد شریف کیا۔ نعت خوانی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ہم نے میلاد شریف یعنی واقعہ بدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا رات مسجد عریشش میں گذاری صبح سے ہی راستہ کھلنے اور مدینہ منورہ جانے کا انتظار کیا آج صبح ہم نے ناشتہ ان روٹیوں سے کیا جو پرسوں مدینہ منورہ سے لائے تھے۔ روٹیوں میں کوئی خرابی نہ تھی۔ شوق سے کھائیں پھر دوپہر کو سب کی دعوت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کی انہوں نے گوشت خود پکایا۔ روٹیاں بازار سے منگائیں۔ ایسا لذیذ سالن اس سے پہلے کم کھایا تھا۔ بعد نماز ظہر الحمد للّٰہ کہ راستہ کھل گیا۔ ہم لوگ خوشی خوشی مدینہ منورہ روانہ ہوئے راستہ آکر پتہ لگا کہ سیلاب نے راستہ کے حصے اڑا دیئے ہیں۔ تین بسیں ٹوٹی ہوئی

پڑی تھیں۔ چار حاجی ہلاک ہوئے۔ مال بہت برباد ہوا۔ آٹھ حاجی زخمی ہوئے۔ راستہ میں لائن سے بسیں چل رہی تھیں۔ ایک جگہ ہماری بس کو حادثہ ہوتے ہوتے بچا اللہ نے فضل کیا۔ نمازِ مغرب راستہ میں ادا کی۔ عشاء کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حرم شریف ابھی کھلا ہوا تھا۔ ہم نے پہلے سلام پڑھا پھر نمازِ عشاء ! ریاض الجنۃ میں ادا کی پھر سو رہے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان زیارات سے ! مشرف کیا :-

۸ ذیقعد ۱۳۸۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء اتوار

چونکہ بفضلہ تعالیٰ حج کا زمانہ قریب ہے اس لیے حجاج کی کثرت ہو رہی ہے مدینہ منورہ میں بہت چہل پہل ہے دن بدن رونق بڑھ رہی ہے

حضورِ انور کا معجزہ رب تعالیٰ کی قدرت

ہم نے اپنے ہاتھ کا ایکس رے کرایا۔ تو معلوم ہوا کہ کلائی کی ہڈی کہنی کے قریب ٹوٹ گئی ہے پھر مستشفی ملک یعنی شاہی شفا خانہ کے ڈاکٹر محمد زبیر کو دکھایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دو دن ہسپتال میں داخل رہو۔ پھر اقرار نامہ لکھ کر دو کہ ہم نے ہاتھ پر پلاستر کرانا ہے پھر ہم پلاستر لگائیں گے کندھے سے پہنچے تک ڈیڑھ ماہ تک پلاستر رہے گا جس سے ہاتھ لوہے کی سلاخ کی طرح رہے۔ پھر بھی درست ہو یا نہ ہو یقین نہیں۔ ہم نے کہا کہ حج کا زمانہ قریب ہے ایسی حالت میں ہم حج کیسے کریں گے۔ پھر تم سوچ لو۔ طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ اپنے آقا کے آستانہ عالیہ پر عرض کیا کہ اے حضرت عبداللہ ابن عتیک کی پنڈلی کی ٹوٹی ہڈی جوڑ دینے والے آقا۔ حضرت معوذ ابن عفرا کا کٹا ہوا بازو لب مبارک سے جوڑ دینے والے مولا میری ٹوٹی ہڈی بھی جوڑ دو۔ کیا میں مدینہ منورہ میں آکر بھی ڈاکٹروں کے پاس جاؤں۔ آپ سے بڑا حکیم کون ہو گا یہ عرض کرنا

تھا کہ میرے آقا کی کرم نوازی ہو گئی ۔ میرا ہاتھ بازآنہ درست ہے دیکھو اُس ٹوٹے ہاتھ سے لکھ رہا ہوں لطف یہ ہے کہ پیر کے دن ہم کو یہ حادثہ پیش آیا۔ اور ہفتہ کے دن ابوا شریف گئے ۔ وہاں سخت بارش میں ڈیڑھ گھنٹہ کھڑے رہے، خوب بھیگے کپڑوں میں منزل مفرق میں ہوئے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہاتھ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا ۔ اللہ کی قدرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور صاحب مثنوی کی کرامت

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ، ۲ جنوری ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج الحاج نذر محمد صاحب ولد چراغ دین صاحب مع اپنی اہلیہ اور چھ ساتھیوں کے بخیریت تمام مدینہ منورہ پہنچے ۔ اُنہوں نے وزیر آباد اسٹیشن پر دعا کرائی تھی کہ عرفات میں ہمارا ان کا ساتھ ہو ۔ اللہ نے اپنے کرم سے دُعا قبول فرمائی ۔ آج تلاش کرتے ہوئے ہم کو ہمارے مکان پر پایا ۔ یہاں محافل میلاد شریف خوب ہو رہی ہیں ۔ بہت رونقیں ہوتی ہیں :-

۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ ۳۰ جنوری ۱۹۷۰ء جمعہ

آج شب حاجی غلام حسین کے ہاں میلاد شریف ہوا جس میں ہماری تقریر تھی، یہاں محافل میلاد بہت ہو رہی ہیں آج جمعہ کی نماز اس شان کی ہوئی سبحان اللہ سارا حرم شریف پر تھا ۔ باب عمر کے سامنے حیدر الجیدری کے دفتر تک اور تمام دروازوں کے سامنے سڑکوں گلیوں ۔ مکان کی چھتوں مسجد قبا کی گلیوں میں نمازی بیٹھے تھے ۔ آج کل مدینہ منورہ میں امریکی ۔ افریقی ۔ جاوی ۔ مصری ۔ الجزائر ٹیونس ۔ مراکش ۔ پاکستان ۔ ہندوستان ۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک کے حجاج کے ہجوم ہیں ۔ ہر زبان والے اپنی اپنی زبانوں میں سلام اور عرض معروض کرتے ہیں ۔ بہت انگریز اپنی زبان انگریزی میں مسائل حج اور سلام کے ترجمے لئے ہوئے ہیں ۔ حرم شریف کا عجیب نظارہ ہے، آج بعد نماز جمعہ عوالی میں

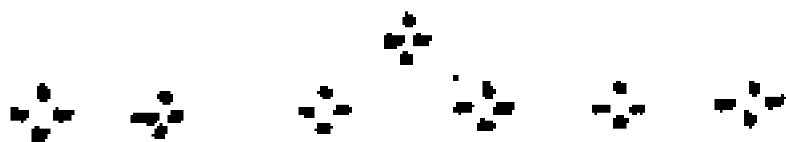
عبدالحفیظ صاحب کے ہاں ہماری اور مولانا الحاج محمد شفیع صاحب کی دعوت طعام ہوئی۔ عصر کے وقت واپسی ہوئی۔ ایک صاحب اللہ یار صاحب بہاولپوری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دو مشہور شعر پڑھے لطف آگیا:۔

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ،
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ صُبْحٍ،
وَشَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء جناب صدیقہ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ تب آپ پڑھا کرتی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۲۵ ذیقعد ۱۳۸۹ھ یکم فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج ہمارے داہنے ہاتھ پر سخت ورم اور چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو گئے۔ جن سے پانی ٹپکنے لگا۔ سخت تکلیف ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے بچوں نے ہاتھ پر ٹکا لگا دیا اور پر سے ربڑ کی بوتل سے سینک کیا جس کی گرمی کا نتیجہ یہ ہوا، پھر ہم انجمن خدام النبی کے ہسپتال میں گئے۔ جہاں حاجی الطاف حسین چاٹگام سے کمپونڈری کر آتے ہیں۔ مگر ہسپتال بند ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر حبیب احمد کراچوی جو اس ہسپتال کے انچارج ہیں۔ ملے۔ وہ بولے کہ بعد عصر آپ آئیں۔ ہم بعد عصر گئے:۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک پتلی دوا لگانے کو دی۔ مگر الطاف حسین نے کہا کہ اس دوا سے فائدہ نہ ہوگا انہوں نے ایک پاؤڈر دیا کہ یہ خشک کرے گا۔ واقعی ڈاکٹر صاحب کی بالکل بیکار ثابت ہوئی۔ خشک پاؤڈر نے فائدہ دیا:۔



صلوٰۃ وسلام

جو یہاں عرض کیا جاتا ہے :-

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یانبی اللہ

یا حبیب اللہ - یا خیر خلق اللہ - یا زینۃ عرش اللہ ✦ ✦ ✦ ✦

یاجمال ملک اللہ - یا قاسم رزق اللہ - یا مسک کلمات اللہ

یانور من نور اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا سید المرسلین - یا امام المتقین - یا اشرف الاولین والآخرین

یامحبوب رب العالمین یا قائد الغر المحجلین یا محب الفقراء

والغرباء والمساکین - یا خاتم النبیین - یا شفیع المذنبین

یا رحمۃ للعلمین - یا صاحب الخلق العظیم - یانعمۃ اللہ

علی المومنین یا منۃ اللہ علی المومنین - یا رحمۃ اللہ علی الخلین

یا راحۃ العاشقین - یا مراد المشتاقین یا شمس العارفین

یا سراج السالکین یا مصباح المقربین - یا من کان نبیا وآدم

بین الماء والطین .

الصلوٰۃ والسلام علیک

یاسید الکونین - یا نبی الحرمین - یا امام القبلتین

یا وسیلتنا فی الدین - یا صاحب قاب قوسین یا محبوب

رب المشرقین والمغربین - یاجد الحسن والحسین -

یا مولانا ومولی الثقلین - یا زین الذین یا منزھا من

کل عیب وشین ✦ یا قرۃ العین یا منزہ ھا من کل عیب

وشین :۔

الصلوٰۃ والسلام علیک

یاسلطان الانبیاء۔ یاامام الاتقیا۔ یاسید الاصفیاء

یاسند الاولیاء یاغیث السجار یاصاحب الجود والعطاء

یا یاماحی الذنوب والخطاء یامستریحۃ فی القبۃ الخضراء

یاخاتم الانبیاء۔

الصلوٰۃ والسلام علیک

یادر اللہ المکنون یا سر اللہ المخزون

حۃ القلب المحزون یا قرۃ العیون یا عالم

ماکان ومایکون :۔

الصلوٰۃ والسلام علیک

یاصاحب التاج یاصاحب المعراج

یاراکب البراق یامختار اللہ الطباق

یاصاحب المعجزات یاصاحب الدلالات

یاصاحب الاشارات

الصلوٰۃ والسلام علیک

یامزمل۔ یامدثر۔ یابشیر۔ یانذیر۔ یاسراجامنیر۔ یانور

یاطٰہٰ ویٰسین وعلٰی آلک الطیبین واصحابک الطاہرین

وازواجک الطاہرات امہات المومنین رضوان اللہ

علیہم اجمعین :۔

السلام علیک ایھاالنبی الکریم .. الروف الرحیم

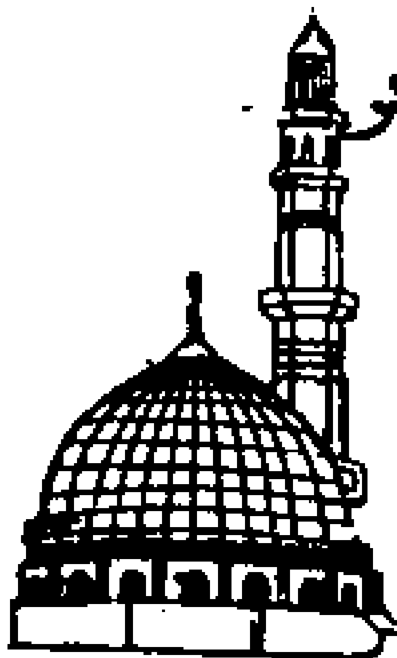
المطاع الامین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .. السلام علیک ایھاالرسول

الاکرم والنبی الاعظم۔ سید العرب والعجم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

يا رسول اللہ - یا نبی اللہ - اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انک یا حبیبی یا رسول اللہ عبدہ ورسولہ رسول بلغت الامانہ۔ وبلغت الرسالہ - ونصحت الامہ وکشفت الغمہ وجاھدت فی سبیل اللہ ۔ وعبدت اللہ من اتاک الیقین - جزاک اللہ تعالیٰ عنا وعن والدینا وعن اھل الاسلام وعن سائر المسلمین خیر الجزاء

حضرت ابوبکر صدیق

السلام علیک یا اول الخلفاء الراشدین السلام علیک یا تاج العاملین السلام علیک یا صاحب النبی المصطفی یا ابابکر الصدیق یا عتیق یا افضل الخلق بعد الانبیاء بالتحقیق - یا صاحب رسول اللہ فی الغار - یا رفیق رسول اللہ فی الحضر والاسفار وفی القبر یا امین رسول اللہ فی الاسرار یا ثانی اثنین اذھما فی الغار یا من انفقت مالک کلہ فی سبیل اللہ یا من تخللت بالعباء ... یا من قال فی حقہ رسول ان امن الناس علیّ فی مالہ ونفسہ ابوبکر الصدیق یا من قال فی حقک النبی الاکرم لو کنت متخذ خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن خلتہ الاسلام یا من قال فی حقک الرسول المعظم لایبقین خوخۃ فی المسجد الا خوخۃ ابی بکر



سَلَامٌ عَلٰى عُمَرَ الْفَارُوْق

السلام علیک یا ثانی الخلفاء الراشدین

السلام علیک یا تاج العلماء العالمین

السلام علیک یا صاحب النبی المصطفیٰ یا سیدنا عمر بن

الخطاب۔ یا شہید المحراب یا ناطق بالصدق والحق

والصواب وافق رایہ بالوحی والکتاب۔ یا فاروق

الذی فرق بین الکفر والاسلام یا من فرق بین ایمان

والطغیان۔ یا من فرق بین المومنین والمنافقین

یا نور عیون المومنین یا غیظ قلوب المنافقین، یا غازی

الاسلام یا فاتح البلدان بالکسر الاصنام ٭٭٭

یا ناشر مظہر الاسلام۔ یا ابا الفقراء والغرباء والارامل و

الایتام۔ یا من قال فی حقہ سید البشر لو کان بعدی نبی لکان عمر یا من دعا فی

حقہ سید اللہم اید الاسلام بعمر۔ یا متمم الاربعین

یا حبیب محبوب رب العالمین

دونوں پر سلام:-

السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ

السلام علیکما یا امیری المومنین

السلام علیکما یا امامی المتقین

یا صاحبی النبی المصطفیٰ۔ یا مشیری رسول اللہ

یا وزیری رسول اللہ۔ یا امینی رسول اللہ

یا صفوتی حبیب اللہ۔ یا معینی رسول اللہ یا صاحبی

رسول اللہ فی القبر والحشر ٭۔

مستفیق اننا عند رسول اللہ جنۃ الا اللہ حیۃ الجنۃ

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ
۲ فروری ۱۹۷۰ء دوشنبہ

آج ہماری قیام گاہ پر حسب سابق جناب الحاج احمد بخش صاحب سندھی میلاد شریف ہوا۔ جس میں حضرت مفتی محمد حسین صاحب سکھری نے ایسی شاندار تقریر کی کہ سبحان اللہ۔ آیۃ کریمہ پڑھی ولو انھم اذ ظلموا الخ اور فرمایا کہ حضور انور باذن اللہ داعی اللہ ہیں۔ داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اور اللہ تعالیٰ داعی الا۔ رسول اللہ ہے نیز حضور نے فرمایا کہ لوگو اللہ کے دربار میں آؤ۔ رب نے فرمایا کہ برادر بار رسول اللہ کا آستانہ ہے۔ جہاں سے میرے احکام۔ فرمان۔ فیضان سب جاری ہوتے ہیں، وہاں پہنچو غرضیکہ لطف آگیا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ
۴ فروری ۱۹۷۰ء دوشنبہ

آج ہمارے قیام گاہ پر صاحبزادہ محمد جمیل صاحب شرقپوری کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں ہم نے اور مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے تقریریں کی۔ مولانا اوکاڑوی نے اس مضمون پر بہت نفیس تقریر کی کہ نجدیوں کو حضور انور نے قرن الشیطان یعنی شیطان کا سینگ کیوں فرمایا۔ فرمایا کہ سینگ والا جانور ہمیشہ سینگ سے لڑتا ہے۔ یونہی شیطان انہیں کے ذریعہ اللہ والوں سے لڑتا ہے پیچھے سے زور سے لگاتا ہے، جانور کے سارے اعضاء میں سخت تر عضو سینگ ہوتا ہے نجدی شیطان سے سخت تر ہیں۔ کہ شیطان نے کہا الا عبادک منھم المخلصین۔ مگر یہ لوگ ہمیشہ مخلصین کے پیچھے ہی پڑتے ہیں۔ نیز جب جانور کسی گھر میں جاتا ہے تو پہلے اس کے سینگ جاتے ہیں پیچھے خود داخل ہوتا ہے۔ دوزخ میں اس کے سینگ یعنی نجدی پہلے پھر شیطان غرضیکہ اچھی تقریر کی۔ بعد میں صاحبزادہ محمد جمیل صاحب

کی طرف سے پلاؤ۔ زردہ ۔ قورمہ ۔ دھی ۔ بہت لذیذ پیش کیا گیا۔ بہت لطف رہا۔
بعد نماز ظہر حضرت مفتی محمد حسین صاحب نے مجھے ایک درود شریف بتایا جو شفاء
امراض کے لیے اکسیر ہے دور زدیہ ہے۔ اللھم صلی وسلم وبارک
علی سیدنا ومولانا محمد طب القلوب ودوائھا وعافیۃ الابدان وشفاءھا
وھا دنور الابصار وضیاءھا وعلی آلہ وصحبہ وسلم ابداً۔

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۶ فروری ۱۹۷۰ء جمعہ

آج ہم نے جمعہ کی نماز بیرون حرم (حرم کی حدود) میں جگہ کہاں۔ یعنی وہاں جانے کا راستہ ہی نہیں ملا۔
کسی نماز میں اتنا مجمع میں نے اپنی عمر میں نہ دیکھا۔ حرم شریف سے ہر چہار طرف کئی
کئی فرلانگ تک نمازی ہی نمازی تھے۔ حتیٰ کہ جانب قبلہ کی دیوار کی جانب بھی
کئی فرلانگ تک یعنی امام صاحب سے آگے بھی نمازیوں کی صفوف تھیں۔ بعد نماز
جمعہ حافظ عبدالرشید صاحب کے ایک عزیز کے ہاں دعوت طعام تھی۔ وہ ہم کو
موٹر میں وہاں لے گئے ان کا مکان مسجد قبا شریف کے راستہ میں ہے۔ کھانے میں کوفتے
اور بکریوں کے دودھ کی لسی رہی اور کرامی بہت ہی لذیذ تھی۔ بریانی وغیرہ بھی بہت
لذیذ تھیں۔ حافظ عبدالحفیظ صاحب ہم کو اپنی موٹر میں مسجد قبا لے گئے وہاں میں
نے ہی نماز عصر پڑھائی۔ پھر وہاں سے احد شریف جناب امیر حمزہ کے مزار شریف
پر حاضری دی۔ جمعہ کی آخری ساعتیں تھیں۔ امیر حمزہ کے مزار شریف پر انوار پر حاضری
خوب دعائیں مانگیں رب تعالیٰ قبول فرمائے بہت ہی لطف رہا۔ قبل مغرب حرم شریف
پہنچے اللہ اکبر سڑکیں نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ آخر کار سڑک پر رومال بچھا کر مغرب
پڑھی پھر سنتیں و نفل گھر ہی ادا کیئے۔

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۸ فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج صبح ہم ایک سنی مدرسہ حفظ القرآن میں گئے جو محلہ درویشیہ مکان

عبداللہ صاحب امرتسری میں واقع ہے اس میں حافظ عبدالواحد صاحب مدرس ہیں چالیس طلبا ہیں۔ اس مدرسہ کا نام مدرسہ حفظ القرآن اہلیہ ہے۔ یہاں اہلیہ بمعنی ! پرائیویٹ ہوتا ہے جس کا تعلق حکومت سے نہ ہو۔ مدرسہ میں قریباً دس طلباء کو کھانا دیا جاتا ہے اس مدرسہ کے فارغ التحصیل حفاظ جگہ جگہ قرآن مجید حفظ کراتے ہیں رمضان شریف میں حرم شریف میں نوافل میں ختم کرتے ہیں۔ ہم نے مدرسہ کو پچیس روپیہ پاکستانی اور بیس ریال بطور صدقہ دیئے۔ اس مکان میں حجاج کے رہائش کے لیے بیس کمرے بنے ہوئے ہیں، ان کمروں کے کرایہ سے مدرسہ کو بہت مدد ملتی ہے اگر حجاج صاحبان یہاں ٹھہرا کریں تو اچھا ہو کہ اس سے مدرسہ کو مدد ملے گی۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۸ فروری ۱۹۷۰ء ۲ شنبہ

آج حجاج بہ کثرت مکہ معظمہ روانہ ہو رہے ہیں۔ آستانہ اقدس پر الوداع ۔۔ ۔۔ یا رسول اللہ الفراق یا حبیب اللہ کا شور مچا ہوا ہے آج حضرت مفتی محمد حسین صاحب (سکھر) اور اُن کے رفقاء کی طرف سے چار بجے صبح یعنی بعد اشراق میلاد شریف ہوا۔ جس میں اولاً خود مفتی صاحب نے الوداعی تقریر کی۔ بعد میں ہم نے پہلے اپنا الوداعی قصیدہ پڑھا پھر وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ کی بقیہ تقریر کے لیے آیۃ کریمہ تلاوت کی۔ مگر پہلے الوداع کا مضمون ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ حاجیو یہاں سے خالی نہ لوٹو۔ بلکہ کچھ خاص تحفہ لے کر جاؤ جانماز۔ رومال۔ کھجور وغیرہ عارضی اور فانی تحفہ ہے تم کوئی باقی تحفہ لے کر جاؤ وہ یہ ہے کہ حاضری کے شکرانہ میں کسی ایسے گناہ سے سچی توبہ کرلو جس کے تم عادی تھے اور کوئی ایسی نیکی اپنے پر لازم کرلو جو تم اب تک نہ کرتے تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر اس کا عہد کرلو کہ ہم زندگی بھر اس کے پابند رہیں گے۔ میں جب اس سے پہلے حاضر ہوا تھا تو سنت غیر موکدہ کا پابند نہ تھا۔ یہاں سے اس کی پابندی کا عہد کیا۔ ایک گناہ سے توبہ کی

الحمد للہ اب تک تو نبھ رہا ہے آئندہ بھی اللہ پناہ دے۔ کوئی شخص داڑھی منڈانے سے توبہ کرے۔ جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے وہ جھوٹ بولنے کی عادت سے توبہ کرے۔ پھر تازیست یہ سمجھ کر اس کی پابندی کرے کہ یہ حضور انور کے دروازے کا تحفہ عطیہ عالیہ ہے۔ دیکھو پھر ان شاء اللہ سارے گناہ آہستہ آہستہ چھوٹ جائیں گے۔ پھر سورۂ کونوا مع الصادقین بقیہ تین تفسیریں عرض کیں۔ بہت لطف رہا۔ پھر بعد میں صلوٰۃ و سلام پر محفل ختم ہوئی، بعد میں کھانا کھلایا گیا۔

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء منگل

آج کل مدینہ منورہ میں حجاج کی عام روانگی کا منظر قابل دید ہے یکم ذی الحجہ سے آمد تو بند ہے روانگی کا سلسلہ ہے مگر تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ روزانہ صدہا حجاج جا رہے ہیں مگر یہاں کی رونق اور چہل پہل میں کمی نہیں۔ وداعی سلام کا منظر بہت ہی رقت انگیز ہوتا ہے۔ عورتیں اور مرد در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر روتے ہیں۔ الوداع یا رسول اللہ الفراق یا نبی اللہ کہتے اور زار زار روتے ہیں۔ کوئی در و دیوار کو وداع کرتا ہے ہم ان شاء اللہ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ یہاں سے روانہ ہوں گے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ۱۵ فروری اتوار کے دن حج ہے مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھر والے اور ان کے رفقاء پرسوں جمعرات کو جانے کا ارادہ کر رہے ہیں پہلے ہم ان کے ساتھ تھے مگر اب ہمارا پروگرام بدل گیا۔



حضورؐ کا خاص کرم

یہاں مشہور یہ ہوا کہ جو لوگ مدینہ منورہ پہلے حاضری دے چکے ہیں اور مکہ معظمہ سے آگے دوبارہ حاضری دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس پر ہم بہت ہی پریشان ! ہوئے۔ کیونکہ ہمارا قیام بعد حج ڈیڑھ ماہ ہے جو ہم نے انشاءاللہ مدینہ منورہ میں گذارنا ہے میں نے پریشانی میں لوگوں سے کہا کہ اگر ایسا ہے تو حج کو جاؤں گا ہی ! نہیں۔ میرا حج تو مدینہ منورہ میں ہی رہا ہے :۔

مصرعہ ۔ تیری دید غریبوں کا حج ہے

یہ خیال ہی کیا تھا کہ الحاج غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل نے ہم سے فرمایا کہ ہماری دو موٹریں حج کو جا رہی ہیں۔ آپ دونوں ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تم کو لے جائیں گے۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جاوے گا۔ میں نے رب کا شکر کیا میں حضور انور کی اس قسم کی کرم نوازیاں دن رات دیکھ رہا ہوں یہاں پریشانی ! بفضلہ تعالیٰ آنے نہیں پاتی ہے۔

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء پنج شنبہ

آج تمام حجاج جا رہے ہیں۔ انشاءاللہ ہم کل بعد نماز جمعہ روانہ ہوں گے پرسوں منٰی کا دن ہے۔ آج ہم نے حرم شریف میں دیکھا کہ اولاً تو سارا صحن دانہ سے بھرا ہے۔ پھر بہت سی دانہ کی بوریاں بھری پڑی ہیں۔ ایک کونہ میں ہم نے بوریاں گنیں تو چھتیس تھیں۔ ہم کو یہ دیکھ کر مولانا حسن کا یہ شعر یاد آیا :۔ ؎

گھٹڑیاں بندھ گئیں پر ہاتھ تو نیت نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

❖ ❖

۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۱۳ فروری سنہ ۱۹۷۰ء جمعہ

حج و عمرہ
عنہ ۰۰۰ عنہا

الحمد للہ کہ حج و عمرہ کے لیے آج ہم دو مع حاجی غلام حسین صاحب روانہ ہوئے۔ نماز عصر بیر علی میں پڑھی۔ عصر سے پہلے ہم نے قران کا ہماری اہلیہ نے افراد کا احرام باندھا۔ بائیس بائیس ریال فی کس کے حساب سے نہایت نفیس کار کی ... نماز مغرب و عشاء راستہ میں ادا کیں۔ آخر شب میں مکہ مطعمہ پہنچ گئے۔ جاتے ہی عمرہ ادا کیا۔ پھر فوراً طواف قدوم اور سعی کر لیے۔ آج ہجوم دیکھنے کے قابل ہے بہت ہی فیضان روحانی ہوا۔ بعد نماز فجر ہم پانچ ریال فی کس کے حساب سے کرایہ دے کر بہترین کار میں منٰی پہنچے۔

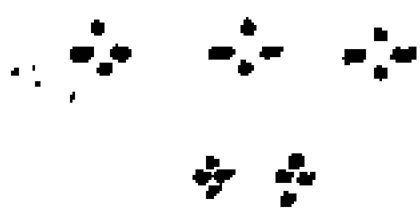
۸ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

ہم نے پانچ نمازیں منٰی میں ادا کر لی ہیں۔ اب فجر تک بسوں کاروں والے عرفات کے لیے آوازیں دے رہے تھے مگر بعد نماز کوئی سواری نہیں ملتی۔ آخر کار ہم نے سو ریال میں کار کی جس میں ہم سات آدمی سوار ہوئے اور بفضلہٖ تعالےٰ عرفات پہنچ گئے۔ مسجد نمرہ سے بالکل قریب ڈیرہ ڈال لیا۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج حج کا دن ہے میدان عرفات ہے۔ قریباً پندرہ لاکھ کا میدان عرفات میں اجتماع ہے۔ حکومت کی طرف سے پانی اور استنجاء خانوں کا بہت ہی نفیس انتظام ہے۔ ہر چند گز کے فاصلہ پر پانی کا نل ہے اور جگہ جگہ استنجاء خانوں

کی مسقف لائن ہے جس کے دو حصے ہیں۔ایک مردوں کے لیے مگر اس کے باوجود کافی تکلیف ہے۔ خصوصاً استنجا سوکی۔ ہم کو تو رب نے غسل کا موقعہ بھی عطا فرما دیا۔
ہم نے اپنے ڈیرے میں نماز ظہر وعصر اپنے اپنے وقت میں ادا کی۔جماعت سے بعد نماز عصر ہم کو حافظ محمد حسین صاحب اور حاجی غلام مصطفےٰ موقف یعنی جبل رحمت پر لے گئے۔جاتے آتے راستہ میں اور خاص جبل رحمت پر ہماری آنکھوں نے کیا! دیکھا۔یہ نہ پوچھو۔جو دیکھا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔اللہ پھر دکھائے۔راستہ میں لوگوں میں عجیب ولولہ۔عجیب لگن دیکھی۔ہزاروں کا ٹھاٹھ مخلوق یہاں لبیک کی نعرہ لگا رہی ہیں۔خاص رحمت پر عجیب نورانیت ہے بعد مغرب یعنی غروب آفتاب کے آدھے گھنٹہ بعد وہاں سے مزدلفہ روانہ ہوئے۔فی کس تین ریال میں کار کی۔مزدلفہ قریباً دو گھنٹہ میں پہنچ گئے۔ہم نے وہاں اپنی جماعت کی۔مغرب وعشاء ایک اذان ایک تکبیر سے ادا کی۔بعد میں مَیں نے تو مغرب کی سنتیں پڑھیں۔پھر عشاء کی کچھ دیر بستر پر آرام کیا۔
تہجد کے وقت آنکھ کھلی۔یہاں بھی پانی کا اعلےٰ انتظام ہے ہر چند گز کے فاصلہ پر پانی کے دو رویہ نلکے نصب ہیں۔وضو کیا۔تہجد پڑھی۔پھر صبح صادق کی توپ چلی فوراً نماز فجر ادا کی۔دعائیں مانگیں۔کنکریاں جمع کی طلوع آفتاب سے پہلے منےٰ کی طرف چل پڑے۔مگر اب پیدل چلے کہ سواری پر چلنا یہاں سخت مشکل ہے ہماری زوجہ بہت ہی مضمحل ہو گئیں۔کبھی چلنا کبھی بیٹھ جانا۔کبھی لیٹ جانا غرضیکہ عجیب کشمکش ہے۔حاجی غلام حسین صاحب نے حق رفاقت ادا کر دیا۔ہمارا بوجھ لادے ہوئے خود پیدل چل رہے ہیں اچانک رحمت الٰہی نے دستگیری کی کہ حاجی صاحب کے ایک دوست کی خالی کار اس لائن پر مل گئی اس میں ہم نے اپنا سامان بھی رکھ دیا اور اس مریضہ کو اور کچھ بوڑھوں بچوں کو سوار کرا دیا۔پھر منےٰ پہنچے اور وزارت حج واوقات کے دفتر یعنی مسافر خانہ میں قیام کیا۔



۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۶ فروری ۱۹۷۰ء دو شنبہ

آج منٰی کی رونق بیان نہیں ہو سکتی۔ ہر طرف حجاج ہی حجاج ہیں۔ جمرہ عقبیٰ کی رمی اور پھر قربانیوں کا زور ہے۔ ہم نے اپنی اور اپنی زوجہ کی طرف سے رمی اور قربانی دوسرے سے کرادی۔ کیونکہ میرا داھنا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے اس بھیڑ میں جانا بہت ہی خطرناک ہے۔ دو قربانیاں کیں رمی میں بہت سے مرد عورت زخمی ہو گئے۔ آج ہمارے ٹھکانے پر قربانی کا گوشت خوب کھایا پکایا حاجی غلام حسین صاحب نے تو گویا لنگر لگا دیا بہت لوگوں کو کھلایا پلایا۔ آج ہم دونوں حج زیارت کے لیے نہ جا سکے ہم نے بعد قربانی حجامت کرائی احرام اوتارا کپڑے سلے ہوئے پہنے۔

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج ہم حاجی غلام حسین صاحب کے ساتھ چلے بہ زوجہ طواف زیارت کرنے کیلئے بعد نماز فجر گئے خیال تھا کہ آج ۱۱ تاریخ ہے ہجوم کچھ کم ہو گا مگر جا کر طواف کی حالت دیکھی تو ہوش اڑ گئے مطاف بالکل بھرا ہوا تھا بلکہ مطاف کے باہر بھی طواف ہو رہا تھا۔ ہم نے کوشش کی اپنی اہلیہ کو ڈولی پر طواف کرادیں مگر ڈولی والوں نے چالیس ریال مانگے۔ ہم نے کہا کہ بیس ریال لے لو وہ ایک پیسہ کم کرنے پر راضی نہیں ہوئے آخر کار اللہ کا نام لے کر خود ہی طواف کرایا۔ حاجی آدم سیٹھ کراچی والے حاجی غلام حسین اور میں ان تینوں نے مل کر اپنا طواف بھی کیا انہیں بھی کرایا بمشکل تمام دوپہر تک واپس ہوئے آج شام کو بابو حاجی ہاشم رضا صاحب سے اچانک ملاقات ہوئی۔ انہیں الطاف حسین صاحب چاٹگامی ہمارے ڈیرہ میں لائے، یہ دونوں صاحب چاٹگام سے آئے ہوئے ہیں پھر بابو ہاشم رضا صاحب نے نماز فجر ہمارے ساتھ ہی جماعت سے پڑھی۔

✣ ✣ ✣

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۸ فروری ۱۹۷۰ء ہفتہ

آج ہماری وداع کا دن ہے ہم نے صبح ہی ناشتہ کیا اپنی کنکریاں وکیل کے حوالہ کیں کیونکہ ہم خود معذور ہیں مکہ معظمہ آ گئے آج طواف بہ آسانی ہو گیا۔ طواف وداع کیا اور عصر سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے! مدینہ طیبہ تک چار سرکاری چوکیاں پڑیں جہاں نماز وغیرہ سخت تحقیقات کی جاتی ہے معمولی بہانہ بنا کر واپس کر دیتے ہیں! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہم بخیریت تمام رات کو مدینہ منورہ پہنچ گئے حرم شریف بند ہو چکا تھا اپنے قیام گاہ پر ٹھہرے

حکومت کے انتظامات حج | اس بار ہم نے دو چیزیں حج میں عجیب دیکھیں! ایک یہ کہ طواف کے وقت مطاف کے کنارے ٹیلیویژن کام کر رہا تھا لوگ آئے بغور دیکھ رہے تھے! دوسرے یہ کہ منیٰ عرفات میں ہیلی کاپٹر برابر پرواز کرتا رہا! حجاج کی دیکھ بھال کر رہا تھا! اور بذریعہ وائرلیس محکمہ پولیس کو اطلاع دے رہا تھا کہ فلاں جگہ یہ حال ہے، وہاں حجاج کا انتظام کرو معلوم ہوا کہ حکومت کو مصر سے خطرہ ہے کہ وہ کہیں کوئی شرارت نہ کریں. حجاز و مصر کے تعلقات درپردہ کشیدہ ہیں

نجدیوں کی وہم پرستی ان کی توحید کی حقیقت

اس سال عجیب واقعہ ہوا وہ یہ کہ پاکستان کے دو جہاز ایک مغربی پاکستان کا سفینہ حجاج دوسرا مشرقی پاکستان کا سفینہ عرفات ان کے بعض حجاج کو اتفاقاً کوئی بیماری چیچک! وغیرہ راستہ میں ہو گئی۔ ان دونوں جہازوں کو کنارہ جدہ سے واپس کر کے بیچ سمندر میں کھڑا کر دیا گیا۔ حجاج بہت چیخے چلائے مگر بے سود۔ عرفات کے دن عرفہ میں لا کر انہیں حج کرایا گیا اور سفینہ عرفات کو بعد عرفہ چودہ دن کے لیے قرنطینہ میں داخل کر دیا گیا۔ عرصہ کے بعد انہیں طواف زیارت کی اجازت دی جائے گی!

توحید و شرک، سنت و بدعت

یہ حضرات تقریروں میں کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ امید رکھو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر خود انہیں چیچک وغیرہ بیماریوں کا اتنا خوف ہے کہ اس کی وجہ سے حجاج کو مناسک حج ادا کرنے سے روک دیا یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام نہ تو چھوت چھات کا قائل ہے نہ بیماری اڑ کر لگ جانے کا معتقد نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صحابہ نے کسی کو بیماری کے خوف سے حج د

حج وعمرہ سے روکا۔ یہ ایسی بدعت ہے جس کی مثال نہیں ملتی

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء شنبہ

عجیب بات ہے کہ حج کے بعد صرف دو دن بعد حجاج سے مدینہ شریف بھر گیا۔ حرم شریف بلکہ سڑکوں گلیوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے آج شب پتہ لگا کہ سعید عرفات میں صرف ایک حاجی کو چیچک کی بیماری ہوئی تھی تو پورے جہاز کو جس میں اٹھارہ سو حجاج تھے بغیر حج واپس آ گئے۔ تاریخ عالم میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ کہ صرف معمولی بیماری کی وجہ سے حجاج کو اس بے دردی بے رحمی سے واپس کر دیا جاوے۔ یہ ہے نجدیوں کی توحید پرستی۔ وہ لوگ احرام باندھے ہوئے واپس کئے گئے کفار مکہ نے مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اس طرح واپس کیا تھا جس کے دل میں نبی کی الفت نہ ہو ان کو خوفِ خدا کہاں سے ملے گا حال یہ ہے کہ آج ساری اسلامی دنیا میں یہود کے خلاف تہلکا مچا ہوا ہے۔ ہر جگہ ان کے خلاف تقریریں بد دعائیں ہو رہی ہیں مگر سعودی حکومت میں یہود کا کوئی ذکر نہیں کرتا، کیونکہ امریکہ کے ڈر یا اس سے لالچ کی وجہ سے یہود۔ ہنود سعود میں گٹھ جوڑ معلوم ہوتا ہے:۔

یکم مارچ ۱۹۷۰ھ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ اتوار

آج شب کو جناب الحاج محترم مصباح الدین علیگڑھی حال وارد! راولپنڈی کی معرفت ہماری دعوت مدنی صاحب کے ہاں ہوئی۔ وہاں حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب زیب سجادہ گولڑہ شریف مع اپنے رفقاء کے مقیم ہیں۔ کھانے کے بعد ان کے مقبول قوال محبوب اور ان کے بھائی مشتاق نے سلام پڑھا۔ تڑپا دیا۔ اس کے دو شعروں پر بہت رقت طاری ہوئی۔ شعر

ہے

عاصیاں وابستۂ داماں تو

اے پناہِ ما غریباں السّلام

اے زہے قسمت کہ تو بر ما حریص

جانِ عالم بر تو قدیاں السّلام

کھانے میں ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ اولاً میں سمجھا کہ مجذوب ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ مجذوب ہیں معلوم ہوا کہ یہ دیوان صاحب پاک پٹن شریف کے سجادہ نشین ہیں بہت خوشی ہوئی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کو توفیق دے۔ کہ سیرت کے ساتھ صورت بھی اسلامی بنائیں۔ آج چاٹگام سے الحاجی بابو ہاشم رضا صاحب مع اپنے رفقاء کے مدینہ منورہ پہنچے۔ ہم نے ان کو سلام پڑھایا، یہاں ایران کے روافض کو ہم نے مسجد مباہلہ میں نوحہ اور سینہ کوبی کرتے دیکھا۔

۵ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء، ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۹ھ پنجشنبہ

آج بعد نماز ظہر ہماری دعوت حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب نے کی۔ حضرت مدیر حرم مدنی صاحب کے مکان پر۔ اس دعوت میں خشکہ چاول مگر اس میں بادام۔ پستہ اور دوسری میواجات سب کی سب تلی ہوئی اور پورے پورے دنبے تلے ہوئے تھے بغیر نمک مرچ کے مگر بہت! لذیذ۔ سوڈے کا پانی بعد میں میٹھی موسمبی۔ بستانی سبب لذیز کھانے بہت لطف رہا۔

۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۸۹ھ یکشنبہ

آج عرب شریف میں محرم کی پہلی تاریخ ہے اس جمعہ کو خطیب حرم نے سال کے آنے جانے۔ دنیا کے حالات بدلنے اس کی بے ثباتی پر بہت نفیس تقریر کی۔ ہماری ملاقات جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایک طالب علم

رحمت اللہ سے ہوئی انکے ساتھ دو طالب علم بھی تھے جو پہلے ہم سے آ دو کچھ علمی گفتگو ہوئی تھی ہم نے ان سے پوچھا کہ ہم نے آپ سے چند سوال کیے تھے جن کے جواب کا آپ وعدہ کر گئے تھے ان کا کیا بنا کہنے لگے ہمارے کسی استاد نے اس کا جواب دیا بلکہ جب ہم نے آپ کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ان کو اور ان کی کتابوں کو ہم جانتے ہیں بلکہ وہ حکومت کی نظروں میں ہیں تم ہرگز انکے پاس مت جانا وہ بہت بڑے بدعتی ہیں ہم نے کہا کہ آپ پھر میرے پاس آ گئے تو بہت عقیدت سے کہنے لگے کہ استاد وہ ہمارے ہیں مگر علم آپکا پاس ہے وہ سب مل کر بھی آپکے فی البدیہی سوال کا جواب نہ دے سکے ہم اسی عقیدت سے آپکی دست بوسی کرنے آئے ہیں ہم دونوں مصری نسل ہیں اور مصر میں اکثریت اہل سنت حنفی ہیں۔ اب ہمکو آپ سے محبت ہو گئی آپ ہی عشق رسول نے ہی ہمکو آپ کا گرویدہ کر دیا پھر اور علمی گفتگو ہوتی رہی ہم نے انکو بہت سی باتیں سمجھائیں خوشی سے آبدیدہ ہو گئے دوران گفتگو جاء الحق کا ملا ذکر آیا اب ایک کروڑ ریال سے وہابیت کی اشاعت پر اتنا خرچ نعوذ باللہ!!!

(عطیہ خسروانہ)

کل ہفتہ کے دن ہم نے بارگاہ عالیہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایک قلم پسند آیا ہے وہ پارکر ۵۱ ہے مجھے وہ قلم عنایت کیا جاوے۔ صبح کو عرض کیا۔ شام کو بعد نماز مغرب بابو ہاشم رضا صاحب جو چاٹگام سے حج کرنے آئے ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے آج آپکے لیے یہ قلم خریدا ہے یہ قلم پارکر نمبر ایک ون ۵۱ ہے۔ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے ۴۵ ریال میں خریدا ہے میں نے بہت کچھ پس و پیش کیا مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی میں سمجھ گیا کہ سرکار عالی کا عطیہ ہے قبول کیا آنکھوں سے لگایا۔ بابو صاحب کو دعائیں دیں۔ حضور عالی کے اس عطیہ سے مجھے جس قدر خوشی ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا اس سے پہلے گھڑی کا جو عطیہ ہو چکا ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ یہ قلم مجھے تفسیر لکھنے کے لیے ملا ہے۔ ان شاء اللہ اس قلم سے تفسیر لکھونگا۔ یہ ہیں حضور عالی کے عطیے میں نے اس سال ارادہ کر لیا تھا کہ حج کو نہ جاؤں کیونکہ سنا تھا کہ آپ دوبارہ حکومت مدینہ پاک نہ آنے دے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے دوبارہ بلانا ہے تو حج کو بھیجو ورنہ میں نہیں جاتا۔ اور اگر بھیجنا ہے تو اس شرط پر جاؤں گا کہ بدھ کے دن نماز عشاء مدینہ منورہ آ کر پڑھوں۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ حج و عمرہ یعنی قران کیا اور بدھ کی عشاء مدینہ پڑھی یہاں ادھار نصیب نہیں فوراً عطا ہوتی ہے آپ ہی سے نام کی عطیہ کا قلم ہے لکھ رہا ہوں

۱۸ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۹ مارچ ۱۹۷۰ء دوشنبہ آج پیر کا دن ہے ہمارے ڈیرہ پر حسب معمول میلاد شریف ہوا جس میں ہم

انس پر شعر و تقریر کی کہ مدینہ منورہ کیسا مقام اور ہم گنہگار یہاں کیوں آ گئے تھے میں آج لاہور سے مولانا احمد حسن صاحب فرنگی محلی کا خط آیا جو بہت درد ناک ہے حضور کی بارگاہ میں جس طرح عرض و معروض کی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی میں نے وہ خط کئی بار تو گھر پر پڑھا۔ پھر ریاض الجنۃ میں جالی مبارک کے پاس پڑھا پھر سلام کے موقع پر وہ خط جالی شریف کے اندر ڈالا اس موقع پر سپاہی سے مجھے عمر بھر یاد رہے گی۔ جب میں نے وہ خط جیب سے نکال کر مٹھی میں لیا تو وہ سمجھا کہ اسی میں نوٹ ہے اس میں میرا ہاتھ پکڑ لینے کی کوشش کی کاغذ دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی تو میں نے اسے مایوس دیکھ جیب سے ریال نکالا۔ اس نے جبراً وہ ریال مجھ سے لے لیا۔ پھر میں نے بہت آرام سے وہ خط جالی شریف میں ڈالا اور جالی شریف کے اندر ہاتھ ڈالا مگر کچھ نہ بولا غرضیکہ اِن لوگوں کی توحید ایک تماشا ہے۔ ایک ریال میں شرک توحید میں تبدیل ہو جاتا ہے آج مدینہ منورہ میں کچھ بارش ہوئی۔ کبوتروں کا دانہ جو پھیلا ہوا تھا وہ بھیگ گیا بوریوں میں بند کیا ہوا بھی بھیگا۔ کیونکہ بوریاں بھی باہر تھیں۔ حرم شریف کے اس پرنالہ پر جس سے گنبد خضرا کا دھون وصالہ شریف گرتا ہے۔ وہاں حجاج کی بھیڑ لگ گئی ہر شخص تبرکاً اسے لینے کی کوشش کرتا تھا

۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء ۴ شنبہ

آج ہم اور محترم دوست بابو ہاشم رضا صاحب چاٹگام اور قاری صاحب بعد نماز ظہر احد شریف گئے۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن قبا اور بدھ کے دن امیر حمزہ کے مزار پر اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر وہاں دیکھا تو مزار اقدس کا دروازہ مقفل تھا کوئی زائر نہ تھا۔ پتہ لگا کہ اب بعد عصر کھلے گا۔ خیر وہاں فاتحہ پڑھی کچھ عرض و معروض کی دعائیں مانگیں۔ پھر اس ٹیلے پر چڑھے جس پر پیں صحابہ کفار کو روکنے کے لیئے مقرر کئے گئے تھے۔ اور وہ جگہ دیکھی جہاں حضرت امیر حمزہ کا پہلے مزار تھا۔ جہاں سے میت مبارک منتقل کر کے اب یہاں موجودہ جگہ دفن کی گئی ہے۔ پھر واپس ہوئے عصر سے پہلے مدینہ منورہ

پہنچ گئے ۔۔

۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء جمعرات

آج رات نماز عشاء سے پہلے ہم کو تلاش کرتے ہوئے ایک صاحب آئے ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے یہ مارشیشس (افریقہ کے رہنے والے) وہاں کے کسٹم آفیسر ہیں ۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہ کے مرید اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب خوشتر خطیب جامعہ مسجد مارشیس کے نام شاگرد ہیں بہت ہی رقیق القلب اور صحیح العقیدہ سنی ہیں ۔ مجھ سے میرا نام پوچھا ۔ معلوم ہونے پر میرے پاؤں پکڑ کر رونے لگے ۔ بولے میں نے آپ کی کتابیں دیکھی ہیں مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا ۔ میں نے یہاں سنا کہ آپ آئے ہوئے ہیں تو چار دن سے آپ کی تلاش میں ہوں ۔ ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے ۔ ان سے ہم نے افریقہ کے حالات پوچھے کہنے لگے کہ مارشیشس کی آبادی آٹھ لاکھ ہے جس میں مسلمان تین لاکھ ہیں ان میں مرزائی اہلحدیث غیر مقلد ، دیوبندیہ سب ہی ہیں مگر سنیوں کا غلبہ ہے ۔ وہاں حج پر کوئی پابندی نہیں ۔ جدہ کو ہوائی جہاز سیدھا آتا جاتا ہے چھ گھنٹہ کا سفر ہے ڈیڑھ ہزار افریقی روپیہ کرایہ ہے ۔ ہم کو وہاں علاوہ کرایہ ساڑھے تین ہزار روپیہ خرچ کے لئے ملتا ہے جس کے تین ہزار سعودی ریال ملتے ہیں زبان انگریزی اور فرنچ ہیں ۔ یہ خود انگریزی اور فرنچ جانتے ہیں بہت تکلف سے اردو ٹوٹی پھوٹی بولتے ہیں ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر وہاں بہت ہی اچھا کام کرتے ہیں ۔ کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے انہوں نے سنی رضوی اکیڈمی کی عمارت بنوائی ہے جہاں ہر جمعرات کو ذکر کی مجلس ہوتی ہے ۔ دینی جلسے تعلیم وہاں ہماری کتب جاء الحق تفسیر وغیرہ عام طور پر پڑھی جاتی ہیں ۔ وہاں یہ کتب بہت پہنچ رہی ہیں ۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوگی ۔ اب یہ ہمارے ساتھ ہی نماز پڑھتے ہیں ۔ ساتھ ہی سلام وغیرہ ۔ آج ہم بعد نماز فجر بقیع شریف کی

زیارات کے بیے گئے :-

۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء جمعہ

آج بعد نماز جمعہ عوالی میں جناب حفیظ احمد صاحب ابن حافظ عبدالرشید صاحب کیلانی کے ہاں ہماری دعوت ہوئی۔ اس دعوت میں خصوصی بات یہ تھی کہ اس میں کڑھی اور دہی بڑے بریانی کے ساتھ کھلائے اگرچہ ہم نے بارہا یہ چیزیں کھائیں ہیں۔ مگر ایسے مزے کے دہی بڑے اور کڑھی غالباً کبھی نہیں کھائے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مدینہ منورہ کے دہی کی بنی ہوئی تھیں اور مدینہ منورہ کا سا دہی کہیں نہیں کھایا یہاں کا دہی۔ گوشت۔ پانی ہوا بے مثال ہے۔ یہاں کے اخلاق بے مثال ہیں لوگ بہت ہی نرم دل نیک خصلت ہیں۔ کھانے کے بعد ہم انہیں کی موٹر میں مسجد قبا میں نوافل پڑھنے گئے۔ نماز عصر حرم شریف میں ادا کی۔ ہم اپنی جماعت علیحدہ کرتے ہیں ہم کو بعد مناظرہ لاجواب ہو کر گورنر مدینہ منورہ نے اجازت دے دی اسلئے کہ ہمارے دلائل یہ تھے کہ ہم حنفی ہیں ہماری نمازوں کے اوقات بعد میں شروع ہوتے ہیں اور امام کی داڑھی حد شرعی سے کم ہے وغیرہ وغیرہ یہ اجازت زبانی یا تحریری نہیں بلکہ خاموشی سے سمجھی گئی

۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۶ مارچ ۱۹۷۰ء دوشنبہ

آج ہمارے قیام گاہ پر حاجی احمد بخش صاحب وڈیرے کی طرف سے مجلس ذکر شہادتین ہوئی۔ جس میں چشتیاں شریف کے مشہور قوال محمد بخش؛ صاحب نے قصائد پڑھے اور ہم نے محرم کے اور عاشورہ کے فضائل ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ شہادت پر تقریر کی مگر سامعین کی تعداد تھوڑی تھی۔ یہاں اس سال محرم شریف کی مجلسیں بالکل نہیں ہوئیں۔ جتنے کہ شیعہ زائرین جو اس وقت مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ ان کی طرف سے کوئی محفل یا صدقہ و خیرات یا سبیل وغیرہ کچھ نہیں ہوا :-

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء منگل

آج شب الحاج سیٹھ آدم جی کے گھر مجلس شہادتین منعقد ہوئی جس میں بہت بڑا مجمع تھا۔ تلاوتِ قرآن پاک و نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے عرض کیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج ہم کو رب نے یہ دن دکھایا ہے کہ سید الانبیا کی زمین ہے اور سید الشہدا کا ذکر پاک ہے یعنی مدینہ کی رات ہے۔ کربلا کی بات ہے پھر کہا کہ امام حسین بے مثال شہید ہیں اور ان کی بے مثال شہادت ہے بہت ہی لطف آیا۔ بعد میں انہوں نے نہایت نفیس حلیم (کھچڑا) اور دودھ کا شربت تمام حاضرین کو پیش کیا بہت نفیس حلیم پکا تھا۔ ہم کو انہوں نے ایک بڑی دیگچی بھر کر حلیم دیا جو ہم نے گھر لاکر تقسیم کیا۔ حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب نے فرمایا کہ آج دسویں محرم نہیں بلکہ نویں محرم ہے حضرت علی فرماتے ہیں صومکم و نحرکم و اول سنتکم واحد پہلا رمضان دسویں ذی الحجہ۔ یکم محرم ایک دن ہوتا ہے اس سال رمضان کی پہلی اور بقر عید کی دسویں پیر کو تھی تو محرم کی پہلی بھی پیر ہی کو ہے لہٰذا آج منگل ہے۔ محرم کی نویں ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہمیشہ حج پانچ دن بعد ہوگا چنانچہ اس سال حج اتوار کو ہوا ہے۔ تو اگلے سال جمعرات ہوگا۔ پھر اگلے سال جمعہ کو ہوا یعنی حج اکبر۔

یہ نکتہ عجیب ہے

۱۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ چہار شنبہ

آج مدینہ منورہ میں اکثر لوگوں نے عاشورہ منایا۔ ایک جگہ حرم شریف باب سیدنا عمر کے پاس ہم نے سبیل دیکھی۔ بلکہ اس کا شربت پیا۔ کچھ

لوگوں نے کل ہی عاشورہ منایا تھا۔ آج ہم نے یکم اپریل ۱۹۹۰ء بدھ کے لیے؛ جدہ کے دو ٹکٹ ہوائی جہاز کے خرید لیے ترپن ریال فی ٹکٹ کرایہ ادا کیا، حج کے موسم میں جدہ کا کرایہ اسی ریال تھا۔ یکم محرم سے جبٹ طیارہ کا کرایہ اکسٹھ ریال ہوگیا۔ اور فوکر کا کرایہ ترپن روپیہ ہمارے ٹکٹوں کے نمبر حسب ذیل ہیں۔ 071528= 071527 اگرچہ ابھی ہماری روانگی میں تقریباً پندرہ دن ہیں۔ مگر ابھی سے ہمارا دل اڑا ہوا ہے۔ مدینہ پاک کے در و دیوار کو دیکھ کر آنسو نکل پڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم

(چل دیئے نہ معلوم اب آنا قسمت میں ہے یا نہیں)

بعض حجاج پاکستان سے آئے مگر مدینہ پاک ہی میں رہے حج کو نہیں گئے۔ جیسے محمد صدیق صاحب حیدرآبادی پوچھنے پر بولے کہ اس سے پہلے حج تو اللہ نے کرا دیا ہے۔ اب میرا حج مدینہ میں ہی ہوگیا۔ ؎

کعبہ کو جانے والے کعبہ کو جائیں گے
ہم یار کی گلی کو ہی کعبہ بنائیں گے

کعبہ والوں نے کعبہ جانا اپنا کعبہ کوچہ جانان
کعبہ ایمان روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قبلۂ عرفان کوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

آج شیخ الحاج عثمان علی صاحب صاحبزادہ کرمے والے کی طرف سے دعوت طعام تھی۔ جس میں مدینہ منورہ کے بہت لوگ اور صاحب سجادہ تونسہ شریف مدعو تھے۔ ہم مجبوراً نہ جا سکے تو انہوں نے کھانا گھر بھیجا۔

۱۹ مارچ ۱۹۹۰ء ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ پنجشنبہ

آج ہماری ملاقات حاجی لعل دین صاحب لاہوری سے ہوئی یہ حضرت کل کراچی سے چلے۔ آج مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ عمرہ کا بہانہ تھا۔ یار کے در پہ جانا تھا

ان کا عشق رسول دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہم سے کسی نے کہا حضور کے آستانہ پر کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگیں یا حضور سے ہم نے کہا کہ حضور کے لیے تو اللہ سے مانگو اپنے لیے حضور سے مانگو بھکاریوں کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ سخی کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے اسے دعائیں دیتے ہیں سخی سے اپنے لیے مانگتے ہیں، رب نے فرمایا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اس میں پہلی بات کی تعلیم ہے حضور کو دعائیں دینا اور فرماتا ہے۔ واما السائل فلا تنھر اس میں دوسری بات کی تعلیم ہے کہ حضور کے بھکاری ہو دھکا سے نہ جاؤ گے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر خدا سے مانگو تو ان کے وسیلہ سے مانگو:۔

برتو اوپا شند تو برما

تا ابد یہ سلسلہ ہو

آج اور کئی پاکستانی حجاج سے ملاقات ہوئی جو حج کے بعد عمرہ کے بہانہ مدینہ منورہ پہنچے۔ جو حجاج کو واپس کراچی پہنچاتے ہیں وہ خالی واپس نہیں آنا چاہتے بلکہ ان میں ہی ایک ہزار زائرین جدہ آ چکے ہیں۔ عمرہ کا نام لیتے ہیں اور سیدھے مدینہ منورہ پہنچے ہیں یہ ہے عشق رسول کی جھلک۔

۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء ۱۳ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ شنبہ

آج بہت پاکستانی وہ حجاج مدینہ منورہ پہنچے جو اب تک مکہ معظمہ رہ گئے ہوئے تھے اور جو بعد حج عمرہ کرتے کراچی سے خالی جہازوں میں آ گئے لہذا اب حجاج کا مدینہ منورہ میں ہجوم ہو گیا۔ آج یہ نو وارد حجاج جالی شریف کی طرف منہ کئے کھڑے تھے کہ پاہیوں نے انہیں جبراً موڑ دیا یہ کہہ کر کہ قبلے کی طرف منہ کرو وہ لوگ تو خاموش ہو گئے مگر مجھے بہت رنج ہوا میں نے کہا کہ ہم لوگ یہاں قبلہ کے لیے نہیں آئے قبلہ تو ہمارے ہاں بھی تھا۔ ہم تو ان جالیوں کے لیے آتے ہیں وہ بولا انکے اندر

پتھر ہے۔ ہم نے کہا کہ کعبہ میں بھی پتھر ہی ہیں وہاں کیا ہے وہ بولا کہ ہر وقت کعبہ کو منہ کرنا!
چاہیئے وہ بہترین سمت ہے ہیں نے کہا کہ خطیب صاحب خطبہ جمعہ کے وقت کعبہ کو
پیٹھ اور لوگوں کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں بولا اس وقت وہ لوگوں سے کلام کرتے
ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم بھی سلام کے وقت اپنے نبی سے کلام و سلام کرتے ہیں کعبہ کی
سمت سجدہ۔ رکوع نماز کے لیے ضروری ہے قبلہ دعا حضور کا دروازہ ہے۔ وہ بولا
کہ نہیں دعا کا قبلہ بھی کعبہ ہے ہم نے کہا کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز داہنے بائیں
رخ کرکے دعا کرتے تھے۔ دیکھو احادیث اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ نجدی سپاہی سے
جواب نہیں بنا:۔ میری عقیدت ہیں مواجہہ شریف میں قبلہ رو ہونا اچھا نہیں کہ اس!
میں حضور کے چہرہ انور کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔ یہ بھی حضور سے آگے بڑھنے کی!
ایک صورت ہے۔ رب تعالٰے فرماتا ہے:۔ لَا تُقَدِّمُوْا
بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ دیکھو ایک مرتبہ حضور کے حکم سے
حضرت صدیق اکبر نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور انور تشریف لے آئے حضور کے
منع فرمانے کے باوجود مصلے سے پیچھے آگئے حضور کو امام بنا دیا۔ بعد نماز عرض
کیا کہ ابو قحافہ کے فرزند کو لائق نہ تھا کہ حضور کے آگے کھڑا ہو۔ یہ ہے حضرت صدیق
کا ادب، اور یہ ہے لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کی تفسیر
حجاج اس کا بہت خیال رکھیں بعد سلام نماز داہنے بائیں ہٹ کر پڑھا کریں
اللہ توفیق دے

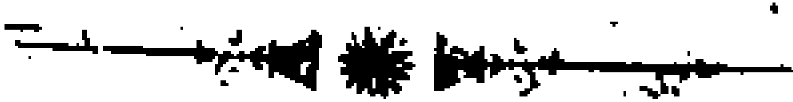
۲۲ مارچ ۱۹۵۰ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۰ھ اتوار

آج سفینہ عرفات کے وہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے جو حج سے محروم
کردیئے گئے چیچک کی وجہ سے سنا ہے کہ حکومت پاکستان نے اعلان کیا
ہے کہ آئندہ سال ان کی قرعہ اندازی نہیں ہوگی انہیں بغیر قرعہ حج کی اجازت ہوگی۔
نجدی حکومت نے ان کو اختیار دیا ہے کہ یہ لوگ ایک سال تک عرب

یں رہ سکتے ہیں۔ ان کو فی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا۔ اگر چاہیں تو پاکستان سے واپس جاویں ان کو فی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا اس وقت اور سال آئندہ ان کے لیے کرایہ اور تنازل معاف ہو گا۔ ان میں سے بعض لوگ ہماری قیام گاہ پر ٹھہرے ہیں ان سے یہ حالات معلوم ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ بہرحال یہ اشک شوئی اچھی ہے لیکن اس کی ابھی تحقیق نہیں۔

۱۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء دوشنبہ

کل جو پولیس والوں سے ہماری گفتگو ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج رات ہم نے عشا کی جماعت جب پڑھائی تو ہمارے پاس ایک سپاہی اور پولیس آفیسر ھے۔ دوسرے لوگ بولے ہم آپ کو ہر وقت کی جماعت کراتے دیکھتے ہیں تم ہماری جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ ہم نے کہا کہ اولاً تو تم حنفی اوقات سے پہلے نمازیں پڑھتے ہو۔ انہیں اوقات سمجھائے۔ دوسرے تم لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھاتے ہو۔ ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے وہ بولے کہ اگر آپ نے آئندہ جماعت کی تو ہم تم کو ابھی جیل میں پھر وہاں سے پاکستان بھیج دیں گے۔ پھر تمہارا داخلہ آئندہ کے لیے سارے حجاز میں بند کر دیں گے۔ تمہاری تقریروں کا برا اثر ہو رہا ہے پھر تم نماز بھی پڑھاتے ہو، ہم نے کہا اچھا آئندہ نہیں پڑھائیں گے۔ الحمد للہ قریباً چار ماہ ہم نے اپنی جماعت سے نمازیں پڑھیں پڑھائیں اب صرف نو دن ہمارے قیام کے باقی ہیں۔ ان میں اکیلے پڑھیں گے۔ رب تعالیٰ! مدینہ منورہ کی حاضری سے محروم نہ کرے ان سے بحث فضول و نقصان دہ تھی یہ چار ماہ کی اجازت بھی پہلی بار پریس پر گورنر کی خاموشی اور نرمی کی بنا پر تھی!



پُر لطف محفل ☆

آج حسب دستور دوشنبہ کے دن کا میلاد شریف ہماری قیام گاہ پر منعقد ہوا اس میں حافظ انور (طاہر) کراچی والے نے ایک نعت پڑھی۔ تڑپا دیا:۔ جس کے دو شعروں پر بہت لطف آیا ؂

ندامت ساتھ لے کر سامنے اسے عاصیو جانا
سُنا ہے شرم والوں کو وہ شرمایا نہیں کرتے
جو اُن کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں اے حامد
کِسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

بعد میں مولانا منظور احمد سندھی کی اور ہماری تقریریں ہوئیں:۔

ایک نکتہ

اس محفل میں ایک نکتہ بیان ہوا جو بالکل نیا تھا حضور اللہ کے شریک نہیں اُس! کے حبیب ہیں۔ شریک کہنے میں ہمارا نقصان ہے اور حضور کی توہین۔ ہمارا نقصان تو یہ ہے کہ ہم ایمان سے خارج ہو کر مشرک ہو جائیں گے حضور کی توہین یہ ہے، کہ شریک آدھے کا یا اس سے بھی کم کا مالک ہوتا ہے مگر حبیب اپنے محب کی ساری چیز کا مالک ہوتا ہے۔ شریک مشترک چیزیں تصرف کرتے ہوئے جھجکتا ہے کہ کہیں دوسرا شریک ناراض نہ ہو جاوے مگر حبیب اپنی محب کی ہر چیزیں سے بے دھڑک تصرف کرتا ہے۔ دیکھو حضور انور نے چاند توڑا۔ سورج موڑا۔ لوگوں کو جنت دی، مگر رب نے نہ فرمایا کہ ہم نے آپ کو صرف احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا تم میرے بنائے چاند کو توڑ دو سورج لوٹا کر نظامِ عالم بدلو فرمایا حبیب سب کچھ تیرا ہے چاہے جوڑ چاہے توڑ چاہے موڑ۔ یہ ہے حبیب کی شان حضور اللہ کے حبیب ہیں، شریک نہیں شریک ضد نہیں کرسکتا۔ اگر کرے گا تو شرکت ختم۔ حبیب ضد کرتا ہے اور پیارا

معلوم ہوتا ہے ہماری تقریر کے بعد دو نعتیں پڑھی گئیں جو پنجابی زبان تھیں اہل پنجاب نے تو لطف اٹھایا مگر عربی اور ہندی لوگ زیادہ نہ سمجھ سکے۔ ایک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہیں دوسری بندوں کو نصیحت والی ہم نے نوٹ کریں :۔

صدیق اکبر

احمد دا یار سوہنا صدیق پیارا — سنیاں دے دل دا سہارا
رسول نال غارے ریہا — نبی دے مزارے ریہا
مکی شہر وچ ہوگئی ہے منادی — تصدیق کیتی رسول خدا دی
لبیک کہہ کے پکارا — رسول نال غارے ریہا

جس دم محمد دا دشمن زمانہ
صدیق اکبر نے جوڑیا یارانہ
قسمت دا چمکا ستارا
رسول نال غارے ریہا

حضرت تے آئی جے ہجرت دی رات — مکہ نوں چھوڑیا محمد دی ذات
وہ محمد دا پیارا — رسول نال غارے ریہا
جھولی اندر مصطفےٰ کو سلا کے — بیٹھا کیویں غار وچ ڈیرا لا کے
اوہ ویندا محمد دا پہرا — رسول نال غارے ریہا

سارے صحابہ تھیں افضل صدیق اے
ہر جا محمد دا بنیا رفیق اے
دیتا سائیں نے وار
رسول نال غارے ریہا

کمتر جو آکھے ہوئے انصاف والی — صدیق باجوں دسے رات کالی
قسمت کا ہے چمکارا — رسول نال غارے ریہا

یہ نظم سردار بیگم مدینہ سے لکھی گئی :۔

در در دے پھرنے نالوں ایک دردا ہو کے بہہ جا
غیراں دیاں جھڑکاں چھڈ دے آقا دا ہو کے بہہ جا

۱۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء پنجشنبہ

آج انڈونیشیا کے حجاج بہت بڑی تعداد میں آئے ۔ بڑی بڑی ٹولیاں سلام کے آ رہی ہیں ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول کی دھوم مچی ہے، عجیب نظارہ ہے ۔ جدہ میں اسلامی ملکوں کی کانفرس جو ہو رہی تھا سنا ہے کہ ختم ہو گئی ۔ وہاں سے دوسرے اسلامی ممالک کے وزراء سلام کرنے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں ۔ ان کے لیے ریاض الجنۃ خالی رکھا گیا ہے کسی کو وہاں داخل ہونے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ۔ پولیس کا سخت پہرا ہے آج ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی وہ یہ کہ مواجہ شریف میں سلام پڑھنے دعا کرنے والوں کے سامنے ایک بہت بڑا کیمرہ نصب کیا گیا جس میں بہت ہی تیز روشنی تھی ۔ اس کے ذریعہ ان لوگوں کے فوٹو لیے گئے ۔ پولیس اور تمام لوگ تماشائی بنے ہوئے دیکھتے رہے کسی نے اس ناجائز کام کے لیے منع نہیں کیا ۔ یہ ہے موجودہ حکومت کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ۔ آج کل مدینہ منورہ میں ریڈیو کے گانے ٹیلی ویژن کے ذریعہ تماشے عام ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بہت ہی قریب ہے کسی عربی کو اسرائیل کی بڑھتی ہوئی ہوس ملک گیری سے کوئی فکر نہیں ہے میں نے چند لوگوں سے اسرائیل کا ذکر کیا تو نہایت لاپرواہی سے بولے کہ ہم پر حملہ نہ ہوگا ۔ کیونکہ امریکہ ہمارا دوست ہے ۔ وہ ہم پر حملہ نہیں کرنے دیگا ۔ یہ ہے امریکہ پرستی ۔ اب تک حرم شریف کے دروازوں پر فلسطین کے لیے چندہ ہوتا تھا اب وہ بھی بند ہو گیا ۔ یا بند کر دیا گیا :۔

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۱ھ/۲ مارچ سنہ ۱۹۷۱ء جمعہ

آج مدینہ منورہ میں ہمارا یہ آخری جمعہ ہے۔ کیونکہ ہم نے یکم اپریل بدھ کے دن یہاں سے جدہ ہوائی جہاز سے روانہ ہو جانا ہے۔ پھر وہاں سے انشاء اللہ پانچ اپریل اتوار کو کراچی۔ اس لیے آج دل اداس آنکھیں نم ہیں۔ مدینہ منورہ کو اب ہم حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج شب ہمارے ڈیرہ پر حاجی غلام حسین صاحب کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں بہت رونق تھی۔ آج بعد نماز جمعہ رباط ٹونک میں حافظ حاجی عبدالرشید صاحب کی طرف سے دعوت ہے گویا الوداعی دعوت کل ہفتہ کے دن صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کی طرف سے ہمارے ڈیرہ پر میلاد شریف اور کھانا ہے۔ پھر پیر کے دن محفل غرضیکہ یہ سب ہماری الوداعی کے انتظامات ہیں اہل مدینہ کہتے ہیں۔ کہ! مفتی صاحب جاتے ہوئے حضور انور کے گیت ہم کو سناتے جاؤ، رب تعالیٰ پھر تم کو خیریت سے لاوے۔ مع سارے بچوں کے مدینہ منورہ آؤ:—

خطبہ جمعہ

آج خطیب حرم عبدالعزیز نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ جان ایمان محبت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس کے متعلق احادیث شریفہ! پڑھیں بعد میں کہا کہ محبت رسول اطاعتِ رسول میں ہے۔ بغیر اطاعت دعویٰ محبت غلط ہے۔ بیس منٹ کے خطبہ میں اس پر زور دیا۔ یہاں خطبہ بیس منٹ بیسے ہوتا ہے اور نماز پانچ منٹ میں۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبہ جمعہ چھوٹا ہو۔ نماز دراز۔ وہابی عام طور پر یہ ہی کہا کرتے ہیں اور یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:—

تعصی الرسول وانت تظہر حبہ
ھذا العمری فی الفعال بدیع

لو کان حبک صادقا لاطعتہ
ان المحب لمن یحب مطیع

مگر دوستو خیال رہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ اطاعت محبت کی قوی دلیل نہیں، اطاعت خوف سے بھی ہوتی ہے۔ لالچ سے بھی ہم کفار بادشاہوں کی اطاعت کرتے ہیں۔ اُن سے محبت نہیں کرتے۔ منافقین حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے تھے مگر محبت نہیں کرتے تھے اس کے برعکس حضرت ماعز کو رجم کیا گیا کسی نے انہیں برا کہا تو فرمایا لا تسبوہ فانہ یحب اللہ ورسولہ۔ اسے برا نہ کہو وہ اللہ رسول کا محب ہے۔ دیکھو گناہ ہو گیا مگر ہے اللہ رسول کا پیارا محبت کی علامات وہ ہی درست ہیں جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں فرماتے ہیں حبک الشیٔ یعمی ویصم عاشق کو اندھا بہرا کر تی ہے کہ اسے محبوب کے عیب نظر نہیں آتے بلکہ ہنر معلوم ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب کے عیب نہ دیکھتا محبوب کے عیب دیکھنا عاشقی کے خلاف ہے تو جو بے عیب رسول محبوب میں عیب نکالیں پھر دعوے محبت کریں وہ لاکھ اطاعت کریں وہ محب نہیں۔ فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر بہت کرتا ہے تو جو ہزار بہانوں سے حضور کا ذکر روکیں۔ وہ محبوب کیسے۔ شعر ہے

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

محبوب کی کسی چیز سے نفرت یا اسے ہلکا جاننا مردودیت ہے محبوبیت نہیں یہ بات خوب یاد رکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ محبتِ رسول اطاعتِ رسول عطا فرما دے۔

☆ ☆ ☆

۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج ہماری قیام گاہ پر صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کی طرف سے مجلس میلاد شریف ہوئی۔ بعد میں پلاؤ زردہ دھی سے حاضرین کی دعوت کی گئی۔

۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء اتوار

آج شب الحاج سیٹھ آدم جی کراچی والے نے ایک مدنی ہوٹل میں ہم دونوں کی دعوت کی جس میں مدینہ منورہ کا دہی اور مطبق کھلایا۔ مطبق مدینہ منورہ کی ایک مشہور روٹی ہے جس میں قیمہ انڈے سبزی وغیرہ بھری ہوتی ہے۔ گھی میں تلی ہوتی ہے۔ دوریاں کی ملتی ہے بہت ہی لذیذ ہوتی ہے۔ ہر حاجی کو وہ ضرور کھانی چاہیئے علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ہر چیز حاجی یہ سمجھ کر کھائے کہ حضور کی مہانی کھا رہا ہوں۔ حضور کھلا رہے ہیں۔ آج حاجی آدم نے ہم کو حضرت احمد رفاعی کے باغ کی سیر کرائی۔ یہ احمد رفاعی وہ ہیں جن سے بیداری میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے روضۂ اطہر سے ہاتھ شریف نکال کر مصافحہ کیا۔ پھر احمد رفاعی نے وہ ہاتھ کسی سے نہ ملایا۔ بلکہ اسے پاک کپڑے سے لپیٹ کر رکھا اب اُن کے پوتے ابراہیم رفاعی ہیں۔ یہ باغ مسجد مباہلہ یعنی پانچ پیالوں کے قریب ہے باغ کیا ہے جنت کا ٹکڑا ہے۔ انار۔ وغیرہ کے درخت۔ نیچے میں برسیم گھاس کا کھیت۔ پانی کا ٹیوب ویل بیچ میں ہے ہم نے اس ٹیوب ویل پر خوب غسل کیا دوپہر کا وقت تھا۔ وہاں ہی زمین پر ٹھنڈے سایہ میں لیٹ گئے۔ مدینہ کی ہوا ٹھنڈی سایہ ٹھنڈا ایسا آرام کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے متصل حضور کی اونٹنی قصوا کی قبر ہے جو مٹ چکی ہے یا مٹا دی گئی ہے مگر اس جگہ کی زیارت کی جاتی ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

پتے

ہم کو الحاج محمد عبداللہ حیدر آباد دکن والوں نے اکیس ۲۱ ریال جا ءالحق اول اور تفسیر اول کے پیسے دیئے اور کہا کہ اس پتہ پر بھیج دینا

محمد کفایت اللہ کلرک ایری گیشن کیمپ

پرسن ضلع رائچور (میسور اسٹیٹ) (انڈیا)

پھر حاجی آدم نے تفسیر اول۔ جاء الحق اول سلطنت کے پیسے! پچیس ریال دیئے اور کہا کہ اس پتہ پر یہ کتب کسی حاجی کے ہاتھ بھیج دینا۔ حاجی آدم صاحب کی معرفت پاکستانی ہوٹل باب مجیدی مدینہ منورہ۔

۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۳۰ مارچ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج شب ہمارے جائے قیام پر شب کو جلسہ میلاد شریف ہوا جس میں ہم نے اس پر تقریر کی کہ میلاد شریف سنۃ اللہ۔ سنت انبیاء سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ سنت امت رسول ہے۔ اسے بدعت کہنا! حماقت ہے اس پر آیات احادیث پیش کیں۔ اہل مدینہ کے لیئے یہ مضمون بالکل نیا تھا۔ سب محظوظ ہوئے۔ بعد میں حضرت مولانا عابد شاہ صاحب رامپوری ثم ڈھاکوی نے مسئلہ بشریت پر بہت مدلل تقریر فرمائی۔ چھ بجے شب مدنی وقت پر مجلس ختم ہوئی۔ آج صبح پھر میلاد شریف ہوا اب ہمارے سامنے وقت وداع ہے دکھے دل سے الفاظ نکلے۔ ہماری اور سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بعد میں ایک بزرگ مدنی کی طرف سے نہایت نفیس بریانی سے! دعوت طعام دی گئی۔ آج شب کو پھر میلاد شریف ہے چونکہ پرسوں بدھ کو ہماری وداع ہے اس لیئے مجالس میلاد شریف اور دعوتیں بہت ہو رہی ہیں اہل مدینہ کے اخلاق اور مہمان نوازی کی تعریف کی جا سکتی ہے کیوں نہ ہو کہ!

صاحبِ خلقِ عظیم کے پڑوسی ہیں۔ رب تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور خوش رکھے

۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج رات محفل میلاد شریف اور ہمارا الوداعی جلسہ ہماری قیام گاہ پر ہوا۔ اہل مدینہ نے بہت محبت سے ہم کو وداع کیا۔ آج ہم نے اپنے ٹکٹوں پر ہوائی جہاز کی پرواز کا وقت لکھوایا۔ ۱۲ بج کر ۴۵ منٹ پر پرواز ہے ہم کو ساڑھے گیارہ بجے مطار پر پہنچنے کی ہدایت ہے مگر یہ وقت زوالی ہے اور مدینہ منورہ میں وقت غروبی رائج ہے جو سوا پانچ گھنٹے آگے ہے لہٰذا جہاز یہاں کے حساب سے چھ بجے یعنی ٹھیک ظہر کے وقت پرواز کرے گا۔ ہم انشاء اللہ پانچ بجے مطار پہنچیں گے۔

آج بعد نماز ظہر حافظ عبدالرشید صاحب اور اُن کے فرزند حاجی عبدالحفیظ نے رباط جوپال میں ہم دونوں کی بہت پُرتکلف وداعی دعوت کی اور ہم دونوں کو کھانے کے بعد پرنم آنکھوں اور پُر اخلاص دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

بعد نمازِ عصر ہم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سے ملاقات کرنے اُن کے دولت کدہ پر گئے انہوں نے فرمایا کہ بعد نمازِ عشا ہمارے ہاں میلاد شریف ہے وعظ کہو۔ مگر معذرت کر دی اور ان سے وداع ہو گئے۔

یکم اپریل سنہ ۱۹۷۰ء ۲۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ چہار شنبہ

الوداع یا رسول اللہ۔ الفراق یا نبی اللہ بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے = ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے۔ آج ہماری وداع کا دن ہے۔ ہم یہ سطور بعد نماز فجر اشراق کے وقت ریاض الجنۃ میں منبر سے پشت لگائے جالیوں کی طرف منہ کیئے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ ہم کو دلدار بخش صاحب سرگودھا مہاجر مدنی خادم خاص مسجد نبوی نے بڑے خلوص سے ابھی ابھی وداع کیا دوبارہ حاضری بچوں کیلئے دعائیں دیں۔ اب ہم نماز اشراق پڑھ

الوداعی سلام کے لیے حاضر ہو رہے ہیں۔ دل کا جو حال ہے تحریر میں نہیں آسکتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور بڑے کرم کریمانہ سے ہم کو اجازت دے رہے ہیں جس کا اثر ہمارے دل پر پڑ رہا ہے :۔

عجیب و غریب کریمانہ اجازت

یہ سطور ہم محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھ رہے ہیں وداعی سلام پڑھ لیا ہے۔ اس بار جیسی وداع ہوئی ایسی کبھی نہیں ہوئی حسب ذیل کرم ہو گئے ا ہم نے آخری سلام جب پڑھ لیا تو بے اختیار زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

اے سنہری جالیو تم کو سلام

اے گنبد خضرا تجھے سلام

اے حرم کے قالینو تم کو سلام

اے حرم کے کبوترو تم کو سلام

اے حرم کے کنکرو تم کو سلام

اے حرم کی دیوارو تم سب کو سلام

اے حرم سے تعلق رکھنے والی چیزو تم کو سلام

یہ کہہ رہے تھے اور دل کا عجیب حال تھا ۔ع ۲ سلام کر کے مواجہ شریف میں درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ایسا محسوس ہوا جیسے دل میں کوئی کہہ رہا ہے، سلامتی سے جاؤ۔ کامیابی سے رہو۔ خیریت سے آؤ۔ دل کی اس آواز کا ایسا اثر ہوا کہ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے ع ۳ درود شریف کے بعد جب ہم لوٹے تو مواجہ شریف کے سپاہیوں خدام اغوات نے ہم کو دعائیں دیں کہ انشاء اللہ فوراً ہمارے ہاتھ ہماری پیشانی

ہماری گردن چومی۔ عہ پھر ریاض الجنتہ میں آئے تو وداع کے دو نفل مصلی نبوی پڑھے اور دو رکعت خاص محراب النبی صلے اللہ وسلم میں پڑھے۔ حالانکہ یہاں اتنی بھیڑ تھی کہ سُبحَانَ اللہ یہ کرم خصوصی ہم پر ہوئے ہیں اور دل میں خوشی ہے کہ انشاءاللہ پھر حضور نے بلایا ہے اور ۔ آؤ بصیغہ جمع انشاءاللہ مع بچوں کے حاضری کا حکم اذن ہے حاجی آدم سیٹھ کراچی والے۔ حاجی کریم اللہ علی گڑھی اور بہت سے اہل مدینہ ہمارے گھر پر ہم سے ملنے آگئے۔ لوگوں کا تانتہ بندھ گیا۔ حاجی آدم سیٹھ نے ہمارا تمام سامان درست کیا۔ حاجی عبدالشکور صاحب سکھر والوں نے ہم کو ناشتہ کرایا۔ پھر حاجی عبدالرشید صاحب۔ بھوپالی اُن کے فرزند حاجی عبدالحفیظ صاحب اپنی کار لائے۔ ہم پونے چار بجے عربی ٹائم سے گھر سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں کار پنچر ہو گئی پنچر درست کرنے کے لیے ایک پرزہ ہمارے ڈرائیور محمد مختار ابن حاجی عبدالرشید کے پاس نہ تھا۔ بہت پریشانی ہوئی کہ اچانک دو بدوی اپنی موٹر سائیکلوں پر پہنچے۔ بولے کیا بات ہے اور فوراً وہ پرزہ اپنے پاس سے دیا۔ موٹر ٹھیک ہو گئی۔ ہم مطار پر بخیریت تمام پونے پانچ عربی ٹائم سے پہنچے۔ یہ سطور میں مدینہ منورہ کے مطار (ہوائی اڈہ) پر لکھ رہا ہوں۔ ہمارا وزن ۸ کیلو زیادہ ہوا۔ یعنی بجائے چالیس کیلو کے اڑتالیس کیلو ہوا۔ آٹھ ریال حاجی آدم صاحب نے اپنے پاس سے ادا کیے اور مال بک کرا دیا اس بار حاجی آدم صاحب نے ہم پر بہت خرچ کیا اور ہماری بہت خدمت کی۔ رب تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین ہمارا ہوائی جہاز پورے چھ بجے دوپہر کو عربی ٹائم سے روانہ ہوا بہت چھوٹا ہے۔ صرف چوبیس سواریوں کا انتظام ہے مگر سواریاں کل پانچ ہیں۔ تین عربی ہیں۔ دو ہم باقی خالی۔ سوار ہوتے ہی اول ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔ پھر کھٹی ٹکیاں پھر مالٹے کا رس۔ ڈیڑھ گھنٹہ میں جدہ پہنچا۔ یعنی ساڑھے سات بجے۔ وہاں پہنچے۔

ہم کو کوئی رفیق کار نہیں ملے بہت فکر ہوا کہ اب ہم کیا کریں اچانک ایک عربی صاحب ہاتھ میں چائے لیے آئے ۔ عربی میں پوچھا کہ کیا تمہارا نام مفتی احمد یار خاں ہے ۔ ہم نے کہا! ہاں ۔ کیا تم نے تفسیر لکھی ہے ہم نے کہا ہاں ۔ میں نے پوچھا تم مجھے کیسے جانتے ہو، وہ بولے کہ تمہارے چند رفقاء باہر کھڑے تمہارے منتظر ہیں ۔ وہ دوڑا گیا چند منٹ میں جناب مرزا محمد ایوب صاحب حاجی رحمت علی صاحب ضلع ساہیوال والے حاجی جعفر علی صاحب ضلع ساہیوال حاجی رجب علی صاحب ضلع ساہیوال تشریف لے آئے ۔ ان بزرگوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ۔ یہ حضرات ہم کو کار میں بیٹھا کر جناب حاجی عبدالمجید صاحب قریشی کے دولت کدہ پر لے آئے ۔ وہاں حاجی سرور علی صاحب تشریف فرما تھے جو مراد آباد کے ہیں اب بمبئی میں رہتے ہیں انہیں کراچی کی سیٹیں بک کرانے کے لیے اور پاسپورٹ خروج لگوانے کے لیئے دیئے معلوم ہوا کہ وزن زیادہ ہے تو ایک تھیلا کمبل زمزم کا ڈبہ حاجی جعفر علی صاحب بھٹی کے ذریعہ پانی کے جہاز سے بھیج دیا ۔ جو سید منظور احمد شاہ صاحب کو ساہیوال میں دیدیں گے ۔ رب تعالیٰ نے ہماری پریشانی کے دفع فرمانے کا یہ غیبی ذریعہ بنا دیا ۔ بعد میں عبدالمجید صاحب قریشی کے ہاں جلسہ میلاد النبی ہوا جس میں ہماری تقریر ہوئی ۔ جو ٹیپ کر لی گئی ۔

۱۲ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء ۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ جمعرات

آج ہم حافظ سرور علی صاحب کو لے کر سیدھے مطار جدہ پر پہنچے وہاں آٹھ! ریال دے کر جدہ سے خروج کی مہر پاسپورٹ پر لگوائی ۔ یہ کام بہت ضروری تھا ۔ پھر ہم پی آئی اے کے دفتر میں شارع عبدالعزیز گئے ۔ وہاں کے مینجر کو خروج دکھایا وہ بولے ٹھیک ہے آپ پرسوں ہفتہ کے دن یہ پاسپورٹ ہمارے ہاں جمع کرا دیں اتوار کو انشاء اللہ آپ کی روانگی ہے یہاں سے فارغ ہو کر پاکستانی سفارت خانہ شارع ملک سعود اول پہنچے تاکہ وہاں سے شاہ عمر شاہ کا پتہ لگے ۔

بنگلہ دیش کا پتہ نہ لگا سفارت خانے کے کلرک محمد یعقوب سے معلوم ہوا کہ انھوں نے اور جگہ کا رخصت کر لی ہے جگہ

کا پتہ ہم کو نہیں پھر وہاں سے چار ریال میں اعلیٰ درجہ کی کار سے مکہ معظمہ پہنچے، عصر کا وقت تھا، ہمارا خیال تھا کہ حج کو ختم ہوئے بہت عرصہ ہو چکا ہے مطاف خالی ہوگا۔ حرم شریف سنسان نظر آوے گا مگر الحمد للہ ایسے ہی طواف بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ حرم شریف میں بہت رونق تھی۔ ہم نے جاتے ہی عمرہ کا طواف کیا پھر نفل ادا کئے پھر نماز عصر پڑھی خوب جی بھر کر زمزم پیا پھر صفا مروا گئے بیوی کو پانچ ریال دے کر گاڑی میں سعی کرائی۔ ہم نے پیدل سعی کی۔ نصف ریال دے کر حجامت کرائی۔ نماز مغرب ادا کی۔ بعد نماز مغرب نوافل۔ بعد مغرب کئی طواف کئے۔ بعد عشا خوب طواف کچھ وقفہ سے کئے آج رات ہم دونوں نے کھانا نہ کھایا۔ تاکہ وضو کی ضرورت نہ پڑے۔ رات جاگنے کا پروگرام بنایا۔ الحمد للہ آج کی رات ہمارے لیے گویا شب قدر تھی۔ جمعہ کی رات پھر حرم شریف کی حاضری طواف سنگ اسود کے بوسے بہ آسانی میسر ہونا۔ حطیم شریف میں خاص حجر اسماعیل پر نماز نصیب ہونا۔ حطیم شریف میں نماز تہجد کے نفل میسر ہونا پھر عین طواف میں فجر کی اذان کے نغمے کانوں میں پڑنا پھر بعد تلاوت قرآن مجید نصیب ہونا یہ وہ چیزیں تھیں جو کم میسر ہوتی ہیں۔ مجھے آج شب جو لطف آیا ہے وہ زندگی میں نہ آیا تھا۔ یہ رات یاد رہے گی۔ اس بار حج کے موقع پر یہ نعمتیں میسر نہیں ہوئی تھیں، بعد فجر دوسرا عمرہ کرنے کا ارادہ کیا مگر سخت تھکن کے سبب نہ ہوسکا۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۳ اپریل ۱۹۷۰ء جمعہ

آج بعد نماز فجر ہم نے باب ملک عبدالعزیز کے سامنے ایک پاکستانی ہوٹل پر کھانا کھایا۔ پھر ہم اپنے معلم محمد رمضانی صاحب کے مکان پر گئے وہ بہت برہم تھے کہ تم مجھ سے حج میں ملے بھی نہیں خیر ان سے معذرت کرکے انہیں ٹھنڈا کیا۔ وہاں ہی کچھ دیر سوئے پھر جمعہ کی نماز کے لیے حرم شریف میں آگئے۔ پونے چھ بجے اذان جمعہ ہوئی۔ امام نے بہت چھوٹا سا خطبہ پڑھا نماز ہوئی۔ بعد نماز ہم نے باب عبدالعزیز کے سامنے سے ٹیکسی کار کرایہ پر کی جدہ کے لیے ایک گھنٹہ میں جدہ پہنچ گئے۔ یہاں للحاج

عبدالمجید صاحب قریشی ان کی بیوی بچے سب ہی ہمارے منتظر دروازہ پر کھڑے تھے۔
الحاج عبدالمجید صاحب کا مکان شارع المینا یعنی بندر روڈ جدہ متصل محمد علی مغربی !
پاکستان صاحب بیلات لب سڑک واقع ہے پوسٹ بکس ع۲۶

۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج رات کو قریشی صاحب کے مکان یعنی ہماری قیام گاہ پر میلاد شریف کی محفل ہوئی جس میں ہماری تقریر درسید کے موضوع پر ہوئی۔ پیر علاؤالدین صاحب آزاد کشمیر والے ! صاحبزادہ محمد جمیل شرقپوری بھی تشریف لے آئے بعد تقریر وہ دونوں صاحبان مکہ معظمہ عمرہ کرنے کے لیے چلے گئے اور فجر سے ایک گھنٹہ پہلے واپس آگئے :۔
سبحان اللہ عمرہ کرنا ایسا ہے جیسے بازار ہو آئے۔ قریشی صاحب ! بڑے فراخ دل مہمان نواز ہیں۔ آپ کے ہاں اکثر حجاج اور عمرہ کرنے والے خصوصاً سُنّی علماء۔ صوفیاء مہمان رہتے ہیں، حضور کے مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ رب تعالیٰ ان کے ایمان اور مال میں برکتیں دے، آج ہم اور صاحبزادہ محمد جمیل احمد صاحب شرقپوری اور پیر علاؤالدین صاحب نیریاں شریف (آزاد کشمیر) بعد نماز عصر تفریح کے لیے جدہ کے مدینۃ الحاج میں گئے۔ وہ جگہ واقعی ایک شہر بھی ! ہے جو حج کے موسم میں بارونق شہر ہو جاتی ہے۔ بعد میں بالکل ویران۔ پھر وہاں سے ! ایک چھوٹے سے باغ میں گئے، جو سڑک پر حکومت کی طرف سے لگایا گیا ہے، وہاں ہی نماز مغرب پڑھی۔ بعد نماز بہت دیر تک وہاں باتیں کرتے رہے پھر قریشی صاحب کے گھر آگئے۔ حکومت جدہ کو بہت ترقی دے رہی ہے،

۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۵ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج ان شاء اللہ ہم جدہ سے کراچی بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو رہے ہیں سیٹ بک ہو چکی ہے تمام قانونی مرحلے۔ خروج۔ وغیرہ طے ہو چکے ہیں،

حضرت صاحبزادہ محمد جمیل صاحب شرقپوری بھی کراچی تک ہمارے ہمراہ ہیں ۔
ہم کو دس بجے مطار پہنچنا تھا۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے محترم سید محمد عمر شاہ صاحب
موہدی پور والے جدہ میں اپنی کار لے آئے ہم اور حضرت صاحبزادے محمد جمیل احمد
صاحب شرقپوری قریشی صاحب کے گھر سے مطار روانہ ہو گئے ۔ دس بجے مطار پہنچے ۔
سامان بک کرا دیا گیا۔ مطار پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جہاز ایک گھنٹہ لیٹ جاوے گا،
یعنی بجائے سوا بارہ کے سوا ایک بجے روانہ ہوگا، سوا بارہ بجے دیو ہیکل جہاز
پی آئی اے کا مطار پر پہنچا، سواریاں اتاریں اور سوا ایک ... پورے ایک بجے
سواریاں لیں اور سوا ایک بجے روانہ ہوا۔ مطار پر پہنچانے کے لیے حاجی محمد عمر
صاحب موہدی پور والے تشریف لائے تھے وہ سارے انتظامات کر کے
واپس گئے، ہم کو راستہ میں اولاً ٹھنڈا پانی پھر کھٹی ٹیکیاں پھر مالٹوں کا رس بہترین
کھانا دیا گیا تین گھنٹہ ۲۵ منٹ میں جہاز بخیر و خوبی کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا یہاں
جہاز پر ہی الحاج شیخ عبدالرؤف صاحب ملے انہوں نے سامان اتروا دیا ۔
کسٹم پر پہنچے تو وہاں برخوردار مفتی محمد مختار خان گجرات بھائی صابر علی خان صاحب ۔
ڈھاکہ سے آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ممتاز صاحب انصاری کے بھائی اور
بچے جو چاٹگام سے آئے ہوئے ہیں۔ بھائی عبدالمجید خاں اور بہت سے
دوست احباب ملے۔ جو ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے،
پھر حاجی شیخ عبدالرؤف صاحب اور الحاج انور صاحب توکلی اور کئی احباب
تین موٹروں میں ہم کو لے کر شیخ الحاج عبدالرؤف صاحب کے بنگلہ
پر پہنچے۔ پھر حاجی انور صاحب توکلی کے ہاں ہیں اور
خان صاحب دعوت کھانے گئے ۔ وہاں چند میمن صاحبوں سے ؛
ملاقات ہوئی جو بزم قادریہ کراچی کے ارکان ہیں انہوں نے ہماری کتاب
شان حبیب الرحمن جاء الحق وغیرہ کا گجراتی ترجمہ کر کے ساٹھ ہزار
مفت تقسیم کیا ہے ہماری دوسری کتب کے ترجمے بھی کرا رہے ہیں۔

ان حضرات نے کل شب کو جلسہ استقبالیہ کا انتظام کیا۔ وعظ کی دعوت دی پھر ہم شیخ، الحاج عبدالرؤف صاحب کے ہاں آکر سو رہے،

۳۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ، ۶ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء دوشنبہ

آج صبح ناشتہ حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں کیا۔ دوپہر کا کھانا بھائی مطیع علی صاحب کے ہاں ناظم آباد میں کھایا۔ وہاں ہمارے عزیز و اقارب جمع تھے، پھر جناب حاجی محمد انور صاحب نے اپنی کار ہمارے لیئے وقف کردی، ہم نے اس میں کراچی کی اور کلفٹن کی سیر کی۔ بعد نماز مغرب چاٹگام کے حضرات کی دعوت کی۔ دعوت کے بعد کاغذی محلہ میں انجمن قادریہ کی طرف سے جلسہ میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی، جس میں نعت خوانی کے بعد برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی اور ہماری تقریریں ہوئیں بہت لطف رہا۔

یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۹۰ھ، ۷ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

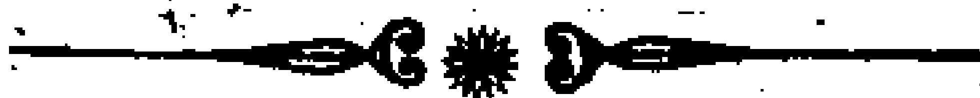
آج صبح حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں ناشتہ کیا، بعد ناشتہ حضرت علامہ عبدالمصطفٰے صاحب ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے حکم ملا۔ کار پہنچی کہ جامعہ رضویہ میں پہنچو۔ چنانچہ میں اور بھائی صابر صاحب وہاں پہنچے، ماشاءاللہ عمارت مدرسہ عمارت مسجد طلباء۔ مدرسین وہاں کی تعلیم دیکھ کر دنگ رہ گئے، وہاں سے واپسی پر محمد شریف صاحب لوٹی والے کے ہاں دعوت کی، اور اسٹیشن پر پہنچ گئے، وہاں کمرہ ۱۱ میں ۵، ۴۔ ۶، ۴ کی سیٹیں ملیں۔ احباب کا بڑا مجمع تھا۔ بھائی عبدالمجید صاحب مع اپنی اہلیہ کے بہت سے ہار پھول وغیرہ لے کر پہنچے، گاڑی روانہ ہوئی، مختلف اسٹیشنوں پر احباب ہار پھول مٹھائی وغیرہ لے کر ملتے رہے خصوصاً نواب شاہ پر ہمارے اہل قرابت احباب کی ملاقات اور سکھر اسٹیشن پر حضرت مفتی محمد حسین صاحب مفتی سکھر مع اُن کے کثیر احباب

احباب کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی، گاڑی وہاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہری تو لوگوں نے وہاں ہی نعت خوانی شروع کردی، مدینہ منورہ کی یاد میں آنسو جاری ہوگئے۔
پھر اعلحضرت قدس سرہ کا سلام ؎
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام - ہوا

۲ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ، ۸ اپریل ۱۹۷۰ء چہار شنبہ

آج کی شب بہت آرام سے گذری، کیونکہ عوامی ایکسپریس کی سیٹیں ریزرو تھیں۔ رات کے نوافل کا موقعہ مل گیا، صبح دس بجے گاڑی لاہور پہنچی، ایک گھنٹہ لاہور ٹھہری لاہور اسٹیشن پر بہت علماء و مشائخ عظام تشریف فرما تھے ہر شخص مٹھائی ہار پھول لے کر آیا مٹھائی پر فاتحہ پڑھ کر وہیں اسٹیشن پر تقسیم کی بہت شاندار محفل میلاد ہوئی، سلام پڑھا گیا۔ کچھ احباب مرید ہوئے، گیارہ بج کر پانچ منٹ پر گاڑی روانہ ہوئی ایک بجکر ۲۰ منٹ پر گجرات پہنچی یہاں بھی بہت کثیر مجمع تھا نعرے لگائے جا رہے تھے۔ وہاں سے اتر کر سیدھے مسجد غوثیہ اور مدرسہ میں حاضری دی، اور دو بجے بخیر و خوبی یہ مبارک سفر اختتام پذیر ہوا۔





تصانیف صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

خلف الرشید حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر نعیمی پارہ ۱۲ تا ۱۹	تفسیر القرآن
العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ	فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ (۵ جلد)
خطبات نعیمیہ	جمعہ وعیدین ودیگر خطبات مع ضروری مسائل
الدرایہ فی تحقیق الروایہ	اصول حدیث پر اردو زبان میں انتہائی سہل اور جامع کتاب مع منکرین حدیث کے اعتراضات وجوابات۔ طلباء حدیث کیلئے خاص تحفہ
اربعین نعیمیہ	درود شریف کے متعلق ۴۰ (چالیس) حدیثیں
سیاہ خضاب حرام ہے	مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کی کتاب سیاہ خضاب کا مکمل رد
درودِ تاج پر اعتراضات وجوابات	درودِ تاج پر نجدیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب
راہ جنت بجواب راہ سنت	سرفراز خاں گکھڑوی کی کتاب "راہ سنت" منہ توڑ جواب
از بلا (اردو، انگریزی)	رد عیسائیت میں لاجواب کتاب (بطرز ناول)
المصادر العربیہ	۴۰۰۰ عربی مصادر کا خزانہ مع مشتقات ونحوی اصولوں کی وضاحت
تنقیدات اعلیٰ مطبوعات	مشہور اور مستند کتابوں میں چند غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے
نظریات اقبال	علامہ اقبال پر تنقید اور انکی فکری غلطیوں کی نشاندہی

نعیمی کتب خانہ ۱۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار لاہور فون 042-5000318


نعیمی کتب خانہ